اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ
۲۴ : ۴۵

تاریخ احمدی

طبع چہارم

از تالیفات جلیلہ

عالیجناب والا لخطاب نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر۔ او۔ بی۔ ای،
المتخلص بہ مذاق (رئیس پریانواں ضلع پرتاب گڈھ)



طبع اول ۱۹۱۰ء
" دوم ۱۹۲۵ء
" سوم ۱۹۳۲ء
" چہارم ۱۹۴۶ء

پرنٹر و پبلشر

نظامی پریس، لکھنؤ
آہنی پھاٹک

سنہ ۱۹۴۶ء

تقریظ کتاب از قلم معجز رقم صدر ارکان فصاحت بدر آسمان بلاغت ملیح و لق بزم سخن دانی بلبل گلزار خوش بیانی مفسر حکمت مصور فطرت خلاصۂ دودمان گرامی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی زاد مجدہم السامی

میں نے کتاب تاریخ احمدی مولفہ خان بہادر نواب احمد حسین خانصاحب تعلقدار پریانواں (ضلع پرتاب گڈھ) بالاستیعاب دیکھی۔ یہ تاریخ فلسکیپ کاغذ کے ۴۷۳ صفحوں پر ختم ہوئی ہے اور نہایت صاف اور نفیس چھپی ہے۔ خط اور کاغذ بھی پاکیزہ ہے۔

نواب صاحب موصوف (۳۰) سے زیادہ عالمانہ اور فاضلانہ کتابوں کے مصنف ہیں اور باوجود تعلقات ریاست شب و روز مشاغل علمی میں مصروف رہتے ہیں۔ تاریخ احمدی اُنکی تالیفات و تصنیفات میں بہترین اضافہ سمجھی جائیگی کیونکہ اس طرز و شان کی کوئی تاریخ آجتک اُردو زبان میں نہیں چھپی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر عباسیوں کے آخری خلیفہ تک اسلامی تاریخ کے تمام مشہور و نمایاں واقعات کو نہایت محققانہ و مورخانہ انداز سے جمع کیا گیا ہے۔ زبان بہت صاف شستہ اور عام فہم ہے۔ پیرایۂ ادا موثر اور دلنشین ہے اور سب سے بڑی خوبی اس تاریخ میں یہ ہے کہ ہر واقعہ کا حوالہ معتبر اور مستند کتب احادیث و تواریخ سے دیا گیا ہے اور اصل عبارتیں اُن کتابوں کی حاشیے پر درج کردی ہیں۔ یہ ایک ایسی نرالی اور عظیم الشان کوشش ہے کہ تاریخ احمدی کا پڑھنے والا اسلامی ادب کی تمام مشہور و نایاب کتب تواریخ و احادیث سے واقف ہو جائے گا اور اس لحاظ سے تاریخ احمدی کو خلاصۃ التواریخ کہنا چاہیئے یا تاریخوں کا انسائیکلوپیڈیا۔

جب میں نواب صاحب کے چھریرے بدن، زردی مائل گوری رنگت، تیز اور متجسس آنکھوں، سادہ لباس اور مہذبانہ طرز گفتگو کا تصور کرتا ہوں تو یہ کتاب اُن کے خصائل جسمانی اور فضائل علمی کی ایک مجسم تصویر بنکر نظر آتی ہے۔

آجکل کے امیروں اور نوابوں کا کام یہ ہے کہ وہ ساری رات جاگیں حسن و عشق کے افسانے سُنیں ولایت کی بنی ہوئی شرابیں جام بھر بھر کر پئیں، ہوس انگیز باجے کوٹھیوں بنگلوں میں بجوائیں۔ بیہودہ اور غیر مہذب مصاحبوں کے ساتھ فحش کلامیاں کریں اور جب رات کی تاریکی دور ہونے لگے صبح کا ایمانی نور افق کائنات پر نمودار ہو مرغان چمن تسبیح و تحمید کے نغمے شروع کریں، موذن کی آواز بلند ہو تو یہ سب پاؤں پھیلا کر سو جائیں اور ۱۲ بجے سے پہلے بیدار نہ ہوں، ساری رات عفت اور حرام، دن بھر بیکار اور آرام، کام کے لئے ایک منٹ نہیں اور اگر ہے تو یہ کہ قوائے انسانی کو پامال کیا جائے یا تو خود دوسروں کے آگے اتنے جھکیں کہ بشری شرافت خاک میں مل جائے یا ماتحتوں پر اتنے ستم کریں کہ فرعون و نمرود کی روح نہ شرمائے۔ اُن کو اپنے سوا دنیا میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ آرام ہے تو ان کے لئے تکلیف ہے تو ان کے واسطے یعنی اپنے آرام کے سامنے کسی کے آرام کی پروا نہیں کرتے اور اپنی تکلیف کے سوا کسی دوسرے کی تکلیف کو خاطر میں نہیں لاتے قصہ مختصر امرا کا طبقہ ہمارے ملک میں اُن لوگوں کیلئے جو جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں مجسم دلیل اُنکے موجود ہونیکی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جنات کو مجھے آنکھ سے دکھا دو تب میں اُنکا وجود مانونگا تو ہندوستان کے راجہ نوابوں اور دولتمندوں کو پیش کردیا جائے یہ کہکر کہ جنات ایسے ہوتے ہیں تو پھر اُسکو جنات کے وجود کو تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا مگر خان بہادر نواب احمد حسین صاحب ان اُمرا کے بالکل برعکس واقع ہوئے ہیں جسطرح ہر صوبے میں بُرے اُمرا کے اندر چند اچھے اُمرا کی مثالیں بھی دستیاب ہوتی ہیں اسی طرح ممالک متحدہ اودھ و آگرہ میں بھی اُمرا کی جسقدر اچھی مثالیں ہیں اُنمیں نواب احمد حسین صاحب کا درجہ سب سے بلند اور اعلیٰ پایا جاتا ہے۔ اُنکے اوقات کا انضباط حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری، ملایح انسانی کا

رکھ رکھاؤ، حکومت وقت کی اطاعت و فرمانبرداری، رعایا کی حفاظت و پاسداری، نظم حکومت کی قابلیت و نگہداری اور بیشمار صفات ایسے ہیں کہ اگر کوئی شاعر سچا قصیدہ اُنکی شان میں لکھنا چاہے تو مبالغے کے الزام کے بغیر بے تکان ایک بہت بڑا قصیدہ انکی تعریف میں تیار کرسکتا ہے اُسکو یہ ضرورت نہوگی کہ خان بہادر کو رستم سے بڑھا کر دکھلائے اور یہ لکھے کہ رستم جیب اُنکا چہرہ دیکھتا ہے تو غش کھا کر گر پڑتا ہے بلکہ یہ کہدینا کافی ہوگا کہ اُنکے قلب و دماغ کا استقلال رستم سے زیادہ مضبوط ہے۔ شاعر اگر یہ لکھے کہ خان بہادر صاحب حاتم سے زیادہ سخی ہیں تو اُسکو بہت زیادہ جھوٹ سمجھا جائیگا بلکہ صرف اتنا لکھدینے میں سخاوت کی سچی تعریف ادا ہوجائے گی کہ نواب صاحب مستحق غربا کو محروم نہیں رکھتے اور غیر مستحقوں کو منھ نہیں لگاتے۔ کچھ ضرورت نہیں ہے کہ شاعر اُن کے حُسن و جمال کو آفتاب و مہتاب اور حضرت یوسف سے مشابہت دے بلکہ اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ بشری جسم میں جسقدر چیزیں زیبائش اور موزونیت کے لئے ضروری ہوتی ہیں وہ سب اُن میں موجود ہیں۔

الغرض نواب صاحب کے یہ علمی مشاغل تمام امرائے ہند کے لئے جو جہل کے دوست اور علم کے دشمن ہیں سبق آموز ثابت ہوں گے۔ ملک ملکوں کی اصلاح کرتے ہیں، قومیں قوموں کی اصلاح کرتی ہیں، خاندان خاندانوں کی اصلاح کرتے ہیں، اشخاص اشخاص کے لئے نمونۂ نصیحت بنتے ہیں یہ ایک فلسفۂ قدرت ہے مجھے اُمید ہے کہ نواب صاحب کی یہ کتاب اور تمام تصنیفات بھی طبقۂ امرا کو علمی شوق کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کامیاب مصلح ثابت ہونگی۔

اُردو زبان کے حامی نواب صاحب کی ان خدمات کو نظر غور سے دیکھیں گے تو ان کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ قومی لٹریچر کی ترقی کیلئے نواب صاحب نے اپنی عمر کا وہ قیمتی حصہ صرف کیا ہے جو اگر اس میں نہ خرچ کیا جاتا تو اُن کیلئے دیگر امور ریاست میں طرح طرح کی ترقیوں کا باعث ہوسکتا تھا۔ وہ ایسی صاف اور سادہ اور سلیس اُردو لکھتے ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ دونوں مقامات کے اہل زبان اُسکی تعریف کرنے پر مجبور ہوں گے۔ بقا و قرار آیندہ زمانے میں اِسی قسم کی اُردو عبارتوں کو ہوگا جس میں بناوٹی الفاظ کی اُلجھن نہو اور میں دیکھتا ہوں کہ تاریخ احمدی شروع سے لیکر آخر تک ان محاسن سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

نواب صاحب نے یہ کتاب لکھ کر تاریخی مضمون نویسی اور وعظ و لکچر کی مشکلات کو بھی آسان کردیا ہے۔ جو لوگ بہت سی کتابیں نہ خرید سکیں وہ تاریخ احمدی کو خریدلیں تمام کتب تاریخی کی روح ہاتھ آجائے گی۔

حسن نظامی

(از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلی)

۳۰ راگست ۱۹۲۰ء

تقریظ کتاب از قلم بلاغت رقم محقق دوراں واعظ خوش بیان صاحب فضل حقائق آگاہ جناب مولوی محمد عصمت اللہ صاحب پشاوری

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست   آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

میرے دل میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ اردو زبان میں پیغمبر اسلام اور آپکی عترت پاک و خلفائے کرام کے حالات میں ایسی ایک تاریخ لکھی جائے جس میں تاریخی واقعات کو مورخانہ طور پر قابل اعتبار کتابوں سے اخذ کر کے من وعن ناظرین کے سامنے لایا گیا ہو جس کتاب سے کوئی واقعہ اخذ کیا گیا ہو اُسکا نام اور اسکی اصل عبارت بھی تحریر کر دی گئی ہو۔ نیز کتب منقول عنہا کے اعتبار اور وثوق کی نسبت محققین علم الرجال نے جو رائے قائم کی ہو وہ بھی پیش کر دی گئی ہو۔ بایں ہمہ وہ تاریخ مصنف کے آراء و قیاسات کی جولانگاہ نہ ہو۔ اور اُس میں واقعات کو کھینچ تان کر ذاتی معتقدات کا تابع نہ بنایا گیا ہو۔

یوں تو اردو زبان میں پیغمبر اسلام اور آپکی عترت و خلفاء کے حالات میں کثرت سے کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اُن میں اُس طریقے سے کام نہیں لیا گیا جسکا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ مورخ کا کام صرف واقعات کو دکھا دینا ہے۔ نتائج نکالنا دیکھنے والوں کا کام ہے مورخ کا فرض نہیں ہے واقعات اگر صحیح طور پر ظاہر کئے جائیں تو وہ خود اپنے علل و اسباب و نتائج کو دکھلا دیا کرتے ہیں اور دیکھنے والا ادنی تامل کیساتھ بحر مطالب کی تہ میں غوطہ لگا کر مقصود کے موتی نکال لاتا ہے اور خود سمجھ لیتا ہے کہ یہ رکھنے کے قابل ہیں اور یہ پھینکدینے کے لائق۔

متقدمین نے اپنی تاریخوں میں انھیں اصولوں سے کام لیا تھا۔ واقعات کی جانچ پڑتال میں بہت بڑی کوشش اور جانفشانی کی اور ترتیب مناسب صحت کے ساتھ حالات قلمبند کر کے واقعہ نگاری کا حق ادا کر دیا مگر متاخرین نے تاریخی فلسفے کی بنیاد قائم کر کے ہر واقعہ کو علل و اسباب کی عینک سے دیکھنا شروع کیا اور اُس سے نتائج کا استخراج کر کے علم مناظرہ کا ایک عظیم الشان محل تیار کر دیا۔

اگرچہ فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ابن خلدون سے کچھ عرصہ پہلے پڑ چکی تھی مگر ابن خلدون نے اُسے معراج الکمال پر پہونچا دیا۔ اُسنے واقعات کی تحقیقات کیلئے اُصول و قوانین منضبط کئے۔ روایت کی تحقیقات کے اُصول تو متقدمین قائم کر ہی چکے تھے علامۂ موصوف نے ادنبر اُصول درایت کا اضافہ کر کے تاریخ کو ایسی ترتیب کے ساتھ مدون کیا کہ تاریخ تاریخ ہی نہ رہی بلکہ خود ایک طرح کا فلسفہ بنگئی اور علامۂ موصوف اس طرز خاص کے موجد قرار پائے۔ بعد کو جسقدر تاریخیں لکھی گئیں اُن میں علامہ موصوف کے طرز خاص اور متقدمین کے طرز عام کو ملا جلا کر کام لیا گیا۔ اِس سے واقعہ نگاری کی شان میں اور بھی ندرت پیدا ہو گئی۔ مگر قابل افسوس یہ امر ہے کہ علامہ ابن خلدون نے تاریخ نگاری میں جو آزادانہ بلند پروازی کی شان پیدا کی تھی اور اصول تاریخ نگاری سے ذرا ہٹ کر فلسفہ سے کام لیا تھا اُس سے ہمارے اُردو مصنفین نے غلط اور ناروا فائدہ اُٹھانیکی کوشش کی۔ انھوں نے نہ تو متقدمین کی پوری پیروی کی نہ متاخرین کی اور نہ علامہ ابن خلدون ہی کے نقش قدم پر چلے بلکہ پہلے ہی سے ایک اعتقادی مقصد قرار دیکر تاریخی واقعات کو کسی نہ کسی طرح اُسکے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور فن تاریخ کو مناظرے کا فن بنا دیا۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے بجائے اسکے کہ حالات روشن ہوں اور بھی دھندلکے میں پڑگئے بعض اُردو تاریخیں اس کلیے سے مستثنیٰ ہیں مگر وہ النادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہیں۔ پس ضرورت تھی اور بہت بڑی ضرورت تھی کہ اُردو زبان میں کوئی ایسی تاریخ مدون ہو جو کہ اس قابل ذکر فرو گذاشت کی جو اُردو تاریخوں میں بالعموم پائی جاتی ہے) باحسن وجوہ تلافی کر سکے۔ یہ ضرورت اور بھی شدت سے محسوس ہوتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ معترضین اسی قسم کے مصنفین کے آراء و قیاسات کو نادانستگی سے عین اسلام سمجھکر نکتہ چینیاں کرنے لگتے ہیں اور اسلام کے متعلق ناواجب شکوک و شبہات وارد کر کے غلط فہمی کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔

حسن اتفاق کہو یا خوبیٔ بخت یا درد دل سے بھری ہوئی دعائے نیم شب کا نتیجہ کہ بحمد اللہ میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور یہ عظیم الشان کام عالیجناب **شیخ احمد حسین خاں صاحب خان بہادر افسر طبقہ برٹش امپائر رئیس پرپاوان ضلع پرتاب گڈھ** کے حقیقت نگار ہاتھوں سے پورا ہوا اور آپ نے کتاب تاریخ احمدی تحریر فرما کر اردو زبان میں فن تاریخ کے اندر عدیم النظیر اضافہ کیا۔

یہی وجہ تھی کہ میں نے اس قابل قدر کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھا اور سرسری نظر سے نہیں بلکہ غور کی نگاہ سے دیکھا اور اسکے اکثر مقامات کی ٹھونک بجا کر تحقیق کی اسلئے بلاخوف لومۃ لائم کہہ سکتا ہوں کہ زبان اردو میں علم تاریخ کی اس سے زیادہ صحیح اور مختصر الجامع اور کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جسقدر قابل اعتنا اور صحیح روایات کا ذخیرہ اس چھوٹی سی نفیس کتاب میں موجود ہے وہ کسی بڑی سے بڑی اور مبسوط کتاب میں بھی کم پایا جائیگا مزید براں اس کتاب میں کتب تاریخیہ سے روایات کا انتخاب ایسی دقت نظر سے کیا گیا ہے کہ بلا کسی خارجی دلیل و برہان کے خود روایات ہی درایت کا آئینہ بنگئی ہیں اور خوبیٔ ترتیب نے اسے ایسی جلا دیدی ہے کہ واقعات کی حقیقی تصویر اپنے اصلی رنگ میں سامنے آکر دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ کتاب مذکور میں اس بات کی حد سے زیادہ احتیاط کیگئی ہے کہ کوئی روایت کسی غیر معتبر یا غیر معروف کتاب سے نہ لیجائے۔ چنانچہ اسی غرض سے کتاب کے شروع میں کتب معتبرہ کے حوالے سے ایک ایسا نقشہ مرتب کرکے شامل کر دیا گیا ہے جس سے کتاب خود اور اسکے مصنف کا وثوق و اعتبار کا حال روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے نیز حاشیۂ کتاب پر اصل روایات کو نقل کر دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کتاب منقول اور منقول عنہ کے مقاصد میں مطابقت کر سکیں علاوہ بریں چونکہ مولف نے ترجمہ لفظی کی جبریہ رعایت ملحوظ نہیں رکھی بلکہ نفس واقعات کو حتی الامکان بامحاورہ ادا کیا ہے اس وجہ سے سلاست زبان اور تسلسل مضامین میں کوئی خلل نہیں آنے پایا جس کا اعلیٰ مقصود یہ ہے کہ تاریخی حالات اپنی حقیقی حیثیت پر قائم رہیں۔ مقدس مبلغین اسلام اور اُن کے اعوان و انصار نیز مخالفین کے حالات بلا کم و کاست اور بلا رد و رعایت پیش نظر ہو جائیں اور یہ امر بخوبی معلوم ہو جائے کہ تبلیغ کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ اسکا مقدس پودا کیونکر لگایا گیا۔ وہ کس طرح سے پھولا پھلا۔ اسے اکھاڑ پھینکنے کیلئے کس کس قسم کی آندھیاں چلائی گئیں اور اس پودے کو مخالفین کے دستبرد سے کیونکر بچایا گیا۔ غرضکہ یہ نادر کتاب باوجود اختصار کے اپنی جامعیت اور صحت کے اعتبار سے بڑی بڑی کتابوں کے مطالعے سے مستغنی کرنیوالی اور مہتم بالشان مسئلہ تاریخی پر کافی روشنی ڈالنے والی ہے اور اسکے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کے دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ کتاب ابواب و فصول پر جیسا کہ عام قاعدہ ہے تقسیم نہیں کی گئی اگرچہ بظاہر یہ امر تعجب خیز معلوم ہوتا ہے مگر بنظر امعان دیکھا جائے تو یہ کوئی نقص کی بات نہیں ہے بلکہ کتاب کی خوبی کو دوبالا کرتی ہے کیونکہ مؤلف کی احتیاط پسند طبیعت نے اس امر کو گوارا نہیں کیا کہ اپنی تاریخی کتاب میں ذاتیات پر بیجا نظر ڈالی جائے اسکو ابواب و فصول پر تقسیم کیا جائے اور واقعات میں ذاتی رائے کو دخل دیکر اسے تاریخی رتبہ سے گرا دیا جائے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس محتاط قلم نے تاریخ کے اندر اتنی سی بات کو بھی تحریر کرنا پسند نہیں کیا وہ کب گوارہ کر سکتا ہے کہ حقائق سے قطع نظر کرکے قیاسات کو تحریر کرے اور ناظرین کتاب کو تاریخی میدان سے ہٹا کر دھوکے کی دلدل میں پھنسا دے۔ سب سے بڑی خوبی جو کتاب مذکور کے اندر ہے وہ یہ ہے کہ قابل مؤلف نے اثنائے تحریر میں شیعہ سنی کی ناگوار اور پُرتکرار بحث کو پیدا نہیں ہونے دیا حالانکہ مبلغین اسلام کے واقعات تحریر کرتے وقت مورخ کو ایسے مقامات سے گذرنا پڑتا ہے جہاں قدم قدم پر خواہ مخواہ شیعہ سنی کا سوال پیش آجاتا ہے مگر مؤلف کا حقیقت نگار قلم اُن مقامات کو اس طرح طے کر گیا ہے کہ حقانیت کو لغزش ہوتے ہوئے شیعہ سنی کا سوال پیدا نہیں

درحقیقت قوم کیطرف سے بے انتہا شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے ایسے جواہر ریزوں کو یکجا کرکے قوم کے سامنے پیش کردیا ہے "ولِلّٰہ دَرُّہ" اب قوم کا فرض ہے کہ اس بیمثل و بے بہا ارمغاں کو شوق کے ہاتھ پھیلا کر لے ذوق کی نگاہوں سے دیکھے اور اس کے مطالعے سے اخلاقی و روحانی فوائد حاصل کرے۔

کتاب مذکور میں جہاں اور تمام اوصاف پائے جاتے ہیں وہاں ایک کمی بھی نظر آتی ہے اور اسکا ندکھانا فرائض ریویو نگاری کے خلاف ہے یعنی مؤلف نے کتاب کے حواشی پر جہاں کتب ماخوذ عنہا کی عبارتیں نقل کی ہیں ہاں باب یا فصل اور صفحات وغیرہ کا حوالہ نہیں دیا۔ اگرچہ ہم نے بہت سے حوالوں کو اصل کتابوں سے نکال کر دیکھا اور من و عن صحیح پایا۔ تاہم فاضل مؤلف کا فرض تھا کہ کتب ماخوذ عنہا کے ابواب و فصول و صفحات وغیرہ کی شرح کرکے اہل تحقیق کیلئے آسانی کا سامان بہم پہونچا دیتے۔ مجھ کو امید ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں اس معمولی کمی کو بھی پورا کردیا جائیگا۔ افسوس ہے کہ اس حد تک بھی اندراس نہ ... [illegible]

میرے خیال میں مسلمانوں کا کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے کیونکہ یہ کتاب بوڑھوں، نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید ہے اور گو مطالب گہرے ہیں مگر عبارت ایسی سلیس ہے کہ اس نے گہرے مطالب کو بھی سلیس بنادیا ہے۔

میں نے جو کچھ لکھا وہ افسانہ نہیں ہے جسے ناول سے زیادہ وقعت نہ دیجائے بلکہ جو کچھ لکھا وہ علیٰ وجہ البصیرت لکھا اور اگر خدا نے چاہا تو میں تفصیل کیساتھ مستقل رسالے کی صورت میں تاریخ احمدی پر ایک تحقیقی تبصرہ تحریر کرونگا اور دکھادونگا کہ یہ کتاب حقیقت شناس حضرات کی نظر میں کس پائے کی ہے خدا کرے میں جلد اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں ؎

دکھاؤنگا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

محمد عصمۃ اللہ
ہوشیارپور پنجاب

تقریظ کتاب از قلم حقیقت رقم ادیب اوحد طبیب مستند حکیم مولوی امیر احمد صاحب نکہتوی

عموماً تقریظ لکھنے والے محض مدح سرائی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر میرے خیال میں یہ تقاضائے انصاف نہیں ہے کیونکہ مدح اوسی وقت تک مدح کہی جاسکتی ہے جبتک ممدوح کی حیثیت سے مطابق ہو۔ درحقیقت تالیف و تصنیف کی راہیں ایسی دشوار گزار ہیں کہ اُن کو آسانی سے طے کرجانا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنے والوں کو صدہا دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب کہیں منزل مقصود کا سواد دیکھنا نصیب ہوتا ہے اسپر بھی کسی مصنف یا مؤلف کے متعلق یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وہ اپنا دامن نکتہ چینیوں کے تھپیڑوں سے بچا کر نکل گیا اسلئے کہ جتنی تالیف و تصنیف کی راہوں میں مشکلات ہیں اون سے بہت زیادہ نکتہ چینی کرنے والوں کو آسانیاں ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی صریح غلطی ثابت نہیں ہوتی تو کم از کم تعصب اور پاسداری کے الزام سے مؤلف و تالیف دونوں کو متہم کرکے نکتہ چینی کا حوصلہ پورا کرلیا جاتا ہے۔ انیسویں صدی کے آخر تک کئی اردو تاریخیں چھپ کر شایع ہوئیں جنکے دیکھنے کا فخر مجھے بھی حاصل ہوا ہے۔ باوجودیکہ اپنے اپنے موقع پر مؤلفین نے خوب زور قلم دکھلایا ہے مگر پھر بھی نکتہ چینوں کی تعدی سے بچ نہیں سکے۔ ممکن ہے کہ قلت تالیف و تصنیف کے اسباب کچھ اور بھی ہوں اور گو کہ یہ خیال بھی کسی حد تک صحیح ہو کہ یہ دور شرقی علوم کے لئے غیر مساعد ہے لیکن میں تو اس امر کے اعتراف کو تیار نہیں ہوں کہ زمانے کا یہ دور عمدہ تالیفات اور لائق مؤلفین سے خالی ہے اور اپنے قول کی تائید میں تاریخ احمدی مؤلفہ جناب نواب احمد حسین خاں بہادر رئیس پریانواں کو شاہد پیش کرتا ہوں جسکے بالاستیعاب دیکھنے کا موقع خوش قسمتی سے مجھے ملا ہے اس کتاب میں رسالت و خاندان رسالت کے حالات کسیقدر بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اموی خاندان کے سوانح خصوصاً ایسے واقعات

جنکو بنی فاطمہ سے تعلق ہو واضح طور پر دکھلائے گئے ہیں اُنکے بعد عباسی خاندان کا دور جہاں سے شروع ہوتا ہو وہاں غالباً بخیال طوالت اختصار سے کام لیا گیا ہو سرسری نگاہیں تو اسے دیکھ کر صرف اتنا ہی معلوم کر سکتی ہیں کہ یہ بھی تاریخی واقعات کا ایک مجموعہ ہو اور اسنے اُردو تاریخوں کی فہرست میں ایک نمبر اضافہ کر دینے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ مؤلف نے بھی قدیم مورخین کی کھینچی ہوئی تصویروں کا محض فوٹو اُتار لیا ہے جیسا بعض اور مؤلفین اسنے پہلے کر چکے ہیں۔ مگر بنظر غائر دیکھنے سے اسکے انداز ہی نرالے نظر آتے ہیں اور انصاف پسند طبیعتوں کو اقرار کرنا پڑتا ہو کہ مؤلف کتاب نے واقعات کی تصویر کھینچنے میں نہایت قابلیت سے کام لیا ہو اور اپنا اندازِ نگارش اپنے ہمعصر مورخوں سے بالکل جداگانہ رکھا ہے۔ ایک میں کیا جو شخص تاریخ احمدی کو بنظر امعان انصاف سے دیکھے گا یہی فیصلہ کریگا کہ یہ کتاب اپنے بعض خصوصیتوں کی وجہ سے دیگر اُردو تاریخوں میں ممتاز ہو مثلاً مورخ کا پہلا فرض تدین ہو مؤلف تاریخ احمدی نے اس فرض کو علیٰ وجہ الکمال اس طرح ادا کیا ہو کہ واقعات نقل کرتے وقت محض حوالے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اصل عبارت بھی حاشیہ پر درج کر دی ہے جس سے تنقیدی نگاہوں کو حصول اطمینان کے لئے زیادہ ادھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ غالباً اس طریق تالیف کے اختیار کرنے کا مقصود یہ ہوگا اور یہی ہو سکتا ہے کہ صحت وسقم کے ذمہ دار مورخین متقدمین ہو سکتے ہیں مؤلف تاریخ احمدی اس بار سے بالکل سبکدوش ہو۔ میرے خیال میں اسی وجہ سے مؤلف تاریخ احمدی نے کہیں کسی موقع پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ تالیف کی بنیاد محض روایات پر قائم کی ہے۔ پس ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ منقول کے حسن وقبح سے بحث کرنا عین منقول عنہ سے بحث کرنا ہے اور منقول پر تنقید۔ وی نظر از الذ عین منقول عنہ کی تنقید کرنا ہے کیونکہ منقول اور منقول عنہ کے اوصاف باہم ایک دوسرے کو مستلزم ہوتے ہیں۔ ناقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ علاوہ بریں مؤلف نے کسی مسئلہ کو خصوصیت کیساتھ اپنی کتاب کا موضوع قرار نہیں دیا۔ کسی دعوے کے اثبات وابطال کا ارادہ کیا ہو مگر واقعات کا انتخاب اور ان کی ترتیب ایسے اسلوب سے کی گئی ہو کہ بعض اہم متنازعہ فیہ مسائل پر کافی روشنی پڑتی ہو اور ناظرین کتاب بشرط توجہ حق و باطل کا تصفیہ ایک حد تک آسانی سے کر سکتے ہیں۔

اگرچہ اس کتاب کا ماخذ عربی اور فارسی تاریخوں کا ذخیرہ ہے لیکن چونکہ مؤلف نے لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی بلکہ اصل مقصود پر نظر رکھی ہو اس وجہ سے بیان میں کہیں اغلاق وتعقید نہیں ہے اور عبارت کا تسلسل بے ربط نہیں ہونے پایا۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ تاریخ احمدی جس طرح طبقۂ خواص وعوام کیلئے یکساں مفید ہو اسی طرح دونوں طبقوں میں بنظر قبول دیکھی بھی جائے گی

امیر احمد

(مانک پور ضلع پرتاب گڑھ)

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ



الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

منظور ہے گزارشِ احوال واقعی
اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے

مذاق ناچیز خود ستائی نہیں کرتا اپنی سرگذشت بیان کرتا ہے کہ مجھے کتب بینی اور مضمون نگاری کا شوق ابتدائے سن شعور سے ہوا اور اُس شوق کے جذبات ایسے قوی تھے کہ میری ہیچمدانی پر غالب آگئے۔ شروع شروع باقتضائے عمر شاعری سے دلچسپی ہوئی اور میں نے باغ سخن کے دو سدا بہار گلدستے کلیاتِ مذاق و جذباتِ مذاق مرتب کر کے نذرِ احباب کئے۔ پھر ایک مختصر مجموعہ ہندی مثلوں کا "ضرب المثل" اور ایک اخلاقی ناول "عقد الجواہر" لکھا چونکہ تغیر عمر کے ساتھ رنگ طبیعت بھی بدل جاتا ہے بمرورِ ایام شاعرانہ تصنیفات کا خیال دل سے محو ہو گیا اور علمی تالیفات کا ذوق جاگزینِ خاطر ہوا۔ چنانچہ بتوفیق ایزدی میں نے بتدریج یہ کتابیں لکھیں منظر الاسلام[1]، علم الکتاب[2]، معرفۃ العلماء[3]، رفع الحجب عن اسامی الکتب[4]، تصحیح الاغلاط[5]، مفاتیح[6] و شرح المفاتیح[7]، عمدۃ المناقب[8]، انوار المطالب[9]، آیات بینات[10]، فصل المبین[11]، روض الریاحین[12]، نجم الزاہر[13]، صبح صادق[14]، تحفۃ الاعاظم[15]، الرضا[16]، جوہر النقی[17]، زاد المتقی[18]، جوہر عبقری[19]، کشف الغمہ[20]، اثبات الوصایا[21]، الکمال الدرایہ[22]، دقائق المذہب[23]، ید بیضا[24]، مناظر الخلافۃ[25]، کتاب المصالحۃ والموافقۃ[26]، گلستان مذاق[27]، امثال فارسی[28]، دقائق النبوۃ والخلافۃ[29]، چور لاٹین[30]، معیار المنافقین[31]، پیغمبر آخر الزماں کی چند پیشینگوئیاں[32]، سپہر امامت[33] کے بارہ برج[34]، کتاب الامامۃ والخلافۃ[35]، کتاب الصحابہ[36]، امثال عربیہ[37]۔ ان تالیفات سے فارغ ہونیکے بعد باوجود ضمحلال قوائے و ہجوم افکار لاتحصے یہ تمنا دامنگیر ہوئی کہ اُردو میں ایک مختصر اسلامی تاریخ بھی لکھ ڈالوں

خدا کا شکر ہے کہ اُس نے میری آرزو پوری کی اور **تاریخ احمدی** کے مرتب کرنے میں اپنی تائیدِ شاملِ حال فرمائی۔ سچ پوچھئے تو علوم متعارفہ میں تاریخ ہی وہ علم ہے جس سے مذہبی اخلاقی اور تمدنی معاملات کی اصلاح ہو سکتی ہے کیونکہ علم تاریخ کی غرض و غایت یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے اقوام بلادِ مختلفہ کے انساب و رسوم و عادات پر اطلاع ہو انبیا، اولیا، علما، حکما، سلاطین اور عامۃ الناس کے حالاتِ زندگی معلوم ہوں۔ ان تمام باتوں سے عبرت و نصیحت کا فائدہ حاصل ہو اور زمانے کے واقعات و انقلابات پر مطلع ہونیکے بعد ہم اُن مثالوں کی پیروی اختیار کریں جو مفید ہوں اور ان مثالوں کی تقلید سے محترز رہیں جو مضر ہوں۔

بعض مؤلفین تاریخ کا یہ طرزِ عمل قابلِ افسوس ہے کہ واقعات کیساتھ رائیں اور تاویلیں شریک کر کے منظرِ حقیقت کو غبار آلود کر دیتے ہیں میں نے **تاریخ احمدی** میں کہیں اپنی رائے اور ریمارک کا ایک لفظ بھی شریک نہیں کیا۔ صرف تاریخی مضامین کے نفس مقصود کو متقدمین و متاخرین کی ادن مشہور اور مستند کتابوں سے لکھا ہے جو علمی دنیا میں کافی شہرت و قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ کوئی مضمون کسی مجہول اور مشتبہ کتاب سے نہیں لیا۔ جن کتابوں سے مضامین آخذ کئے ہیں اُن کے حوالے دیدئے ہیں اور حوالے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اصل عبارت بھی حواشی میں لکھدی ہے نیز اُن کتابوں کی توثیق کا ایک مختصر انڈکس شروع کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ ناظرین کو اُن کی معرفت میں تامل اور تنقید میں دقت نہو۔
واللہ ولی التوفیق۔

احمد حسین (مذاق)
خانشین پریانواں

اون کتابوں کی توثیق جن سے تاریخ احمدی لکھی گئی ہے

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق	AC.
1 استیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابن عبد البر Alphabetical Index of books referred to in text.	کشف الظنون (کاتب چلپی) میں ہے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب للحافظ ابی عمر یوسف عبد البر المتوفی سنہ ۴۶۳ھ وہو کتاب جلیل القدر۔ اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن عبد البر الامام شیخ الاسلام حافظ المغرب ابو عمر یوسف بن عبد البر له توالیف لامثل لها فی جمیع معنیها منها الکافی خمسة عشر مجلدا ومنها کتاب الاستیعاب لیس لاحد مثله اور سیرۃ النعمان (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے قاضی ابن عبد البر بہت بڑے محدث و امام ہیں اُن کی کتاب الاستیعاب صحابہ کے حالات میں ایک مشہور اور مستند کتاب ہے۔	1070
2 اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابن اثیر جزری	کشف الظنون میں ہے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ للشیخ عز الدین علی بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی سنہ ۶۳۰ھ ذکر الذہبی فی تجریدہ اسماء الصحابہ کتاب ابن اثیر نفیس مستقصی لاسماء الصحابہ۔ اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن الاثیر الامام العلامۃ الحافظ فخر العلماء عز الدین ابو الحسن علی بن الاثیر ×× صاحب التاریخ ومعرفۃ الصحابہ ×× وکان کملا فی الفضائل ×× عارفا بالرجال وانسابهم لاسیما الصحابۃ [illegible]	232
3 صابہ فی تمیز الصحابہ	ابن حجر عسقلانی	کشف الظنون میں ہے اصابہ فی تمیز الصحابہ للحافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ وہو فی مجلدات کبار جمع فیہ ما فی الاستیعاب وذیلہ۔	1446
4 رشاد الساری شرح صحیح البخاری	قسطلانی	کشف الظنون میں ہے ومن شروح البخاری شرح الفاضل شہاب الدین احمد القسطلانی المصری الشافعی صاحب المواہب اللدنیہ المتوفی سنہ ۹۲۳ ہجری۔ اور بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے ارشاد الساری مشہور بہ قسطلانی شرح صحیح بخاری است تصنیف شہاب الدین احمد بن ابی بکر قسطلانی ×× وتصانیف کہ ازو یادگار ماند اجل آنہا این شرح است۔	1517

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق	
انساب الاشراف 6	بلاذری	کشف الظنون میں ہے انساب الاشراف لابی الحسن احمد بن یحیی البلاذری وہو کتاب کبیر کثیر الفائدۃ الخ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب) میں ہے احمد بن یحیی البلاذری المتوفی ۲۷۹ھ ابن سعد کا شاگرد اور متوکل عباسی کا درباری تھا اسکی نظر اور صحت روایت محدثین کے گروہ میں بھی مسلم ہے تاریخ و رجال میں اسکی دو کتابیں مشہور ہیں۔ فتوح البلدان اور انساب الاشراف۔	892
احیاء العلوم	غزالی	کشف الظنون میں ہے احیاء العلوم للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی بطوس ۵۰۵ھ وہو من اجل الکتب المواعظ واعظمہا۔	1111
اسباب النزول 7	واحدی	کشف الظنون میں ہے اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی سنہ ۴۶۸ھ وہو اشہر ما صنف فیہ اور سیر النبلاء (ذہبی) میں ہے الامام العلامۃ الاستاذ ابو الحسن علی بن احمد بن الواحدی صاحب التفسیر و امام علماء التاویل صنف التفاسیر الثلاثۃ البسیط والوسیط والوجیز ولہ کتاب اسباب النزول	1075
اسنی المطالب 8	شمس الدین جزری	بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے صاحب حصن حصین قاضی القضاۃ ابو الخیر شمس الدین محمد مشہور بابن الجزری است واز حافظ ابن کثیر فقہ و حدیث آموخت و از عز الدین بن جماعۃ و محمد بن اسمعیل بخاری نیز اجازت دارد ودر ملک روم اورا امام اعظم لقب دادہ بودند ومولفات او ہمہ نافع و مفید واقع شدہ مثل النشر فی القرأت العشر کہ بسیار شہرت دارد و اسنی المطالب والجواہر العلیۃ ودیگر تصانیف نیز دارد۔	
9 ادب الدنیا والدین	ماوردی	کشف الظنون میں ہے ادب الدنیا والدین للامام علی بن محمد بن حبیب الماوردی الشافعی المتوفی سنہ ۴۵۰ھ	1058
10 اخبار الخلفاء	علی بن انجب بغدادی	کشف الظنون میں ہے اخبار الخلفاء للشیخ تاج الدین علی بن انجب البغدادی المتوفی سنہ ۶۷۴ ہجری	1275
	ابن الساعی	نیز کتاب موصوف میں ہے تاریخ ابن الساعی وہو علی بن انجب البغدادی ہو تاریخ کبیر علی ثلاثین مجلدا ولہ ایضاً فی ہذا الفن تالیف کثیر منہا اخبار الخلفاء۔	

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
اخبار الدول 11	قرمانی	المامون (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے تاریخ ابن جریر طبری و مسعودی و کامل ابن اثیر و ابن خلدون و دول الاسلام ذہبی و تاریخ الخلفاء سیوطی و اخبار الدول قرمانی و فتوح البلدان بلاذری و معارف ابن قتیبہ یہی وہ مبسوط اور مستند تاریخیں ہیں جو اسلامی تاریخوں میں ممتاز خیال کی جاتی ہیں۔
تاریخ ابوالفدا المسمی بہ کتاب المختصر فی اخبار البشر و تاریخ ابن الوردی المسمی بہ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر 12 and 12a	ابوالفدا ابن الوردی	حجج الکرامہ (مولوی صدیق حسن خاں) میں ہے تاریخ ملک مؤید ابوالفدا اسمٰعیل موسوم بہ کتاب المختصر فی اخبار البشر در مختصرات فن خیلے سنجیدہ و معتبر است اور کشف الظنون میں ہے کتاب المختصر فی اخبار البشر للملک المؤید اسمٰعیل ابو الفدا المتوفی ۷۳۲ھ و اختصرہ الشیخ الاسلام زین الدین عمر بن الوردی الشافعی × و سماہ تتمۃ المختصر۔
تاریخ ابن عساکر 13	ابن عساکر	کشف الظنون میں ہے تاریخ ابن عساکر الدمشقی فی ثمانین مجلدا۔ الخ اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن عساکر الامام الحافظ محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ الدمشقی الشافعی صاحب التصانیف والکتب۔ الخ
تاریخ الکامل 14	ابن اثیر جزری	اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن الاثیر الامام العلامۃ فخر العلماء عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن الاثیر الجزری صاحب التاریخ و معرفۃ الصحابۃ والانساب کان مکملاً فی الفضائل الخ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر الجزری صاحب التواریخ المسمی بالکامل کان اماما فی حفظ الحدیث و معرفۃ حافظ للتواریخ المتقدمۃ والمتاخرۃ صنف فی التاریخ کتابا سماہ الکامل × و ہو من خیار التواریخ۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے تاریخ ابن اثیر کو ابن خلکان نے من خیار التواریخ لکھا ہے۔ ابن اثیر کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے انھوں نے اپنی تصنیف کا مدار ابن اثیر پر رکھا ہے۔

	نام کتاب	نام مولف	توثیق
1558	تاریخ الخمیس 15	حسین دیاربکری	کشف الظنون میں ہے خمیس فی السیر للقاضی حسین بن محمد الدیاربکری المالکی نزیل مکۃ المکرمۃ المتوفی سنۃ ۹۶۶ھ وہو کتاب مشہور
1405	تاریخ ابن خلدون مسمی بہ 16 عبر و دیوان المبتدا والخبر	ابن خلدون	کشف الظنون میں ہے تاریخ ابن خلدون القاضی عبدالرحمن بن محمد الحضرمی المالکی المتوفی سنۃ ۸۰۸ھ وہو العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر الخ۔
3rd (Cent) H	تاریخ ابن واضح 17	ابن واضح یعقوبی	الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اور بڑے پایہ کا مصنف ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے۔ اسکی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ میں بمقام لیڈن چھاپی گئی۔
1505	18 تاریخ الخلفا	سیوطی	کشف الظنون میں ہے تاریخ الخلفاء لجلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنۃ ۹۱۱ھ وہو احسن ما صنف فیہ
922	19 تاریخ ابن جریر طبری المسمی بہ تاریخ الرسل والملوک و 20 تفسیر ابن جریر طبری مسمی بہ جامع البیان	ابن جریر طبری	کشف الظنون میں ہے تاریخ الطبری ہو الامام ابوجعفر محمد بن جریر المتوفی سنۃ ۳۱۰ھ وہو من التواریخ المشہورۃ الجامعۃ لاخبار العالم اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے محمد بن جریر الامام الحافظ ابوجعفر الطبری احد الاعلام لہ کتاب الکبیر المشہور فی تاریخ الامم ولہ کتاب التفسیر الذی لم یصنف مثلہ الخ۔ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابوجعفر محمد بن جریر الطبری صاحب التفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر کان اماما فی فنون کثیرۃ منہا التفسیر والحدیث والفقہ والتاریخ وغیر ذالک کان من الائمۃ المجتہدین و کان ثقۃ فی نقلہ وتاریخہ اصح التواریخ واثبتہا۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے ابوجعفر محمد بن جریر الطبری یہ فقہ اور حدیث میں بھی امام مانے جاتے ہیں چنانچہ ائمہ اربعہ کے ساتھ لوگوں نے ان کو مجتہدین کے زمرے میں شمار کیا ہے۔ تاریخ میں انھوں نے ایک نہایت مفصل اور بسیط کتاب لکھی ہے جو تیرہ ضخیم جلدوں میں ہے اور یورپ میں نہایت صحت و اہتمام کے ساتھ چھپی ہے۔

توثیق	نام مؤلف	نام کتاب
کشف الظنون میں ہے (تاریخ البخاری) للامام الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری صاحب الصحیح (الی ان قال) و یقال انہ ثلاثۃ کبیر و وسط و صغیر۔	محدث محمد بن اسمٰعیل البخاری صاحب الصحیح	تاریخ صغیر بخاری 21
اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خانصاحب) میں ہے جمال الاسلام شیخ المسلمین قاضی القضاۃ ابو علی محمد بن علی بن محمد الشوکانی از اعاظم علما و اکابر فضلائے یمن بود در جمیع علوم متداولہ از صرف و نحو و منطق و فقہ و اصول و حدیث و تفسیر و اصول آن ید طولیٰ داشت صاحب تصانیف بسیار است از مطولات و مختصرات منہا فتح القدیر تفسیر القرآن الکریم الخ	شوکانی	تفسیر فتح القدیر 22
کشف الظنون میں ہے لباب التاویل فی معالم التنزیل للشیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن۔ الخ	خازن بغدادی	تفسیر خازن مسمّٰی بہ لباب التاویل 23
تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن مردویہ الحافظ الثبت العلامۃ ابو بکر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ الاصفہانی صاحب التفسیر والتاریخ + وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال ملیح التصانیف الخ اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے تفسیر ابن مردویہ و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر از مشاہیر تفاسیر حدیث اند۔ الخ	حافظ ابن مردویہ	تفسیر ابن مردویہ 24
کشف الظنون میں ہے غرائب القرآن و رغائب الفرقان فی التفسیر للعلامۃ نظام الدین حسن بن محمد النیشاپوری الخ۔	نظام نیشاپوری	تفسیر نیشاپوری مسمّٰی بہ غرائب القرآن 25
تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمٰن + کان بحرا فی العلوم و معرفۃ الرجال و کتابہ فی التفسیر عدۃ مجلدات الخ۔	ابن ابی حاتم	تفسیر ابن ابی حاتم 26
تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمان علی صاحب طبع لکھنؤ) میں ہے مولوی سید صدیق حسن خان بہادر بن مولوی سید آل حسن قنوجی (الی ان قال) کتب مؤلفہ صاحب ترجمہ بزبان ہندی و فارسی و عربی کہ در بھوپال و مصر و قسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شدہ اسمائے آنہا بذیل مذکور ند ابجد العلوم۔ اتحاف النبلاء (الی ان قال) فتح البیان فی مقاصد القرآن	علامہ صدیق حسن خاں	تفسیر فتح البیان 27

	نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
1209	تفسیر کبیر مسمے بہ مفاتیح الغیب	فخر رازی 28	کشف الظنون میں ہے مفاتیح الغیب وہو المعروف بالتفسیر الکبیر للامام فخر الدین محمد بن عمر الرازی المتوفی ۶۰۶ھ
	تفہیمات الآلہیہ 29	شاہ ولی اللہ دہلوی	ابجد العلوم (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے مسند الوقت الشیخ الاجل شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم المحدث الدہلوی له مؤلفات جلیلة منها فتح الرحمن و الفوز الکبیر و المسوی و المصفی و حجة اللہ البالغة و ازالة الخفاء و تفہیمات و غیر ذالک۔
	تلخیص الحبیر 30	ابن حجر عسقلانی	اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خاں صاحب) میں ہے تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الرافعی الکبیر للحافظ ابن حجر العسقلانی الخ۔
1258	تذکرۃ خواص الامہ 31	سبط ابن جوزی	تاریخ ابن الوردی میں ہے و فی سنہ ۶۵۶ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن جوزی واعظ فاضل له مرآة الزمان تاریخ جامع وله تذکرة الخواص من الامة فی مناقب الائمہ۔
	تذکرۃ الحفاظ 32	ذہبی	کشف الظنون میں ہے تذکرة الحفاظ للحافظ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ۔ اور بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے ذہبی از مشاہیر مشائخ حدیث است و خیلے بزرگ کسے است۔ اور التعلیمات السنیہ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی) میں ہے شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی الذہبی × قال السبکی فی حقه محدث العصر خاتم الحفاظ امام العصر حفظاً و اتقاناً۔
1277	تہذیب الاسماء واللغات 33	نووی	کشف الظنون میں ہے تہذیب الاسماء واللغات للامام محی الدین النووی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ وہو کتاب مفید مشہور
	تدریب الراوی 34	سیوطی	کشف الظنون میں ہے تدریب الراوی شرح تقریب النووی (و قال فی ذکر تقریب النووی) له شروح منها شرح الشیخ جلال الدین السیوطی سماہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی الخ۔
1341	تہذیب الکمال 35	مزی	کشف الظنون میں ہے تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للحافظ جمال الدین یوسف المزی المتوفی سنہ ۷۴۲ھ وہو کتاب کبیر لم یولف مثله الخ۔

توثیق	نام مؤلف	نام کتاب
تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمان علی صاحب مطبوعۂ نولکشور پریس) میں ہے مولانا محمد سلامۃ اللہ بدایونی کانپوری × عالم العلوم کالشمس بین النجوم × ذات بابرکاتش مستغنی از توصیف و تعریف است کتب مصنفہ حضرت معزی الیہ دال بر ذخیرۂ علمی شان موجود ازاں جملہ کتب ذیل ہستند۔ تحفۃ الاحباب و معرکۃ الآراء و برق خاطف و تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین الخ۔	شاہ سلامۃ اللہ صاحب کانپوری	تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین 36
کشف الظنون میں ہے 892 جامع الصحیح للامام الحافظ محمد بن سورۃ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ	محمد بن عیسیٰ الترمذی	جامع ترمذی 37
کشف الظنون میں ہے جامع الاصول لاحادیث الرسول لابی السعادات مبارک بن الاثیر الجزری الشافعی المتوفی ۶۰۶ھ 1209 اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابوالسعادات مبارک بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر الجزری × اشہر العلماء ذکراً واکبر النبلاء قدراً واحد الافاضل المشار الیہم و فرد الاماثل المعتمد فی الامور علیہم × ولہ المصنفات البدیعۃ منہا جامع الاصول فی احادیث الرسول جمع فیہ بین الصحاح الستۃ الخ اور عجالہ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے مشارق الانوار در توضیح معانی احادیث صحیحین و موطا کافی است و جامع الاصول در کتب صحاح ستہ مغنی است۔	ابن الاثیر الجزری	جامع الاصول فی احادیث الرسول 38
کشف الظنون میں ہے جمع الجوامع فی الحدیث لجلال الدین سیوطی وہو کتاب کبیر الخ۔	جلال الدین سیوطی	جمع الجوامع 39
کشف الظنون میں ہے جواہر العقدین فی فضل الشرفین × للسید نور الدین ابی الحسین علی بن عبداللہ السمہودی 1505 المدنی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ	سید سمہودی	جواہر العقدین 40
تذکرۂ علمائے ہند میں ہے شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی البخاری × فقیہ و محدث بقیۃ السلف و حجۃ الخلف جامع علوم ظاہر و باطن × تصانیفہ الشہیرۃ لمعات شرح عربی مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ شرح سفر السعادۃ شرح فتوح الغیب شرح اسماء الرجال بخاری	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	جذب القلوب الی دیار المحبوب 41

	نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
			مدارج النبوت ۔ اخبار الاخیار و جذب القلوب وغیرہ ۔ الخ۔ اور حدائق الحنفیہ (مولفہ مولوی فقیر اللہ صاحب جہلمی) میں ہے شیخ عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی اپنے زمانے کے فقیہ محقق محدث ۔ مدقق ۔ فخر ہندوستان ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے × × آپ کی اشہر تصنیفات لمعات شرح عربی مشکوۃ ۔ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ ۔ شرح سفر السعادت ۔ شرح فتوح الغیب ۔ مدارج النبوۃ ۔ اخبار الاخیار ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہا ہیں الخ۔
	حاشیہ سراج المنیر عزیزی (شرح جامع صغیر سیوطی)	محمد بن سالم شافعی حفنی 42	سلک الدرر فی الاعیان القرن الثانی عشر میں ہے محمد بن سالم الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق العارف باللہ تعالیٰ وقطب وقتہ
1038	حلیۃ الاولیاء 43	حافظ ابو نعیم اصفہانی	کشف الظنون میں ہے حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ × × وہو کتاب حسن معتبر اور بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی × از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ۔
1405	حیوۃ الحیوان 44	دمیری	کشف الظنون میں ہے حیوۃ الحیوان للشیخ کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ وہو کتاب مشہور اور تعلیقات السنیہ (مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی) میں ہے ہو مجموع لطیف جامع شریف فیہ فوائد مستعذبۃ ولطائف مستغربۃ مولفہ کمال الدین محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ الدمیری۔
	حبیب السیر 45	غیاث الدین ہروی	کشف الظنون میں ہے حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین × ہو فی مجلدات کبار من کتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ۔
	حجج الکرامہ آثار القیامہ 46	علامہ صدیق حسن خان	تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمٰن علی صاحب مطبوعہ لکھنؤ میں ہے مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب بن مولوی سید آل حسن قنوجی (الی ان قال) کتب مولفہ صاحب ترجمہ بزبان ہندی و فارسی و عربی کہ در مطابع بھوپال و ہند و قسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شدہ اسمائے آنہا بذیل مذکور از آنکہ ابجد العلوم اتحاف النبلاء (الی ان قال) حجج الکرامہ فی آثار القیامہ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق	
خلاصة الوفاء 47	علامہ سمہودی	**کشف الظنون میں ہے** کتاب الوفا بالنور الدین علی بن احمد السمہودی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ، ذکر فیہ الادب فی سلوک الادب مع النبی صلعم وتعظیم قبرہ ثم لخصہ وسماہ خلاصۃ الوفا **اور جذب القلوب (محدث دہلوی) میں ہے** اوحد العلماء الاعلام عالم مدینۃ خیر الانام نور الدین علی السمہودی المدنی (الی ان قال) از کتاب وفاء الوفاء در سنہ ۸۹۳ھ مختصرے دیگر انتخاب کردہ و آنرا خلاصۃ الوفا نام کردہ در غایت تنقیح و نہایت تہذیب ایں خلاصہ دریں ایام بین الانام مشہور متداول است۔	1505
خصائص نسائی 48	محدث نسائی	**کشف الظنون میں ہے** خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی سنہ ۳۰۳ھ۔ **اور فتح الباری شرح صحیح البخاری (حافظ ابن حجر عسقلانی) میں ہے** واوعب من جمع مناقبہ (اے مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص	768
خطط و الآثار 49	مقریزی	**کشف الظنون میں ہے** کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار للشیخ تقی الدین احمد المقریزی المتوفی سنہ ۸۴۵ھ	441
خلاصۂ تذہیب تہذیب الکمال 50	صفی الدین خزرجی	**سیرۃ النعمان (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے** رجال و تاریخ کی مستند کتابیں جن میں امام ابوحنیفہ کا ذکر ہے اکثر میری نظر سے گذریں جنمیں تاریخ صغیر بخاری۔ معارف ابن قتیبہ۔ مختصر تاریخ خطیب بغدادی۔ انساب سمعانی۔ تہذیب الاسماء والصفات للنودی۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی۔ دول الاسلام ذہبی۔ عبر ذہبی۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی۔ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للعلامۃ صفی الدین خزرجی خاصۃ قابل ذکر ہیں کیونکہ یہ وہ کتابیں ہیں جن پر آج فن رجال کا مدار ہے۔	
دلائل النبوۃ 51	بیہقی	**کشف الظنون میں ہے** دلائل النبوۃ لابی بکر احمد بن الحسین الامام الحافظ علی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ ہجری	1065
در منثور سیوطی 52	جلال الدین سیوطی	**کشف الظنون میں ہے** الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ **اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے** تفسیر ابن مردویہ و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر وغیرہ از مشاہیر تفاسیر حدیث اند و کتاب در منثور شیخ جلال الدین سیوطی جامع ہمہ است	1505

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
دول الاسلام ذہبی 53 1345	شمس الدین ذہبی	**کشف الظنون میں ہے** دول الاسلام فی تاریخ لشمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ وہو مختصر علی ترتیب السنین منتہی الی ۷۴۰ھ
ذخائر العقبیٰ 54 1294	محب الدین الطبری	**کشف الظنون میں ہے** ذخائر العقبی مجلد لمحب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری المتوفی ۶۹۴ھ
ریاض النضرہ 55	محب الدین الطبری	**کشف الظنون میں ہے** ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی۔
روضۃ المناظر 56 6. 1348	ابن شحنہ	**تعلیقات السنیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے** ہو محب الدین ابو الولید بن محمد الشہیر بابن شحنہ الحلبی الحنفی کان محبا للسنۃ ومات ۸۱۵ھ ولہ تصنیف فی السیرۃ النبویہ وتاریخ لطیف۔ **اور حدائق الحنفیہ میں ہے** محمد بن محمد بن شحنہ محب الدین ۷۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کے بڑے محب تھے امام ہمام نے آپ سے پڑھا ہے کتاب روضۃ المناظر تصنیف کی الخ۔
ریاض المستطابہ 57 1487	یحییٰ عامری	**کشف الظنون میں ہے** الریاض المستطابہ فی جملۃ من روی فی الصحیحین عن الصحابہ للامام عماد الدین یحیی بن ابی بکر العامری الیمانی المتوفی ۸۹۳ھ۔
روضۃ الاحباب 58 1591	جمال الدین محدث	**کشف الظنون میں ہے** روضۃ الاحباب نے سیرۃ النبی والآل والاصحاب فارسی لجمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المتوفی ۱۰۰۰ھ فی مجلدین الخ۔ **اور حدائق الحنفیہ میں ہے** جمال الدین عطاء اللہ صاحب روضۃ الاحباب آپ اعاظم اولاد امجاد خیر الانام سے ہیں جملہ اقسام علوم دینیہ اور اصناف فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث وسیر میں بے عدیل اور عدیم التمثیل تھے کشاف اسرار تنزیل اور حلال معضلات موافق تاویل تھے آپکی تصنیفات سے روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب ایسی عمدہ اور معتبر اور مشہور آفاق ہے کہ اپنا ثانی نہیں رکھتی۔
روضۃ الصفا 59 1497	محمد بن خاوندشاہ	**کشف الظنون میں ہے** روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفا للمورخ محمد بن خاوندشاہ المتوفی ۹۰۳ھ

نام کتاب	نام مولف	توثیق
روضۃ الشہدا 60	ملا حسین واعظ کاشفی	**کشف الظنون میں ہے** روضۃ الشہدا فارسی لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی ۹۱۰ھ 1504
زاد المعاد 61	ابن القیم	**کشف الظنون میں ہے** زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لمحمد بن ابی بکر المعروف بہ ابن القیم الجوزی الحنبلی المتوفی ۷۵۱ھ ہجری۔ 1350
سیرۃ ابن ہشام 62	عبد الملک ابن ہشام	**کشف الظنون میں ہے** اول من صنف فی السیر الامام المعروف بہ محمد بن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ ودونہا ابو محمد عبد الملک بن ہشام المتوفی ۲۱۸ھ فاحسن واجاد۔ 833
سیرۃ الحلبیہ مسمی بہ انسان العیون فی سیرۃ النبی المامون 63	علامہ حلبی	**خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (علامہ محبی) میں ہے** علی بن ابراہیم الملقب نور الدین بن برہان الدین الحلبی الشافعی الامام الکبیر اجل اعلام المشائخ وعلامۃ الزمان × الف المولفۃ البدیعۃ منہا السیرۃ النبویۃ التی سماہا انسان العیون فی سیرۃ النبی المامون۔
سر الشہادتین 64	شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی	**حدائق الحنفیہ (مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی لاہوری) میں ہے** شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی خطۂ ہند میں استاد الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین والمحدثین تھے آپکی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز، تحفۂ اثنا عشریہ، بستان المحدثین، سر الشہادتین، عجالہ نافعہ یادگار اور مشہور ہیں **اور تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمٰن علی صاحب) میں ہے** مولانا عبد العزیز صاحب دہلوی ابن مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی × بالجملہ وے جامع علوم بلکہ آیتے از آیات آلہی بود × رسالۂ سر الشہادتین و بستان المحدثین و تحفۂ اثنا عشریہ و عجالۂ نافعہ و تفسیر فتح العزیز از تصانیف شہیرۂ وے اند۔
سیرۃ النبویہ 65	سید احمد زینی دحلان	**خاتمۃ الکتاب سیرۃ النبویہ میں ہے** السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ لتاج النبلاء المصدرین وانسان عین الدہر الیمین المشہور فضلہ عند جمیع الاقران مفتی السادۃ الشافعیۃ بمکۃ السید احمد زینی دحلان۔ اور مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی کتاب تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان میں مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کا ترجمہ لکھتے ہوئے زیب قلم فرماتے ہیں کہ ۱۲۹۵ھ میں آپ اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ عازم حرمین شریفین ہوئے وہاں پہونچکر حضرت سید احمد دحلان (وغیرہ) سے اسانید اجازت حدیث وفقہ وتفسیر حاصل کیں۔ 1878

توثیق	نام مؤلف	نام کتاب
کشف الظنون میں ہے شفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ للامام الحافظ ابی الفضل عیاض القاضی المتوفی سنہ ۵۴۴ھ (الی ان قال) وہو کتاب عظیم النفع کثیرۃ الفائدۃ لم یؤلف مثلہ فی الاسلام۔	قاضی عیاض	شفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ 66 ۔ 1149
کشف الظنون میں ہے مواقف فی علم الکلام للعلامۃ عضد الدین × ہو کتاب جلیل القدر رفیع الشان فشرحہ السیّد الشریف علی بن محمد بن محمد الجرجانی المتوفی سنہ ۸۱۶ھ الخ۔ **اور فوائد البهیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے** علی بن محمد بن علی المعروف بالسیّد الشریف و السیّد و السند الجرجانی عالم نحریر قد حاز قصبات السبق فی التحریر فصیح العبارۃ دقیق الاشارۃ نظار فارس فی البحث و الجدل الخ۔	سید شریف	شرح مواقف 67 1570
تعلیقات السنیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے ہو علی بن سلطان محمد الهروی المعروف القاری الحنفی احد صدور العلم فی عصرہ × الف التالیف النافعۃ منہا شرحہ علی المشکوۃ (الی ان قال) و شرح الفقہ الاکبر الخ۔	ملا علی قاری	شرح فقہ اکبر 68
کشف الظنون میں ہے حاوی صغیر فی الفروع للشیخ نجم الدین القزوینی الشافعی المتوفی سنہ ۶۶۵ھ وہو من الکتب المعتبرۃ بین الشافعیۃ × ومن شروحہ شرح الشیخ علاء الدین القونوی المتوفی سنہ ۷۲۹ھ	علاء الدین قونوی	شرح حاوی صغیر قزوینی 69 1423
کشف الظنون میں ہے شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل سنا مبشرین و منذرین الخ **اور تاریخ الخمیس (دیار بکری) کے دیباچہ میں ہے** انتخبتہا من الکتب المعتبرۃ × وہی التفسیر الکبیر و الکشاف (الی ان قال) و شواہد النبوۃ و المواہب اللدنیۃ الخ	ملا جامی	شواہد النبوۃ 70
کشف الظنون میں ہے جامع الصحیح المشہور بصحیح البخاری للامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ وہو اول الکتب الستۃ فی الحدیث و افضلہا علی المذہب المختار قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم اتفق العلماء ان اصح الکتب بعد القرآن الکریم الصحیحان صحیح البخاری و مسلم الخ۔	محمد بن اسمٰعیل بخاری مسلم بن الحجاج نیشاپوری	صحیح بخاری 71 667 صحیح مسلم
کشف الظنون میں ہے الصواعق المحرقۃ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی مفتی الحجاز المتوفی سنہ ۹۷۳ھ	ابن حجر مکی	صواعق محرقہ 72 1565

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		اور تعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے ہو احمد بن محمد بن علی بن حجر کان بحراً فی الفقہ اماماً اقتدی بہ الائمۃ مصنفاتہ فی العصر تخبر عن الاتیان بمثلہا العاصرین ۔ ومن مولفاتہ شرح منہاج النووی (الی ان قال) والصواعق المحرقۃ
طبقات ابن سعد 73	محمد بن سعد کاتب الواقدی	644 کشف الظنون میں ہے طبقات الصحابۃ والتابعین لابی عبداللہ محمد بن سعد الزہری البصری کاتب الواقدی المتوفی سنۃ ۲۳۰ھ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابو عبداللہ محمد بن سعد کاتب الواقدی احد الفضلاء النبلاء الاجلاء صنف کتاباً کبیراً فی طبقات الصحابۃ وکان کثیر العلم والروایات۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے محمد بن سعد کاتب الواقدی نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے ۔ اس نے ایک کتاب آنحضرت صلعم وصحابہ وتابعین وتبع تابعین کے حالات میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ دس بارہ جلدوں میں لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر لکھا ہے یہ کتاب طبقات ابن سعد کے نام سے مشہور ہے۔
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری 74	محمود عینی	کشف الظنون میں ہے ومن شروح المشہورۃ۔ ایضاً شرح العلامۃ بدرالدین ابی محمد محمود العینی الحنفی 451 المتوفی سنۃ ۸۵۵ھ ۔ سماہ عمدۃ القاری۔ اور فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے قاضی القضاۃ بدرالدین العینی ولد بمصر سنۃ ۷۶۲ھ لہ شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وغیرہ ذالک کان اماماً عالماً علامۃ وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری والنہایۃ شرح الہدایہ ۔ وکلہا مفیدۃ۔
عقد الفرید 75	ابن عبد ربہ	وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابو عمر احمد بن محمد ابن عبد ربہ ۔ کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع علی اخبار الناس وصنف کتابہ العقد وہو من الکتب الممتعۃ حوی من کل شئی۔
فتح البیان و الفرع النامی من الاصل السامی 76	مولوی صدیق حسن خاں صاحب	تذکرۂ علماء ہند میں ہے مولوی صدیق حسن خاں بہادر قنوجی کنیت خان ابوالطیب ہست علوم درسیہ مروجہ از خدمت مولوی صدرالدین خان دہلوی وعلوم تفسیر وحدیث وغیرہ از علماء یمن و ہند اکتساب فرمود۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		× کتب صاحب ترجمہ بزبان ہندی وفارسی وعربی در مطابع بھوپال ومصر و قسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شدند اسمائے آنہا بذیل مذکور اند۔ ابجد العلوم اتحاف النبلاء۔ تفسیر فتح البیان۔ فتح المغیث۔ الفرع النامی وغیرہا الخ۔
فتوح البلدان [illegible] 592	بلاذری	تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) میں ہے احمد بن یحیی البلاذری صاحب التاریخ المشہور۔ کان من طبقۃ ابوداؤد السجستانی۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے احمد بن یحیی البلاذری المتوفی ۲۷۹ھ ابن سعد کا شاگرد اور متوکل عباسی کا درباری تھا اسکی وسعت نظر اور صحت روایت محدثین کے گروہ میں بھی مسلم ہے۔ تاریخ و رجال میں اسکی دو کتابیں مشہور ہیں۔ فتوح البلدان۔ انساب الاشراف۔
قرۃ العینین 78	شاہ ولی اللہ دہلوی	اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبدالرحیم الدہلوی نسب ایشان بخلیفہ ثانی حضرت فاروق بسی واسطہ میرسد۔ تصانیف ایشان بسیار است وہمہ نافع ومفید۔ منہا حجۃ اللہ البالغہ وازالۃ الخفا وفیوض الحرمین وہمعات والطاف القدس وقرۃ العینین فی تفضیل الشیخین والتفہیمات الخ۔
کتاب الامامۃ والسیاسۃ 79	ابن قتیبہ کاتب دینوری	مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر میں ہے کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وحیدۃ فریدۃ فی بابہا فانی اسلوبہ لم یکن فی موضوعہ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع فی ایام الصحابۃ رضوان اللہ علیہم۔ اور کتاب الف باء فی المحاضرات (ابن الشیخ البلوی) میں ہے ذکر ابن قتیبہ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ انہ لما قدم علی الحجاج سعید بن جبیر قال لہ ما اسمک قال انا سعید بن جبیر فقال الحجاج بل انت شقی بن کسیر۔ اور اتحاف الوری باخبار ام القرے (ابن فہد مکی) میں ہے قال ابو محمد بن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان والیا علی اہل مکۃ الخ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری۔ کان فاضلاً ثقۃ سکن بغداد وحدث بہا عن اسحاق بن راہویہ وغیرہ × وتصانیفہ کلہا مفیدۃ الخ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق	
کتاب الانساب سمعانی 85	عبدالکریم سمعانی	کشف الظنون میں ہے انساب السمعانی للامام ابوسعد عبدالکریم الشافعی الحافظ المتوفی ۵۶۲ھ وہو کتاب عظیم فی ہذا الفن	1166
کتاب المعمرین 81	ابوحاتم سہل السجستانی	کتاب الفہرست ابن الندیم بغدادی اخبار ابی حاتم السجستانی قال ابوسعید اسمہ سہل بن محمد وکان کثیر الروایۃ عن ابی زید وابی عبیدہ والاصمعی × کان صادق الروایۃ × کثیر التالیف × توفی فی شہر رجب من سنۃ خمس وخمسین ومائتین۔	
کتاب الخراج 82	قاضی ابویوسف	کشف الظنون میں ہے کتاب الخراج للامام ابی یوسف یعقوب الحنفی المتوفی ۱۸۲ھ	798
کنز العمال 83	شیخ علی متقی	کشف الظنون میں ہے کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال وہو مرتب جمع الجوامع للسیوطی وقال فی موضع آخر بعد ذکر جمع الجوامع للسیوطی۔ ان الشیخ العلامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی الشہیر بالمتقی رتب ہذا الکتاب الکبیر کما رتب الجامع الصغیر سماہ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال اور اخبار الاخیار (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) میں ہے شیخ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی المدنی الچشتی رحمۃ اللہ علیہ در مکہ معظمہ رخت اقامت نہادہ عالم را بانوار طاعت و مجاہدات و بآثار افادت علوم دینی و افاضت معارف یقینی مستنیر و مستفید ساخت و بجمع و تصانیف کتب و رسائل در علم حدیث و تصوف اشتغال فرمود بعد از مشاہدہ آثار خیر ایشان از تو لیف و غیر آن عقل حیران میشود و بجزم حکم میکند کہ اینہا بے توفیق کامل و برکت شامل کہ ناشی از کمال مرتبہ استقامت و رسوخ درجہ ولایت باشد وجود نگیرد۔ جامع صغیر و جمع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی را کہ احادیث بترتیب حروف تہجی جمع کردہ و ادعائے احاطہ جمیع احادیث نبوی از اقوال و افعال کردن تہذیب فرمودہ شیخ ابوالحسن بکری میفرمود للسیوطی منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ	
کتاب الوسائل 84	جلال الدین سیوطی	کشف الظنون میں ہے کتاب الاوائل لابی ہلال حسن بن عبداللہ العسکری المتوفی ۳۹۵ھ وہو اول من صنف فیہ و ہو رسالۃ مختصرۃ ولخصہ المسمی بالوسائل فی معرفۃ الاوائل لجلال الدین السیوطی الخ۔	1554
مسند احمد حنبل 85	امام المحدثین احمد حنبل	کشف الظنون میں سے ہے مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ کتاب جلیل × وان احمد حنبل شرط فیہ ان لا یخرج الاحدیثا صحیحا عندہ۔	855

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		اور بستان المحدثین (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے امام احمد چون از مسودۂ این مسند فارغ شد ہمہ اولادِ خود را جمع کردہ برایشان خواند وگفت این کتابے است کہ من آنرا جمع کردہ ام وبرگزیدہ ام از ہفت صد وپنجاہ ہزار حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافے واقع شود در حدیثے از احادیث پیغمبر علیہ السلام باید کہ باین کتاب رجوع آرند۔
مستدرک حاکم 86 1014	حاکم نیشاپوری	**کشف الظنون میں ہے** مستدرک علی الصحیحین فی الحدیث للشیخ الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیشاپوری الحافظ المتوفی سنہ ۴۰۵ھ **اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے** ابو عبداللہ محمد × المعروف بالحاکم النیشاپوری الحافظ × امام اہل الحدیث فی عصرہ والمؤلف فی الکتب التی لم یسبق الی مثلہا کان عالما عارفا واسع العلم۔
موطاء مالک 87 791	امام المحدثین مالک	**کشف الظنون میں ہے** موطأ فی الحدیث للامام مالک بن انس بن مالک الاصبحی المدنی امام دار الہجرۃ المتوفی سنہ ۱۷۹ھ
مشکل الآثار 88	طحاوی	**فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے** ابو جعفر الطحاوی امام جلیل القدر مشہور فی الآفاق۔ ذکرہ الجلیل مملوئی بطون الاوراق۔ کان اماما فی الاحادیث والاخبار لہ تصانیف جلیلہ معتبرہ فمنہا احکام القرآن وکتاب معانی الآثار ومشکل الآثار الخ **اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے** طحاوی از جملہ علمائے حنفیہ در شرح احادیث سرآمد وپیشواست۔
معجم کبیر طبرانی 89 970	طبرانی	**کشف الظنون میں ہے** المعجم الکبیر فی الحدیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی سنہ ۳۶۰ھ
معالم التنزیل 90 1122	محی السنۃ بغوی	**کشف الظنون میں ہے** معالم التنزیل فی التفسیر للامام محی السنۃ ابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ **اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے** ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بالفراء البغوی الفقیہ الشافعی المحدث المفسر کان بحرا فی العلوم صنف کتبا کثیرۃ منہا کتاب التہذیب وکتاب شرح السنۃ ومعالم التنزیل فی تفسیر القرآن الکریم۔
مرآۃ الجنان 91 1366	یافعی	**کشف الظنون میں ہے** مرآۃ الجنان × للامام ابی محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی المتوفی سنہ ۷۶۸ھ

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
مروج الذہب و معادن الجواہر 92	مسعودی	کشف الظنون میں ہے مروج الذہب و معادن الجواہر لابی الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ 957 اور کتاب الفہرست ابن الندیم بغدادی میں ہے المسعودی یعرف بابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی ×× و لہ من الکتب کتاب یعرف بمروج الذہب و معادن الجواہر الخ۔ اور تاج الکرامہ (مولوی صدیق حسن خاں صاحب) میں ہے مسعودی در مروج الذہب احوال امم و آفاق را شرح نمودہ و ذکر نحل و عوائد و صفت بلدان و جبال و بحار و ممالک و ملوک و فرق و شعوب عرب و عجم و شرق و غرب را ابتدا سنہ سہ صد و سی ہجری کہ عصر او ست ضبط نمودہ و لہذا مرجع مورخین گردیدہ در تحقیق اکثر اخبار تعویل برے کنند اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے ابو الحسن مسعودی فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا اسکی تمام تاریخی کتابیں ملتیں تو کسی اور تصنیف کی کچھ حاجت نہ ہوتی۔ یورپ نے اسکی دو کتابیں چھاپی ہیں ایک مروج الذہب دوسری کتاب الاشراف۔ مروج الذہب مصر میں بھی چھپ گئی ہے۔
معارف ابن قتیبہ 93	ابن قتیبہ دینوری	کشف الظنون میں ہے معارف فی التاریخ لابن قتیبہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ 889 اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) میں ہے عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ یہ نامور اور مستند مصنف ہے، محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں۔ تاریخ میں اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر وغیرہ میں چھپ گئی ہے۔
مواہب لدنیہ 94	قسطلانی	کشف الظنون میں ہے المواہب اللدنیہ فی السیرۃ للشیخ الامام شہاب الدین احمد القسطلانی وہو کتاب جلیل القدر کثیر النفع الخ۔
مشکوٰۃ المصابیح 95	خطیب تبریزی	مرقات شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری) میں ہے کتاب مشکوٰۃ المصابیح الذی الفہ مولانا الحبر العلامۃ والبحر الفہامۃ مظہر الحقائق و موضح الدقائق الشیخ التقی النقی ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی الخ۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ 96	ملا علی قاری	کشف الظنون میں ہے 1605 وعلی المشکوٰۃ حاشیۃ للعلامۃ السید الشریف وللشیخ نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بالقاری المتوفی ۱۰۱۴ھ وہ الف شرح عظیم علی المشکوٰۃ مسمی بالمرقاۃ الخ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
معجم البلدان 97	یاقوت حموی	کشف الظنون میں ہے معجم البلدان للشیخ ابی عبداللہ یاقوت الحمودی الرومی الخ۔
ملل ونحل 98 1153	شہرستانی	کشف الظنون میں ہے الملل والنحل صنف فیہا جماعۃ ×× منہم ابو الفتح الامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی سنہ ۵۴۸ھ فقد قال (تاج الدین السبکی) ہو عندی خیر کتاب صنف فی ہذا الباب الخ۔ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابو الفتح محمد بن ابی القاسم عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی کان اماما فقیہا متکلما ×× صنف کتاب نہایۃ الاقدام وکتاب الملل والنحل الخ۔
مقتل ابی مخنف 99	ابو مخنف	کتاب الفہرست (ابن الندیم بغدادی) میں ہے ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سُلیم الازدی وکان مخنف بن سُلیم من اصحاب علی وروی عن النبی صلعم ولہ من الکتب کتاب الردۃ۔ کتاب فتوح الشام۔ کتاب فتوح العراق ×× کتاب مقتل علی کتاب مقتل حجر بن عدی کتاب مقتل محمد بن ابی بکر کتاب الشوری ومقتل عثمان وکتاب مقتل الحسین الخ۔
محاضرۃ الادباء 100	راغب اصفہانی	کشف الظنون میں ہے محاضرۃ الادباء لابی القاسم حسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی وہو عمدۃ ہذا الفن من الفضلاء
محاضرۃ الاوائل 101 1587	شیخ علاء الدین	کشف الظنون میں ہے محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر مختصر للشیخ علاء الدین علی دده فرغ من تالیفہ فی شہر رجب سنہ ۹۹۸ھ
مجمع بحار الانوار 102 یا مجمع البحار	ملا طاہر فتنی	فوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے ہو رئیس محدثی الہند محمد طاہر الفتنی ×× صنف تآلیف مفیدۃ کمجمع البحار فی غریب الحدیث والمغنی۔ اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے مجمع البحار شیخ طاہر در تحقیق جمیع کتب حدیث یعنی طبقات اربعہ کافی است۔
معارج النبوۃ 103	ملا معین	کشف الظنون میں ہے معارج النبوت فی السیر لمعین الحاج محمد المعروف بہ ملا مسکین۔
مدارج النبوت و ماثبت بالسنۃ 104	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث وسیرت شامیہ ومواہب لدنیہ مبسوط ترین سیر تہا اند۔ اور اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے ابو المجد شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی ×× مصنفات ایشان لمعات

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		شرح مشکوۃ در عربی و اشعۃ اللمعات در فارسی و شرح سفر السعادت و اخبار الاخیار و مدارج النبوۃ و ما ثبت بالسنۃ است الخ۔
نوادر الاصول ۱۵۵	حکیم ترمذی	771 کشف الظنون میں ہے نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول لابی عبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی المتوفی شہیدا سنۃ ۲۵۵ھ
نہایہ 156	ابن الاثیر الجزری	1209 کشف الظنون میں ہے نہایہ فی غریب الحدیث وہی مجلدات للشیخ الامام ابی السعادات مبارک بن ابی الکرم محمد المعروف بابن الاثیر الجزری المتوفی سنۃ ۶۰۶ھ
نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض ۱۵۷	شہاب خفاجی	1658 کشف الظنون میں ہے وشرح الشفا لشہاب الدین الخفاجی المتوفی سنۃ ۱۰۶۹ھ شرحا کبیرا فی غایۃ التدقیق والتحقیق۔ اور خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (مولفہ علامہ محمد المحبی) میں ہے الشیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ الملقب بشہاب الدین الخفاجی الحنفی صاحب التصانیف السائرۃ وکان فی عصرہ بدر سماء العلم من تالیفہ حواشی تفسیر القاضی و شرح الشفا والریحانۃ الالبا۔ الخ۔ اور تعلیقات السنیۃ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی) میں ہے قد طالعت تصانیفہ حواشی البیضاوی فی ثمان مجلدات و شرح الشفا اربع مجلدات وکلاہما یدلان علی وسعۃ نظرہ۔
نور العینین فی مشہد الحسین ۱۵۸	ابو اسحق اسفراینی	تاریخ ابن خلکان میں ہے الاستاذ ابو اسحق ابراہیم بن محمد الاسفراینی الفقیہ الشافعی ۔۔ ولہ التصانیف الجلیلۃ۔
وفیات الاعیان ۱۵۶	ابن خلکان	کشف الظنون میں ہے وفیات الاعیان فی مجلدین للقاضی شمس الدین ابی العباس احمد بن محمد المعروف بہ ابن خلکان الشافعی المتوفی سنۃ ۶۸۱ھ 1282 اور حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ (سیوطی) میں ہے ابن خلکان قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر الشافعی صاحب وفیات الاعیان ۔۔ کان ذکیا عارفا بایام الناس مات رجب سنۃ ۶۸۱ھ
115 وسیلۃ النجاۃ	ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی	تاریخ علمائے ہند میں ہے ملا مبین لکھنوی ابن ملا محب اللہ ابن ملا احمد عبد الحق ابن ملا محمد سعید پسر دوم ملا قطب الدین شہید سہالوی شاگرد رشید ملا حسن عالم علوم عقلی و نقلی واقف۔ موزخنی رجلی نسبعہ ۃ ذہین

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
1870		دکا وخلافت معروف بود وتصانیف لطیف دارد ازان جملہ شرح سلم وشرح مسلم الثبوت وحاشیہ میرزاہد ملا جلال وحاشیہ میرزاہد شرح مواقف ووسیلة النجاة در حالات اہل بیت نبوی صلعم ×× وغیرہ ذالک اند در ۱۲۲۵ھ رحلتش سوئے روضۂ رضوان وقوع یافتہ-
الیواقیت والجواہر ~~۱۱۱~~ 111 . 1548	عبدالوہاب شعرانی	کشف الظنون میں ہے الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر للشیخ عبدالوہاب الشعرانی الشافعی المتوفی سنہ ۹۷۳ھ × الفہ فی العقائد وفرغ من تالیفہ فی شہر رجب سنہ ۹۵۵ھ اور عجالہ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے این فقیر علم حدیث وجمیع علوم را محض از خدمت والد ماجد خود اخذ کردہ است (الی ان قال) وحضرت ایشاں اول در قیام خود بعضے کتب حدیث مثل مشکوٰة وصحیح بخاری بخدمت والد بزرگوار خود گذرانیدہ بطریق درایت اخذ این علم فرمودہ بودند (الی ان قال) وآخراً در مدینہ منورہ ودر مکہ معظمہ از اجل مشائخ حرمین این علم را باستیعاب واستقصا فرا گرفتند وبیشتر استفادۂ ایشاں از جناب حضرت شیخ ابوطاہر مدنی قدس سرہ بود کہ یگانۂ عصر خود بودند درین باب × واز حسن اتفاقات آنکہ شیخ ابوطاہر قدس سرہ سند مسلسل دارند بصوفیان وعرفا تا شیخ زین الدین زکریا انصاری وہو اخذ عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی وہو عن الشیخ احمد القشاشی وہو عن الشیخ الشناوی وہو عن والدہ الشیخ عبد القدوس الشناوی وایضا عن الشیخ محمد بن ابی الحسن البکری وایضا عن الشیخ محمد بن احمد الرملی وایضا عن الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر بن فہد وہؤلاء کلہم من اجلة المشائخ العارفین باللہ والشیخ عبدالقدوس عن الشیخ ابن حجر المکی وعن الشیخ عبدالوہاب الشعرانی وہما عن الشیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری الخ-

111 کتب کے صفحہ ۸۷ مصنفین کی تواریخ وفات درج ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قال القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ لما تعلقت ارادۃ الحق تعالی بایجاد خلقه ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ ثم سلخ منها العوالم کلها عن جابر بن عبداللہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیٔ خلقه اللہ تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره وعن علی ان النبی صلعم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام وقال العلامۃ المسعودی فی مروج الذہب ومعادن الجوہر روی عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیه السلام انه قال ان اللہ حین شاء تقدیر الخلیقة وذرء البریۃ وابداع المبدعات نصب الخلق فی صور کالہباء قبل دحو الارض و

تاریخ احمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

علامہ قسطلانی کتاب مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جب پروردگار عالم نے ایجاد مخلوقات کا ارادہ فرمایا تو نور محمدی کو اپنے انوار صمدیہ سے ظاہر کر کے اُس نور سراپا ظہور سے تمام عالم کو پیدا کیا۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں سب سے پہلے خدا نے کس چیز کو خلق فرمایا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

نیز حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ خلاق عالم نے میرے نور کو حضرت آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے خلق فرمایا اور سند المورخین علامہ مسعودی نے تاریخ مروج الذہب و معادن الجواہر میں حضرت علی بن ابیطالب سے روایت کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے تقدیر مخلوقات اور آفرینش خلق کا ارادہ فرمایا تو آسمان اور

رفع السماء وهو في انفراد ملكوته وتوحد جبروته فاتاح نورا من نوره فلمع ونزع قبسا من ضيائه فسطع ثم اجتمع النور في وسط تلك الصور الخفية فوافق ذلك صورة نبينا محمد صلى الله عليه واله فقال الله عز من قائل انت المختار المنتخب وعندك مستودع نوري وكنوز هدايتي من اجلك اسطح البطحاء وامرج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار وانصب اهل بيتك للهداية واوتيهم من مكنون علمي ما لا يشكل عليهم دقيق ولا يغيبهم خفي واجعلهم حجتي على بريتي والمنبهين على قدرتي ووحدانيتي ثم اخذ الله الشهادة عليهم بالربوبية والاخلاص بالوحدانية فبعد اخذ ما اخذ من ذلك شاب ببصائر الخلق انتخاب محمد واله واراهم ان الهداية معه والنور له والامامة في اهله تقديما لسنة العدل وليكون الاعذار متقدما ثم اخفى الله الخليقة في غيبه وغيبها في مكنون علمه ثم نصب العوالم وبسط الزمان ومرج الماء واثار الزبد واهاج الدخان فطفا عرشه على الماء فسطح الارض على ظهر الماء ثم استجابهما الى الطاعة فاذعنتا بالاستجابة ثم انشاء الله الملائكة من انوار

زمین کی پیدائش سے پہلے بحالت انفراد ملکوتی و توحد جبروتی اپنے نور مقدس سے ایک تابندہ نور کو ظاہر کیا اور اپنی ضیائے بے ہمتا سے ایک شعلہ نورانی کو جدا فرمایا چنانچہ وہ نور سراپا ظہور اون صورتون مین جو مثل ذرات کے مخفی تھین فراہم ہو کر ہمارے رسول مقبول محمد مصطفے صلعم کی صورت مین ہویدا ہوا جس سے خدائے عز و جل نے خطاب فرمایا کہ تو میرا مختار منتخب اور میرے نور اور خزائن ہدایت کا امین ہے تیرے ہی سبب سے زمین کو فرش پانی کو روان آسمان کو بلند اور ثواب و عقاب و جنت و نار کو معین کرون گا اور تیرے اہلبیت کو ہدایت کے لئے قائم کر کے اُن کو ایسا علم مکنون بخشون گا کہ اون پر کوئی باریکی مشتبہ نہ رہیگی اور کوئی امر مخفی اُن کو عاجز نہ کریگا اور مین اُن کو اپنی مخلوقات پر حجت قرار دون گا اور وہ میری قدرت اور وحدانیت سے لوگون کو آگاہ کرنے والے ہون گے پھر حق تعالی نے سب سے اپنی ربوبیت اور اخلاص بالوحدانیت کی شہادت لی اور قبل از اخذ میثاق سب پر جناب رسالتمآب و اون کی آل کا انتخاب ظاہر فرما کر بتایا کہ آنحضرت نور حق ہین اور ہدایت اون کی جانب سے ہے اور منصب امامت اُنکی آل کے لیے ہے تاکہ طریقہ عدل کو تقدم ہو اور خلق کو کوئی عذر باقی نہ رہے بعدہٗ اللہ تعالی نے مخلوقات کو اپنے حجاب غیب و علم مخفی مین پوشیدہ فرما کر بارادہ اظہار انواع عالم زمانے کو پھیلایا۔ پانی کو موجزن کیا۔ اُس کی جھاگ کو جوش مین لایا۔ دھوئین کو برانگیختہ کیا اور عرش عظیم کو بالائے آب بلند فرمایا پھر زمین کو پانی پر بچھا کر اور آسمانون کو بلند فرما کر اون سے اپنی اطاعت قبول کرائی بعد ازان ملائکہ کو اون انوار اور

ابدعها وانار واخترعها وقرن توحيده بنبوة محمد فشهرت في السماء قبل بعثته في الارض فلما خلق الله آدم ابان فضله للملائكة واراهم ما خصه به من سابق العلم من حيث عرفه عند استنبائه اياه اسماء الاشياء فجعل الله آدم محرابا وكعبة وبابا وقبلة اسجد اليها الابرار والروحانيين الانوار ثم نبه آدم على مستودعه وكشف له عن خطر ما ائتمنه عليه بعد ما سماه اماما عند الملائكة فكان حظ آدم من الخير ما اراه من مستودع نورنا ولم يزل الله تعالى يخبأ النور تحت الزمان الى ان وصل محمد صلى الله عليه وسلم في ظاهر الفترات فدعا الناس ظاهرا وباطنا وندبهم سرا واعلانا واستدعى عليه السلام التنبيه على العهد الذي قدمه الى الذر قبل النسل فمن وافقه واقتبس من مصباح النور المقدم اهتدى الى سره واستبان واضح امره ومن ابلسته الغفلة استحق السخط ثم انتقل النور الى غرائزنا ولمع في ائمتنا فنحن انوار السماء وانوار الارض فبنا النجاة ومنا مكنون العلم والينا مصير الامور

ارواح مخترعہ سابقہ سے پیدا کیا اور اپنی توحید کو نبوت محمدیہ سے مقرون فرمایا پس آنحضرت کی نبوت آپ کے مبعوث فی الارض ہونے سے پہلے آسمان پر مشہور ہوئی اور جب خدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اون کی فضیلت فرشتون پر ظاہر فرمائی یعنی ملائکہ کو حضرت آدم کا وہ فضل خاص دکھا دیا جو علم سابق سے متعلق تھا اور جسکی برکت سے آدمؑ نے وقت استفسار ایزدی اسمائے اشیاء کی تشریح کر دی تھی ، پھر پروردگار عالم نے حضرت آدم کو محراب و کعبہ اور باب و قبلہ قرار دیکر ابرار اور روحانیون کو اون کی جانب سجدہ کرنے کا حکم فرمایا اور آدم کو اوس نور سرا پا ظہور سے آگاہ کیا جو اون مین ودیعت کیا گیا تھا اور اون کو امام قرار دینے کے بعد اس نور کی عظمت ظاہر فرمائی چنانچہ حضرت آدم کو جو خیر حاصل ہوا وہ اسی نور کی بدولت تھا جسکے وہ امین قرار دیے گئے پس خدائے قدیر نے اس نور کو ہر زمانے مین مخفی رکھا یہانتک کہ وہ نور مقدس ظاہر فترات مین ہمارے رسول مقبول سے واصل ہوا اور آنحضرت نے بطور ظاہر و باطن لوگون کو دعوت اسلام فرمائی اور اس عہد قدیم کی تجدید چاہی جس کو خدا نے خلقت عالم و آدم سے مقدم کیا تھا چنانچہ جس جس نے آنحضرتؐ سے موافقت کی اور چراغ نور مقدم سے استفسادہ کیا اس نے ہدایت پائی اور اس پر آنحضرت کا امر روشن ظاہر ہو گیا اور جس کو غفلت نے شبہ مین ڈالا وہ عذاب الہی کا مستحق ہو گیا پھر وہ نور منتقل ہو کر ہم ائمہ مین چمکا جو آسمان و زمین کے انوار اور باعث نجات ہین جن کی وجہ سے علوم مخفیہ ظاہر ہوتے ہین جن کی طرف مرجع تمام امور کا ہے

اور جن کے اُس مہدی موعود پر خدا کی حجتوں کا انقطاع ہوگا جو خاتم الائمہ اور نجات دہندہ امت
اور غایت نور اور مصدر امور ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میں اُس وقت نبی تھا جب آدم بین الروح
والجسد تھے یعنی اُن کی خلقت کامل بھی نہوئی تھی اور مسند احمد و مستدرک حاکم میں ہے
کہ حق تعالی نے آدم کو اُس مشت خاک سے پیدا کیا جو کل روئے زمین سے منتخب فرمائی تھی
لہذا بنی آدم اسی طرح مخلوق ہوئے جس طرح اُن کی خاک تھی یعنی سرخ۔ سفید۔ سیاہ
یا ان رنگوں کے مابین۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابوذر سے روایت کی ہے
کہ اول الانبیا حضرت آدم ہیں اور خاتم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابن
عساکر نے انس سے روایت کی ہے کہ پہلے نبی مرسل حضرت نوح ہیں اور ابن سعد نے
طبقات میں محمد بن سائب سے روایت کی ہے کہ انبیا میں پہلے نبی حضرت ادریس بن
یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث مبعوث ہوئے اون کے بعد حضرت نوح بن
لمک بن متوشلخ بن ادریس پیغمبر ہوئے پھر حضرت ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروع بن رعو
بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح مبعوث برسالت ہوئے بعد ازاں حضرت
ابراہیم کے دونوں فرزند حضرت اسمعیل اور حضرت اسحاق نبی ہوئے اون کے بعد حضرت
یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم پیغمبر ہوئے پھر حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق کو
وحی نبوت ملی بعدہ حضرت لوط بن ہاران بن تارخ بن ناخور بن ساروع نبی ہوئے بعد ازاں حضرت
ہود بن عبد اللہ بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کو اللہ تعالی نے اپنا نبی مقرر فرمایا

وبنا ينقطع الحجج خاتم الائمة ومنقذ الامة وغاية النور ومصدر الامور
طب واخرج الطبراني في الكبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد
حم ك واخرج احمد في المسند والحاكم في المستدرك ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض فجاء بنو آدم على قدر الارض جاء منهم الاحمر والابيض والاسود وبين ذلك
حك واخرج الحكيم الترمذي عن ابي ذر اول الرسل آدم وآخرهم محمد
عسا واخرج ابن عساكر عن انس اول نبي ارسل نوح
واخرج ابن سعد في الطبقات عن محمد بن السائب قال اول نبي بعث ادريس وهو خنوخ بن يارد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث ثم نوح بن لمك بن متوشلخ بن ادريس
ثم ابراهيم بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن رعو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ثم اسمعيل واسحق ابنا ابراهيم ثم يعقوب بن اسحق ثم يوسف بن يعقوب ثم لوط بن هاران بن تارخ ثم هود بن عبد الله بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح

اور اون کے بعد حضرت صالح بن آسف بن کماشح بن ارم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح اور اُن کے بعد حضرت شعیب بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن اور اُن کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون فرزندان عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب اور اُن کے بعد حضرت الیاس بن تشبین بن العازر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب اور اُن کے بعد حضرت الیسع بن غری بن نشوتلخ بن افرایم بن یوسف بن یعقوب اور اُن کے بعد حضرت یونس بن متی (اولاد فرزندان یعقوب) اور اُن کے بعد حضرت ایوب بن زارح بن اموص بن لیفزن بن عیص ابن اسحاق اور اُن کے بعد حضرت داؤد بن ایشا بن عویذ بن باعز بن سلمون بن نحشون بن عمیناذب بن ارم بن حصرون بن فارس بن یہوذا بن یعقوب اور اُن کے بعد حضرت سلیمان بن داؤد اور اُن کے بعد ذکریا بن لدنی (بنی یہوذا) اور اون کے بعد حضرت یحییٰ بن حضرت ذکریا اور اُن کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن ماثان (جو نسل یہوذا بن یعقوب سے تھے) اور بالآخر جناب ختم المرسلین خاتم النبیین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف مرتبہ عالیہ نبوت و رسالت پر فائز ہوئے صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

علامہ ابو الفدا[1] اور ابن الوردی[2] نے اپنی تاریخوں میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ یوں لکھا ہے کہ ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن نضر بن

ثم صالح بن آسف بن کماشح بن ارم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح ثم شعیب بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن ثم موسیٰ و ہارون ابنا عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب ثم الیاس بن تشبین بن العازر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب ثم الیسع بن نشوتلخ بن افرایم بن یوسف بن یعقوب ثم یونس بن متی ثم ایوب بن اموص بن زارح بن العیص بن اسحاق ثم داؤد بن ایشا بن عوید بن باعز بن سلمون بن نحشون بن عمیناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب ثم سلیمان بن داؤد ثم زکریا بن لدنی من بنی یہوذا بن یعقوب ثم یحییٰ بن زکریا ثم عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن ماثان من بنی یہوذا بن یعقوب ثم النبی علیہ السلام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قال ابو الفداء وابن الوردی فی ذکر نسب رسول اللہ صلعم ہو ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (وہو قریش) بن مالک بن النضر بن

كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان فنسبه الى عدنان متفق عليه من غير خلاف وعدنان من ولد اسمعيل بن ابراهيم الخليل عليهما السلام من غير خلاف ولكن الخلاف في عدد الاباء الذين بين عدنان و اسمعيل (الى ان قال) واما الذي ذكره الجواني النسابة فتحقيق النسب (وهو المختار) فهو عدنان بن أدد بن أد بن اليسع بن الهميسع بن سلامان بن حمل بن نبت بن قيدار بن اسمعيل عليه السلام

قال ابن الاثير الجزري في الكامل ان عبد شمس وهاشما توأمان وان احدهما ولد قبل الآخر واصبع له ملتصقة بجبهة صاحبه فنحيت فسال الدم فقيل يكون بينهما دم وولي هاشم بعد ابيه عبد مناف ما كان اليه من السقاية والرفادة فحسده امية بن عبد شمس على رياسته (الى ان قال) فكانت هذه اول عداوة وقعت بين هاشم وامية

وروى قاضي عياض عن واثلة بن الاسقع في كتاب الشفاء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل واصطفى من ولد اسمعيل بني كنانة واصطفى من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم اخرجه الترمذي وقال هذا حديث صحيح وفي تاريخ ابي الفداء عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلعم قال لي جبريل قلبت الارض مشارقها ومغاربها

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان - اس کے بعد ان مورخین نے کہا ہے کہ آنحضرت کا سلسلۂ نسب عدنان تک تو متفق علیہ ہے اور عدنان کا اولاد اسمٰعیل سے ہونا بھی مسلم ہے لیکن اس مین اختلاف ہے کہ مابین عدنان و اسمٰعیل علیہ السلام کتنی پشتین گزرین علامہ جوانی عالم علم انساب نے اس باب مین جو قول مختار نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ عدنان بن اُدد بن اُد بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن حمل بن نبت بن قیدار بن اسمٰعیل علیہ السلام -

ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ عبد مناف کے دو بیٹے عبد شمس اور ہاشم ساتھ پیدا ہوئے اور ایک کی اونگلی دوسرے کی پیشانی سے چپان تھی جس کو جدا کیا گیا تو خون جاری ہوا لوگ اس کو بدشگونی سمجھ کر کہنے لگے کہ ان دونون کی نسل مین خونریزیان ہون گی - جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد ان کی ریاست (سقایہ و رفادہ) کے رئیس اور ولی ہوئے تو امیہ بن عبد شمس کے دل مین ہاشم کی جانب سے حسد پیدا ہوا اور جو عداوت مابین خاندان ہاشم و امیہ واقع ہوئی اوس کی یہ ابتدا تھی -

قاضی عیاض نے **کتاب شفا** میں واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم مین اسمٰعیل کو اور اولاد اسمٰعیل مین بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں قریش کو اور قریش مین بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین مجھکو (اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے) اور تاریخ ابو الفدا مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ مجھ سے جبرئیل امین نے کہا کہ مین نے روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک

نہ کسی شخص کو محمد سے افضل پایا نہ کسی کی اولاد کو ہاشم کی اولاد سے بہتر اور تفسیر[1] در منثور سیوطی میں ہے کہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ اور حاکم نے بسند صحیح وطرق متعددہ آیہ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کی تفسیر میں حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے دین خدا کو کفر کیساتھ بدل ڈالا وہ فاجر ترین قریش و بنی اُمیہ اور بنی مغیرہ ہیں۔

مورخ[2] ابو الفدا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ رسول مقبول کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر تھیں اور اُن کا نکاح حضرت عبد المطلب کی درخواست پر اُن کے فرزند حضرت عبد اللہ سے ہوا عبد اللہ عام الفیل سے پچیس برس پہلے پیدا ہوئے تھے اور اپنی خوبی اور پرہیزگاری کی وجہ سے عبد المطلب کو ان کی کل اولاد سے زیادہ محبوب تھے۔ عبد المطلب نے انھیں غلہ وغیرہ کے بار کرلانے کو بھیجا تھا جب اُن کا گزر یثرب میں ہوا تو اُنھوں نے وہیں انتقال فرمایا اُس وقت جناب رسالتمآب کی عمر صرف دو مہینے کی تھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت بطن مادر ہی میں تھے۔

محمد[3] بن سعد کاتب واقدی نے طبقات میں بی بی آمنہ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب میرے بطن میں تھے تو کوئی گرانی اور تکلیف مجھے محسوس نہیں ہوئی اور جب آنحضرت پیدا ہوئے تو اُن کے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس نے مشرق سے مغرب تک عالم کو منور کر دیا اور عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ سرور عالم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے

وفي الدر المنثور للسيوطي اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والطبراني في الاوسط وابن مردويه والحاكم وصححه من طرق عن علي بن ابي طالب في قوله الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله كفرا قال هما الافجران من قريش بنو امية وبنو المغيرة

ابو الفداء في تاريخه ... آمنة ام رسول الله صلعم آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر وهو قريش فخطب عبد المطلب على ولده عبد الله ابنته آمنة بنت وهب فزوجه بها وكانت ولادة عبد الله قبل عام الفيل بخمس وعشرين سنة وكان ابوه (عبد المطلب) يحبه لانه كان احسن اولاده واعفهم وكان ابوه قد بعثه يمتار لهم فمات عبد الله بيثرب ولرسول الله شهران وقيل كان حملا

ابن سعد في الطبقات ان آمنة بنت وهب قالت لقد علقت به تعني رسول الله صلعم فما وجدت له مشقة حتى وضعته فلما فصل مني خرج معه نور اضاء له ما بين المشرق الى المغرب وعن ابن عباس عن ابيه العباس بن عبد المطلب قال ولد النبي صلعم مختونا مسرورا

تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ شب ولادت باسعادت نبوی نوشیرواں کے ایوان میں زلزلہ آیا اور اوس کے چودہ کنگرہ گر گئے۔ فارس کی آگ جو ہزار سال سے برابر شعلہ زن تھی دفعتہً بجھ گئی اور بحیرہ ساوہ کا پانی سوکھ گیا۔ اور محدث دہلوی نے مدارج النبوہ میں عبد المطلب سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ جس رات کو آنحضرت پیدا ہوئے میں کعبہ میں تھا جب آدھی رات گزری تو میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ مقام ابراہیم کی جانب مائل ہو کر سجدے میں گیا اور اُس سے تکبیر کی آواز آئی یعنے اللہ اکبر اللہ اکبر اب مجھے میرے پروردگار نے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کیا۔

تاریخ الخمیس میں ہے کہ رسول مقبول دسویں ربیع الاول کو اور بقول بارھویں ربیع الاول کو اور بروایتے سترھویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور دلائل النبوۃ بیہقی میں ہے کہ آنحضرت کی ولادت کے ساتویں دن عبد المطلب نے تقریب عقیقہ منعقد کر کے قریش کو مدعو کیا جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اُنھوں نے عبد المطلب سے پوچھا کہ تم نے اُس مولود کا کیا نام رکھا ہے جس کی ولادت کی خوشی میں ہم کو مدعو کیا۔ عبد المطلب نے فرمایا محمدؐ۔ لوگوں نے کہا کہ ویسے نام کیوں نہیں رکھے جیسے اب تک اس گھرانے میں ہوتے آئے ہیں۔ عبد المطلب نے کہا کہ میں نے اس نیت سے یہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو ممدوح فرمائے سموات میں اور مخلوق خدا زمین پر اوسکی مداح ہو ترمذی نے جبیر بن مطعم سے آنحضرت کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ میرے چند نام ہیں۔ محمد۔ احمد حاشر یعنی جس کے زیر قدم لوگ محشور ہوں گے۔ ماحی یعنی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دیگا

الترمذي عن جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلعم ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر وانا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وانا العاقب

اور عاقب اور قاضی عیاض نے کتاب شفا مین ذکر کیا ہے کہ خدا کے نامون مین سے ایک نام
صادق ہے اور حدیث مین رسول مقبول کا نام بھی صادق مصدوق آیا ہے نیز خدا کے نام
ولی اور مولی بھی ہین جن کے معنی ناصر مددگار ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ اور
رسول مقبول نے فرمایا ہے انا ولی کل مومن نیز حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ النبی اولی بالمومنین
من انفسہم اور جناب پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ آنحضرت کو اون کی مادر گرامی کے بعد پہلے ثویبہ نے دودھ پلایا
پھر یہ شرف حلیمہ سعدیہ کو ملا۔ ہمیشہ سے یہ دستور تھا کہ بادیہ نشین عورتین بچون کو دودھ پلانے کی
نوکری کے لئے مکہ مین آتی تھین چنانچہ اوس زمانے مین بھی چند عورتین آئین اور اونھون نے
جا بجا دودھ پلانے کی نوکری کر لی مگر حلیمہ کو سوا ذات بابرکات نبوی کے دوسرا بچہ نہ ملا اور
چونکہ آپ یتیم ہو چکے تھے دودھ پلانے والیون نے آپ کی رضاعت گوارہ نہ کی کیونکہ اون کو
جو کچھ توقع ہوتی تھی بچون کے باپ سے ہوتی تھی مان سے نفع کی امید نہوتی تھی۔ پھر کیونکہ حلیمہ کو
اور کوئی بچہ نہ ملا تو اونھون نے آنحضرت کی رضاعت منظور کر لی۔ جب آنحضرت چھ سال کے
ہوئے تو اون کی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون نے موضع ابوا مین وفات پائی ابوا مکہ و مدینے کے بیچ مین
واقع ہے اور آپ کی کفالت حضرت عبد المطلب نے اختیار کی پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو
قضائے الٰہی سے عبد المطلب کا بھی انتقال ہو گیا اور آپ کے کفیل حضرت ابو طالب ہوئے
اور سیرۃ النبویہ مین ہے کہ عبد المطلب نے اپنی وفات کے وقت رسول اللہ صلعم کے باب مین ابو طالب کو
وصیت فرمائی جو حضرت عبد المطلب کی طرح زمانہ جاہلیت مین بھی شراب کو حرام سمجھتے تھے پس جب

وقال القاضی فی الشفاء من اسمائه تعالی الصادق وورد فی الحدیث اسمه صلعم الصادق المصدوق ومن اسمائه تعالی الولی والمولی ومعناهما الناصر وقد قال انما ولیکم الله ورسوله وقال صلعم انا ولی کل مومن وقال تعالی النبی اولی بالمومنین من انفسهم وقال صلعم من کنت مولاه فعلی مولاه

قال ابو الفدا فی تاریخه اول من ارضعته بعد امه ثویبة مولاة عمه ابی لهب ثم ارضعته حلیمة السعدیة وکانت عادة المراضع من البادیة الی مکة یطلبن الاطفال ان یرضعن فقدمت عدة منهن واخذت کل واحدة طفلا ولم تجد حلیمة طفلا تاخذه غیر رسول الله وکان یتیما قد مات ابوه عبد الله فلم یرغبن فیه لان الخیر من ابی الطفل فاخذته حلیمة ونشأته من امه

(قال) فلما بلغ ست سنین توفیت امه بالابواء بین مکة والمدینة (الی ان قال) وکفله جده عبد المطلب فلما بلغ ثمان سنین توفی جده عبد المطلب وقام بکفالته عمه ابو طالب وفی سیرة النبویة قال ولما حضرته الوفاة اوصی الی ابی طالب وکان ابو طالب ممن حرم الخمر علی نفسه فی الجاهلیة کابیه

عبدالمطلب نے رسول مقبول کے باب میں ابوطالب کو وصیت فرمائی تو وہ آنحضرت کے ساتھ اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرنے لگے حتی کہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنے پہلو میں سلاتے اور بہترین غذا کھلاتے تھے اور تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ جب آنحضرت کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ایک بار ابوطالب آپ کو ساتھ لے کر بغرض تجارت شام کی طرف گئے بصرے میں ایک راہب تھا جسکا نام بحیرا تھا۔ اوس نے آنحضرت کو دیکھکر ابوطالب سے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو لے کر واپس جائیے اور اس کو یہود کے شر سے بچایئے کیونکہ عنقریب اس لڑکے کی ایک ایسی شان عظیم ظاہر ہونے والی ہے جس کی وجہ سے یہود اس کے دشمن ہو جائینگے یہ سنکر ابوطالب نے شام کا قصد نہ کیا اور بعد فراغ معاملات تجارت مع آنحضرت کے بصرے سے مکہ واپس آئے اور جب آنحضرت سن شباب و بلوغ کو پہونچے تو مروت اور حلم اور سنجیدگی جواب و صداقت کلام اور دیانتداری اور پرہیزگاری میں تمام ابنائے جنس پر سبقت لے گئے حتی کہ قریش میں آپ کا لقب امین مشہور ہو گیا۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ خدیجہ بنت خویلد قوم قریش میں ایک صاحب شرافت اور دولتمند بی بی تھین جن کے یہان تجارت ہوتی تھی اونھون نے آنحضرت کی راستبازی اور امانتداری کی خبرین سنکر آپ سے استدعا کی کہ اون کے غلام میسرہ کو ساتھ لیکر بغرض تجارت بجانب شام تشریف لیجائین۔ آنحضرت نے خدیجہ کی درخواست منظور فرمائی اور شام مین جاکر جو مال ساتھ تھا اسکو فروخت کیا اور اوس کے عوض مین دوسرے مناسب اجناس خرید فرماکر مکے واپس آئے میسرہ نے جو حالات کرامات ذات بابرکات کے اثنائے سفر مین مشاہدہ کئے تھے حضرت خدیجہ سے بیان کئے از انجملہ یہ بھی کہا کہ تمازت آفتاب کے وقت موکلان غیب آنحضرت پر سایہ کئے رہتے تھے خدیجہ نے ذکر جمیل سنکر آنحضرت سے عقد نکاح کی خواستگاری کی۔ آپ نے منظور فرماکر ادن سے

عبدالمطلب حین اوصی به عمه ابی طالب احبه حبا شدیدا لا یحبه احدا من ولده (الی ان قال) فلما بلغ ثنتی عشرة سنة وکان یخصه باحسن الطعام قال ابو الفداء خرج به ابو طالب الی الشام حتی وصل الی بصری وعمر رسول الله اذ ذاک ثلث عشرة سنة وکان بها راهب یقال له بحیرا فقال لابی طالب ارجع بهذا الغلام واحذر علیه من الیهود فانه کائن لابن اخیک هذا شان عظیم فخرج به ابو طالب حتی اقدمه مکة حین فرغ من تجارته وشب رسول الله حتی بلغ فکان اعظم الناس مروة واحسنهم جوابا واصدقهم حدیثا واعظمهم امانة وابعدهم عن الفحش حتی صار اسمه فی قومه الامین قال ابو الفداء کانت خدیجة بنت خویلد تاجرة ذات شرف ومال فلما بلغها صدق رسول الله وامانته عرضت علیه الخروج فی تجارتها الی الشام مع غلامها میسرة فاجاب

فتزوجها وهي اول امرأة تزوجها ولم يتزوج عليها غيرها حتى ماتت قال ابن الاثير في اسد الغابة كانت خديجة قبل ان ينكحها النبي صلعم عند عتيق بن عائذ فولدت له جارية ثم خلف عليها بعد عتيق ابوهالة بن مالك فتزوجها ابوهالة وقال ابن هشام في سيرته فولدت له هندا وزينب بنت ابي هالة وفي الكامل قال ثم مات عنها ابوهالة فتزوجها رسول الله صلعم

نکاح کرلیا۔ چنانچہ خدیجۃ الکبریٰ پہلی وہ مخدرۂ معظمہ تھیں جن کو آنحضرت کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور جن کی زندگی میں آنحضرت نے کسی دوسری خاتون سے تزویج گوارا نہیں فرمائی۔

مورّخ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کی پہلی شادی عتیق بن عائذ سے ہوئی تھی اور اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی (جس کا نام مذکور نہیں ہے) پھر عتیق کے بعد حضرت خدیجہ کی دوسری شادی ابوہالہ بن مالک سے ہوئی۔ اور سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ابوہالہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ہند تھا اور ایک لڑکی ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا اور تاریخ کامل میں ہے کہ پھر بعد وفات ابوہالہ حضرت خدیجہ کا تیسرا عقد نکاح جناب رسالتمآب سے ہوا۔

مورّخ ابوالفدا کہتا ہے کہ اوس زمانے میں کعبے کی بنیاد پست تھی اور اوس کو قریش بلند پایا نے پر قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ اسی غرض سے اونھوں نے اوسے گرا کر پھر سے بنانا شروع کیا تھا۔ جب اوس کی بلندی حجر اسود کے نصب کرنے کی جگہ پہونچ گئی تو قریش میں حجر اسود کے نصب کرنے کی نزاع ہونے لگی کیونکہ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کا نصب کرنے والا ہم میں سے ہو۔ آخر کار تمام قریش نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جو شخص دروازہ حرم سے اوّلاً داخل ہو وہی اس نزاع کا فیصلہ کرے۔ حسن اتفاق سے پہلے آنحضرت داخل ہوئے اور قریش نے آپ کو حکم قرار دیدیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا حجر اسود ایک چادر کے وسط میں رکھا جائے اور ہر قبیلے کا شخص اوس چادر کو چاروں طرف سے پکڑ کر بلند کرے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جب حجر اسود بلند ہو کر اپنے مقام نصب تک پہونچا تو

قال ابو الفداء وكانت الكعبة قصيرة البناء فارادت قريش رفعها فهدموها حتى بلغوا موضع الحجر الاسود فاختصموا فيه لان كل قبيلة ارادت ان يرفعه الى موضعه ثم اتفقوا على ان يحكموا اول داخل من باب الحرم فكان اول داخل رسول الله صلعم فحكموه فامرهم ان يضعوا الحجر في ثوب وان تأخذ كل قبيلة بطرف من اطراف الثوب ففعلوا ذلك واخذوه وصعدوا به الى موضعه ووصوله الى موضعه رسول الله عند فوضعه بيده

آنحضرت نے اوس کو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اوس جگہ نصب کر دیا۔

تاریخ خمیس میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ کی ولادت رسول مقبول کی بعثت سے پانچ برس پہلے ہوئی جبکہ قریش کعبے کو از سر نو تعمیر کر رہے تھے۔ اور استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ جناب فاطمہ کی ولادت مولد نبی کے اکتالیسویں سال ہوئی یعنی زمانہ مبعث کے ایک سال بعد اور حبیب السیر میں بحوالہ ابن خشاب منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مبعث نبوی سے پانچ سال بعد ہوئی۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ جب آنحضرت کا سن چالیس سال کا ہوا تو خدا اسنے آپ کو مبعوث برسالت فرمایا اور آپ کی شریعت کو تمام گزشتہ شریعتوں کا ناسخ قرار دیا پس آثار نبوت کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی اور خدا اسنے خلوت پسندی کی محبت آنحضرت کے دل میں ایسی ڈال دی کہ آپ سال میں ایک مہینہ کوہ حرا پر قیام فرمانے لگے جب وہ سال آیا جس میں آپ نبی ہوئے تو ماہ رمضان کے آخر میں حسب معمول آپ نے کوہ مذکور پر مع اسپنے اہل کے اقامت اختیار فرمائی یہانتک کہ جب وہ رات آئی جس میں خدائے پاک برتر نے آپ کو مرتبۂ نبوت کرامت فرمایا تو جبرئیل امین آئے اور اونھوں نے آنحضرت سے کہا کہ اقرأ یعنی پڑھو آپ نے فرمایا کیا پڑھوں کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی اور وسط جبل پر تشریف لائے تو آسمان کی جانب سے یہ آواز سنی کہ اے محمد تم خدا کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں۔ آنحضرت

بعثه الله اربعين سنة الى الاسود والاحمر رسولا ناسخا بشريعته الشرائع الماضية فكان اول ما ابتدى به من النبوة الرويا الصادقة وحبب الله تعالى اليه الخلوة وكان رسول الله يجاور في جبل حراء من كل سنة شهرا فلما كانت سنة ... خرج الى حراء في رمضان ... ومعه اهله حتى اذا كانت الليلة التي اكرمه الله سبحانه وتعالى فيها جاءه جبرئيل عليه السلام فقال له اقرأ قال ما اقرأ فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم ... خرج ... من الجبل سمعت صوتا من السماء يا محمد انت رسول الله وانا جبرئيل ...

تھوڑی دیر وہین کھڑے ہوکر اس مبارک منظر کو مشاہدہ فرماتے رہے جب جبریل نظروں سے غائب ہوگئے تو آپ نے وہان سے آکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا خدیجہ سے بیان کیا انھون نے کہا مبارک ہو۔ بخدا مین امید کرتی ہون کہ آپ اس امت کے نبی ہون گے۔ پھر حضرت خدیجہ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئین جس نے آسمانی کتابین غور سے دیکھی تھین اور اہل توریت و انجیل سے بھی بہت کچھ سنا تھا۔ خدیجۃ الکبریٰ نے ورقہ سے وہ تمام واقعات بیان کئے جن کی اطلاع رسالتمآب نے اون کو دی تھی۔ ورقہ نے خدا کو پاکیزگی کے ساتھ یاد کرکے کہا کہ اے خدیجہ قسم ہے اوس کی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے اگر تم سچ کہتی ہو تو اوس شخص (یعنی آنحضرت) پر وہی ناموس اکبر نازل ہوا جو موسیٰ بن عمران کے پاس آیا کرتا تھا اور یقیناً وہ شخص اس امت کا پیغمبر ہے۔ بی بی خدیجہ نے واپس آکر جو کچھ ورقہ سے سنا تھا رسول مقبول کی خدمت میں عرض کیا اور سب سے پہلے آنحضرت کی رسالت پر ایمان لائین۔ حدیث صحیح میں رسول مقبول کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ مردون مین تو بہت لوگ کامل ہوئے ہین لیکن عورتون مین ان چار کے سوا اور کسی کو درجۂ کمال حاصل نہین ہوا۔ آسیہ زن فرعون۔ مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد۔ مورخین کا اس باب مین اختلاف ہے کہ خدیجہ کے بعد آنحضرت پر کون ایمان لایا۔ ابن ہشام صاحب سیرۃ اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے علی ابن ابیطالب ایمان لائے جبکہ آپ کی عمر نو یا دس یا گیارہ برس کی تھی اور زمانۂ اسلام سے پہلے بھی وہ جناب رسالتمآب کی آغوش تربیت مین تھے اور دوسرے اشخاص اس طرف بھی گئے ہین کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے

انصرف النبي الى خديجة فحكى لها ما رأى فقالت ابشر فوالذي نفسي بيده اني لارجو ان تكون نبي هذه الامة ثم انطلقت خديجة الى ورقة بن نوفل وكان ابن عمها وقد نظر في الكتب وسمع من اهل التوراة والانجيل فاخبرته ما اخبرها رسول الله فقال ورقة قدوس قدوس والذي نفس ورقة بيده لئن صدقتني يا خديجة لقد جاءه الناموس الاكبر الذي كان يأتي موسى بن عمران وانه نبي هذه الامة فرجعت خديجة الى رسول الله واخبرته بقول ورقة ... ان قال وكان اول الناس اسلاما خديجة لم يتقدمها احد وفي الصحيحين ان النبي قال كمل من الرجال كثير ولم يكمل من النساء غير اربعة آسية زوجة فرعون ومريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد واختلف من اسلم بعدها فذكر صاحب السيرة وكثير من اهل العلم ان اول الناس اسلم بعدها علي بن ابي طالب رضي الله عنه وعمره تسع سنين وقيل عشر سنين وقيل احدى عشرة سنة وكان في حجر رسول الله قبل الاسلام (الى ان قال) وذهب آخرون الى ان اول الناس اسلاما ابوبكر

اور ابن[۵۱] اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہیں کہ خدیجہ کے سابق الاسلام ہونے پر تو اتفاق ہے لیکن اس مین اختلاف ہے کہ اون کے بعد کون اسلام لایا۔ علما کا ایک گروہ تو یہ کہتا ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے اور بعض کا قول ہے کہ اولاً حضرت ابو بکر اسلام لائے اور علامہ ابن اسحاق کہتے ہین کہ نبی کریم کے بعد مردون مین سب سے پہلے حضرت علی مشرف باسلام ہوئے اون کے بعد زید بن حارثہ اور اون کے بعد حضرت ابو بکر۔ اور ابن[۵۲] حجر عسقلانی کتاب الاصابہ مین لکھتے ہین کہ کثیر اہل علم کے قول کے موافق ابو الحسن علی بن ابیطالب اسلام لانیوالون مین اول شخص ہین اون کی ولادت بعثت نبوی سے دس سال پہلے ہوئی اونھون نے رسول مقبول ہی کی آغوش مین پرورش پائی اور کبھی آنحضرت سے جدا نہین ہوئے اور سیرت[۵۳] ابن ہشام مین ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی جناب رسالتمآب پر ایمان لائے اور نماز پڑھی اور جو کچھ رسول اللہ خدا کی جانب سے لائے اوس کی تصدیق فرمائی۔ اوس وقت حضرت علی کی عمر دس سال کی تھی اور منجملہ اون نعمات کے جو خدا نے حضرت علی کو عطا کین ایک یہ بھی ہے کہ وہ قبل از زمانہ اسلام رسول اللہ کی آغوش تربیت مین تھے۔ پھر حضرت علی کے بعد زید بن حارثہ نے اسلام قبول کیا اور نماز پڑھی اور زید بن حارثہ کے بعد حضرت ابو بکر اسلام لائے۔ اور ابن[۵۴] عبد البر مالکی نے استیعاب میں لکھا ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے لوگون نے سوال کیا کہ پہلے علی نے اسلام قبول کیا یا ابو بکر نے۔ اونھون نے کہا سبحان اللہ علی ہی سابق الاسلام ہین (ابن عبد البر فرماتے ہین)

[۵۱] وقال ابن الاثیر الجزری فی الکامل اختلف العلماء فی اول من اسلم مع الاتفاق علی ان خدیجة اول الخلق اسلاما فقال قوم اول ذکر آمن علی (الی ان قال) وقیل اول من اسلم ابو بکر رضی الله عنه (الی ان قال) وقال ابن اسحاق اول ذکر اسلم بعد النبی علی ثم زید بن حارثة ثم اسلم ابو بکر

[۵۲] وقال ابن حجر العسقلانی فی الاصابة علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ابو الحسن اول الناس اسلاما فی قول الکثیر من اهل العلم ولد قبل البعثة بعشر سنین علی الصحیح فربی فی حجر النبی صلی الله علیه وآله وسلم ولم یفارقه

[۵۳] وقال العلامة ابن هشام فی سیرته کان اول ذکر من الناس آمن برسول الله صلعم وصلی معه وصدق بما جاءه من الله تعالی علی بن ابیطالب علیه السلام وهو ابن عشر سنین یومئذ وکان مما انعم الله به علی علی بن ابیطالب انه کان فی حجر رسول الله صلعم قبل الاسلام (الی ان قال) ثم اسلم زید بن حارثة مولی رسول الله صلعم وکان اول ذکر اسلم وصلی بعد علی بن ابیطالب ثم اسلم ابو بکر بن ابی قحافة

[۵۴] وقال ابن عبد البر فی الاستیعاب سئل محمد بن کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابو بکر قال سبحان الله علی اولهما اسلاما (الی ان قال)

ولاشك ان عليا عندنا اولهما اسلاما وروي عن سلمان وابي ذر والمقداد وخباب وجابر وابي سعيد الخدري وزيد بن ارقم ان علي بن ابي طالب رضي الله عنه اول من اسلم وفضله هولاء على غيره واخرج النسائي في الخصائص عن عفيف قال جئت في الجاهلية الى مكة وانا اريد ان ابتاع لاهلي من ثيابها وعطرها فاتيت العباس بن عبد المطلب وكان رجلا تاجرا فانا عنده جالس انظر الى الكعبة وقد حلقت الشمس في السماء فارتفعت وذهبت اذ جاء شاب فرمى ببصره الى السماء ثم قام مستقبل الكعبة ثم لم البث الا يسيرا حتى جاء غلام فقام على يمينه ثم لم البث الا يسيرا حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأة فقلت يا عباس امر عظيم فقال العباس امر عظيم اتدري من هذا الشاب فقلت لا قال هذا محمد بن عبد الله ابن اخي اتدري من هذا الغلام هذا علي ابن ابي طالب ابن اخي اتدري من هذه المرأة هذه خديجة بنت خويلد

اس مین کچھ شک نہین کہ ہمارے نزدیک ان دونون مین سے علی بن ابیطالب ہی پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ نیز سلمان فارسی۔ اور ابوذر اور مقداد اور خباب اور جابر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ درحقیقت علی بن ابیطالب ہی سابق الاسلام ہین اور ان اصحاب جلیل القدر نے حضرت علی کو اون کے غیر پر فضیلت دی ہے۔

محدث نسائی نے کتاب الخصائص مین عفیف سے روایت کی ہے کہ مین زمانہ جاہلیت مین مکے اس غرض سے آیا کہ اپنے اہل وعیال کے لئے کپڑے اور عطر خرید کرون چونکہ عباس بن عبد المطلب تجارت پیشہ تھے لہذا مین اون کے پاس گیا۔ آفتاب بلند ہوکر ڈھل گیا تھا اور مین اون کے پاس بیٹھا ہوا کعبے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ناگہان مین نے دیکھا کہ ایک جوان آیا اور آسمان کی جانب نظر کرکے روبقبلہ کھڑا ہوگیا اور دیر نہ گزری تھی کہ ایک لڑکا آیا وہ بھی اوس جوان کے داہنے جانب کھڑا ہوگیا۔ پھر ایک عورت آئی جو ان دونون کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ جوان نے رکوع کیا اوس کے ساتھ لڑکا اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جب اوس جوان نے رکوع سے سر اوٹھایا تو لڑکے اور عورت نے بھی سر اوٹھایا اور جب اوس جوان نے سجدہ کیا تو اوس کے ساتھ ہی لڑکے اور عورت نے بھی سجدہ کیا مین نے عباس سے کہا کہ یہ تو ایک عظیم واقعہ ہے اونھون نے کہا کہ ہان ضرور ایسا ہی ہے۔ کیا تم اس جوان اور لڑکے اور عورت کو جانتے ہو مین نے کہا نہین۔ عباس بولے کہ یہ جوان میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ ہے اور یہ لڑکا بھی میرا بھتیجا علی بن ابیطالب ہے اور یہ عورت خدیجہ بنت خویلد

اوس جوان کی بی بی ہے۔ یہ جوان بیان کرتا ہے کہ اوسکا خدا وہی ہے جو آسمان و زمین کا خدا ہے اور اوسی نے اوس کو اس دین کا حکم دیا ہے جسپر وہ قائم ہے۔ اے عفیف خدا کی قسم اس دین پر ہنوز ان تین شخصون کے سوا اور کوئی نہین ہے۔ نیز محدث موصوف نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مین اس امت مین اپنے سوا کسی کو ایسا نہین پاتا جس نے رسول مقبول کے بعد (اور دوسرون سے پہلے) خدا کی عبادت کی ہو مین نے کل امت محمدیہ سے نو برس پہلے پروردگار عالم کی عبادت کی ہے۔ اور تفسیر درمنثور سیوطی و فتح القدیر شوکانی مین ہے کہ ابن ابی حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ سابق الاسلام تین بزرگ ہین۔ یوشع بن نون جنھون نے حضرت موسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے مین سبقت کی اور مومن آل یٰسین جنھون نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے مین سبقت کی اور علی بن ابیطالب جنھون نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان لانے مین سبقت فرمائی اور ابن مردویہ نے آیۂ موصوفہ کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار مومن آل یٰسین اور علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوئی ہے اور ان مین سے ہر ایک اپنی امت کا سابق الایمان ہے اور علی ان سب مین بحیثیت سبقت ایمانیہ افضل ہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے جناب رسول مقبول کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ صدیق تین بزرگ ہین۔ حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار مومن آل یٰسین اور علی بن ابیطالب ہے

(۱۶) فزوجته ان ابن اخی هذا اخبرنی ان ربه رب السماء والارض امره بهذا الدین الذی هو علیه ولا والله ما علی الارض کلها احد علی هذا الدین غیر هؤلاء الثلاثة واخرج ایضا عن علی رضی الله عنه قال ما اعرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبینا غیری عبدت الله قبل ان یعبده احد من هذه الامة تسع سنین

(۱۷) فی الدر المنثور للسیوطی و فتح القدیر للشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله والسابقون السابقون قال یوشع بن نون سبق الی موسی و مومن آل یس سبق الی عیسی و علی بن ابی طالب سبق الی رسول الله صلعم واخرج ابن مردویه عن ابن عباس فی قوله والسابقون السابقون قال نزلت فی حزقیل مومن آل فرعون و حبیب النجار الذی ذکر فی یس و علی بن ابیطالب و کل رجل منهم سابق امته و علی افضلهم سبقا واخرج البخاری فی تاریخه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصدیقون ثلثة حزقیل مومن آل فرعون و حبیب النجار صاحب آل یس و علی ابن ابیطالب

اور تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان و نیز تفسیر درمنثور سیوطی مین بتفاوت الفاظ ابن ابی لیلی سے مروی ہے کہ تین ہی شخص ایسے ہین جنھون نے بقدر طرفۃ العین بھی خدا کے ساتھ کفر کا ارتکاب نہین کیا اور ایمان لانے مین سبقت فرمائی۔ ایک علی بن ابیطالب جو اون سب مین افضل ہین۔ دوسرے مومن آل فرعون۔ تیسرے صاحب یٰسین اور یہی لوگ صدیق ہین۔

علامہ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ تین برس تک آنحضرت نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرمائی اس کے بعد پروردگار عالم نے آپ کو بالاعلان دعوت اسلام کا حکم دیا۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی و تفسیر خازن بغدادی و دلائل النبوۃ بیہقی و جمع الجوامع سیوطی و کنز العمال علاء الدین علی متقی و تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا و نیز دیگر کتب تفسیریہ و حدیثیہ و تاریخیہ مین علی علیہ السلام سے مروی و منقول ہے کہ جب آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے مجھے بلا کر ارشاد کیا کہ اے علی پروردگار عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابتدارون کو (اون کے عذاب سے) ڈراؤن لیکن قوم کی حالت دیکھ کر اور یہ سمجھ کر کہ جب مین اون کو حکم خدا پہونچانے کے لئے بلاؤنگا تو اون سے اطوار ناملائم دیکھون گا میری ہمت پست اور طاقت ضعیف ہو گئی اور مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ جبرئیل امین نے مکرر نازل ہو کر مجھے آگاہ کیا کہ اے محمد اگر تم حکم الہی کے پہونچانے مین تامل کروگے تو یہ امر موجب عتاب ربانی ہوگا پس اے علی اب تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا

تیار اور مہیا کر کے بنی عبد المطلب کو میرے پاس جمع کرو تاکہ مین اون کو حکم الٰہی پہونچا دون
چنانچہ مین نے حکم نبوی کے موافق عمل کیا اور بنی عبد المطلب جو ایک کم یا ایک اوپر چالیس
مرد تھے جمع ہوئے (جن مین آپ کے چچا ابوطالبؑ حمزہؓ ۔ عباسؓ اور ابولہب بھی تھے)
جب حسب ایمائے رسول مقبول کھانا حاضر کیا گیا تو آنحضرت نے ایک ٹکڑا گوشت کا اٹھالیا
اور اُسے اپنے دانتون سے پارہ پارہ کر کے اطراف ظروف مین ڈالدیا اور فرمایا بسم اللہ
کھاتے جاؤ۔ چنانچہ سب لوگون نے سیر ہو کر کھایا باوجودیکہ بخدا وہ کھانا اور دودھ اتنا ہی تھا
کہ فقط ایک شخص کے کھانے اور پینے کو کفایت کرتا۔ اس کے بعد آنحضرت نے اون سے
کلام کرنا چاہا تو ابولہب نے مبادرت کر کے کہا کہ تمھارے صاحب (آنحضرت) نے تم پر سحر کیا ہے۔
یہ سنتے ہی تمام قوم متفرق ہوگئی اور آنحضرت کو اون سے کلام کرنے کی نوبت نہ آئی۔
دوسرے دن جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی روز گزشتہ کی طرح پھر سامان دعوت مہیا کرو
اور بنی عبد المطلب کو بلاؤ چنانچہ مین نے حکم نبوی کے موافق انتظام کر کے سب کو جمع کیا اور
جب وہ خور و نوش سے فارغ ہوئے تو آنحضرت نے اون سے یہ تقریر کی کہ اے بنی
عبد المطلب مین تمھارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لایا ہون اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسبات پر
مامور کیا ہے کہ تمھین اوس کی طرف بلاؤن پس تم مین ایسا کون شخص ہے جو اس امر مین
میری وزارت کرے اور میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ آنحضرت کی اس تقریر کا کسی نے
جواب نہ دیا مگر مین نے باوجود سب سے کمسن ہونے کے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اس کام کے لئے
مین حضور کی وزارت کو حاضر ہون یہ سن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری گردن پر

دست شفقت رکھکر فرمایا کہ (اے افراد قوم دیکھو) تم لوگون مین یہ (علی) میرا بھائی میرا وصی
اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔ یہ سنتے ہی لوگ قہقہہ لگا کر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ تمھین حکم دیا گیا ہے کہ (اپنے فرزند) علی کی فرمانبرداری
واطاعت کرو۔

واضح ہو کہ اس قصے کا ذکر عیسائی مورخین مین سے مسٹر کارلائل نے کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ مین
اور مسٹر گبن نے کتاب ڈکلائن آف رومن امپائر مین اور مسٹر ڈیون پورٹ نے کتاب اپالوجی فرام
محمد اینڈ دی قرآن مین اور مسٹر واشنگٹن ارونگ نے کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرس مین بشرح وبسط کے ساتھ کیا ہے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ دعوت اسلام فرمانے لگے
پہلے تو قریش آنحضرت سے چندان مزاحمت نہ کرتے تھے لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ ہمارے
معبودون کی برائی بیان کی جاتی ہے اور ہمکو اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر اور گمراہ کہا جاتا ہے
تو وہ لوگ آنحضرتؐ کی تکلیف دہی پر متفق ہوگئے مگر آپ کے چچا ابوطالب حتی الامکان آپ کو
شر اعدا سے بچاتے رہے۔ ایکدن چند آدمی قریش کے ابوطالب کے پاس آئے جن مین عتبہ اور شیبہ اور
ابوسفیان اور ابوالبختری اور اسود اور ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور نبیہ اور منبہ اور عاص بن
وائل بھی تھے۔ ان سب نے ابوطالب سے کہا کہ تمھارے بھتیجے ہمارے دین کو برا ہمکو بیوقوف
اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ بتلاتے ہین یا تو اون کو ان باتون سے رد کو یا اون کی مدد نہ کرو
ابوطالب نے اون لوگون کو مناسب طریقے کے ساتھ سمجھا بجھا کر لوٹا دیا اور پیغمبر صاحب حسب معمول
تبلیغ رسالت مین مصروف رہے حتی کہ کفار قریش پر یہ امر شاق گزرا اور انھون نے مکرر ابوطالب کے

فقال ان هذا اخي و وصيي وخليفتي فيكم فاسمعوا له واطيعوا فقام القوم يضحكون و يقولون لابي طالب قد امرك ان تسمع لابنك وتطيع قال ابوالفداء و استمر النبي على ما امره الله ولم يبعد عنه قومه في اول الامر ولم يردوا عليه حتى عاب آلهتهم ونسب قومه وآباءهم الى الكفر والضلال فاجمعوا على عداوة رسول الله وذب عنه عمه ابو طالب فجاء رجال من اشراف قريش الى ابي طالب منهم عتبة وشيبة ابنا ربيعة بن عبد مناف وابو سفيان بن امية بن عبد شمس وابو البختري بن هشام ابن الحارث بن اسد والاسود بن مطلب بن اسد وابو جهل بن هشام بن المغيرة والوليد بن المغيرة المخزومي ونبيه ومنبه ابنا الحجاج السهميان والعاص بن وائل السهمي وهو ابو عمرو بن العاص فقالوا يا ابا طالب ان ابن اخيك قد عاب ديننا وسفه احلامنا وضلل آباءنا فاما ان تكفه عنا واما ان تخلي بيننا وبينه فردهم ابو طالب ردا حسنا واستمر رسول الله على ما هو عليه فعظم عليهم فاتوا ابا طالب ثانيا وقالوا

پاس آکر وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی نیز کہا کہ اگر تم اپنے بھتیجے کو نہ روکوگے تو تم اسے اور ہم سے ایسی شدید جنگ ہوگی کہ بالآخر ایک فریق ہلاک ہو جائے گا۔ یہ سن کر ابوطالب بہت مشوش ہوئے اور انھوں نے آنحضرت سے کہا کہ اے بھتیجے یہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ آنحضرت سمجھے کہ ابوطالب میری رفاقت سے دست بردار ہونا چاہتے ہیں کہنے لگے کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھدیں تب بھی میں امر حق سے باز نہ رہوں گا۔ یہ فرما کر غمگین و افسردہ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے ابوطالب نے آنحضرت کی یہ کیفیت دیکھی تو پکار کر کہا اے بھتیجے ادھر آؤ اور جو چاہو کرو خدا کی قسم میں اپنے جیتے جی تمھاری رفاقت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ پس قبائل قریش ان لوگوں کو جو اسلام لائے تھے تکلیفیں پہونچانے لگے مگر خدا نے آنحضرت کو بوجہ حمایت ابوطالب محفوظ رکھا۔

علامہ ابوالفدا کہتے ہیں کہ ابوطالب کے بعض اشعار (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت کی رسالت کا صدق دل سے اقرار کیا تھا۔

ترجمہ اشعار ابیطالب

"اے محمد تم نے مجھے دین اسلام کی طرف بلایا اور میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت تم صادق القول
بہت باز اور امانت دار ہو اور بیشک مجھے یقین ہو گیا کہ دین محمدی تمام دنیا کے دینوں سے بہتر ہے
خدا کی قسم جبتک میں زندہ ہوں قریش میں سے کوئی شخص تمھارا کچھ نہیں کرسکتا۔"

تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ایک دن پیغمبر صاحب قریب کوہ صفا تشریف رکھتے تھے ناگہاں

ومن شعر ابيطالب مما يدل على انه كان مصدقا لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ودعوتني وعلمت انك صادق * ولقد صدقت وكنت ثم امينا
ولقد علمت بان دين محمد * من خير اديان البرية دينا
والله لن يصلوا اليك بجمعهم * حتى اوسد في التراب دفينا
في تاريخ ابن الوردي كان النبي صلى الله عليه وسلم عند الصفا

اوس طرف ابوجہل کا گزر ہوا اور اوس نے آنحضرت کی شان مین گستاخانہ کلمات کہے۔ آنحضرت نے اوس کا کچھ جواب دیا اور خاموش رہے۔ میر حمزہ اُس وقت شکار کو گئے تھے جب واپس آئے تو عبداللہ بن جدعان کی آزاد کردہ لونڈی نے اون سے ابوجہل کی بیہودگی کا حال بیان کیا یہ سن کر حمزہ کو غصہ آیا اور وہ کمان چڑھائے ہوئے بقصد طواف کعبے کی طرف گئے وہان دیکھا کہ ابوجہل کچھ لوگون کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے حمزہ نے ایسی ضرب کمان کی سیدھی کہ ابوجہل کا سر پھٹ گیا پھر اوس سے کہا کہ تو محمد کے حق مین گستاخی کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ مین اون کے دین پر ہون اس کے بعد امیر حمزہ رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہو کر مشرف باسلام اور کامل بایمان ہوئے اور کفار قریش نے حضرت حمزہ کے اسلام لانے کو نبی کے غلبے کی علامت سمجھی۔

مواہب لدنیہ مین ہے کہ جب حضرت حمزہ اسلام لائے تو انھون نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے

مین نے خدا کا شکر کیا جس وقت اوس نے میرے قلب کو اسلام اور دین حنیف کی طرف ہدایت فرمائی۔

ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ بعد ۳۹ مردون اور ۲۳ عورتون کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت عمر اسلام لائے۔ علامہ دیار بکری نے تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ بعثت کے نوین سال شق القمر کا معجزہ واقع ہوا۔ اور مواہب اللدنیہ مین ہے کہ شق القمر کا واقعہ مکہ معظمہ مین ہجرت سے تقریباً پانچ برس پہلے ہوا تھا قاضی عیاض نے کتاب شفا مین انس سے روایت کی ہے کہ اہل مکہ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا آنحضرت نے اون کو شق قمر کا معجزہ دکھایا یعنی چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کوہ حرا اون دونون کے بیچ مین نظر آیا۔ اور شہاب خفاجی نسیم الریاض مین لکھتے ہین کہ جن لوگون نے

فمر به ابو جهل بن هشام وشتم النبي صلى الله عليه وسلم فلم يكلمه وكان حمزة في القنص فلما رجع اخبرته مولاة لعبد الله بن جدعان بما نال ابو جهل من ابن اخيه صلعم فغضب حمزة وقصد البيت ليطوف وهو متوشح قوسه فوجد ابا جهل بن هشام في جماعة فضربه بالقوس فشجه ثم قال اتشتمه وانا على دينه وتم حمزة على اسلامه فلما اسلم حمزة عرفت قريش ان رسول الله قد عز

المواهب حمزة حين اسلم حمدت الله حين هدى فؤادي الى الاسلام والدين الحنيف

ابن الاثير الجزري في الكامل اسلم عمر بعد تسعة وثلاثين رجلا وثلاث وعشرين امرأة قال العلامة دیار بكري في تاريخ الخميس وفي السنة التاسعة من المبعث كان انشقاق القمر وفي المواهب اللدنية ان انشقاق القمر كان بمكة قبل الهجرة بنحو خمس سنين وروى القاضي عياض في الشفاء عن انس سأل اهل مكة النبي صلعم ان يريهم اية فاراهم انشقاق القمر فرقتين حتى رأوا حراء بينهما وقال الخفاجي في نسيم الرياض والجماعة الذين

آنحضرت سے معجزہ طلب کیا تھا اون کے نام یہ ہین ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل۔ عاص بن وائل۔ عاص بن ہشام۔ اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کتاب تفہیمات الہیّہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک شق القمر رسول اللہ کے معجزات سے نہین ہے (کہ واقع ہوا ہو) بلکہ وہ علامات قیامت سے سے ہے (جو وقوع پذیر ہوگا) البتہ اس اعتبار سے معجزہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت نے اوس کے متعلق پیشین گوئی فرمائی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب کفار قریش رسول اللہ کے اصحاب کو سخت تکلیف دینے لگے تو آنحضرت نے اُن لوگون کو جو حمایتی کنبہ نہ رکھتے تھے بجانب حبشہ ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ حضرت ابوطالب نے نبوت کے دسوین سال ماہ شوال مین وفات پائی اور اون کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے بھی رحلت فرمائی۔ ان دونون بزرگوارون کے اُٹھ جانے سے قریش جناب رسالتمآب کو تکلیف پہونچانے مین دلیری کرنے لگے خصوصاً ابولہب اور حکم بن عاص اور عقبہ بن ابی معیط جو رسول اللہ کے پڑوسی تھے آنحضرت کو بہت اذیت دیتے تھے اور اون پر نماز اور کھانے کے وقت تکلیف دہ چیزین پھینکتے تھے

تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت ابن سعد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حاکم و بیہقی محمد ابن عمار سے مروی ہے کہ بعض مشرکین نے عمار بن یاسر کو پکڑا اور جناب رسالتمآب کی برائی اور اپنے بتون کے تعریف کے الفاظ جبراً کہلا کر چھوڑا۔ عمار نے رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہو کر سارا حال پر ملال بیان کیا آنحضرت نے پوچھا کہ یہ بتاؤ تم اپنے دل کو کس حال مین پاتے ہو۔ عمار نے عرض کیا کہ مین اپنے

طلبوا ذلك منه صلعم الوليد ابن المغيرة وابوجهل والعاص ابن وائل والعاص بن هشام والاسود بن عبد يغوث والاسود ابن عبد المطلب ه وقال الشيخ ولي الله الدهلوي رحمه في كتاب التفهيمات الالهية ان انشقاق القمر عندنا ليس من ايات المعجزات انما هو من ايات القيامة ولكنه صلعم اخبر عنه فكان معجزة من هذا السبيل ه قال ابو الفدا

فلما اشتد اذاء قريش لاصحاب رسول الله اذن لهم صلعم في الهجرة الى ارض الحبشة ه وقال ابن الوردي توفي ابو طالب في شوال سنة عشر من النبوة (الى ان قال) ثم توفيت خديجة رضي الله عنها بعد ابي طالب فنالت قريش منه صلى الله عليه وسلم خصوصا ابو لهب والحكم بن العاص وعقبة ابن ابي معيط فانهم كانوا جيران النبي صلعم وكانوا يؤذونه ويلقون في بيته وفي صلوته وفي طعامه من الاذى ه

وقال السيوطي في الدر المنثور اخرج ابن سعد وابن جرير وابن ابي حاتم وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي في الدلائل عن محمد ابن عمار قال اخذ المشركون عمار بن ياسر فلم يتركوه حتى سب النبي صلعم وذكر الهتهم بخير ثم تركوه فلما اتى رسول الله صلعم قال ما وراءك قال شر ما تركت

دل کو ایمان کے ساتھ کامل طور پر مطمئین پاتا ہون - آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب تمھارے
اطمینان قلب کی یہ حالت ہے تو اگر وہ لوگ پھر تم سے اوسی طرح کے کلمات کہلائین تو کہدو -
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب کفار قریش کی ایذا رسانی حد سے گزری تو رسول مقبول نے
قبیلہ ثقیف سے استدعائے نصرت کا خیال فرماکر سفر طائف اختیار کیا کیونکہ امید تھی کہ وہ لوگ
احکام منزل من اللہ کو قبول کرینگے مگر طائف پہونچکر وہان کے حالات ملاحظہ فرمائے تو
ثقیف کے لوگون سے بہتری کی کوئی امید نہوئی اور تاریخ طبری مین ہے کہ جب آنحضرت
قبیلہ ثقیف کی رفاقت سے مایوس ہوئے تو طائف سے مراجعت فرماکر مکہ معظمہ واپس آئے
تاریخ خمیس مین ہے کہ اسی سال شوال کے مہینے مین پیغمبر صاحب نے حضرت سودہ اور
حضرت عائشہ سے (یکے بعد دیگرے) تزویج فرمائی -

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ صاحب کتاب سیرت نے ذکر کیا ہی کہ آنحضرت کو ابو طالب کے مرنے سے
پہلے معراج ہوئی - لیکن محدث ابن جوزی کا قول ہی کہ اون کی وفات کے بعد نبوت کے بارھوین سال
معراج ہوئی اور تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت ابن مردویہ عمرو بن شعیب سے مروی ہی کہ ہجرت
سے ایک سال پہلے سترھوین ربیع الاوّل کی شب کو رسول مقبول مرتبہ عالیہ معراج پر فائز ہوئے - مورخ
ابو الفدا لکھتا ہی کہ اہل علم کا اس باب مین اختلاف ہی کہ معراج جسم کے ساتھ ہوئی یا بطور سچے خواب کے
تھی - جمہور کی رائے تو یہی ہے کہ معراج جسمانی ہوئی مگر بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہین کہ معراج
محض سچا خواب تھا - چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب کو معراج جسدی
نہین ہوئی بلکہ اللہ تعالی نے آنحضرت کی روح کو شب معراج مین سیر کرایا اور معاویہ سے بھی

ایسا ہی منقول ہے کہ معراج سچے خواب کے طور پر ہوئی۔ نیز ابن اسحق اور ابن جریر نے حضرت عائشہ
سے روایت کیا ہے کہ شب معراج میں رسول مقبول کا جسد اقدس بدستور اپنی جگہ رہا اور اللہ تعالے
نے آپ کی روح اطہر کو آسمانوں کی سیر کرائی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں
کہ واقعہ معراج جسدی یعنی رسول مقبول کا بحالت بیداری سماوات اور مقامات عالیہ کی
سیر فرمانا حق ہے اور اس کی حدیث طرق متعددہ سے ثابت ہے پس جو شخص کہ
معراج جسمانی کی تردید کرے اور اوس کی صحت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ اور بدعتی ہے
اور شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ اہل اسلام میں معراج نبوی کی صحت کے متعلق
اختلاف نہیں ہے کیونکہ اوس کا ثبوت نص قرآن سے ہے۔ نیز کتاب موصوف میں
ابو الحمرا سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم نے فرمایا کہ جب میں نے شب معراج میں
آسمانوں کی سیر کی تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ
اور تفسیر در منثور سیوطی میں بروایت ابن عدی و ابن عساکر انس بن
مالک سے جناب رسالتمآب کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جب مجھکو معراج ہوئی تو میں نے ساق عرش پر
لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ (یعنی سوا اللہ کے
کوئی معبود نہیں ہے محمد اوس کا رسول اور اللہ تعالی نے اپنے رسول کی نصرت علی سے فرمائی)
مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ آنحضرت کا معمول تھا کہ موسم حج میں قبائل عرب سے ملتے تھے اور اون کو
دین خدا کی ہدایت فرماتے تھے پس جب اللہ تعالے کو اپنے دین مبین کا اظہار اور اپنے نبی کا اعزاز منظور ہوا
اور پیغمبر حج کے زمانے میں حسب معمول قبائل عرب سے ملنے کو نکلے تو عقبہ کے قریب قبیلہ

انه كان يقول ان الاسراء كان رؤيا صادقة واخرج ابن اسحق وابن جرير عن عائشة انها قالت ما فقد جسد رسول الله ولكن الله اسرى بروحه وقال ملا علي القاري في شرح الفقه الاكبر وخبر المعراج بجسد المصطفى صلعم يقظة الى السماء ثم الى ما شاء الله تعالى من المقامات العلى حق اي حديثه ثابت بطرق متعددة فمن رد ذلك الخبر ولم يؤمن بمقتضى ذلك الخبر فهو ضال مبتدع وفي الشفاء للقاضي عياض لا خلاف بين المسلمين في صحة الاسراء به صلعم اذ هو نص القرآن وفيه عن ابي الحمراء قال قال رسول الله صلعم لما اسري بي الى السماء اذا على العرش مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلي وفي الدر المنثور للسيوطي اخرج ابن عدي وابن عساكر عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لما عرج بي رأيت على ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلي

قال ابو الفداء وكان رسول الله صلعم يعرض نفسه على القبائل في موسم الحج ويدعوهم الى الله تعالى ولما اراد الله اظهار دينه واعزاز نبيه خرج رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في الموسم فعرض نفسه على القبائل كما كان يصنع فبينما هو عند العقبة

نبی خزرج کے چھ شخصون سے ملاقات ہوئی جو مدینہ یثرب کے رہنے والے تھے آنحضرت صلعم نے
اون کو قرآن مجید سنا کر اسلام کی طرف بلایا وہ لوگ تصدیق رسالت کرکے ایمان لائے
اور جب یثرب کو واپس گئے تو اونھون نے اپنی قوم سے اس کا ذکر کیا اور اون کو دعوت
اسلام کی دی حتی کہ اون مین اسکا چرچا ہونے لگا اور کوئی گھر مدینہ کا ایسا نہ تھا جس مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ ہو۔

تاریخ خمیس علیہ مین ہے کہ جب نبی کریم و اہل مدینہ کے درمیان عقد مبایعت منعقد ہوچکا
تو آنحضرت نے اصحاب کو جنھین بوجہ ایذائے مشرکین مکے مین رہنا اور کفار قریش کے مظالم پر
صبر کرنا دشوار تھا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی اور قسطلانی علیہ م کتاب ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ جناب سالتمآب نے دو دو مہاجرون مین رشتہ برادرانہ قائم
کیا چنانچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو باہم بھائی بھائی قرار دیا اور حضرت حمزہ اور زید بن
حارثہ کو۔ اور حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کو۔ اور زبیر بن العوام اور ابن مسعود کو۔
اور عبیدہ بن الحارث اور بلال کو۔ اور مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص کو۔ اور ابو عبیدہ
اور سالم مولی ابی حذیفہ کو۔ اور سعید بن زید اور طلحہ بن عبید اللہ کو۔ اور اپنی اخوت کا شرف
آنحضرت نے علی بن ابیطالب کو عطا فرمایا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے اپنے اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا اور وہ سب کے سب
مدینے کو چلے گئے۔ تاریخ الفدا مین ہے کہ جب اصحاب رسول بجانب مدینہ روانہ ہوگئے اور پیغمبر صاحب کے
ساتھ سوا حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے کوئی نہ رہا تو آنحضرت نے بمقام مکہ اس انتظار مین قیام فرمایا

اذ لقی نفرا من الخزرج من اهل یثرب فعرض رسول الله علیهم الاسلام وتلا علیهم القرآن فآمنوا وصدقوه فلما انصرفوا الی بلادهم ذکروا لقومهم رسول الله صلعم ودعوهم الی الاسلام حتی فشا فیهم فلم یبق دار من دور الانصار الا وفیها ذکر رسول الله صلعم وفی تاریخ الخمیس للدیار بکری قال اهل السیر لما ابرم عقد المبایعة بین النبی صلی الله علیه وسلم وبین اهل المدینة ولم یقدر اصحابه بمکة من ایذاء المشرکین وجفوهم امر اصحابه بالهجرة الی المدینة وقال العلامة القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری آخی رسول الله صلعم بین ابی بکر وعمر رضی الله عنهما وبین حمزة وزید بن حارثة رضی الله عنهما وبین عثمان وعبد الرحمن بن عوف رضی الله عنهما وبین ابن مسعود والزبیر رضی الله عنهما وبین عبیدة بن الحارث وبلال رضی الله عنهما وبین مصعب بن عمیر وسعد بن ابی وقاص رضی الله عنهما وبین ابی عبیدة وسالم مولی ابی حذیفة رضی الله عنهما وبین سعید بن زید وطلحة بن عبید الله رضی الله عنهما وبین علی ونفسه صلعم وفی تاریخ ابن الوردی امر النبی اصحابه بالهجرة الی المدینة فخرجوا ارسالا وقال ابو الفدا واقام رسول الله صلعم بمکة ینتظر

کہ جب حکم آلہی ہو تو آپ بھی مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائین۔

تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ جب قریش کو معلوم ہوا کہ غیر قریش کے لوگ پیغمبر صاحب کے یار و انصار ہو گئے ہین جن کے پاس آنحضرت کے اصحاب پہونچ گئے اور آنحضرت بھی بنفس نفیس اون انصار سے لاحق ہونے کا ارادہ رکھتے ہین تو اکابر قریش یعنی بنی امیہ مین سے عتبہ و شیبہ و ابوسفیان اور بنی نوفل مین سے طعیمہ و جبیر بن مطعم و حارث بن عامر اور بنی عبد الدار مین سے نضر بن حارث اور بنی مخزوم مین سے ابوجہل اور بنی سہم مین سے نُبیہ و مُنبہ اور بنی جمح مین سے امیہ بن خلف مشورے کے لئے دار الندوہ مین جمع ہوئے جن کے ساتھ اور بھی بہت لوگ قوم قریش کے تھے پس اون لوگون نے آنحضرت کے قید یا اخراج کے متعلق باہم کمیٹی کی اور بالآخر یہ بات طے پائی کہ قبائل متذکرہ مین سے ہر قبیلہ کا ایک ایک بہادر جوان منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر (نعوذ باللہ) آنحضرت کو قتل کرین تاکہ آپ کا خون (ناحق) کل قبائل مین منتشر یعنی اون کی جانب منسوب ہو جائے اور عبد مناف کی اولاد اون تمام قبیلون کے مقابلے پر قادر نہو سکے چنانچہ وہ سب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اسی رات کو پیغمبر صاحب پر حملہ کیا جائے اور

تاریخ الخمیس مین ہے کہ جب کفار قریش نے کمیٹی کر کے آنحضرت کے قتل پر اپنی رائے قائم کی تو جبریل امین نے آنحضرت کو اس کی خبر دیکر کہا کہ آج شب کو آپ اپنے اوس بستر پر نہ سوئین جس پر معمولاً آرام فرمایا کرتے ہین اور بجانب مدینہ ہجرت کر جائین۔

ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ جب رات کی تاریکی ہوئی تو کفار قریش اس ارادے سے

ان یاذن له ربه فالخروج من مكة وخرج مع النبي ابو بكر وعلي بن ابي طالب رضي الله عنهما قال ابن خلدون في تاريخه ولما علمت قريش ان رسول الله صلعم قد صار له شيعة وانصار من غيرهم وانه مجمع على اللحاق بهم وان اصحابه من المهاجرين سبقوه اليهم تشاوروا ما يصنعون فاجتمعوا في دار الندوة لذلك عتبة وشيبة وابو سفيان من بني امية وطعيمة بن عدي وجبير بن مطعم والحارث بن عامر من بني نوفل والنضر بن الحارث من بني عبد الدار وابو جهل من بني مخزوم ونبيه ومنبه ابنا الحجاج من بني سهم وامية بن خلف من بني جمح ومعهم من غيرهم من قريش فتشاوروا بعد ... وحبسه او اخراجه ثم اتفقوا على ان يتخيروا من كل قبيلة منهم فتى شابا جلدا فيقتلونه جميعا فيتفرق دمه في القبائل ولا يقدر بنو عبد مناف على حرب جميعهم واستعدوا لذلك من ليلتهم

وفي تاريخ الخميس لما استقر رأي قريش على قتله صلى الله عليه وسلم اتاه جبريل عليه السلام وقال لا تبت هذه الليلة على فراشك الذي كنت تبيت عليه واذن له عليه السلام بالخروج الى المدينة قال ابن الاثير في الكامل فلما كان العتمة

درِ دولتِ نبوی پر مجتمع ہوئے کہ پیغمبر صاحب اپنے بستر پر لیٹین تو وہ حملہ کرین رسول اللہ نے
اون کا مجمع دیکھکر علی بن ابیطالب سے کہا کہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر
سو رہو اور اطمینان رکھو کہ تم کو کوئی گزند نہ پہونچے گا۔ نیز حضرت علی کو حکم دیا کہ جس کی جو
امانت اور ودیعت ہے اوس کو ادا کر دینا اس کے بعد آنحضرت گھر سے باہر نکلے اور
سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتین فھم لا یبصرون تک پڑھتے ہوئے ایک مٹھی خاک
کفار کے سرون کی جانب پھینک کر راہ مدینہ اختیار کی اور کفار قریش مین سے کسی نے بھی آپ کو نہ دیکھا
تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت حاکم بسند صحیح ابن عباس سے مروی ہے کہ علی بن
ابیطالب نے اپنی جان کو رسول اللہ پر فدا کیا اور رسول مقبول کی چادر اوڑھ کر اون کی جگہ
سو رہے۔ مشرکین قریش سمجھتے تھے کہ آنحضرت ہی سو رہے ہین اور اس ارادے مین تھے
کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت کو قتل کرین۔ اور اسد الغابہ ابن اثیر جزری اور احیاء العلوم
غزالی اور تاریخ الخمیس مین ہے کہ جب حضرت علی بستر نبوی پر سوئے تو خدا نے جبرئیل و
میکائیل کی جانب وحی فرمائی کہ مین نے تم دونون مین رشتۂ برادرانہ قائم کیا اور تم مین سے
ہر ایک کی عمر بہ نسبت دوسرے کے طویل کی پس تم دونون مین کون ایسا ہے جو اپنے ساتھی پر
اپنی جان نثار کرے۔ یہ خطاب الٰہی سن کر جبرئیل و میکائیل نے اپنی اپنی زندگانی کو عزیز سمجھا اور
ایثار بالحیوٰۃ کو گوارہ نہ کیا۔ پروردگار عالم نے پھر اون کی جانب وحی فرمائی کہ کیا تم دونون
علی بن ابیطالب کی طرح نہین ہو سکتے دیکھو مین نے محمد اور علی مین مواخات قائم
کی اور علی اس وقت بستر نبی پر اس غرض سے لیٹے ہین کہ ایثار بالحیوٰۃ کر کے اپنی جان کو اپنے

اجتمعوا على بابه يرصدونه متى ينام فيثبون عليه فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكانهم قال لعلي بن ابيطالب نم على فراشي واتشح ببردي هذا الحضرمي الاخضر فنم فيه فانه لن يخلص اليك شيء تكرهه منهم وامره ان يؤدي ما عنده من ودائع وامانات وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذ حفنة من تراب فجعل على رؤسهم وهو يتلو هذه الآيات يٰس والقرآن الحكيم الى قوله فهم لا يبصرون ثم انصرف

وفي الدر المنثور للسيوطي اخرج الحاكم وصححه عن ابن عباس رضي الله عنهما قال شرى علي رضي الله عنه نفسه ولبس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه وكان المشركون يحسبون انه رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت قريش تريد ان تقتل النبي صلى الله عليه وسلم

وفي اسد الغابة لابن الاثير الجزري واحياء العلوم للغزالي وتاريخ الخميس للديار بكري بات علي على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوحى الله تعالى الى جبرئيل وميكائيل اني آخيت بينكما وجعلت عمر احدكما اطول من عمر الآخر فايكما يؤثر صاحبه بالحيوة فاختار كلاهما الحيوة واحباها فاوحى الله عز وجل اليهما افلا كنتما مثل علي بن ابي طالب آخيت بينه وبين نبي محمد فبات على فراشه يفديه بنفسه ويؤثره بالحيوة

بھائی پر فدا کرین - اب تم دونون زمین پر جاؤ اور شرِ اعدا سے علی کی حفاظت کرو - پس
بحکم الٰہی دونون ملک مقرب نے نازل ہوکر بستر علی کے بالین و پائین قرار لیا اور جبرئیل
علیہ السلام فرماتے تھے کہ مرحبا مرحبا کون ہے مثل تیرے اے ابو طالب کے بیٹے
جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے - چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے
رسول مقبول پر جبکہ وہ مدینے جا رہے تھے علی کی شان مین یہ آیت نازل فرمائی
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (یعنی)
لوگون مین ایسے نیک بندے بھی ہین جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان تک
دیدیتے ہین اور خدا اپنے بندون پر بڑا شفقت فرمانے والا ہے -

مورخ[له] دیار بکری تاریخ الخمیس مین لکھتا ہے کہ کفار قریش دولتسرائے رسول مقبول پر
مجتمع ہوکر آپس مین باتین کر رہے تھے - ناگہان ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کس بات کے
منتظر ہو انھون نے کہا کہ ہم کو اس کا انتظار ہے کہ صبح قریب ہو تو محمد کو قتل کرین اور
تاریخ ابو الفدا[۱۲] مین ہے کہ اس اجنبی شخص نے آکر یہ کہا کہ محمد تمھارے سرون پر خاک ڈالکر
چلے گئے یہ سن کر وہ لگے غور سے دیکھنے اور حضرت علی کو پیغمبر صاحب کی چادر اوڑھے ہوئے
دیکھکر بولے کہ محمد تو سو رہے ہین - جب سپیدہ صبح کے نمودار ہونے پر حضرت علی بستر سے
اُٹھے اور کفار نے پہچانا کہ وہ علی ہین تو اپنا سا منھ لیکر رہ گئے اور حضرت علی نے
حسب حکم نبوی مکے مین قیام کرکے جن کی جو امانتین اور ودیعتین تھین اُن کو ادا کین -
علامہ[۱۳] مسعودی تاریخ مروج الذہب و معادن الجوہر مین لکھتے ہین کہ جب پیغمبر صاحب مکے سے

اهبطا الى الارض فاحفظاه من عدوه فكان جبرئيل عند رأسه وميكائيل عند رجليه جبرئيل عليه السلام بقوله بخ بخ من مثلك يا ابن ابي طالب والله فانزل الله تعالى على رسوله وهو متوجه الى المدينة في شأن علي ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رءوف بالعباد

له قال الديار بكري في تاريخه واقام المشركون ساعة فجعلوا يتحدثون فاتاهم آت وقال ما تنتظرون قالوا ننتظر ان نصبح فنقتل

۱۲ وفي تاريخ ابي الفداء فاتاهم آت وقال ان محمدا خرج ووضع على رؤوسكم التراب فجعلوا ينظرون فيرون عليا عليه برد النبي فيقولون هذا محمد نائم فلم يبرحوا حتى اصبحوا فقام علي عن الفراش فعرفوه واقام علي بمكة ثلاثة ايام حتى ادى ودائع النبي

۱۳ قال المسعودي في مروج الذهب ومعادن الجوهر خرج النبي صلعم من مكة

بجانب مدینہ ہجرت فرمائی تو حضرت ابو بکر مع اپنے غلام عامر بن فہیرا ور عبد اللہ بن اریقط دیلمی کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ عبد اللہ بن اریقط مسلمان نہ تھا۔ راہ بتلانے کی ضرورت سے ساتھ لے لیا گیا تھا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب پیغمبر صاحب بحمایت ایزدی مدینے کی جانب ہنضت فرما ہوئے تو قریش نے آنحضرت کی تلاش مین سرگرمی کی اور سراقہ بن مالک آنحضرت کے عقب مین روانہ ہوا۔ ناگاہ سراقہ آنحضرت کے قریب پہونچ گیا جسکو دیکھتے ہی حضرت ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارا ڈھونڈھنے والا آپہونچا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ محزون نہو اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔ یہ فرماکر پیغمبر صاحب نے سراقہ کے لئے بددعا کی سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین سخت مین دھنس گیا اوس نے کہا آپ دعا کیجئے کہ مجھے اس بلا سے مخلصی ہو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ آپ کے تلاش کرنے والون کو راہ سے لوٹا لیجاؤن گا آنحضرت نے دعا کی۔ سراقہ مخلصی پاکر وہان سے بگٹٹ بھاگا اور جو شخص آنحضرت کا تلاش کرنے والا راہ مین ملا اوس کو واپس لے گیا۔ ادھر جناب رسول خدا نے بارھوین ربیع الاول ۱ھ کو مدینہ منورہ پہونچکر قبا مین نزول اجلال فرمایا۔

اور اسد الغابہ ابن اثیر جزری میں ہے کہ حضرت علی (بعد ادائے امانات) جناب رسالتمآب کے اہل و عیال کو بجانب مدینہ روانہ کرکے خود بھی آنحضرت کی حضوری حاصل کرنے کے لئے تنہا اور پیادہ مکے سے مدینے کو روانہ ہوئے رات بھر چلتے تھے اور دن کو قیام کرتے تھے یہانتک بعد طے منازل مدینے پہونچے اور جب پیغمبر صاحب کو اون کے پہونچنے کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت نے

ومعه ابو بكر وعامر بن فهيرة مولى ابي بكر وعبد الله بن اريقط الديلمي دليل بهم على الطريق ولم يكن مسلما ١٥ وفي تاريخ ابي الفدا وجدت قريش في طلبه صلعم فتبعه سراقة بن مالك فلحق النبي صلعم فقال ابو بكر يا رسول الله ادركنا الطلب فقال له النبي لا تحزن ان الله معنا ودعى رسول الله على سراقة فارتطمت فرسه الى بطنها في ارض صلبة فقال سراقة ادع الله ان اردّ الطلب فلك ان ادع الله فدعى له النبي فخلص فرجع سراقة ورد كل من لقيه من الطلب قال وقدم رسول الله المدينة لاثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاول من سنة احدى فنزل قبا ٥٢ قال ابن الاثير في اسد الغابة وخرج علي من مكة في طلب رسول الله صلعم بعد ما اخرج اليه اهله يمشي الليل ويكمن النهار حتى قدم المدينة فلما بلغ النبي صلى الله عليه وسلم قدومه

فرمایا کہ علی کو میرے پاس لاؤ۔ لوگون نے عرض کیا کہ رسول اللہ اب ون مین چلنے کی قدرت نہین ہے یہ سن کر رسول مقبول خود حضرت علی کے پاس تشریف لائے اور جب اون کو دیکھا تو الگلگیر ہو کر فرط محبت سے رونے لگے کیونکہ اون کو اُس سفر مین ایسی تکلیف ہوئی تھی کہ دونون پاؤن سوج گئے تھے اور اون سے خون ٹپکتا تھا۔ آنحضرت نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کے پیرون مین لگایا اور اون کی صحت و عافیت کے لئے دعا کی چنانچہ پھر وہ وقت شہادت تک کبھی ان شکایتون مین مبتلا نہین ہوئے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر جناب رسالتمآب نے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی جس کے بارے مین آیہ لمسجد اسس علی التقوی نازل ہوا ہے۔ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کتاب جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ اہل قبا نے آنحضرت سے درخواست کی کہ اون کے لئے مسجد بنا فرمائین آنحضرت نے صحابہ کرام کی جانب اشارہ کیا کہ تم مین سے کوئی شخص میرے ناقے پر سوار ہو کر اوس کو پھیرے۔ حضرت ابوبکر اوٹھے اور ناقے پر سوار ہوئے مگر اوس نے جنبش نہ کی پھر حضرت عمر سوار ہوئے لیکن اونٹنی نہ اوٹھی اون کے بعد حضرت علی کھڑے ہوئے اور رکاب مین پاؤن رکھا ہی تھا کہ اونٹنی اوٹھ کھڑی ہوئی۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اس کی باگ چھوڑ دو یہ منجانب اللہ گشت پر مامور ہے۔

چنانچہ آنحضرت نے گشت ناقہ کے مدار پر مسجد قبا بنا فرمائی اور اہل قبا کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرو۔ بعد ازان تعیین قبلہ کے لئے خط کھینچکر اپنے

دست مبارک سے سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جناب رسول مقبول بروز جمعہ قبا سے اندرون شہر مدینہ تشریف لائے تو جس کے گھر کی جانب سے گزرتے تھے وہ آنحضرت کے ناقے کو روک کر کہتا تھا کہ یا رسول اللہ قدم رنجہ فرمایئے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ ناقہ منجانب اللہ مامور ہے تم اس کو نہ روکو حتے کہ آنحضرت اس مقام پر پہونچے جہان مسجد نبوی ہے تو سواری سے اتر پڑے ابو ایوب انصاری جناب رسالتماب کا اسباب اپنے گھر لے گئے چنانچہ آنحضرت نے اون کے یہان قیام فرمایا اور مسجد نبوی کی بنا ڈالی

نسائی نے خصائص مین زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ بعض اصحاب رسول کے دروازے مسجد نبوی کی جانب تھے رسول مقبول نے علی بن ابیطالب کے سوا اور سب اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے دروازون کو بند کردین۔ اس پر اصحاب نے کچھ کلام کیا تو آنحضرت نے کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ مین نے حکم ایزدی کے مطابق تم لوگوں کے دروازے بند کرائے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ تم نے اس باب مین (فضول) چہ میگوئی کی مین نے نہ کوئی دروازہ بند کیا نہ کھولا بلکہ خدا نے جو حکم دیا اوسکی تعمیل کی

اور جامع ترمذی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ میرے اور تمھارے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس مسجد مین جنب ہو یعنی بحالت جنابت مسجد مین آمد و رفت رکھے

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب مین نقل کیا ہے کہ مسجد نبوی مین اصحاب رسول بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ منادی نے ندا کی کہ ایہا الناس

قال ابو الفدا واخرج رسول الله من قبا یوم الجمعة فما مر بدار من دور الانصار الا قالوا هلم یا رسول الله ویأخذون بخطام ناقته فیقول خلوا سبیلها فانها مامورة حتی انتهت الی موضع مسجده صلعم فاحتمل ابو ایوب الانصاری رحل النبی الی بیته واقام رسول الله عند ابی ایوب حتی بنی مسجده

اخرج النسائی فی الخصائص عن زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحاب رسول الله صلعم ابواب شارعة فی المسجد فقال رسول الله صلعم سدوا هذه الابواب الا باب علی فتکلم فی ذلک الناس فقام رسول الله صلعم فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما بعد فانی امرت بسد هذه الابواب غیر باب علی وقال فیه قائلکم والله ما سددته ولا فتحته ولکنی امرت بشیء فاتبعته

اخرج الترمذی عن ابی سعید قال قال رسول الله صلعم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک

ذکر کردہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جذب القلوب ... در مسجد ... ناگاہ منادی ندا در داد ایہا الناس

اپنے اپنے دروازے بند کردو - اس ندا سے ایک قسم کا انتباہ تو لوگون کو ہوا مگر کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھا دوسری دفعہ پھر ندا دی گئی کہ ایہا الناس اپنے اپنے دروازون کو بند کردو قبل اس کے کہ عذاب نازل ہو یہ سنتے ہی سب لوگ کھڑے ہو گئے اور آنحضرت کی خدمت مین دوڑے آئے - علی مرتضیٰ بھی آئے اور رسول اللہ کے سرہانے کھڑے ہو گئے آنحضرت نے اون سے فرمایا کہ تم کیون کھڑے ہو جاؤ اپنے گھر مین بیٹھو اور اپنے دروازے کو بدستور کھلا رکھو یہ حال دیکھکر لوگون مین باتین ہونے لگین اور اُن کے دلون مین افسوسناک وسوسے پیدا ہوئے جب رسول مقبول کو یہ حال معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ کی جانب وحی بھیجی کہ ایک مسجد بصفت طہارت بناؤ جس مین سوائے تمہارے اور ہارون اور پسران ہارون یعنی شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور اسی طرح میری طرف بھی وحی فرمائی کہ ایک مسجد طاہر بناؤن جس مین سوا میرے اور علی اور پسران علی کے اور کوئی نہ رہے پس مین نے مدینے مین آکر مسجد بنائی اور میرے آنے اور مسجد کے اختیار کرنے مین میری رائے اور خواہش کو دخل نہ تھا بلکہ مین وہی کرتا ہون جس کے کرنے کا مجھے حکم دیا جاتا ہے اور وہی جانتا ہون جو مجھے بتایا جاتا ہے - خدا کی قسم مین نے اپنی رائے سے تمہارے دروازے نہین بند کئے اور نہ اپنی رائے سے علی کا دروازہ کھلا رکھا اور علی کو مین نے مسجد مین جگہ نہین دی بلکہ خدا نے دی - مین کیا کرون -

ابو الفدا لکھتے ہین کہ پھر آنحضرت نے مابین مہاجرین و انصار دو دو آدمیون مین رشتہ برادری

در میان مردم ازین معنی گفتگوئی اتفاق افتاد و در یکی در و اسرار راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت و حمد و ثنای مولی گفت و گفت حق سبحانہ وتعالیٰ وحی فرستاد بموسی علیہ السلام کہ مسجد بنا کن موصوف بصفت طہارت و ساکن نشود در وی بجز تو و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر و وحی کرد بمن کہ مسجد بنا کن ... و ساکن نشود در وی بجز من و علی و پسران او ... خدا ... مدینہ ... در ... اختیار ... نبود ...

قائم فرمایا چنانچہ حضرت علی کو اپنا بھائی ہونے کا شرف عطا کیا اور حضرت ابو بکر اور خارجہ بن زید انصاری کو باہم بھائی قرار دیا اور اسی طرح ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن معاذ انصاری کو اور حضرت عمر بن الخطاب اور عتبان بن مالک انصاری کو اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع انصاری کو اور حضرت عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت انصاری کو اور طلحہ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک انصاری کو اور سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاری کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا۔ اور علامہ سمہودی کتاب خلاصۃ الوفا میں لکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب نے مہاجرین و انصار میں رشتۂ برادرانہ قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ دو دو (یعنی ایک مہاجر اور ایک انصار) آپس میں دینی بھائی بنجاؤ۔ پھر آنحضرت نے علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ نیز استیعاب ابن عبدالبر میں ہے کہ (جس طرح) رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین میں مواخات فرمائی تھی (اسی طرح مدینے میں بھی) بین المہاجرین و الانصار رشتۂ اخوت قائم فرمایا اور دونوں موقعوں پر آنحضرت نے اپنا بھائی علی بن ابیطالب کو قرار دیکر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ جب ہجرت کا دوسرا سال ہوا تو نماز کا رخ کعبے کیجانب بدل گیا اس سے پہلے مکۂ معظمہ میں اور آنحضرت کے مدینے آنے کے بعد ڈیڑھ برس تک نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی جاتی تھی اور اسی سنہ ۲ھ میں ماہ رمضان کے روزے بھی فرض ہوئے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش عاشورۂ محرم کے دن

فآخى بين علي بن ابيطالب ونفسه ... وصار ابو بكر وخارجة بن زيد الانصاري اخوين وابو عبيدة بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاري اخوين وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالك الانصاري اخوين وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن الربيع الانصاري اخوين وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاري اخوين وطلحة بن عبيد الله وكعب بن مالك الانصاري اخوين وسعيد بن زيد وابي بن كعب الانصاري اخوين

وفي كتاب خلاصة الوفا للسمهودي آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والانصار فقال تآخوا في الله اخوين اخوين ثم اخذ بيد علي بن ابي طالب فقال هذا اخي. وفي الاستيعاب لابن عبدالبر آخى رسول الله صلعم بين المهاجرين (بمكة) ثم آخى بين المهاجرين والانصار (ثانيا بالمدينة) وقال في كل واحدة منهما لعلي انت اخي في الدنيا والآخرة

قال ابو الفداء وفيها (السنة الثانية) حولت القبلة الى الكعبة وكانت الصلوة الى بيت المقدس ... وفرض صيام رمضان ... عن عائشة رضي الله عنها قالت كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية

روزہ رکھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایساہی کرتے تھے کہ مدینے مین تشریف
لانے کے بعد بھی اسی پر عمل فرماتے رہے اور دوسرون کو بھی حکم دیتے رہے کہ عاشورہ محرم کا
روزہ رکھین مگر جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آنحضرت نے عاشورہ محرم کا
روزہ ترک کردیا اور عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اسی اثنا مین
اشعث اون کے یہان آئے اور ابن مسعود کو کھانا کھاتے دیکھ کر کہا کہ آج یوم عاشورا ہے
(اور تم کھانا کھا رہے ہو) ابن مسعود نے کہا کہ جبتک ماہ رمضان کے روزے فرض
نہ ہوئے تھے اوس وقت تک عاشورے کا روزہ رکھا جاتا تھا لیکن جب ماہ رمضان کے
روزے فرض ہوئے عاشورے کا روزہ ترک ہوگیا ۔ آؤ کھانا کھاؤ ۔ مورخ ابن الوردی
اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ماہ رمضان سنہ ۲ھ مین بدر کی لڑائی واقع ہوئی جس سے اللہ تعالی نے
دین کو قوت دی اور یہ لڑائی یون پیش آئی کہ ابوسفیان مع قافلہ قریش وسامان کثیر
شام سے واپس آرہے تھے ۔ رسول مقبول نے خبر پاکر مسلمانون کو اون کے
مقابلہ پر آمادہ کیا ۔ (کیونکہ وہ لوگ مسلمانون سے چھیڑ شروع کرچکے تھے) جب ابوسفیان کو
مسلمانون کی آمادگی کا حال معلوم ہوا تو اونھون نے قریش مکہ کو اطلاع دی چنانچہ
وہ سب نوسو پچاس آدمیون کی جمعیت سے جن مین سو سوار بھی تھے روانہ ہوئے
ابولہب کی جانب سے عاص بن ہشام شریک لشکر تھا ادھر تیسری ماہ رمضان کو
رسول مقبول مع ستتر مہاجرین اور دوسو چھتیس ۲۳۶ انصار کے مدینے سے باہر تشریف لائے
ان مین صرف دو سوار تھے مقداد بن عمرو اور زبیر بن العوام یا کوئی اور ۔ پس لشکر مشرکین سے

وكان النبي صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما نزل رمضان كان رمضان الفريضة وترك عاشوراء وعن عبد الله قال دخل عليه الاشعث وهو يطعم فقال اليوم عاشوراء فقال كان يصام قبل ان ينزل رمضان فلما نزل رمضان ترك فادن فكل قال ابن الوردي وفي سنة اثنتين ايضا في رمضان غزوة بدر الكبرى التي اظهر الله بها الدين وذلك انه قدم ابو سفيان بن حرب من الشام مع تجارة ... ثلاثون رجلا فندب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس اليهم فعلم ابا سفيان فبعث واعلم قريشا بمكة فخرج الناس من مكة سراعا ولم يتخلف من الاشراف غير ابي لهب وبعث مكانه العاص بن هشام وكانت عدتهم تسعمائة وخمسين رجلا فيهم مائة فرس وخرج النبي صلعم من المدينة لثلاث خلون من رمضان ومعه ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا منهم سبعة وسبعون من المهاجرين والباقون من الانصار وما فيهم سوى فارسين المقداد بن عمرو الكندي والزبير بن العوام وقيل غير الزبير قال وتقدم من المشركين عتبة وشيبة ابنا ربيعة و

عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ لڑنے کو نکلے پیغمبر صاحب نے حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت حمزہ اور حضرت علی کو اون کے مقابلہ کے لئے بھیجا عبیدہ اور عتبہ مین حرب وضرب ہوئی تو عبیدہ کا ایک پیر کٹ گیا حضرت حمزہ اور حضرت علی عتبہ کو قتل کر کے عبیدہ کو اوٹھا لائے اور وہ شہید ہوئے۔ اتنے مین باہم جنگ چھڑ گئی۔ رسول مقبول نے عریش سے باہر آکر مسلمانون کو جنگ پر آمادہ کیا اور تھوڑی کنکریان قریش پر پھینک کر فرمایا شاہت الوجوہ پھر اپنے اصحاب کو یکبارگی اونپر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ کفار کو ہزیمت ہوئی اور عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر پیغمبر خدا کے حضور مین لائے آنحضرت نے خدا کا سجدہ شکر ادا کیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب ابولہب نے مکے مین یہ حال سنا تو مارے رنج کے سات دن کے اندر مر گیا بدر کی لڑائی مین ستر مشرک قتل اور اسیقدر قید ہوئے۔ علاوہ مقتولین مذکورہ کے مشاہیر کفار مین سے جو لوگ قتل ہوئے اون مین سے حنظلہ بن ابوسفیان اور ابوعبیدہ بن سعید اور نوفل (شیطان قریش) اور عمیر بن عثمان تیمی اور عبداللہ بن منذر اور عاص بن منبہ اور ابو العاص بن قیس کو حضرت علی نے قتل کیا اور زمعہ بن اسود کو حضرت حمزہ اور حضرت علی نے ملکر تیغ فرمایا اور ابو البختری بن ہشام کو مجدر بن زیاد نے مارا اور مسعود بن امیہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا اور نبیہ بن حجاج کو حضرت حمزہ اور سعد بن ابی وقاص نے ملکر مارا اور منبہ بن حجاج کو ابو الیسر انصاری نے قتل کیا اور اہل اسلام مین سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار کل چودہ آدمی شہید ہوئے پیغمبر صاحب تین دن میدان جنگ مین قیام فرمانے کے بعد وہان سے واپس ہوئے اور جب موضع صفرا مین پہونچے تو حضرت علی کو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط بن امیہ کے قتل کا حکم دیا اور حضرت علی نے اون دونون کو فی النار کیا

کنز العمال مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جنگ بدر مین مشرکین کے نشان بردار طلحہ کو بھی حضرت علی نے لڑکر قتل کیا تھا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر مین رسول مقبول صلعم کے علم بردار حضرت علی اور انصار کے نشان بردار سعد بن عبادہ تھے اور یحیی عامری نے ریاض مستطابہ مین ذکر کیا ہے کہ ہر مشہد او رمقتل مین حضرت علی کا ایسا اثر عظیم ثابت ہوا ہے کہ شجاعت اور بہادرانہ جنگ کے متعلق اون کے برابر اصحاب رسول مین سے کسی کا اثر معلوم نہین ہوتا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر غزوہ بنی قینقاع کا واقعہ پیش آیا اور مسلمانون کو کافی غنیمت حاصل ہوئی اس کے بعد سویق اور قرقرہ کدر کے غزوات ہوئے اور اسی ۲ھ مین جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کا عقد نکاح حضرت علی سے ہوا۔

طبرانی نے معجم کبیر مین عبد اللہ بن مسعود سے جناب رسول خدا کی یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ حق تعالی نے مجھے حکم دیا کہ علی کا نکاح فاطمہ سے کر دون نیز طبرانی نے جابر سے آنحضرت کا یہ قول مبارک روایت کیا ہے کہ ہر نبی کی ذریت اوس کے صلب مین قرار دی گئی اور میری ذریت علی بن ابی طالب کے صلب مین ودیعت کی گئی اور ریاض مستطابہ مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے سیدۂ نساء عالمین کی تزویج حضرت علی کے ساتھ مخصوص فرماکر خبر دی کہ یہ تزویج حسب حکم ایزدی ہے اور پروردگار عالم نے اپنے نبی کی ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب مین ودیعت فرمایا اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ ۲ھ کے واقعات مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی سال جناب فاطمہ کا عقد نکاح حضرت علی سے ہوا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر تھا۔ ناگہان آنحضرت پر آثار نزول وحی ظاہر ہوئے اور جب وہ حالت برطرف ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا کہ اے انس اس وقت جبریل امین نے نازل ہو کر مجھے حق تعالیٰ کا یہ حکم پہونچایا کہ فاطمہ کا عقد نکاح علی سے کردون۔ نیز مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب رسول مقبول نے جناب فاطمہ کا عقد نکاح علی سے کردیا تو گھر کے اندر تشریف لاکر جناب سیدہ سے پانی مانگا۔ حضرت فاطمہ نے پانی حاضر کیا۔ آنحضرت نے اپنا آب دہن اوس پانی مین ڈالا اور فاطمہ زہرا کے سر و سینہ پر چھڑک کر فرمایا کہ خداوندا مین فاطمہ اور اوس کی ذریت کو شیطان کے شر سے تیری پناہ مین سپرد کرتا ہون۔ پھر فرمایا کہ اے فاطمہ اپنی پیٹھ میری جانب کرو اور اوس پانی کو اون کے دونون شانون کے درمیان چھڑک کر دعا کی کہ خداوندا مین نے فاطمہ اور اوس کی ذریت کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ مین سونپا۔ اس کے بعد آنحضرت نے اور پانی طلب کرکے اوس مین بھی آب دہن شریف ڈالا اور حضرت علی کے سر اور چہرے پر چھڑک کر فرمایا کہ خداوندا مین علی اور اوس کی ذریت کو شر شیطان سے تیری پناہ مین سپرد کرتا ہون۔ اور بعض روایات مین آیا ہے کہ آنحضرت نے اوس پانی پر معوذتین دم کرکے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو بلایا اور وضو کرایا پھر دعا کی کہ پروردگار میرے یہ دونون مجھسے ہین اور مین ان سے ہون الٰہی جس طرح تو نے مجھسے پلیدی کو دور کرکے مجھے پاک کیا اوسی طرح ان دونون کو بھی پاک اور پاکیزہ کر۔ نیز فرمایا کہ الٰہی ان دونون سے ذریت طیب و طاہر پیدا کر اور حضرت فاطمہ سے یہ بھی ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر دو شخصون کو

للسیوطی اول من سمی بالحسن والحسین ابنا رسول الله صلعم
وفی کتاب الاوائل
سنة ثلاث من الهجرة
ولد فی نصف شهر رمضان
سبط رسول الله وریحانته
ان الحسن بن علی بن ابیطالب
الاصابة لابن حجر العسقلانی
ابن علی ۳ھ وفی کتاب
فی رمضان ولد الحسن
دخلت سنة ثلاث فیها
۳ھ قال ابو الفدا ثم

برگزیدہ کیا جن مین سے ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر سنہ ۳ شروع ہوا اور اسی سال ماہ رمضان المبارک مین حسن بن علی پیدا ہوئے۔ اور اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ حسن بن علی بن ابیطالب سبط نبی و ریحان مصطفوی کی ولادت وسط ماہ رمضان سنہ ۳ مین ہوئی اور سیوطی نے کتاب اوائل مین ذکر کیا ہے کہ اولاً جن کے نام حسن اور حسین رکھے گئے وہ فرزندان جناب رسالتمآب ہین (ان سے پہلے یہ نام کسی کے نہ تھے)۔

تاریخ خمیس مین ہے کہ اسی سال ماہ شعبان مین و بقول بعض ۲۴ ماہ رمضان کو پیغمبر صاحب نے حضرت حفصہ بنت حضرت عمر سے تزویج فرمائی اور اس سے پہلے حضرت حفصہ خنیس بن حذافہ کی زوجیت مین تھین اور مسند احمد بن حنبل مین عاصم بن عمر سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت حفصہ سے نکاح کرنے کے بعد ان کو طلاق دیدیا تھا مگر پھر رجوع فرمایا۔

ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اسی سال غزوہ احد پیش آیا جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریش کے تین ہزار آدمی مجتمع ہوئے جن مین سات سَو زرہ پوش سپاہی اور دو سَو سوار تھے چنانچہ یہ لشکر بسرگروہی ابوسفیان بن حرب کے سے روانہ ہوا جس کے ساتھ ہند زوجہ ابوسفیان بھی مع چودہ عورتون کے دف بجاتی ہوئی اور کشتگان بدر کو روتی ہوئی چلین۔ چوتھی شوال روز چہارشنبہ کو یہ لشکر ذوالحلیفہ مین پہونچکر مقیم ہوا جو مدینے کے روبرو واقع ہے۔ ادھر پیغمبر صاحب بھی ایک ہزار

۳ھ قال فی تاریخ الخمیس وفی شعبان هذه السنة وقیل فی اربعة وعشرین من رمضان هذه السنة علی ما فی تاریخ الیافعی تزوج رسول الله صلعم حفصة بنت عمر رضی الله عنهما وکانت قبله تحت خنیس بن حذافة
۳ھ واخرج احمد فی المسند عن عاصم بن عمر ان رسول الله صلعم طلق حفصة بنت عمر ثم ارتجعها
۳ھ قال ابن الوردی وفیها کانت غزوة احد وذلک ان قریشا اجتمعوا ثلاثة آلاف فیهم سبعمائة دارع ومائتا فارس وقائدهم ابو سفیان بن حرب ومعه زوجته هند و ... نسوة یضربن بالدفوف ویبکین ... حتی نزلوا ذا الحلیفة مقابل المدینة ... لاربع لیال مضین من شوال سنة ثلاث الی ان قال فخرج رسول الله صلعم

في الف من الصحابة واحد ... صار بين المدينة واحد ... فخرج طلحة بن عثمان صاحب لواء المشركين ... وقال يا معشر اصحاب محمد انكم تزعمون ان الله يعجلنا بسيوفكم الى النار ويعجلكم بسيوفنا الى الجنة فهل منكم احد يعجله سيفي الى الجنة او يعجلني سيفه الى النار فبرز اليه علي بن ابي طالب فضربه علي فقطع رجله فسقط وانكشفت عورته فناشده الله والرحم فتركه فكبر رسول الله صلعم وقال لعلي ما منعك ان تجهز عليه قال انه ناشدني الله والرحم فاستحييت منه (قال) واقتتل الناس قتالا شديدا وامعن في الناس حمزة وعلي وابو دجانة في رجال من المسلمين وانزل الله نصره على المسلمين وكانت الهزيمة على المشركين وهرب النساء مصعدات في الجبل ودخل المسلمون عسكرهم ينهبون قال ابن الوردي لما انهزم المشركون فطمعت الرماة في الغنيمة وفارقوا المكان الذي امرهم النبي صلعم به فاتى خالد ... المشركين من خلف

صحابہ کے ساتھ باہر نکلے اور درمیانِ مدینہ و اُحد صف آرا ہوئے۔

ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ جب دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا تو مشرکین کے نشان بردار طلحہ بن عثمان نے اپنی فوج سے نکل کر کہا کہ اے گروہ اصحابِ محمد تمھارا یہ گمان ہے کہ تمھاری تلوارین ہم کو دوزخ مین اور ہماری تلوارین تم کو جنت مین پہونچا دیتی ہین بس کیا تم مین کوئی ایسا ہے جس کو میری تلوار جنت مین پہونچا دے یا اوس کی تلوار مجھے جہنم کو روانہ کرے؟ یہ سن کر علی بن ابیطالب نے بڑھ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ اُس کا پانون کٹ گیا اور وہ گر پڑا اور اوس کا ستر بند کھل گیا اوس نے حضرت علی کو قسم دی کہ اوس کو قتل نہ کرین چنانچہ آپ نے اوس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ نے یہ حال مشاہدہ کرکے تکبیر کہی اور حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے اس ناہنجار کو کیون نہ مار ڈالا حضرت علی نے عرض کیا کہ جب اوس نے مجھے قسم دی تو میری حیا اوس کے قتل سے مانع ہوئی۔ اتنے مین باہم جنگ چھڑ گئی اور حضرت حمزہ اور حضرت علی اور ابو دجانہ انصاری کچھ مسلمانون کو ساتھ لیکر جماعت کفار مین گھس پڑے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو فتح دی اور مشرکین کو شکست ہوئی اور اون کی عورتین بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئین اور اہل اسلام لشکر کفار مین داخل ہو کر لوٹنے لگے۔

ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جب مشرکین قریش کے پانون اوکھڑ گئے تو لشکر اسلام کے تیرانداز لوٹ کی لالچ مین دوڑ پڑے اور اوس جگہ سے ہٹ گئے جہان رہنے کا پیغمبر صاحب نے اون کو حکم دیا تھا۔ ناگہان خالد بن ولید مع خیل مشرکین پیچھے سے آکر گروہ اسلام پر ٹوٹ پڑے اور کسی

باواز بلند پکار کر کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد قتل ہوئے یہ سنتے ہی مسلمانون نے بھاگنا شروع کیا اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب لشکر اسلام کے بعض تیراندازون نے دیکھا کہ کفار نے راہ فرار اختیار کی تو لوٹ کے قصد سے اون کی جانب متوجہ ہو گئے صرف ایک گروہ اپنی جگہ پر قائم رہا جس کا یہ قول تھا کہ ہم رسول اللہ کے مطیع ہین اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے پس اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تم مین سے ایسے لوگ بھی ہین جو دنیا کے طالب ہین اور ایسے لوگ بھی ہین جو آخرت (یعنی اتباع امر رسول) کے خواستگار ہین - عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ جب تک یہ آیت نازل نہین ہوئی مین ایسا نہ جانتا تھا کہ آنحضرت کے اصحاب مین سے کوئی شخص دنیا کا خواہشمند ہے - الغرض مورخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ جب لشکر اسلام کے اکثر تیراندازون نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور تھوڑے لوگ باقی رہ گئے تو خالد بن ولید نے موقع پاکر اون کو قتل کر ڈالا اور پیچھے سے آکر اصحاب نبی پر حملہ کر دیا یہ دیکھکر مشرکین کو ایسی جرأت ہوئی کہ وہ لشکر اسلام پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور نوبت باینجا رسید کہ اونھون نے بہت سے مسلمانون کو قتل کرکے لشکر اسلام کو شکست دی اور اون کا علم جو نشان بردارون کے مقتول ہو جانے سے پڑا ہوا تھا اوس کو عمرہ بنت علقمہ نے اوٹھا کر بلند کیا جس کے گرد کفار قریش جمع ہو گئے - پھر بنی عبدالدار کے ایک غلام نے جس کا نام صواب تھا اوس علم کو عمرہ سے لے کر بلند کیا لیکن وہ اوسی وقت قتل کیا گیا راوی کا بیان ہے کہ کفار کے نشان بردارون کو حضرت علی نے قتل کیا تھا اور جب کفار کے نشان بردار مقتول ہو کر فی النار ہو چکے تو پیغمبر صاحب نے مشرکین کی ایک جماعت کو دیکھکر حضرت علی سے فرمایا کہ ان پر

ووقع الصائح ان محمدا قتل وانكشف المسلمون له وفي الكامل لابن الاثير فلما نظر بعض الرماة الى العسكر حين انكشف الكفار عنه اقبلوا يريدون النهب وثبتت طائفة وقال نطيع رسول الله وثبتت مكانها فانزل الله منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة يعني اتباع امر رسول الله صلعم قال ابن مسعود ما علمت ان احدا من اصحاب رسول الله صلعم يريد الدنيا حتى نزلت الآية فلما فارق بعض الرماة مكانهم رأى خالد بن الوليد قلة من بقي من الرماة فحمل عليهم فقتلهم وحمل على اصحاب النبي صلعم من خلفهم فلما رأى المشركون خيلهم تقاتل تبادروا فشدوا على المسلمين فهزموهم وقتلوهم وقد كان المسلمون قتلوا اصحاب اللواء فبقي مطروحا لا يدنوا منه احد فاخذته عمرة بنت علقمة فرفعته فاجتمعت قريش حوله واخذه صواب فقتل عليه وكان الذي قتل اصحاب اللواء علي فلما ابصر النبي صلعم جماعة من المشركين فقال لعلي

حملہ کرو حضرت علی نے حملہ کر کے ان مین سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو منتشر کردیا اتنے مین آنحضرت نے ایک گروہ کو دیکھ کر حضرت علی کو ان پر حملے کا حکم دیا حضرت علی نے ان مین سے بھی اکثر کو قتل کیا اور بعضون کو متفرق کردیا۔ یہ حال شاہدہ کر کے جبرئیل امین نے آنحضرت سے عرض کیا کہ دیکھئے ہمدردی یہ ہے رسول مقبول نے فرمایا کہ کیون نہ ہو علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون جبرئیل نے کہا کہ اور مین تم دونون سے ہون۔

ناگاہ لوگون نے یہ آواز غیب سنی کہ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی یعنی نہین ہے کوئی تلوار سوا ذوالفقار کے اور نہین ہے کوئی جوانمرد سوا علی کے اور مدارج النبوۃ محدث دہلوی مین ہے کہ غزوۂ احد مین لشکر مخالف نے ایسی شدید جنگ کی کہ مسلمان رسول مقبول کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اس وقت بوجہ شدت غضب آنحضرت کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا ناگہان آپ کی نظر حضرت علی پر پڑی جو آپکے پہلوئے مبارک مین کھڑے ہوئے تھے آنحضرت نے اون سے کہا کہ تم اپنے بھائیون کے ساتھ کیون نہ بھاگ گئے حضرت علی نے عرض کیا کہ کیا ایمان کے بعد کافر ہو جاؤن مین تو حضور کا فرمانبردار ہون مجھکو یاران مفرور سے کیا سروکار۔ اس اثنا مین پیغمبر صاحب کی جانب کفار کی ایک جماعت نے رخ کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی یہ وقت نصرت کا ہے اس گروہ کے شر سے مجھکو بچاکر حق خدمت ادا کرو یہ سنتے ہی حضرت علی نے مشرکین کا ایسا قلع وقمع کیا کہ اون کی جماعت کثیر داخل جہنم ہوئی اور باقیماندہ تتر بتر ہو گئے مروی ہے کہ اوس دن حضرت علی کے بدن پر سولہ زخم تھے جن مین چار زخم ایسے کاری تھے کہ ہر زخم کے پہونچنے پر گھوڑے سے زمین پر گرے ہر چہار بار

جبرئیل علیہ السلام نے ان کو زمین سے اٹھا کر گھوڑے پر سوار کیا اور کہا کہ اے علی خوب جنگ کرو کہ خدا اور رسول تم سے راضی ہین بعدہ جبرئیل امین نے حضرت علی کی جانفشانی کا حال پیغمبر صاحب کے حضور مین عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ علی کیون نہ جانفشانی کرے کہ وہ مجھ سے ہے اور مین اُس سے ہون جبرئیل نے کہا کہ اور مین آپ دونون سے ہون منقول ہے کہ اسی جنگ مین رضوان جنت حضرت علی کی منقبت مین یہ ندا دے رہا تھا کہ لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی الکرار (نیز محدث موصوف کتاب مذکور مین لکھتے ہین) اور بمزید یقین قصہ ناد علیا مظہر العجائب کا وقوع بھی اسی معرکہ مین ہوا۔

مستدرک[۵۱] حاکم اور قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت ابوبکر نے کہ جب بروز جنگ احد لوگ رسول مقبول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو ان مین سے اولاً مین رسول اللہ کی خدمت مین واپس آیا اور میری نگاہ دور سے آنحضرت پر پڑی پھر ایک شخص نے پیچھے سے آکر مجھے دبایا جو پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہونا چاہتا تھا مین نے مڑ کر دیکھا تو وہ ابوعبیدہ بن الجراح تھے! اور تفسیر[۵۲] در منثور سیوطی و تفسیر ابن جریر مین مروی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جب جنگ احد مین کافرون نے مسلمانون کو شکست دی تو مین بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس وقت میری یہ حالت تھی کہ پہاڑی بکری کی طرح کودتا پھرتا تھا"

اور فخر رازی تفسیر کبیر[۵۳] مین فرماتے ہین کہ گریز کرنے والون مین حضرت عمر بھی تھے مگر وہ ابتدا مین نہین بھاگے اور دور نہین گئے بلکہ بھاگ کر پہاڑ ہی پر رکے رہے نیز گریز کرنے والون مین حضرت عثمان بھی تھے جو سعد اور عقبہ کے ساتھ دور تک بھاگ گئے اور تین دن کے بعد واپس تشریف لائے

اور ابن اثیر جزری نے تاریخ کامل مین ذکر کیا ہے کہ ہزیمت یافتہ اور مفرور مسلمانون نے جن مین حضرت عثمان بھی تھے موضع اعوص پہونچ کر دم لیا اور وہان سے تین دن کے بعد رسول مقبول کی خدمت مین واپس آئے جن کو دیکھتے ہی آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگون نے بھاگنے مین خوب لمبی تانی اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ اس وقت اصحاب کے چار گروہ ہوگئے تھے ایک گروہ تو کافرون سے لڑا یا لڑ کر شہید ہوا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑ کے گوشون اور دامنون مین جا چھپا اور ایک گروہ ایسا بھاگا کہ اس نے شہر مین پہونچ کر قرار لیا اسی گروہ مین حضرت عثمان بھی تھے۔

ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جنگ احد مین ستر اہل اسلام اور اٹھائیس مشرک قتل ہوئے اور عتبہ بن ابی وقاص برادر سعد بن ابی وقاص نے پیغمبر صاحب کو ایسا پتھر مارا کہ آنحضرت کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا اور ہونٹھ پھٹ گئے اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ جب پیغمبر صاحب زخمی ہوئے تو حضرت علی ڈھال مین پانی لے جا کر زخم دھونے لگے مگر خون بند نہ ہوا۔ یہ حال سن کر حضرت فاطمہ تشریف لائین اور پدر بزرگوار کے گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگین پھر انھون نے بوریا جلا کر اس کی خاکستر زخم پر لگائی جس سے خون بند ہوگیا مورخ ابن خلدون اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اسی جنگ مین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور ان کو جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نام نے قتل کیا جس کو اسی کام کے اجر مین غلامی سے آزاد کئے جانے کا امیدوار کیا گیا تھا چنانچہ جس وقت حضرت حمزہ سباع بن عبد العزیٰ سے قتال کر رہے تھے وحشی نے موقع پاکر دھوکے مین اچانک ان پر نیزے کا وار کیا جس کی ضرب سے وہ شہید ہوئے اور تاریخ کامل

قال ابن الاثیر الجزری فی الکامل وانتهت الهزیمة بجماعة من المسلمین فیهم عثمان بن عفان وغیره الی الاعوص فاقاموا به ثلثا ثم اتوا النبی صلعم فقال لهم حین رأهم لقد ذهبتم فیها عریضة

در مدارج النبوة است اصحاب آن حضرت در جنگ احد چهار گروه شدند گروهی شهید شدند و گروهی گریختند و بعضی بشهر رسیدند و عثمان بن عفان

قال ابن الوردی ... وقتل من المسلمین سبعون ... واصابت حجارة عتبة بن ابی وقاص رسول الله صلعم ... وشج وجهه واصیبت رباعیته وکلمت شفته

قال ابن الاثیر الجزری فی الکامل ... فجعل علی ینقل له الماء فی درقته من المهراس ویغسله فلم ینقطع الدم فاتت فاطمة وجعلت تعانقه وتبکی واحرقت حصیرا وجعلت علی الجرح من رماده فانقطع الدم

قال ابن خلدون فی تاریخه وقتل حمزة عم النبی صلعم قتله وحشی مولی جبیر بن مطعم وکان قد جعل له علی ذلک عتقه فزاده ... وهو یبارز سباع بن عبد العزی ... فقتله

ابن اثیر جزری مین ہے کہ جب حضرت حمزہ شہید ہوئے تو ہند زوجۂ ابوسفیان اور ان کے ساتھ والی عورتون نے حمزہ علیہ السلام اور دیگر شہدائے اسلام کو مثلہ کیا اور ہند نے شہیدون کے کان اور ناک بطور زیور پہن کر اپنے بدن کے زیور وحشی کو انعام مین دیے نیز حضرت حمزہ کا کلیجہ نکال کر کھانا چاہا مگر نگل نہ سکی تو چبا کر اگل دیا اور ابن سعد نے طبقات مین روایت کی ہے کہ جب یہ خبر رسول مقبول کو پہونچی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے حمزہ کا گوشت ہمیشہ کے لئے نار پر حرام کر دیا ہے مورخ ابن الوردی لکھتا ہے کہ پھر مشرکین قریش مکے کو چلے گئے اور پیغمبر صاحب نے حضرت حمزہ کو ڈھونڈھا تو اونکیں شکم بریدہ اور مثلہ پاکر فرط غضب سے فرمایا کہ اگر مجھے غلبہ حاصل ہوا تو حمزہ کے عوض مین قریش کے تیس آدمیون کو مثلہ کرونگا۔ نیز ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ حمزہ کا نام اہل سماوات مین اسد اللہ و اسد رسول لکھا گیا ہے بعد ازان رسول مقبول نے حضرت حمزہ کو اپنی چادر مبارک کا کفن دیکر ان کے جنازے کی نماز سات تکبیرون کے ساتھ پڑھی پھر دیگر شہدا کو حضرت حمزہ کے پاس لاکر انکی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان مین سے ہر ایک کے ساتھ حمزہ پر بھی مکرر نماز پڑھی حتی کہ علیہ السلام پر سب ملاکر بہتر نمازین پڑھی گئین تب وہ مدفون ہوے علامہ ابوالفدا لکھتے ہین کہ بعض مسلمانون نے اپنے اعزاے مقتول کو لیجا کر مدینہ منورہ مین دفن کیا جب پیغمبر صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپنے لوگون کو اس بات سے روکا اور فرمایا کہ جو جہان شہید ہوا ہے اس کو وہین دفن کرو۔

رفعت هند صواحباتها ... علی الهتکی ... هند من آذان الرجال و ... انا فعل ... اخذتها ... حمزة کبد حمزة فلاکتها فلم تستطع ان تسیغها وقال ابن سعد فی الطبقات فبلغ ذلک رسول الله صلعم فقال ان الله قد حرم علی النار ان تذوق من لحم حمزة شیئاً ابداً قال ابن الوردی ثم سار المشرکون الی مکة فالتمس صلعم حمزة فوجده وقد بقر بطنه وجدع انفه واذناه فقال لئن اظهرنی الله علی قریش لامثلن بثلاثین منهم ثم قال جاءنی جبرئیل فاخبرنی ان حمزة مکتوب فی اهل السموات السبع حمزة بن عبد المطلب اسد الله واسد رسوله ثم صلی علیه النبی صلعم ببردة ثم تقدم فکبر سبعاً ثم جئ بالقتلی الی حمزة فصلی علیهم وعلیه معهم حتی صلی علیه اثنتین وسبعین صلوٰة ثم امر بحمزة فدفن قال ابو الفدا احتمل ناس من المسلمین قتلاهم الی المدینة فدفنوهم بها ثم نهی رسول الله صلعم عن ذلک وقال ادفنوهم حیث صرعوا۔

موطائے مالک میں ابو نضر سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے شہدائے احد کے حق میں فرمایا کہ یہ لوگ ہیں جن کے کمال ایمان پر میں گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ان کے بھائی یعنی مثل ان کے نہیں ہیں جس طرح وہ اسلام لائے ہم بھی اسلام لائے اور جس طرح اونھوں نے جہاد کیا ہم نے بھی جہاد کیا آنحضرت نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں مگر میں نہیں جانتا کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر صاحب نے مصعب بن عمیر شہید جنگ احد کی قبر پر کھڑے ہو کر آیہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ تلاوت فرمائی اور کہا کہ خداوندا تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ تیری راہ میں شہید ہوئے ہیں اور فرمایا کہ زیارت کرو شہدائے احد کی اور سلام کرو انپر کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہیں جو شخص ان پر سلام عرض کریگا اس کا وہ جواب دیں گے بعد ازاں دوسرے شہدا کے قبور پر تشریف لیجاکر آنحضرت نے ارشاد کیا کہ یہ میرے وہ اصحاب ہیں جن کے کمال ایمان کی میں بروز قیامت گواہی دونگا یہ سن کر حضرت ابوبکر بولے کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپکے اصحاب نہیں ہیں رسول مقبول نے فرمایا کہ ہاں تم میرے اصحاب ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کیا کروگے تاریخ کامل میں ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے بروز شنبہ بجانب مدینہ مراجعت فرمائی۔ اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ نے مدینے پہونچکر زنان بنی عبدالاشہل کا رونا سنا جو کہ اپنے مقتولین کو رو رہی تھیں تو فرمایا کہ افسوس حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں ہے یہ سنکر سعد بن معاذ صحابی

۵۱ اخرج مالک فی الموطا عن ابی النضر مولی عمر بن عبید الله انه بلغه ان رسول الله صلعم قال لشهداء احد هؤلاء اشهد علیهم فقال ابوبکر الصدیق السنا یا رسول الله باخوانهم اسلمنا کما اسلموا وجاهدنا کما جاهدوا فقال رسول الله بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی

۵۴ ابن الاثیر فی الکامل وکان رجوعه صلعم الی المدینة یوم السبت

۵۵ ابن سعد فی الطبقات مر رسول الله صلعم ببنی عبد الاشهل علی دورهم فقال رسول الله صلعم لکن حمزة لا بواکی له فسمع ذلک سعد بن معاذ

زنان بنی عبدالاشہل کے پاس گئے اوران کو دولت نبوی پر لائے چنانچہ اونھون نے وہان آکر حضرت حمزہ پر نوحہ بجا لیا جسے سنکر پیغمبر صاحب نے اون عورتون کیلیے دعائے خیر کی ان کو اونکے گھرون کی جانب واپس فرمایا پس اس کے بعد انصار کی عورتون مین سے کوئی ایسی نہ تھی جو بغیر حضرت حمزہ پر نوحہ کیے ہوئے اپنے میت کے لیے روتی نیز ابن سعد نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت مین بمقام احد نہر جاری کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے عمال نے لکھا کہ نہر کا نکالنا غیر ممکن ہے جب تک کہ شہدائے کے قبور پر سے نہ نکالی جائے اس کے جواب مین معاویہ نے لکھا کہ اچھا قبرون کو کھود ڈالو۔ اس حکم سے یہ حالت دیکھی گئی کہ لوگ مردون کو قبرون سے نکال کر اپنے کندھون پر لادے لئے جاتے تھے اور وہ مردے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا سو رہے ہین پس اسی اثنا مین جبکہ قبرین کھودی جا رہی تھین ایک کدال حضرت حمزہ کے پائے مبارک مین لگی جس سے خون تازہ جاری ہوا محدث دہلوی نے جذب القلوب مین بحوالہ کتاب شفاء السقام سبکی لکھا ہے کہ جب معاویہ نے نہر جاری کرنا چاہا تو حکم دیا کہ شہدائے احد قبور سے نکال کر دوسری جگہ دفن کئے جائین ناگہان ایک کدال حضرت حمزہ کے قدم مبارک مین لگی اور اس سے خون جاری ہوا اور جب نہر کھودی جانے لگی تو معاویہ کے عامل نے مدینۂ منورہ مین منادی کرا دی کہ امیرالمومنین کی نہر نکلی ہے جس کا مردہ ہو وہ اکھاڑ کر دوسری جگہ لے جائے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر ۴ھ شروع ہوا اور تاریخ خمیس مین ہے کہ اسی سال غزوۂ بنی النضیر کا واقعہ پیش آیا اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ اسی سال فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر امیرالمومنین علی نے وفات پائی ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ابوطالب کے بعد فاطمہ بنت اسد کے سوا میرا کوئی خیراندیش نہ تھا مین نے اپنا پیرہن اسی لئے انکو پہنایا کہ حلہ ہائے بہشت انکو نصیب ہون اور انکے قبر مین اسی لیے لیٹا

کربلا سے قبر سے اون کو نجات ہو نیز انس بن مالک کی روایت مین ہی کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو آنحضرت تشریف لائے اور اون کے بالین پر بیٹھکر فرمایا کہ اے میری مان بعد میری مان کے بعد ازان اون کی بہت مدح و ثنا کی اور اپنے پیراہن مبارک کو اون کا کفن بنایا۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ اسی سال امام حسین کی ولادت باسعادت ہوئی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ سوا حسین بن علی اور یحیی بن زکریا علیہم السلام کے کوئی بچہ ششماہہ پیدا ہوکر زندہ نہین رہا اور علامہ صدیق حسن خان فرع النامی مین لکھتے ہین کہ امام حسین ابوالائمہ ہین اور انکا لقب سید و شہید ہی نیز ملا جامی شواہد النبوۃ مین فرماتے ہین کہ امام حسین کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب مبارک شہید ہی۔

اور حجج الکرامہ صدیق حسن خان مین ہی کہ رسول مقبول نے امام حسین کی خبر شہادت چند سال پیشتر دی تھی اور اون کے قاتلوں پر لعنت و نفرین فرمائی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کتاب سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ شہادت امام حسین کی پیشگوئی مین جناب رسالتمآب کی حدیثین مشہور او متواتر ہین جس کا حال آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا از انجملہ وہ حدیث ہے جسکو ابن سعد و طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف مین قتل کیا جائیگا اور یہ مٹی مجھے دیکر بتایا کہ حسین کے مشہد کی خاک ہی نیز وہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد و حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میرے پاس جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہی کہ میری امت میرے فرزند حسین کو قتل کرے گی اور مجھے تھوڑی سرخ مٹی اوس زمین کی دی جہان وہ شہید ہون گے اور احمد بن حنبل نے روایت کیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو پیشتر کبھی نہ آیا تھا اور اسنے مجھسے کہا کہ آپکا یہ بیٹا حسین قتل کیا جائیگا اگر آپ کہین تو اوس زمین کی مٹی آپکو دکھاؤن جہان یہ مقتول ہوگا

پھر تھوڑی مٹی نکال کر مجھکو دی اور بغوی[51] نے معجم مین انس سے روایت کی ہے
کہ فرشتہ موکل باران بحصول اجازت جناب رسالتمآب کی زیارت کو حاضر ہوا
جبکہ آنحضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے چنانچہ آپ نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازے سے
خبردار رہو کوئی آنے نہ پائے لیکن اسی اثنا مین امام حسین بزور اندر چلے آئے
اور رسول اللہ کو لپٹ گئے آنحضرت نے اون کو گود مین لیکر پیار کرنا شروع کیا
اس فرشتے نے عرض کیا کہ آپ ان کو بہت پیار کرتے ہین۔ ارشاد کیا کہ ہان۔
فرشتے نے کہا عنقریب آپ کی امت اس فرزند کو قتل کرے گی۔ اگر آپ
چاہین تو وہ مقام آپ کو دکھادون جہان یہ قتل ہون گے یہ کہکر اوس نے
سرخ مٹی آنحضرت کو دکھائی اور ام سلمہ نے وہ مٹی آپ سے لیکر اپنے کپڑے
مین باندھلی۔ پس ہم اسی زمانے سے سنا کرتے تھے کہ حسین کربلا مین شہید ہون گے۔
اس حدیث کو ابو حاتم اور بیہقی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم[52]
اور بیہقی نے ام الفضل سے روایت کی ہے کہ مین ایک دن حسین کو لیکر رسول اللہ
کے حضور مین حاضر ہوئی اور ان کو آنحضرت کی گود مین دیدیا اتنے مین
مین نے دیکھا کہ آنحضرت کی آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین پھر آپ نے
مجھ سے فرمایا کہ اے ام الفضل مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میری امت
اس فرزند[53] کو شہید کرے گی اور اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی مجھے دی اور ابو نعیم نے ام سلمہ سے
روایت کی ہے کہ حسن و حسین میرے گھر مین کھیل رہے تھے ناگہان حضرت جبریل نے

نازل ہو کر رسول اللہ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکی اُمت آپکے فرزند حسین کو آپکے بعد قتل کرے گی پھر تھوڑی مٹی آنحضرت کو دی جسے سونگھ کر آپنے فرمایا کہ اس سے کرب وبلا کی بو آتی ہے اور ارشاد کیا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجائے تو سمجھنا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا۔ ام سلمہ نے اس مٹی کو شیشے مین رکھ لیا اھ اور ابن السکن اور بغوی اور ابو نعیم نے انس بن حارث سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب رسالتمآب کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرا فرزند حسین اوس سرزمین پر شہید ہوگا جس کو کربلا کہتے ہین پس اوسوقت تم مین سے جو شخص موجود ہو حسین کی نصرت کرے۔ ابن راہویہ و بیہقی و ابو نعیم نے ام سلمہ سے روایت کی ہو کہ ایک دن جناب رسالتمآب سوئے ہوئے تھے دفعۃً جاگ پڑے تو مین نے دیکھا کہ آنحضرت بہت غمگین تھے اور آپکے دست مُبارک مین سُرخ مٹی تھی جسے الٹتے پلٹتے تھے مین نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے آپنے کہا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین عراق کی زمین پر شہید ہوگا اور یہ وہین کی مٹی ہے۔ اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح ابن عباس سے مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالتمآب کی جانب وحی فرمائی کہ مین نے یحییٰ بن زکریا کے انتقام مین ستر ہزار آدمی ہلاک کئے ہین اور تمھارے نواسے کے انتقام مین ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیون کو ہلاک کرون گا۔ تاریخ ابن الوردی مین ہو کہ پھر ہجرت کا پانچوان سنہ شروع ہوا اور اسی سال ماہ شوال مین غزوۂ خندق یعنی جنگ احزاب کا معرکۂ عظیمہ پیش آیا علامہ ابو الفدا غزوۂ خندق کے ذکر مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صاحب نے (بقول بعض سلمان فارسی ربیب

فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک هذا من بعدک واومی الی الحسین وآتاه بتربة فشمها ثم قال ریح کرب و بلاء وقال یا ام سلمة اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی قارورة اه واخرج ابن السکن والبغوی وابو نعیم فی الصحابة من طریق عن انس بن الحارث قال سمعت رسول الله صلعم یقول ان ابنی هذا یقتل بارض یقال لها کربلاء فمن شهد ذلک منکم فلینصره اه واخرج ابن راهویه والبیهقی وابو نعیم عن ام سلمة ان رسول الله صلعم استیقظ وهو خائر وفی یده تربة حمراء یقلبها قلت ما هذه التربة یا رسول الله قال اخبرنی جبرئیل ان هذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وهذه تربتها والحاکم وصححه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال اوحی الله تعالی الی محمد صلی الله علیه وآله وسلم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا وسبعین الفا ۱۲ قال ابن الوردی فی تاریخه ثم دخلت سنة خمس ففیها فی شوال کانت غزوة الخندق وهی غزوة الاحزاب ۵ وقال ابو الفدا فی ذکر غزوة الخندق امر رسول الله صلعم بحفر الخندق وکان باشارة سلمان الفارسی

کے مشورے سے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا۔

تاریخ الخمیس[1] مین ہے کہ عمرو بن عبدود نام ایک پہلوان عرب کے مشہور بہادرون مین سے تھا۔ اور لوگ اس کو ہزار آدمیون کے برابر جانتے تھے چنانچہ بروز جنگ خندق وہ اپنی شان و منزلت کا اظہار کرتا ہوا فوج سے باہر نکلا اور گھوڑے کو جولان کرکے طالب مبارزت ہوا اصحاب رسول اوس کی ہیبت سے سناٹے مین آگئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اون کے سرون پر چڑیان بیٹھی ہوئی ہین (جس کی وجہ سے وہ جنبش نہین کرسکتے) کیونکہ وہ عمرو بن عبدود کی شجاعت سے بخوبی واقف تھے پس عمرو نے پکار کر کہا کہ کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلے کو آئے حضرت علی نے حضور نبوی مین عرض کیا کہ یارسول اللہ مین اس کے مقابلہ کو جاؤن؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیٹھو تم نہین جانتے کہ یہ عمرو ہے۔ اتنے مین پھر عمرو نے ندا دی اور اصحاب رسول کو توبیخ کرکے کہنے لگا کہ تمھاری وہ جنت کہان گئی جس کی نسبت تمھارا گمان ہے کہ جو شخص تم مین سے مقتول ہوگا وہ اوس جنت میں پہونچے گا پس کیا کوئی تم مین ایسا ہے جو مجھ سے لڑنے کو آئے یہ سن کر حضرت علی نے کھڑے ہوکر دوبارہ خدمت نبوی میں التجا کی کہ یارسول اللہ مجھے اس کے مقابلہ کو جانے دیجئے۔ آنحضرت نے فرمایا بیٹھو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ عمرو ہے ناگہان پھر عمرو نے للکارا تو حضرت علی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ اب مجھے اس کے مقابلہ کی اجازت دیجئے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ بیٹھو تم نہین جانتے کہ یہ عمرو ہے حضرت نے کہا اگرچہ یہ عمرو ہے مگر حضور مجھے اس سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائین

[1] فی تاریخ الخمیس للدیاربکری کان عمرو بن عبدود من مشاهیر الابطال وکانوا یعدونه بالف رجل فلما کان یوم الخندق خرج معلما لیری مکانه فجال وطلب المبارزة والاصحاب ساکتون کأنما علی رؤسهم الطیر لأن عمرو کان لا یقاوم بشجاعته فنادی عمرو هل من مبارز فقام علی فقال انا له یا رسول الله فقال اجلس انه عمرو ثم نادی عمرو وجعل یؤنبهم ویقول این جنتکم التی تزعمون ان من قتل منکم دخلها أفلا تبرزون الی رجلا فقام علی فقال انا له یا رسول الله فقال اجلس انه عمرو ثم نادی الثالثة فقام علی وقال انا له یا رسول الله فقال انه عمرو فقال وان کان عمروا

یہ سن کر جناب رسالتمآب نے حضرت علی کو عمرو سے جنگ کی اجازت دی اور کتاب سیرۃ النبویہ[۵۱] مین ہے کہ جب رسول مقبول نے حضرت علی کو جنگ کی اجازت دی تو اپنی تلوار یعنی ذوالفقار اون کو عطا کی اپنی زرہ اون کو پہنائی اور اپنا عمامہ اون کے سر پر باندھ کر دعا کی کہ خداوندا عمرو کے مقابلے مین علی کی مدد کر خداوندا یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم ہے پس تو مجھکو اکیلا نہ کر اور تو بہترین وارث ہے۔ نیز دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت نے اپنے عمامے کو آسمان کی جانب بلند کر کے مناجات کی کہ پروردگار میرے تو نے عبیدہ کو مجھ سے بدر کے دن اور حمزہ کو بروز احد لے لیا اور اب یہ میرا بھائی علی ہے پس خداوندا مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے

مورخ[۵۲] ابوالفدا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب حضرت علی اجازت پا کر عمرو کی جانب لڑنے کو بڑھے تو اوس نے کہا اے بھتیجے واللہ مین نہین چاہتا کہ تجھکو قتل کرون۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ مگر واللہ مین چاہتا ہون تجھے قتل کرون۔ یہ سنتے ہی عمرو برافروختہ ہو کر گھوڑے سے کود پڑا اور فرط غضب سے گھوڑے کو پے کر کے حضرت علی کی جانب بڑھا پس اُس سے اور علی مرتضیٰ سے ایسی حرب ضرب ہوئی کہ میدان جنگ گرد سے تیرہ و تار ہو گیا ناگاہ مسلمانون نے تکبیر کی آواز سنی اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے عمرو کو قتل کیا چنانچہ جب گرد فرو ہوئی تو دیکھا کہ حضرت علی عمرو بن عبدود کے سینے پر چڑھے ہوئے اُس کو ذبح کر رہے ہیں۔

تاریخ[۵۳] الخمیس مین منقول ہے کہ جب حضرت علی نے عمرو کو قتل کیا تو اوسکا اسباب نہیں لیا (جیسا کہ دستور تھا) چنانچہ جب عمرو کی بہن نے اپنے بھائی کی لاش پر آ کر دیکھا کہ قاتل نے عمرو کا

فاذن له رسول الله صلعم ۵۱ وفي السيرة النبوية فاذن له رسول الله صلعم واعطاه سيفه ذو الفقار والبسه درعه الحديد وعممه بعمامته وقال اللهم اعنه عليه اللهم هذا اخي وابن عمي فلا تذرني فردا وانت خير الوارثين وفي رواية انه صلعم رفع عمامته الى السماء وقال الهي اخذت عبيدة مني يوم بدر وحمزة يوم احد وهذا علي اخي وابن عمي فلا تذرني فردا وانت خير الوارثين ۵۲ قال ابو الفداء فبرز اليه علي بن ابي طالب رضي الله عنه فقال عمرو يا ابن اخي والله ما احب ان اقتلك فقال علي لكني والله احب ان اقتلك فغضب عمرو ونزل عن فرسه فعقره واقبل الى علي فتناولا وتجاولا وثارت عليهما الغبرة وسمع المسلمون التكبير فعلموا ان عليا قتله وانكشفت الغبرة وعلي على صدره يذبحه ۵۳ قال في تاريخ الخميس وروى ان عليا لما قتل عمروا لم يسلبه فجاءت اخت عمرو حين قامت عليه فلما رأته

کوئی ساز و سامان نہین لیا بلکہ بدستور اوسکے جسم پر پہنے دیاہے تو کہنے لگی کہ عمرو کا قاتل کوئی عالی دودمان شخص ہی پھر اوسنے پوچھا کہ عمر کا قاتل کون ہی؟ لوگون نے کہا علی ابیطالب یہ سنکر اوسنے دو شعر موزون کر کے پڑھے جنکا مقصود یہ ہی کہ اگر عمرو کا قاتل علی بن ابیطالب کے سوا کوئی اور ہوتا تو مین عمر بھر رویا کرتی مگر یہ معلوم کر کے میرے دل کو تسکین ہوئی کہ عمرو کا قاتل وہ بے عیب شخص ہی جس کو لوگ ہمیشہ سے بیضۃ البلد کہتے ہین۔ مدارج النبوۃ مین مذکور ہے کہ غزوہ خندق مین علی مرتضیٰ سے ایسی شجاعت اور بہادری ظاہر ہوئی جو حد قیاس سے خارج ہی چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ علی ابن ابیطالب کا مجاہدہ روز خندق اون تمام اعمال صالحہ سے افضل ہی جو میری اُمت تا قیامت بجا لاے۔ نیز رسول مقبول نے حضرت علی کے حق مین دعائین فرمائین اور اپنی تلوار ذوالفقار اونکو عطا کی۔ اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ وہ آیہ وکفی اللہ المومنین القتال کو یون پڑھتے تھے کہ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی یعنی اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب مین علی بن ابیطالب کے سبب مومنین کی کفایت فرمائی۔ علامہ ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ پھر دوسرے دن پیغمبر صاحب نے خندق سے بجانب مدینہ طیبہ مراجعت فرمائی۔ ابن اثیر جزری نے تاریخ کامل مین ذکر کیا ہی کہ اسی سال آنحضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا اور اسی سال غزوہ دومۃ الجندل ہوا۔ اور تاریخ الفدا مین ہی کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ مین غزوۂ بنی قریظہ بھی ہوا اور اسکے بعد پیغمبر صاحب مدینہ مین قیام پذیر رہے حتی کہ سنہ ۵ھ ختم ہو کر سنہ ۶ھ شروع ہوا۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ اسی سنہ مین بقول جمہور حج اسلام فرض ہوا نیز ذکر کیا ہی کہ اسی سال غزوہ بنی لحیان کا واقعہ پیش آیا جسمین مسلمانونکو فتح حاصل ہوئی اور تاریخ الخمیس مین ہے

کہ اسی سال ماہ ربیع الاول مین غزوۂ ذی قرد بھی ہوا۔ اور تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے شعبان ۶ھ تک مدینے مین قیام کیا اسکے بعد غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ پیش آیا اور تاریخ خمیس مین ہو کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ مین غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور تاریخ الرسل والملوک طبری مین مسور سے مروی ہو کہ سال حدیبیہ مین رسول اللہ صلعم محض زیارت کعبہ کے قصد سے نکلے تھے لڑائی کا ارادہ نہ تھا اور جابر سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے۔ اور تاریخ ابن الوردی مین ہے پیغمبر صاحب نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم جاکر قریش کو مطلع کردو کہ ہم لوگ لڑنے کے قصد سے نہین آئے بلکہ زیارت خانۂ کعبہ کی غرض سے آئے ہین حضرت عمر بسبب عداوت قریش کچھ خائف ہوئے پیغمبر صاحب نے حضرت عثمان کو ابوسفیان وغیرہ کے پاس بھیجا چنانچہ حضرت عثمان نے جاکر رسول مقبول کا پیغام پہونچایا اونھون نے کہا کہ اگر تم خود طواف کرنا چاہتے ہو تو کرلو حضرت عثمان نے کہا کہ مین بغیر رسول اللہ کے ایسا نہین کرسکتا۔ یہ سنکر کفار قریش نے اون کو قید کرلیا۔ یہان رسول مقبول کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت عثمان قتل کرڈالے گئے۔ پیغمبر صاحب نے کہا کہ اب ہم اوس قوم سے بغیر مقابلہ کئے نہین رہ سکتے پس آنحضرت نے سبکو زیر درخت بیعت کے لئے طلب فرمایا اور ابن جریر نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہو کہ منادی نے ندا کی کہ ایہا الناس حکم خدا ہو کہ بیعت کیلئے حاضر ہو یہ سنکر ہم لوگ پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے آنحضرت درخت سمرہ کے نیچے تشریف فرما تھے وہین ہم سب نے بیعت نبوی کا شرف حاصل کیا۔ اور مسند احمد حنبل مین معقل بن یسار سے روایت ہے کہ روز حدیبیہ

وفی ربیع الاول من هذه السنة غزوة ذی قرد وفی تاریخ ابن خلدون ثم اقام رسول الله صلعم بالمدینة الی شعبان من هذه السنة السادسة ثم غزا بنی المصطلق وفی تاریخ الخمیس وفی ذی القعدة من هذه السنة غزوة الحدیبیة وفی تاریخ الرسل والملوک للطبری عن المسور قال خرج رسول الله صلعم عام الحدیبیة یرید زیارة البیت لا یرید قتالا وعن جابر قال کنا یوم الحدیبیة الفا واربعمائة وفی تاریخ ابن الوردی ثم دعا رسول الله عمر بن الخطاب لیبعثه الی قریش لیعلمهم انه لم یأت لحرب وانما جاء زائرا فاعتذر عمر فبعث صلعم عثمان بن عفان الی ابی سفیان واشراف قریش فقالوا ان شئت ان تطوف فطف فقال ما کنت لافعل حتی یطوف رسول الله فبلغ رسول الله صلعم ان عثمان قد قتل فقال لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا صلعم الی البیعة بیعة الرضوان تحت الشجرة وفی ابن جریر عن سلمة بن الاکوع قال نادی منادی النبی صلعم ایها الناس البیعة البیعة نزل روح القدس فثرنا الی رسول الله صلعم وهو تحت شجرة سمرة فبایعناه وفی المسند عن معقل بن یسار

قال بایعنا نبی اللہ صلعم یوم الحدیبیۃ ان لا نفر و اخرج البخاری فی صحیحہ عن العلاء بن المسیب عن ابیہ قال لقیت البراء بن عازب رضی اللہ عنہما فقلت طوبیٰ لک صحبت النبی صلعم و بایعتہ تحت الشجرۃ فقال یا ابن اخی انک لا تدری ما احدثنا بعدہ ثم قال ابن الوردی فی تاریخہ ثم ان قریشا بعثوا سہیل بن عمرو فی الصلح فاجاب صلی اللہ علیہ و سلم الی ذلک و فی الکامل لابن الاثیر الجزری فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فقال اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال سہیل لا نعرف هذا ولکن اکتب باسمک اللہم فقال اکتب فکتبها ثم قال اکتب هذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ سہیل بن عمرو فقال سہیل لو نعلم انک رسول اللہ لم نقاتلک ولکن اکتب اسمک و اسم ابیک فقال

ہم لوگون نے رسول اللہ کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ جنگ سے فرار نہ کرین گے اور صحیح بخاری میں علاء بن مسیب سے مروی ہے کہ مین نے براء بن عازب سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ خوشا حال تمہارا کہ تم نے رسول مقبول کی صحبت اور بیعت تحت شجرہ کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر براء نے کہا کہ لیکن اے بھتیجے تم نہین جانتے کہ ہم لوگون نے آنحضرت کے بعد کیا احداث کیا مورخ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ پھر قریش نے (پیغمبر صاحب کا ارادہ جنگ معلوم کرکے) سہیل بن عمرو کو آنحضرت کے پاس صلح کی درخواست لے کر بھیجا جس کو آپ نے منظور فرمایا۔ اور تاریخ کامل میں ہے کہ جب رسول نے سہیل کی درخواست صلح منظور کرلی تو حضرت علی کو بلا کر ارشاد کیا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل بولا کہ ہم یہ نہین جانتے لکھو بسمک اللہم۔ چنانچہ یہی لکھا گیا۔ پھر جناب رسالت مآب نے حضرت علی سے کہا کہ لکھو یہ وہ صلحنامہ ہے جس کی بناء پر محمد رسول اللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو تم سے قتال پر کیون آمادہ ہوتے لہٰذا بجائے رسول اللہ کے اپنا اور اپنے والد کا نام لکھو۔ پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے فرمایا کہ اچھا رسول اللہ کے لفظ کو نکال ڈالو۔ اونھون نے کہا کہ میری مجال نہین جو لفظ رسول اللہ کو محو کر سکون۔ یہ سن کر آنحضرت نے کاغذ لے لیا اور لفظ رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھکر حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی ایک وقت تم کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے

امحها فقال رسول اللہ ... فاخذ رسول اللہ صلعم فکتب موضع رسول اللہ محمد بن عبد اللہ وقال لعلی لتبلین بمثلها
[illegible] جناب ... علی بن ابی طالب ...

علی ایک دن تم کو بھی بحسب ضرورت اسی طرح کا معاملہ پیش آنے والا ہے۔ اور معارج النبوۃ[۱]
مین ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تم کو بھی ایک وقت ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا
اور تاریخ الخمیس[۲] مین ہے کہ رسول مقبول نے حضرت علی کی جانب نظر فرما کر ارشاد کیا کہ
اے علی تم کو بھی اسی قسم کا واقعہ روبکار ہونے والا ہے اور روضۃ الصفا[۳] مین ہے
کہ جب تحریر عہدنامہ سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی
ایک روز تم کو بھی اسی طرح کی مجبورانہ ضرورت کا سامنا ہوگا۔ نیز خصائص نسائی[۴]
مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے حضرت علی سے فرمایا کہ عنقریب تم کو بھی مجبوراً
ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ[۵] مین حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے دن
میرے دل مین خطرۂ عظیم گذرا اور مین نے رسول اللہ کے ساتھ ایسی مراجعت کی کہ پیشتر
کبھی نہ کی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ کے پاس جا کر مین نے کہا کہ کیا تم پیغمبر برحق نہیں ہو؟
آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک ہون مین نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر
نہیں ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ ہان مین نے کہا پھر کیون ہم ایسی حقارت و ذلت
گوارا کرین اور اس طور سے صلح کرکے واپس ہون۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے
مین خدا کا رسول ہون اور بغیر اوس کے حکم کے کچھ نہین کرتا وہ میرا ناصر و مددگار ہے اور میرے
کام کو ضائع نہ فرمائے گا۔ اور صحیح بخاری[۶] کی حدیث مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ
بروز صلح حدیبیہ مین نے پیغمبر صاحب سے کہا کہ کیا آپ نبی برحق نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا

کہ بیشک ہون مین نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک ہم حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر ہین۔ مین نے کہا کہ پھر کیون اسوقت ہم دین مین نقص اور خست گوارا کرین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سُنو مین خدا کا رسول ہون اُسکے حکم کے خلاف کچھ نہین کرتا اور وہ میرا مددگار ہے۔ نیز عینی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ بروز صلح حدیبیہ میرے دل مین خطرۂ عظیم گزرا اور مین نے پیغمبر صاحب کے ساتھ ایسی مراجعت کی کہ پہلے کبھی نہ کی تھی۔ اور تاریخ الخمیس اور تفسیر درمنثور سیوطی مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ بخدا مین جب سے اسلام لایا آج کے سوا کبھی مجھے شک نہین ہوا چنانچہ مین نے پیغمبر صاحب کے پاس جا کر کہا کہ کیا آپ نبی برحق نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک ہون۔ مین نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر نہین ہین اور کیا ہمارے مقتول جنتی اور اونکے مقتول دوزخی نہین ہین۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ ہم ضرور حق پر ہین اور ہمارے دشمن باطل پر اور ہمارے مقتول جنتی ہین اور اونکے مقتول جہنمی۔ مینے کہا کہ پھر دین مین نقص و خست چہ معنی دارد (یعنی آپ کیون صلح کرتے ہین) آنحضرت نے فرمایا کہ مین اللہ کا رسول ہون اوسکی نافرمانی نہین کرتا اور میرا معین و مددگار ہے۔ اور تاریخ الخمیس مین ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے کہ مینے اوس جرم کے کفارے مین جو بروز حدیبیہ مجھسے واقع ہوئی اکثر اعمال صالحہ مثل روزہ و نماز و صدقے کے ادا کئے۔ نیز سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ جو فعل مجھسے بروز حدیبیہ سرزد ہوا اوسکے خوف سے مین ہمیشہ صدقے دیتا رہا اور بطور کفارہ صوم و صلوٰۃ ادا کرتا رہا۔

بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری ۔ وفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی قال عمر رضی اللہ تعالی عنہ لقد دخلنی امر عظیم وراجعت النبی صلعم مراجعۃ ما راجعتہ مثلہا قط ۔ وفی تاریخ الخمیس والدر المنثور للسیوطی روی عن عمر انہ قال واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ فاتیت النبی فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاھم فی النار قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری ۔ وفی تاریخ الخمیس قال عمر رضی اللہ عنہ ما زلت اعمل الاعمال الصالحۃ من الصوم والصلوۃ والصدقۃ کفارۃ لتلک ۔ وفی سیرۃ ابن ہشام کان عمر یقول ما زلت اتصدق واصوم واصلی من الذی صنعت یومئذ مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ ۔ انتہی

مورخ ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتا ہے کہ ہنوز صلحنامہ لکھا ہی جارہا تھا کہ ابوجندل بن سہیل پابزنجیر پیغمبر صاحب کی طرف سے گزرا اور اوس وقت اصحاب رسول کے دلون مین صلح کے ہوجانے سے ایسی سخت بدگمانی پیدا ہوگئی تھی کہ قریب تھا وہ ہلاک وگمراہ ہوجائین کیونکہ رسول اللہ کے خواب کا حال سن کر اون کو فتح کے متعلق یقین ہوگیا تھا پس ابوجندل کو گرفتار دیکھ کر اوس کے باپ سہیل نے جناب رسالتمآب سے کہا کہ ابوجندل کے آنے سے پہلے ہی میرے اور آپکے بیچ مین کل معاملہ طے ہوچکا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سچ ہو اور قصد کیا کہ ابوجندل کو سہیل کے حوالے کردین۔ ابوجندل نے غل مچایا کہ لے گروہ اہل اسلام کیا مین مشرکین کی طرف اس لئے واپس کیا جارہا ہون کہ وہ مجھے پھر بیدین کرین یہ سن کر مسلمانون کے دلون مین جو فساد جوش زن ہورہا تھا اوس کو اور بھی طغیانی ہوگئی۔ جناب رسالتمآب نے ابوجندل سے ارشاد کیا کہ صبر کر اور یقین کر ہو اللہ تعالی تیرے اور تیرے ساتھیون کے لئے کشائش و مخلصی کی راہ نکالنے والا ہے۔ چونکہ مجھ سے اور قوم مخالف سے اس باب مین معاہدہ ہوگیا ہو لہذا مین اوس کے خلاف نہین کرنا چاہتا اور روضۃ الاحباب سے ملخصاً منقول ہو کہ جب حضرت عمر نے یہ حال مشاہدہ کیا تو اپنی جگہ سے جست کرکے ابوجندل کے پاس پہونچے اور اوس کو صبر کی تلقین فرماکر اشارۃً سہیل کے قتل کی ترغیب دینے لگے تاکہ اگر ابوجندل سہیل کو قتل کرڈالے تو معاملۂ صلح درہم وبرہم ہوجائے مگر ابوجندل نے اس فعل کو گوارا نہ کیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہو کہ پھر پیغمبر صاحب نے مدینے کی جانب مراجعت کی اور اختتام سال تک وہان قیام فرمایا حتی کہ سنہ ۷ھ شروع ہوا اور اسی سال پیغمبر صاحب نے ام حبیبہ و میمونہ و صفیہ سے تزویج فرمائی۔

نیز اسی سال آنحضرت کی خدمت مین ماریہ قبطیہ اور دلدل کا ورود بھی ہوا جس کو مقوقس
حاکم اسکندریہ نے بطور ہدیہ بھیجا تھا)۔ اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ پیغمبر صاحب نے دلدل کو
خاص اپنی سواری مین رکھا بعدہٗ وہ علی مرتضیٰ کی سواری مین رہا اور اون کے بعد امام حسن
اوس پر سوار ہوا کیے تا اینکہ زمانہ معاویہ مین دلدل فوت ہو گیا اور تاریخ الخمیس مین ہے کہ
اسی سال غزوہ خیبر بھی ہوا۔ علامہ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ پیغمبر صاحب سنہ ۷ محرم مین
غزوۂ خیبر کے لیے نکلے تھے اور آنحضرت کو کبھی کبھی درد شقیقہ عارض ہو جاتا تھا۔ اتفاقاً
جس روز خیبر پہونچے اوس روز بھی شکایت مذکورہ لاحق ہو گئی پس حضرت ابوبکر نے علم لیکر
شدید مقاتلہ کیا لیکن بے نیل مرام واپس آئے پھر حضرت عمر علم لے کر گئے اور پہلے سے زیادہ
جدال و قتال کے بعد لوٹ آئے۔ جب پیغمبر صاحب کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت نے
فرمایا کہ بخدا مین کل ایسے شخص کو علم دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول
اوس کو دوست رکھتے ہین وہ پے در پے حملے کرنے والا ہے بھاگنے والا نہین ہے اور
وہ ثابت قدمی کے ساتھ فتح کرے گا۔ یہ سن کر مہاجرین و انصار حصول رائت کے متمنی ہوئے
اتنے مین حضرت علی آئے جن کی آنکھین آشوب کی ہوئی تھین پیغمبر صاحب نے
اون کو اپنے پاس بلا کر آب دہن مبارک اون کی آنکھون مین لگایا جس کے لگتے ہی
درد چشم زائل ہو گیا اور آنحضرت نے اون کو علم عطا فرمایا اور سیرۃ ابن ہشام مین ہے
کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم عطا کرونگا جو خدا اور اوس کے
رسول کو دوست رکھتا ہے اور جس کے ہاتھون پر خدا نے فتح مقرر کی ہے اور وہ بھاگنے والا نہین ہے چنانچہ

صلعم فی منتصف المحرم منها الی خیبر (الی ان قال) وربما کان تاخذہ صلعم الشقیقۃ فلما نزل بخیبر اخذتہ فاخذ ابوبکر الصدیق الرایۃ فقاتل قتالا شدیدا ثم رجع فاخذها عمر بن الخطاب فقاتل قتالا اشد من الاول ثم رجع فاخبر بذلک رسول الله صلعم فقال اما والله لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یاخذها عنوۃ فتطاول لها المهاجرون والانصار فجاء علی وهو ارمد قد عصب عینیه فقال له صلعم ادن منی فدنا فتفل فی عینیه فزال الرمد ثم اعطاه الرایۃ

(دوسرے دن) پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو طلب فرمایا اونکی آنکھین آشوب کی ہوئی تھین۔ رسول مقبول نے آب دہن مبارک ون کی آنکھون مین لگاکر فرمایا کہ اس رائت کو لیکر جاؤ اور جنگ کرو تا اینکہ خدا تمکو فتح دے اور نسائی نے کتاب الخصائص[۱] مین ابو بریدہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم لوگون نے قلعۂ خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابو بکر علم لیکر گئے مگر بغیر فتح کے واپس آئے۔ پھر دوسرے دن حضرت عمر علم لیکر گئے وہ بھی بے نیل مرام لوٹ آئے اور مسلمانون کو شدید محنت و تکلیف اوٹھانی پڑی۔ پس پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم دونگا جو خدا اور اوس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوس کو دوست رکھتے ہین وہ بغیر فتح کئے واپس نہ آئے گا۔ یہ سن کر ہم لوگون نے اس خوشی مین رات بسر کی کہ کل روز فتح ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول مقبول بعد فراغ نماز تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور علم کو منگایا اوس وقت ہر صحابی مقرب اسی فکر و تمنا مین تھا کہ علم اوسی کو ملے اتنے مین پیغمبر صاحب نے علی کو بلایا اون کو آشوب چشم کی شکایت لاحق تھی آنحضرت نے آب دہن مبارک ہاتھ مین لے کر اون کی آنکھون پر پھیرا اور اونھین کو علم عطا فرمایا اور مدارج النبوۃ[۲] مین ہے کہ پھر حضرت علی علم لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ قموس کے نیچے پہونچکر آپ نے اُس علم کو پتھر کے ایک تودے پر گاڑ دیا۔ یہ دیکھ کر قلعے کے اوپر سے ایک یہودی عالم نے پوچھا کہ اے صاحب علم تو کون ہے آپ نے کہا کہ علی بن ابی طالب۔ پس اوس یہودی نے پکار کر اپنی قوم سے کہا کہ قسم ہے توریت کی تم مغلوب ہوئے یہ شخص بغیر فتح کئے ہوئے

فدعا رسول الله صلعم عليا وهو ارمد فتفل في عينيه ثم قال امض بالراية فامض حتى يفتح الله عليك[۱] واخرج النسائي في الخصائص عن ابي بريدة قال حاصرنا خيبر فاخذ الراية ابو بكر ولم يفتح له فاخذه من الغد عمر فانصرف ولم يفتح له واصاب الناس شدة وجهد فقال رسول الله اني دافع لوائي غدا الى رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله لا يرجع حتى يفتح له وبتنا طيبة انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الغداة ثم جاء قائما ودعا باللواء فما منا انسان له منزلة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وهو يرجو ان يكون صاحب اللواء فدعا علي بن ابي طالب رضي الله عنه وهو ارمد فتفل ومسح في عينيه فدفع اليه اللواء

واپس نجائے گا اور سیرۃ ابن ہشام و تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ قلعہ پر سے ایک یہودی نے حضرت علی کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب۔ اوس نے کہا کہ قسم ہے توریت کی تم غالب ہوئے اور تاریخ کامل مین ہے کہ یہودی نے حضرت علی کو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے آپ نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب - یہ سن کر اوس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ یہود تم مغلوب ہوئے اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ غالباً وہ یہودی حضرت علی کی شجاعت سے واقف تھا اور آپ کے اوصاف توریت مین دیکھ چکا تھا الغرض محدث دہلوی کتاب موصوف مین لکھتے ہین کہ پہلا حارث یہودی مرحب کا بھائی قلعہ سے باہر نکلا جس کے نیزے کی سنان تین سیر کی تھی اوس نے آتے ہی چند اسلامی بہادر شہید کیا یہ حال دیکھکر حضرت علی اوس کی جانب بڑھے اور آپ نے ایک ہی ضرب مین اوس کو داخل جہنم کیا۔ جب مرحب کو حارث کے قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ مع دیگر شجاعان خیبر کے مسلح ہو کر بھائی کا انتقام لینے کو قلعے سے باہر آیا۔ کہتے ہین کہ مرحب کو خیبریون مین ایک ایسا بلند قامت سپلتن اور بہادر جنگجو تھا کہ باعتبار شجاعت اون بہودیون مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا۔ اوس روز وہ دو زرہ پہنے ہوئے اور دو تلوارین حمائل کئے ہوئے اور دو عمامے سر پر باندھے ہوئے اور اون عمامون پر خود رکھے ہوئے رجز گویان معرکۂ جنگ مین آیا اور اہل اسلام مین سے کسی کو ہمت نہوئی کہ اوس سے جنگ کرنے کو میدان قتال مین جائے پس حضرت علی اشعار رجز پڑھتے ہوئے اوس کے مقابل ہوئے مرحب نے پیشدستی کر کے چاہا کہ تلوار کا وار کرے مگر حضرت علی نے اوس کو اس کا موقع نہ دیا اور ذوالفقار کی

ایسی ضرب وس ملعون کے سر پر لگائی کہ خود اور عماموں کو کاٹتی ہوئی حلق تک اور بروایتے
رانون تک اور بروایتے قابوس زین تک اوتر آئی اور مرحب دو ٹکڑے ہو کر واصل جہنم ہو گیا
پس اہل اسلام نے جناب امیر کی معیت مین یہودیون کو قتل کرنا شروع کیا اور خود حضرت
علی نے یہودیون کے سات فوجی سردارون کو جو اون مین بہادر سمجھے جاتے تھے قتل کیا
جن کے قتل ہوتے ہی باقی ماندہ اشخاص قلعہ کی طرف بھاگ نکلے اور حضرت علی نے
اون کا پیچھا کیا۔ ناگاہ اوسی حالت مین ایک یہودی نے اچانک آپ کے ہاتھ پر
ایسی ضرب لگائی کہ سپر دست مبارک سے گر پڑی اور اوس کو ایک دوسرا یہودی
لے کر بھاگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی غضب مین آئے اور بقوت روحانی ایسی حالت قدرت
ربانی کی آپ پر طاری ہوئی کہ خندق سے جست فرما کر باب قلعہ پر پہونچ گئے اور اوسی
حالت مین آپ نے اوس کے آہنی پھاٹک کا ایک پلہ نکال کر بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا
اور بدستور جنگ مین معروف ہوئے۔ نیز سیرۃ ابن ہشام اور تاریخ کامل ابن
اثیر اور تاریخ ابو الفدا مین ابو رافع سے مروی ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو
علم دیکر خیبریون سے جنگ کے لیے بھیجا تو ہم بھی اون کی معیت مین تھے پس جس وقت
حضرت علی قتال کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے ایک یہودی نے اون کے دست مبارک پر
ایسی ضرب لگائی کہ ڈھال ہاتھ سے گر گئی آپ نے فوراً ایک دروازہ باب خیبر کا کھینچ لیا
اور اوس کو بجائے سپر ہاتھ مین لے کر قتال کرنے لگے حتی کہ خدا نے آپ کو
فتح نمایان عطا فرمائی پھر جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اوس دروازہ قلعہ کو ہاتھ سے

پھینک دیا اور وہ اسقدر بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمی ملکر اوس کو کسی طرح ادھر سے اودھر پلٹ نہ سکے

تاریخ[۱] روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ جناب رسالت مآب نے سبایا سے خیبر مین سے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اپنے لیئے اخذ فرماکر اون سے نکاح کر لیا اور اون کا مہر اون کے آزاد کرنے کو قرار دیا جس کو آنحضرت کے خصائص مین سے جاننا چاہیئے۔

مسند[۲] احمد حنبل مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ بروز جنگ خیبر چند اصحاب رسول نے آکر ذکر کیا کہ فلان شخص شہید ہوا۔ اسی طرح دوسرے شخص کی نسبت کہا کہ فلان شخص شہید ہوا۔ یہ سن کر جناب رسالت مآب نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کہو کیونکہ مین نے اوس شخص کو نار جہنم مین دیکھا ہے بعد ازان حضرت عمر سے فرمایا کہ جاکر لوگون مین منادی کردو کہ سوا مومنین کے کوئی شخص جنت مین داخل نہ ہوگا (حضرت عمر فرماتے ہین کہ) پس مین نے جاکر آنحضرت کے حکم کے موافق اس بات کا اعلان کردیا کہ مومنین کے سوا جنت مین کوئی داخل نہ ہوگا۔

تاریخ[۳] ابو الفدا مین ہے کہ غزوہ خیبر مین زینب بنت حارث یہودیہ نے پیغمبر صاحب کی خدمت مین بکری کا گوشت ہدیۃً بھیجا جس مین زہر ملا ہوا تھا پس آنحضرت نے ایک کرملا اوس گوشت کا چباکر تھوک دیا اور فرمایا کہ اس بکری نے مجھے مطلع کیا کہ اوس کے گوشت مین زہر ملا ہوا ہے۔

مدارج[۴] النبوۃ مین ہے کہ جب پیغمبر صاحب خیبر سے مراجعت فرماکر منزل صہبا مین اودھرے تو بعد فراغ نماز عصر حضرت علی کے زانو پر سر رکھکر سوگئے اور اسی حال مین آنحضرت پر آثار

فلقد رایتنی فی نفر سبعة مع انا ثامنهم نجهد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقلبه

[۱] قال العلامة ابن شحنة فی روضة المناظر واخذ رسول الله من سبایاها لنفسه صفیة بنت حیی بن اخطب فتزوجها وجعل عتقها صداقها وهذا من خواصه صلعم

[۲] اخرج احمد فی المسند عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال لما کان یوم خیبر اقبل نفر من اصحاب رسول الله صلعم فقالوا فلان شهید حتی مروا علی رجل فقالوا فلان شهید فقال رسول الله صلعم کلا انی رایته فی النار ثم قال رسول الله صلعم یا ابن الخطاب اذهب فناد فی الناس انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون قال فخرجت فنادیت انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون

[۳] قال ابو الفداء فی غزوة خیبر اهدت الی النبی زینب بنت الحارث الیهودیة شاة مسمومة فاخذ منها قطعة ولاکها ثم لفظها وقال انها تخبرنی ان هذه الشاة مسمومة

[۴] [illegible]

ظاہر ہونا شروع ہوئے حضرت علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اور وحی کا زمانہ اسقدر دراز ہوا کہ آفتاب ڈوب گیا جب وہ حالت نزول وحی برطرف ہوئی تو رسول مقبول نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر پڑھی ہے آپ نے کہا نہین یا رسول اللہ۔ جناب رسالتمآب نے بارگاہ احدیت مین دعا کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین تھا آفتاب کو اوس کے لئے پھر طالع فرما تاکہ وہ نماز عصر پڑھ لے۔ قادر مطلق نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نے بعد غروب پھر طلوع کیا چنانچہ اوس کی شعاع دشت وجبل پر پھیل گئی اور لوگون نے اُس معجزۂ نبویہ کو برائے العین مشاہدہ کیا پس حضرت علی نے وضو کرکے نماز عصر ادا کی۔ اور طحاوی نے کتاب مشکل الآثار مین اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے مقام صہبا مین پہونچکر نماز ظہر ادا فرمائی اور حضرت علی کو ایک ضروری کام کے لئے بھیجدیا۔ جب وہ واپس آئے آنحضرت نماز عصر پڑھ چکے تھے حضرت علی کے آتے ہی اون کے زانو پر سر رکھکر آرام فرمانے لگے تا اینکہ آفتاب غروب ہو گیا جب رسول اللہ بیدار ہوئے اور اون کو معلوم ہوا کہ حضرت علی نے نماز نہین پڑھی تو دعا کی کہ الٰہی تیرے عبد خاص علی نے تیرے نبی کے لئے ایثار نفس کیا اوس کے لئے آفتاب کو بار دگر طالع فرما اسما کہتی ہین کہ ناگہان آفتاب نکلا اور اوس کی شعاع زمین اور پہاڑون پر ضیا فگن ہوئی اور حضرت علی نے وضو کرکے نماز عصر پڑھی اس کے بعد آفتاب پھر غروب ہو گیا۔ نیز شفای قاضی عیاض مین اسما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا کا سر مبارک حضرت علی کے زانو پر تھا اوسی حالت مین رسول مقبول پر وحی کا نزول ہوا جس کی وجہ سے حضرت علی نماز عصر پڑھ

حتی غربت الشمس فقال النبی صلعم اصلیت یا علی قال لا فقال اللهم انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرأیتها طلعت بعد ما غربت ووقعت علی الجبال والارض وذلک بالصهباء من خیبر وفی صحیح البخاری ان رسول الله صلعم نهی عن متعة النساء یوم خیبر وعن اکل الحمر الانسیة

حتی کہ آفتاب غروب ہو گیا پس جب وہ حالت نزول وحی برطرف ہوئی تو جناب رسالتمآب نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر پڑھی ہے اونھوں نے کہا کہ نہین۔ آنحضرت نے مناجات کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین مصروف تھا اوس کے لئے آفتاب کو بارہ گر طالع فرما۔ اسماء کہتی ہین کہ ناگہان مین نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا جس کی شعاع زمین اور پہاڑون پر پڑی اور یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے جو خیبر کی راہ مین ہے۔ اور صحیح بخاری مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر مین متعۃ النسا اور خر اہلی کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔ اور علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ حافظ ابن عبد البر کا قول ہے کہ بروز خیبر متعۃ النساء سے ممانعت ہونے کا ذکر غلط ہے اور سہیلی کا قول ہے کہ اہل سیرۃ و تاریخ و رواۃ اثر مین سے کوئی اس بات کو نہین جانتا کہ بروز خیبر متعۃ النساء سے ممانعت کی گئی ہو اور شافعی نے اپنے اسناد کے ساتھ مالک سے حضرت علی کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے خیبر کے دن صرف گوشت خر اہلی کے استعمال سے ممانعت فرمائی اور اس حدیث مین متعۃ النساء سے ممانعت کا ذکر نہین کیا اور زاد المعاد ابن قیم مین ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے جنگ خیبر کے زمانے مین گوشت خر اہلی کے استعمال سے ممانعت فرمائی ہے متعۃ النکاح سے ممانعت نہین کی جیسا کہ ابو عمر و ابن عبد البر نے تمہید مین ذکر کیا ہے۔

مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ خیبر ماہ صفر ۷ھ مین فتح ہوا اور اہل خیبر نے پیغمبر صاحب سے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ اون کو اون کے باغات کے پھل نصف ملا کرین اور آنحضرت جب چاہین اونکو

عینی قال العلامة العینی فی عمدة القاری لشرح صحیح البخاری قال ابن عبد البر وذکر النهی عن المتعة یوم خیبر غلط وقال السهیلی النهی عن المتعة یوم خیبر لا یعرفه احد من اهل السیرة ورواة الاثر وقد روی الشافعی عن مالک باسناده عن علی رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلعم نهی یوم خیبر عن اکل لحوم الحمر الاهلیة لم یزد علی ذلک وسکت عن قصة المتعة عینی وفی

زاد المعاد لابن القیم قال قاسم بن اصبغ قال سفیان بن عیینة یعنی انه نهی عن لحوم الحمر الاهلیة زمن خیبر لا عن نکاح المتعة ذکره ابو عمر فی التمهید قال ابو الفدا فتح خیبر فی صفر سنة سبع من الهجرة وسأل اهل خیبر رسول الله صلعم ان یصالحهم علی النصف من ثمارهم ویخرجهم متی شاء

خارج البلد کردین چنانچہ اون کی درخواست منظور کر لی گئی اور ایسا ہی معاملہ اہل فدک
کے ساتھ بھی طے پایا۔ خیبر کی آمدنی عام مسلمانون کے لئے تھی اور فدک کی خاص رسول اللہ
کے لئے کیونکہ بغیر حرب و ضرب کے فتح ہوا اور تفسیر در منثور سیوطی مین ہے کہ بزار اور
ابو یعلی اور ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب آیۂ وَآتِ
ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوا تو رسول اللہ نے فدک کی جائداد حضرت فاطمہ کو مرحمت فرمائی۔
نیز ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیۂ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوئی تو پیغمبر صاحب
فدک کی جائداد حضرت فاطمہ کو عطا کی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب پیغمبر صاحب معاملات خیبر سے فارغ ہوئے تو وہان سے
وادی قری تشریف لے گئے اور ایک رات کے محاصرے مین اوس کو غلبے کے ساتھ
فتح کر کے مدینہ طیبہ کیطرف روانہ ہوئے جہان بقیہ مہاجرین حبشہ سے ملاقات ہوئی
جن مین حضرت جعفر بن ابی طالب بھی تھے جنھین دیکھ کر آنحضرت نے فرمایا کہ مین نہین جانتا
کہ دو باتون مین کس بات پر اپنی مسرت کا اظہار کرون فتح خیبر پر یا جعفر کے آنے پر۔
اور جناب رسالتمآب نے نجاشی بادشاہ حبش کو مہاجرین حبشہ کی طلب مین خط لکھا تھا۔
نیز ام حبیبہ بنت ابو سفیان کی خواستگاری بھی فرمائی تھی جو اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش
کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئی تھین وہان عبید اللہ مذکور عیسائی ہو گیا تو خالد بن سعید نے
(جو مہاجرین حبشہ مین سے تھے) رسول مقبول کی خواستگاری پر ام حبیبہ کا عقد نکاح آنحضرت
سے کر دیا اور نجاشی نے چار سو دینار بطور مہر آپ کی جانب سے ادا کئے۔

فعل مثل ذلک اهل فدک وکانت فدک خاصة لرسول الله صلعم لانها فتحت بغير خيل ولا ركاب ولما نزلت واخرج البزار وابو يعلى وابن ابي حاتم وابن مردويه عن ابي سعيد الخدري قال لما نزلت هذه الآية وآت ذا القربى حقه دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة فاعطاها فدك وعن ابن عباس قال لما نزلت وآت ذا القربى حقه اقطع رسول الله صلعم فاطمة فدكا قال ابو الفداء ثم سار رسول الله صلعم من خيبر الى وادي القرى فحاصره ليلة وافتتحها عنوة ثم سار الى المدينة ولما قدمها وصل اليه من الحبشة بقية المهاجرين معهم جعفر بن ابي طالب وروي ان النبي صلعم قال ما ادري بايهما اسر بفتح خيبر ام بقدوم جعفر وكان النبي قد كتب الى النجاشي يطلبهم ويخطب ام حبيبة بنت ابي سفيان وكانت قد هاجرت مع زوجها عبيد الله بن جحش فتنصر عبيد الله المذكور واقام بالحبشة فزوجها النبي صلعم ابن عمها خالد بن سعيد (وكان بالحبشة من جملة المهاجرين) واصدقها النجاشي عن النبي صلعم اربعمائة دينار

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر ۸ھ شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ حاضر ہو کر اسلام لائے۔ حافظ ابن عبد البر نے استیعاب مین اور ابن اثیر نے اسد الغابہ مین لکھا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خالد بن ولید کا کسی مشہد مین رسول مقبول کے ہمراہ ہونا ثابت نہین ہے۔

علامہ ابو الفدا لکھتے ہین کہ اسی سال غزوہ موتہ کا واقعہ پیش آیا۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب اصابہ مین فرماتے ہین کہ حضرت جعفر اسی غزوۂ موتہ مین شہید ہوئے۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ مین نے جعفر کو جنت مین ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔

تاریخ کامل ابن اثیر اور روضۃ المناظر ابن شحنہ اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ اسی سال بنی بکر بنی خزاعہ سے ملاقی ہوئے تو بنی بکر کے لوگون نے بنی خزاعہ کے کچھ اشخاص کو قتل کر ڈالا اور چونکہ قریش کے ایک گروہ نے قتل کرنے والون کی اعانت کی لہذا قریش عہد شکنی کے ملزم قرار پائے اور وہ اس نقض عہد پر نادم بھی ہوئے چنانچہ ابوسفیان مدینے مین اس قصد سے آئے کہ تجدید عہد کرین پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کے یہان گئے اور چاہا کہ رسول اللہ کے بستر پر بیٹھین تو ام حبیبہ نے جھٹ اُس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان بولے کہ اے بیٹی کیا تو نے میری وجہ سے بستر کو لپیٹ دیا ام حبیبہ نے کہا کہ یہ بستر مبارک رسول اللہ کا ہے اور تو مشرک نجس ہے ابوسفیان کہنے لگے کہ تو مجھسے جدا ہونے کے بعد شر مین مبتلا ہو گئی پھر ابوسفیان پیغمبر صاحب کے پاس جا کر آنحضرت سے تجدید عہد کے باب مین گفتگو کی آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابوسفیان اکابر صحابہ مثل ابوبکر و علی کے پاس گئے اور ان سے بھی

عه قال ابن الوردی ثم دخلت سنة ثمان فيها قدم خالد بن الوليد و عمرو بن العاص و عثمان بن طلحة فاسلموا وقال ابن عبد البر في الاستيعاب وابن الاثير في اسد الغابة لا يصح لخالد بن الوليد مشهد مع رسول الله صلعم

عه قال ابو الفداء كانت غزوة موتة

عه وفي كتاب الاصابة في تمييز الصحابة لابن حجر العسقلاني فاستشهد جعفر بن ابي طالب

عه روى الطبراني عن ابن عباس قال قال النبي صلعم رأيت جعفرا يطير في الجنة مع الملائكة

عه قال ابن الاثير في الكامل وابن شحنة في روضة المناظر وابو الفداء في تاريخه وفي هذه السنة اعني سنة ثمان لقيت بنو بكر بنو خزاعة فقتلوا منهم واعانهم على ذلك جماعة من قريش فانتقض بذلك العهد وندمت قريش على نقض العهد فقدم ابو سفيان بن حرب الى المدينة ليجدد العهد و دخل على ابنته ام حبيبة زوج النبي صلعم واراد ان يجلس على فراش رسول الله صلعم فطوته عنه فقال يا بنية ما ادري ارغبت بي عن هذا الفراش ام رغبت به عني فقالت هو فراش رسول الله صلعم وانت مشرك نجس فقال لقد اصابك بعدي شر ثم اتى النبي صلعم فكلمه فلم يرد عليه شيئا ثم اتى كبار الصحابة مثل ابا بكر و علي رضي الله عنهما

تجدید عہد کے متعلق کہا مگر وہ بھی خاموش رہے پس ابوسفیان نے رب نیل مرام، سکے واپس جاکر قریش کو ان حالات سے آگاہ کیا اور ادھر جناب رسالتماب نے بقصد مکہ سامان سفر درست فرمایا اور چاہا کہ قریش کے مطلع ہونے سے پہلے دفعۃً مکے پہونچ جائین چنانچہ دسوین ماہ رمضان کو آنحضرت مدینہ منورہ سے بجانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے

صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بزمانۂ فتح مکہ ماہ رمضان مین رسول اللہ مع اصحاب بحالت صوم عازم مکہ ہوئے اور جب کراع غمیم مین پہونچے تو وہان آنحضرت صلعم نے قدح آب طلب کیا اور سب پر ظاہر کرکے روزہ افطار فرمایا اوس کے بعد لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ بعض اشخاص نے روزہ نہین کھولا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ جنھون نے ایسا کیا وہ گنہگار اور نافرمان ہین۔

علامہ ابن شحنہ تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین کہ جب پیغمبر صاحب قریب مکہ پہونچے تو حضرت عباس نے ابوسفیان کو خدمت نبوی مین حاضر کیا اور آنحضرت نے اپنے چچا کے کہنے سے ابوسفیان کو امان بخشی پھر فرمایا کہ اے ابوسفیان کیا اس کا وقت نہین آیا کہ تو کلمۂ لا الہ الا اللہ کو جانے ابوسفیان نے کہا کہ کیون نہین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اور کیا اس کا وقت نہین آیا تو میری رسالت کی تصدیق کرے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس بات سے تو میرے دل مین کچھ کھٹک سے ہے یہ سن کر حضرت عباس نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا وائے ہو تجھ پر تصدیق رسالت کرو ورنہ قتل کیا جائے گا پس ابوسفیان کلمۂ شہادتین پڑھکر اسلام لائے اور اون کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ بھی

وبعد ذلك سمعها فاما ابا سفيان فعاد الى مكة واخبر قريشا بما جرى و تجهز رسول الله وقصد ان يبغت قريشا بمكة من قبل ان يعلموا به (قال ثم خرج رسول الله صلعم من المدينة بعشر مضين من رمضان ۵ مسلم في صحيحه واخرج عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلعم خرج عام الفتح الى مكة في رمضان حتى بلغ كراع الغميم وصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعه حتى نظر الناس ثم شرب فقيل له بعد ذلك ان بعض الناس قد صام فقال اولئك العصاة

قال العلامة ابن شحنة في روضة المناظر فلما قارب رسول الله مكة احضر العباس ابا سفيان بن حرب رسول الله فامنه وقال يا ابا سفيان اما آن لك ان تعلم ان لا اله الا الله قال بلى قال ويحك الم يان لك ان تشهد اني رسول الله قال اما هذه ففي نفسي منها شيء فقال له العباس ويحك تشهد قبل ان تضرب عنقك فتشهد واسلم معه حكيم بن حزام وبديل بن ورقاء

مسلمان ہوئے اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو مضیق وادی کی طرف لیجاکر لشکر اسلام کا مشاہدہ کراؤ۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسفیان تفاخر دوست ہے لہذا آپ اوس کے لئے اس وقت کوئی ایسا امتیازی امر تجویز فرمائیں جس سے اوس کو قریش مین فخر کا موقع حاصل ہو آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا جو شخص خانہ ابوسفیان مین پناہ لے اوس کو امان دیجائے نیز جو شخص مسجد اور خانہ حکیم بن حزام مین داخل ہو یا اپنے دروازہ مکان کو بند کرلے اوس کو بھی امان دیجائے۔ حضرت عباس کہتے ہین کہ پھر مین حسب ارشاد نبوی ابوسفیان کو اسلامی لشکر کے مشاہدے کو لے گیا اور ابوسفیان کے استفسار پر ہر قبیلہ کے لوگون کو (جو لشکر مین تھے) بتاتا جاتا تھا تا اینکہ پیغمبر صاحب اپنے سبز پوش لشکر کی جمعیت سے گزرے تو ابوسفیان کے منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ اے عباس تمہارا بھتیجا تو بڑی سلطنت والا ہو گیا۔ عباس نے کہا کہ وائے ہو تجھپر یہ سلطنت نہین نبوت ہے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ بیس ماہ رمضان روز جمعہ کو مکہ فتح ہوا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے جو سیسے یا رانگے سے دیوار کعبہ مین جڑے ہوئے تھے پس جناب رسالت مآب جس بت کی طرف گزرتے تھے چھڑی سے اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ حق آیا اور باطل نیست و نابود ہوا۔ اور باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا۔ اس ارشاد کے ساتھ ہی وہ بت بغیر کسی چیز سے چھونے کے منھ کے بل گر پڑتا تھا۔

له قال ابو الفداء ان
تابعه فقال النبي صلعم
للعباس اذهب بابي سفيان
الى مضيق الوادي ليشاهد
جنود الله فقال العباس
يا رسول الله انه يحب
الفخر فاجعل له شيئا
يكون في قومه فقال
من دخل دار ابي سفيان
فهو امن ومن دخل
المسجد فهو امن ومن
اغلق عليه بابه فهو
امن ومن دخل دار
حكيم بن حزام فهو
امن قال عباس
فخرجت به كما
امرني رسول الله صلعم
عليه القبائل وهو
يسئل عن قبيلة
قبيلة وانا اعلمه
حتى مر رسول الله
في كتيبة الخضراء
من المهاجرين والانصار
فقال ابو سفيان لقد
اصبح ملك ابن اخيك
ملكا عظيما قال عباس
فقلت ويحك انها النبوة

ع قال ابن الوردي
وفتحت مكة يوم الجمعة
لعشر بقين من رمضان
(وقال) وكان حول البيت
ثلث مائة وستون صنما
قد ارثقت الى حجارة
بالرصاص فجعل صلى الله
عليه واله وسلم كلما امر
بصنم منها اشار اليه
بقضيب في يده و
يقول جاء الحق وزهق
الباطل ان الباطل
كان زهوقا فيقع
الصنم لوجهه من
غير ان يمسه شيء

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پیغمبر صاحب نے بعد فتح مکہ چھ مردون اور چار عورتون کا خون مباح فرمایا مردون مین عکرمہ بن ابی جہل ہبار بن الاسود ۔ مقیس بن صبابہ ۔ عبد اللہ بن خطل ۔ حویرث بن نفیل جو رسول مقبول کی تکلیف دہی اور ہجو مین مصروف رہتا تھا اور حضرت علی نے اوسکو دیکھتے ہی قتل کر ڈالا ۔ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح جو حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا ۔ حضرت عثمان نے پیغمبر صاحب سے اوس کی جان بخشی چاہی آنحضرت بہت دیر تک خاموش رہے بالآخر اوس کو امان دیدی اور اوسنے اسلام لانیکا اظہار کیا پیغمبر صاحب نے اصحاب سے فرمایا کہ مین دیر تک اس لیئے خاموش رہا کہ تم مین سے کوئی شخص اوٹھے اور اوس کو قتل کرے ۔ اصحاب بولے کہ آپ نے اشارہ کیون نہ فرمایا آنحضرت نے کہا کہ انبیا کا یہ شعار نہین کہ وہ کن انکھیون سے اشارہ کرین عبد اللہ مذکور قرآن لکھا کرتا تھا اور اوس مین جہان چاہتا تھا رد و بدل کر دیتا تھا بعد ازان مرتد ہوگیا اور حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت مین اوس کو مصر کا حاکم کر دیا ۔ اور جن چار عورتون کا خون پیغمبر صاحب نے مباح کیا اون مین سے ہند زوجہ ابو سفیان مادر معاویہ بھی تھیں جنہون نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا پس ہند نے حاضر ہو کر رسول اللہ سے بیعت کی اور جب آنحضرت نے اوس کو پہچانا تو اوس نے کہا کہ میری تقصیر معاف ہو ۔ رسول اللہ نے درگذر فرمایا

اور تاریخ خمیس مین ہے کہ پیغمبر صاحب نے گیارہ مردون کا خون مباح کیا تھا جن کے نام یہ ہین عبد اللہ بن خطل ۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ۔ عکرمہ بن ابی جہل حویرث بن نفیل ۔ مقیس بن صبابہ ۔ ہبار بن الاسود ۔ صفوان بن امیہ ۔ حارث بن طلاطلہ ۔ کعب بن زہیر ۔ وحشی قاتل حضرت حمزہ ۔ عبد اللہ بن زبعری ۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے بعد فتح مکہ بعض صحابیون کو مع مختصر فوج کے حوالی مکہ مین اس غرض سے بھیجا کہ لوگون کو اسلام کی طرف بلائین لیکن کسی سے قتال نکرین ازانجملہ خالد بن ولید کو بھی روانہ کیا - خالد جیشۃ بنی خزیمہ پہونچے تو بنی خزیمہ کے لوگ مسلح ہو کر باہر آئے خالد نے اون سے کہا کہ ہتیار ڈالدو اونھون نے ہتیار رکھدیئے - خالد نے اون کے ہاتھ بندھوا کر سب کو تلوار پر رکھ لیا - جب رسول مقبول کو خالد کی اس کارروائی کی خبر پہونچی تو آنحضرت نے اپنے دونون ہاتھ آسمان کیجانب بلند فرماکر کہا کہ خداوندا جو حرکت ناشائشتہ خالد سے سرزد ہوئی ہے مین اوس سے بیزاری ظاہر کرتا ہون

مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب بنی خزیمہ کے لوگ خالد کے ورود سے خبردار ہوئے تو بمقتضائے احتیاط مسلح ہو کر باہر آئے خالد نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اونھون نے کہا کہ ہم مسلمان ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اون کے شرائع دین پر ایمان لائے ہین نماز پڑھتے ہین مسجد بنائی ہے اذان واقامت کہتے ہین اور جمعہ وجماعت کے عامل ہین خالد نے کہا کہ پھر ہتیار لگا کر کیون آئے ہو - وہ بولے کہ ہمسے اور عرب کی ایک قوم سے عداوت ہے ہم کو خوف ہوا کہ مبادا تم لوگ اوسی قوم سے ہو - خالد نے اون کا یہ عذر نہ سنا اور کہا کہ ہتیار رکھدو - اونھون نے فوراً ہتیار ڈالدیئے - خالد نے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ ان سب کے ہاتھ شانون پر باندھ دو بعد ازان اونھین اپنے رفقا کو سپرد کیا اور جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ جو اسیر جس کی سپردگی مین ہے وہ اوس کو قتل کرے چنانچہ وہ اسیران بیگناہ اوسی وقت قتل کیے گئے او

له قال ابو الفدا ثم بعث رسول الله صلعم حول مكة السرايا يدعوهم الى الاسلام ولم يامرهم بالقتال الا ان قاتل وكان من السرايا سرية خالد بن الوليد فنزل على بنى جذيمة فلما نزل عليه اقبلت بنو جذيمة بالسلاح فقال لهم خالد ضعوا السلاح فوضعوه وامر بهم فكتفوا ثم عرضهم على السيف فقتل من قتل منهم فلما بلغ رسول الله ما فعل خالد رفع يديه الى السماء حتى بان بياض ابطيه وقال اللهم انى ابرء اليك مما صنع خالد

له مدارج النبوة است که چون بنی خزیمه از آمدن خالد خبردار شدند بر عادت طریقه خود و احتیاط سلاح پوشیده بیرون آمدند خالد از ایشان پرسید که شما چه کسانید گفتند ما مسلمانانیم پیرو محمد صلعم و ایمان داریم بر شرائع دین وی و مسجد ساخته ایم و نماز میگذاریم و اذان و اقامت میگوئیم و جمعه و جماعت بپا میداریم گفت پس سلاح

ودر روایتی آمده که چون آن قوم سلاح انداختند خالد تیغ در ایشان نهاد و قریب بصد کس از آن قبیله بکشت پس یکی از بنی خزیمه آمده حضرت را خبر کرد حضرت بغضب آمده سه بار فرمود که خداوندا من بیزارم از آنچه خالد کرد قال ابو الفدا ثم ارسل رسول الله صلعم علی بن ابی طالب بمال فودی لهم الدماء والاموال فقال علی ذلك قال ابن الوردی وفیها فی شوال غزوة حنین لما فتحت مكة تجمعت هوازن لحرب رسول الله صلعم مالك بن عوف وانضمت اليهم ثقيف اهل الطائف وبنو سعد بن بكر قال ابن الوردی لما سمع رسول الله باجتماعهم خرج من مكة لست خلون من شوال وخرج معه اثنا عشر الفا وركب النبی بغلته الدلدل صلعم

ایک روایت مین آیا ہے کہ جب خالد کے کہنے سے بنی خزیمہ کے لوگون نے ہتیار ڈالدیے تو خالد نے تلوار سے کر تقریبا سو آدمی اوس قبیلے کے قتل کرڈالے۔ بنی خزیمہ کے ایک شخص نے جناب رسالتمآب کو اِس واقعہ کی خبر دی۔ آنحضرت نے غضبناک ہو کر تین بار فرمایا کہ خداوندا خالد نے جو کچھ کیا مین اوس سے بیزاری ظاہر کرتا ہون۔

علامہ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ پھر پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو کچھ مال و زر دے کر قبیلۂ بنی خزیمہ کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اونکے مقتولون کا خونبہا اور تلف شدہ مال کا عوض ادا کرین چنانچہ حضرت علی نے حکم نبوی کی تعمیل فرمائی۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر اسی سال ماہ شوال مین غزوۂ حنین کا واقعہ پیش آیا یعنی جب مکہ فتح ہو گیا تو قبیلۂ ہوازن کے لوگ پیغمبر صاحب سے جنگ کے لئے مجتمع ہوئے جن کا پیشوا مالک بن عوف تھا اور ثقیف اہل طائف اور بنی سعد بن بکر بھی اون کے ساتھ ہوئے جب یہ خبر جناب رسالتمآب کو پہونچی تو آنحضرت بسواری دُلدُل مع بارہ ہزار آدمیون کے ماہ شوال کو باہر نکلے۔ ترمذی نے ابو واقد سے روایت کی ہے کہ جب رسول مقبول صلعم بجانب حنین روانہ ہوئے تو راہ مین اوس درخت کے پاس سے گزر ہوا جس کو مشرکین ذات انواط کہتے تھے اور اوس پر اپنے ہتیار لٹکایا کرتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی ایک ذات انواط بنا دیجیے جیسا کہ مشرکین کا ذات انواط ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ وہی بات جو قوم موسے

الترمذی عن ابی واقد لما خرج رسول الله صلعم الی حنین مر بشجرة للمشركين يقال لها ذات انواط يعلقون عليها اسلحتهم قالوا يا رسول الله اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبي صلعم سبحان الله هذا كما قال قوم موسى

نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ جیسے کافرون کے معبود ہین ویسا ہی ایک معبود ہم کو بھی بنا دیجیے قسم بخدا کہ تم بھی اونھین کا طریقہ اختیار کرو گے۔

تاریخ ابن خلدون[1] مین ہے کہ پھر جناب رسالتمآب وہان سے چلکر وادی حنین مین داخل ہوئے اور تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ جب دونون جانب کی فوجین باہم ملاقی اور مصروف جنگ ہوئین تو مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے اور وہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگے کہ کوئی کسی کی طرف ملتفت نہوتا تھا۔

مورخ ابن الوردی[3] کہتا ہے کہ جب بروز حنین صحابہ نے راہ فرار اختیار کی تو رسول مقبول نے حضرت عباس سے فرمایا کہ ان کو پکارو عباس بولے کہ یا رسول اللہ میری آواز اون کے کانون تک کیونکر پہونچے گی آنحضرت نے فرمایا کہ ندا کرنا تمھارا کام ہے اور اوس ندا کو مفرورین کے کانون تک پہونچا دینا خدا کا کام ہے۔ اور سیرۃ الحلبیہ[4] برہان الدین حلبی شافعی مین ہے کہ اوس وقت ابو سفیان بن الحارث پیغمبر صاحب کی رکاب تھامے ہوئے تھے اور آنحضرت لوگون کو گریز کرتے ہوئے دیکھکر فرما رہے تھے کہ تم کہان بھاگے جاتے ہو مگر وہ کسی طرح التفات نہ کرتے تھے۔ آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اون کو آواز دو کہ اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنی زیر درخت سمرہ بیعت رضوان مین شریک ہونے والو کہان بھاگے جاتے ہو)

صحیح بخاری[5] کی ایک حدیث مین ابو قتادہ سے مروی ہے کہ بروز حنین مسلمان پسپا ہو کر بھاگے تو مین بھی اون کے ساتھ تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ مفرورین مین حضرت عمر بن الخطاب بھی ہین۔

اجعل لنا الها كما لهم الهة والذي نفسي بيده لتركبن سنن من كان قبلكم (۱) قال ابن خلدون فى تاريخه ثم سار رسول الله حتى اتى وادي حنين (۲) وقال ابو الفداء فلما التقوا انكشف المسلمون لا يلوي احد على احد (۳) وقال ابن الوردي لما انهزم الصحابة يوم حنين قال صلعم للعباس نادهم فقال يا رسول الله كيف يبلغهم صوتي فقال عليك النداء وعلى الله البلاغ (۴) وفى سيرة الحلبية لبرهان الدين الحلبي الشافعي وكان ابو سفيان بن الحارث آخذا بركاب النبي صلعم وهو يقول اين ايها الناس فلم ار الناس يلوون على شئ فقال رسول الله صلعم يا عباس اصرخ يا معشر الانصار يا اصحاب السمرة يعني الشجرة التي كانت تحتها بيعة الرضوان (۵) وفى صحيح البخاري عن ابي قتادة قال انهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا بعمر بن الخطاب في الناس

فقلت لہما شان الناس قال امر اللہ ثم رجع الناس الی رسول اللہ صلعم

شاہ ولی اللہ در ازالۃ الخفا می آرد کہ روز حنین ... ثابت ماندند

اخرج ابن عساکر فی کنز العمال عن الحسین بن علی قال کان ممن ثبت مع رسول اللہ صلعم یوم حنین العباس وعلی بن ابی طالب وابوسفیان بن الحارث وعقیل بن ابی طالب وعبد اللہ بن الزبیر والزبیر بن العوام واسامہ بن زید

وقال الحلبی فی سیرۃ الحلبیہ وفی روایۃ لما فر الناس یوم حنین عن النبی صلعم لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ہاشم ورجل من غیرہم علی ابن ابی طالب والعباس وابوسفیان بن الحارث وابن مسعود

قال ابوالفدا ولما انہزم المسلمون اظہر اہل مکۃ ما فی نفوسہم من الضغن فقال ابوسفیان بن حرب لا تنتہی ہزیمتہم دون البحر

مین نے ... سے عرض کیا کہ کیا حال ہے ہم مسلمانون کا (کہ بھاگ کھڑے ہوئے) اونھون نے فرمایا کہ خدا کی مشیت. بعد ازان ہم سب لوگ رسول کے پاس واپس آگئے

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ جب بروز غزوۂ حنین مسلمان پسپا ہوکر بھاگے تو حضرت علیؑ اپنی جگہ سے نہین ہٹے بلکہ وہ ان لوگون مین سے تھے جو معرکۂ جنگ مین ثابت قدم رہے

کنز العمال مین ہے کہ ابن عساکر نے حسین بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ بروز حنین جو لوگ رسول اللہ کے ساتھ ثابت قدم رہے اون مین سے عباس اور علی بن ابی طالب اور ابوسفیان بن الحارث اور عقیل بن ابیطالب اور عبد اللہ بن زبیر اور زبیر بن العوام اور اسامہ بن زید ہین

اور علامۂ حلبی سیرۃ حلبیہ مین فرماتے ہین کہ ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب بروز حنین لوگون نے رسول اللہ کے پاس سے فرار کیا (ا انحضرت کے ساتھ صرف چار شخص باقی رہ گئے تین بنی ہاشم یعنی علی بن ابیطالب اور عباس اور ابوسفیان بن الحارث اور ایک غیر بنی ہاشم یعنی عبد اللہ ابن مسعود۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب مسلمانون نے فرار اختیار کیا تو اہل مکہ کے دلون مین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہو گیا چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان کہنے لگے کہ لوگ جبتک سمندر کے کنارے نہ پہونچیں گے دم نہ لینگے

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ جناب سالتمآب بدستور میدان جنگ مین موجود رہے تا اینکہ جو لوگ بھاگ گئے تھے واپس آئے اور اون مین اور مخالفین مین شدید جنگ چھڑ گئی اوس وقت پیغمبر صاحب نے دلدل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "البدی البدی" یہ سنتے ہی دلدل نے چارون پاؤن ایسے پھیلا دیئے کہ اوس کا پیٹ زمین سے مل گیا۔ رسول مقبول نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر مشرکین کی جانب پھینکدی جس کے پھینکتے ہی مشرکین شکست کھا کر بھاگے اور قادر مطلق نے مسلمانون کو مظفر و منصور فرمایا۔ پس جب قبیلۂ ثقیف کے لوگ شکست پا کر طائف کی طرف بھاگ گئے تو پیغمبر صاحب بھی مع لشکر اسلام طائف پہونچے۔ مفرورین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مسلمانون نے کچھ اوپر بیس دن تک اون کا محاصرہ کیا اور بذریعہ منجنیق لڑتے رہے بالآخر پیغمبر صاحب کے حکم سے اون کے انگور کاٹ ڈالے گئے بعدہٗ آنحضرت نے وہان سے کوچ فرمایا۔

ترمذی نے جابر سے روایت کی ہے کہ محاصرۂ طائف کے زمانے مین جناب رسول خدا نے حضرت علی کو بلا کر تخلیے مین بصیغۂ راز سرگوشی فرمائی تو لوگون نے کہا کہ کیا ہے جو پیغمبر صاحب نے بہت دیر تک اپنے بھائی سے راز کی گفتگو کی۔ آنحضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ علی سے مین نے راز کی باتین نہین کین بلکہ خدا نے کی ہین۔ اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب رسول اللہ نے حضرت علی سے تخلیے مین راز کہنا شروع کیا تو حضرت عمر نے پیغمبر صاحب سے کہا کہ یا رسول اللہ آپ خلوت مین علی سے راز کی باتین کرتے ہین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مین علی سے راز کی باتین نہین کرتا بلکہ حق تعالیٰ کرتا ہے۔

اور محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ ولکن اللہ انتجاہ کے یہ معنی ہین
کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین علی سے راز لہون اور مین نے حکم ایزدی کی تعمیل مین
ایسا کیا نیز یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ علی سے راز کہنے کی ابتدا مین نے نہین کی بلکہ خدا ہی
اوس سے راز کہتا ہے اور اپنے اسرار کو اوس کے دل مین ڈالتا ہے پس جب
ایسا ہے تو مین بھی بمقتضائے موافقت و متابعت فعل الٓہی علی سے راز کہتا ہون۔

علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ ۸ھ مین رسول مقبول
نے اون نومسلمون کو بھی مال وغیرہ کے حصے عطا کئے جو بذریعہ تالیف قلوب مسلمان
ہوئے اور جن مین ابو سفیان اور اون کے بیٹے معاویہ بھی تھے نیز اسی سال
ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضرت ابراہیم فرزند رسول کریم کی ولادت ہوئی۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ اسی سنہ ۸ھ مین حاتم طائی نے وفات پائی۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر سنہ ۹ھ شروع ہوا۔ اور اس زمانے مین رسول مقبول
رونق بخش مدینہ منورہ رہے اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتمآب نے
اپنے ازواج سے ایک مہینے کے لئے جدائی اختیار فرمائی۔ اور روضۃ الاحباب
مین اس جدائی کی وجہ ارجح یہ لکھی ہے کہ کسی نے زینب بنت جحش کو شہد خالص
بطور تحفے کے بھیجا تھا زینب نے اوس کو پیغمبر خدا کے لیے رکھ چھوڑا کیونکہ آنحضرت
شہد کو بہت پسند فرماتے تھے چنانچہ جب رسول مقبول اون کے یہان جاتے تھی
تو وہ شربت عسل تیار کر کے پیش کرتی تھین اور چونکہ شربت عسل کسی قدر دیر مین تیار ہوتا تھا

اس وجہ سے آنحضرت زینب کے یہان فی الجملہ معمول سے زیادہ توقف فرماتے تھے۔
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب مجھے یہ حال معلوم ہوا تو مین نے اور حفصہ نے باہم
مشورہ کر کے کہا کہ ہم مین سے جسکے یہان پیغمبر صاحب آئین وہ یہ کہے کہ کیا آپنے
مغافیر کھائی ہے جو آپسے اس کی بدبو آتی ہے۔ پس آنحضرت ان بیبیون مین سے
ایک بی بی کے یہان گئے تو اونھون نے حسب مشورۂ باہمی کہا کہ کیا آپنے مغافیر
کھائی ہو آپنے فرمایا کہ مین نے مغافیر تو نہین کھائی مگر زینب کے یہان شربت عسل پیا ہے
اوس بی بی نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جن زنبورون سے وہ شہد حاصل ہوئی ہو اونھون نے
مغافیر کھائی تھی۔ آنحضرتنے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو مین آئندہ وہ شہد استعمال نہ کرون گا
مگر اسکا ذکر تم کسی سے نہ کرنا اونھون نے اقرار تو کیا کہ ہم نہ کہین گے مگر ذکر کردیا چنانچہ
جبریل امین آیات سورۂ تحریم لیکر نازل ہوئے جن کا یہ مطلب ہے کہ: اے رسول جو کچھ خدا نے
تمھارے لئے حلال کیا ہو اوس سے تم اپنی بیبیون کی خوشنودی کے لئے کیون کنارہ کشی
کرتے ہو خدا تو بڑا غفور رحیم ہو جس نے تمھاری قسمون کا کفارہ مقرر کردیا ہو اور وہی علیم
حلیم تمھارا کارساز ہو اور جب پیغمبر نے اپنی بعض بی بی سے مخفی طور پر ایک بات کہی
تو اوسنے دوسری بی بی سے وہ بات بتادی اللہ تعالی نے پیغمبر پر اس امر کو ظاہر کردیا چنانچہ
پیغمبرؐ نے اوس بی بی سے کچھ بتایا کچھ نہ بتایا تب اوس بی بی نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آپکو یہ خبر کس نے دی۔
پیغمبرؐ نے کہا کہ مجھکو اوسنے خبردی جو سب کچھ جانتا ہو اور ہر بات کی خبر رکھتا ہو اگر تم دونون
اس حرکت سے توبہ کرو تو بہتر ہے کیونکہ تمھارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہین۔ الی آخر الآیۃ

اور تفسیر[۱] در منثور سیوطی مین ہو کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مین ہمیشہ اس بات کو حضرت عمر سے دریافت کرنے کی خواہش رکھتا تھا کہ وہ دو عورتین کون ہین جنکی نسبت اللہ تعالے اسنے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ تم توبہ کرو تمھارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہین مگر موقع دریافت کرنے کا نہ ملتا تھا۔ اتفاقاً ایک بار سفر حج مین میرا اور حضرت عمر کا ساتھ ہوا اور ایسی کے وقت اثنائے راہ مین حضرت عمر حسب ضرورت پیچھے پھرے تو مین بھی اون کے ساتھ ظرف آب لئے ہوئے پھرا۔ حضرت عمر رفع ضرورت کیلئے گئے اور جب آئے تو مین نے اونکے ہاتھون پر پانی ڈالا اونھون نے وضو کیا مین نے موقع پاکر پوچھا کہ یا امیر المومنین وہ دو عورتین کون ہین جن کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ توبہ کرو تمھارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہین۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے ابن عباس تعجب ہے کہ تم نہین جانتے۔ وہ دو عورتین عائشہ اور حفصہ ہین۔

تاریخ خمیس[۲] مین ہے کہ اسی ۹ھ مین غزوہ تبوک کا واقعہ ہوا جو رسول مقبول کا آخری غزوہ تھا۔ اور نسائی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہو کہ جب رسول اللہ صلعم غزوہ تبوک کے قصد سے روانہ ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مدینہ مین چھوڑا حضرت علی کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے یہین چھوڑ جائینگے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہین ہو کہ جسطرح موسی علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل مین خلیفہ کرکے میقات

[۱] وفی الدر المنثور اخرج البخاری ومسلم والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لم ازل حریصا علی ان اسأل عمر عن امرأتین من ازواج النبی صلعم اللتین قال اللہ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما فحج عمر وحججت معہ فلما کان ببعض الطریق عدل عمر وعدلت معہ بالاداوۃ فتبرز ثم اتی فصببت علی یدیہ فتوضأ فقلت یا امیر المومنین من المرأتان من ازواج النبی صلعم اللتان قال اللہ لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما فقال واعجبا لک یا ابن عباس هما عائشة وحفصة

[۲] فی الخمیس فی هذه السنة وقع غزوة تبوک وهی آخر غزواته صلعم واخرج النسائی عن سعد قال خرج رسول الله صلعم فی غزوة تبوک وخلف علیا فقال اتخلفنی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی

کو گئے تھے اوسی طرح مین بھی تم کو مدینے مین چھوڑ کر تبوک کا قصد کرون کیونکہ تم میرے لئے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہوگا۔ اور تاریخ خمیس مین ہے کہ پھر جناب رسالت مآب تبوک کی جانب متصنب فرما ہوئے۔ کتاب روضۃ الاحباب مین ہے کہ ابوذر غفاری جناب رسول خدا کے ساتھ نجا سکے تھے آنحضرت کے تشریف لیجانے کے بعد روانہ ہوئے اتفاقاً راہ مین اون کا اونٹ تھک کر چلنے سے عاجز آگیا۔ ابوذر سامانِ سفر اپنی پیٹھ پر لاد کر آگے بڑھے اور تاریخ خمیس مین ہے کہ رسول مقبول اثنائے سفر مین منزل گزین تھے۔ کسی صحابی نے دور سے ایک مرد کو آتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ کوئی شخص اکیلا اور پیادہ آرہا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ابوذر ہین۔ لوگون نے بغور و تامل دیکھ کر کہا کہ یارسول اللہ خدا کی قسم ابوذر ہی ہین۔ آپ نے ارشاد کیا کہ خدا ابوذر پر رحم فرمائے جس طرح وہ اس وقت بحالت بیکسی و تنہائی آرہے ہین۔ اسی طرح بحالت بیکسی و تنہائی ان کی وفات بھی ہوگی تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ آنحضرت نے تبوک پہونچکر بیس دن قیام فرمایا اور یوحنا حاکم ایلہ نے حاضر ہو کر جزیہ پر مصالحت کر لی پھر آنحضرت مدینہ منورہ واپس آئے تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ اسی سال رسول مقبول نے حضرت ابوبکر کو مکہ معظمہ کیجانب روانہ کیا تاکہ مسلمانون کو حج کرائین۔ اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت ابوبکر کو مع سورہ برأت (اہل مکہ کی جانب) بھیجا

وفی الخمیس قال الخمیس الا انه لا نبی بعدی ؎ رسول اللہ صلعم علی ؎ سفرہ ؎ الاحباب ست کہ ابوذر غفاری ؎ فی السفر اذ نظر ابوذر ؎ در راہ ؎ تا آن زمان در آن روزہا ؎ ملازمان گرفت در دائل ؎ ؎ قال فی الخمیس ونزل رسول اللہ فی بعض منازلہ فنظر ناظر من المسلمین فقال یارسول اللہ هذا رجل یمشی فی الطریق وحدہ فقال صلعم کن ابا ذر فلما تاملہ القوم قالوا یارسول اللہ هو واللہ ابوذر فقال رسول اللہ رحم اللہ ابا ذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ؎ قال ابوالفدا وصل رسول اللہ صلعم الی تبوک واقام بها عشرین لیلة وقدم علیه یوحنا صاحب ایلة فصالحه علی الجزیة ثم رجع رسول اللہ صلعم الی المدینة ؎ قال ابن الوردی وفیها بعث رسول اللہ صلعم ابابکر لیحج بالناس ؎ وفی النسائی عن انس قال بعث النبی صلعم ببراءة مع ابی بکر ثم

دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہا ۱۲ واخرج ایضا عن علی ان رسول اللہ صلعم بعث ببراءۃ الی اہل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ بعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اہل مکۃ قال فلحقتہ واخذت الکتاب منہ فانصرف ابو بکر وھو کئیب قال یا رسول اللہ انزل فی شیء قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اہل بیتی

وفی حدیث آخر رواہ النسائی و الترمذی عن حبشی بن جنادۃ قال رسول اللہ صلعم لا یؤدی عنی الا انا او علی

بعد ازان اون کو طلب کرکے کہا کہ سوا ایسے شخص کے جو میرے اہل سے ہو اور کوئی شخص امر تبلیغ کو ادا نہین کر سکتا۔ پھر حضرت علی کو بلا کر اونھین تبلیغ سورہ برائت کی خدمت عطا فرمائی۔ نیز محدث موصوف نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت ابوبکر کو مع سورہ برائت اہل مکہ کیجانب بھیجا اس کے بعد ہی اون کے عقب مین مجھ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم ابوبکر سے کتاب سورۂ برات لے کر اہل مکہ کی طرف جاؤ چنانچہ مین نے اثنائے راہ مین ابوبکر سے ملکر کتاب موصوف لے لی پس ابوبکر نے واپس آکر پیغمبر صاحب سے بادل شکستہ و محزون عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا میری نسبت کوئی حکم نازل ہوا جو آپ نے کار تبلیغ سے مجھے معزول فرمایا۔ آنحضرت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے یہ حکم الٰہی ہوا ہے کہ یا مین خود اوس کی تبلیغ کرون۔ یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو۔ اور ایک دوسری حدیث مین جس کو نسائی اور ترمذی نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے یہ الفاظ ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری جانب سے سوا میرے اور علی کے کوئی شخص امر تبلیغ کو ادا نہین کر سکتا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر سنہ ۹ھ شروع ہوا اور تمامی اہل عرب کے قائم مقام جناب رسالتمآب کے حضور مین بمقام مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور لوگ جوق جوق دین اسلام مین داخل ہونے لگے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتمآب و نصارائے نجران مین مصالحت واقع ہوئی چنانچہ اہل سیر لکھتے ہین کہ رسول مقبول نے نصارائے نجران کو نامہ لکھا

اور اونھین دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت فرمائی۔ نصارائے نجران نے نامہ
فیض شمامہ پاکر بعد مشورت باہمی اپنی قوم کے چودہ آدمیون کو اس غرض
سے مدینہ روانہ کیا کہ پیغمبر اسلام کے حالات تحقیق کر کے اطلاع دین۔ اور
مدارج النبوت مین ہو کہ پیغمبر صاحب نے نصارائے نجران کو نامہ لکھ کر اونھین
دین اسلام کیجانب دعوت فرمائی۔ اونھون نے بمشاورت باہمی اپنی قوم کے چودہ آدمی
منتخب کر کے مدینہ بھیجے تاکہ پیغمبر اسلام کے حالات تحقیق کر کے اون کو اطلاع دین
اون چودہ آدمیون مین تین شخص ایسے تھے جو تمام کاروبار کے مختار سمجھے جاتے
تھے ایک عبد المسیح ملقب بہ عاقب دوسرا سید تیسرا ابو الحارث جب یہ لوگ مدینے
پہونچے توراہ کے کپڑے اوتار کر اور اچھے ریشمی کپڑے اور طلائی انگوٹھیاں پہنکر
مسجد نبوی مین گئے اور سب نے پیغمبر صاحب کو سلام کیا مگر آنحضرت نے
اون کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور روئے مبارک اونکی جانب سے پھیرلیا
وہ مسجد سے نکلکر حضرت عثمان اور عبد الرحمان بن عوف کے پاس آئے اور کہنے
لگے کہ تمھارے پیغمبر نے ہمکو خط لکھ کر بلایا اور جب ہمنے آکر اونکو سلام کیا تو اونھون نے سلام کا
جواب نہ دیا اور نہ ہمسے بات کی اب تمھاری کیا رائے ہو آیا ہم لوگ واپس جائین یا توقف کرین
حضرت عثمان اور عبد الرحمن نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس باب مین تمھاری کیا رائے
ہی حضرت علی نے فرمایا کہ میری رائے ہو کہ یہ لوگ جو ریشمی لباس اور طلائی انگوٹھیان پہنے ہوئے
ہین وہ اتار ڈالین۔ اور رہبانون کا ایسا سادہ لباس پہنکر جناب رسالتمآب کے حضور مین جائین

وہ لوگ ریشمی لباس اور طلائی انگوٹھیان اوتار کر اور سادہ لباس پہنکر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے اور رسم سلام بجالائے۔ آنحضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا جب تم لوگ پہلے میرے پاس آئے تھے تو شیطان اِن کے ساتھ تھا بعد ازان رسول مقبول نے اون کو مسلمان ہونے کی ہدایت فرمائی۔ اونھون نے کہا کہ آپ حضرت عیسٰی کی شان مین کیا کہتے ہین۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ آج تم اس شہر مین قیام کرو تاکہ اطمینان کے ساتھ اپنے سوال کا جواب سنو گویا آنحضرت کو اس باب مین وحی کا انتظار تھا چنانچہ دوسرے دن یہ آیہ کریمہ نازل ہوا۔ (ترجمہ آیت) خدا کے نزدیک عیسٰی کی مثال وہی ہے جو آدم کی مثال ہے جن کو خدا نے مٹی سے بناکر کہا کہ ہوجا اور وہ فوراً ہی حی و قائم ہوگئے۔ پس تم اس باب مین شک نہ کرو کیونکہ یہ حق بات خدا کی جانب سے ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر مخالفین خواہ مخواہ حجت کرین تو کہدو کہ اچھا آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندون اور نسا اور نفوس کو حاضر کرکے درگاہ خدا مین بتضرع جھوٹون پر لعنت اور بددعا کرین" پس پیغمبر صاحب نے نصارائے نجران کو بلاکر اون کو ان آیات پر مطلع فرمایا مگر اونھون نے مضمون کلام ربانی کو قبول نہ کیا اور اپنے اعتقاد پر مصر رہے تب پیغمبر صاحب نے اون سے کہا کہ اچھا سنو اگر تم اس کو بھی نہین مانتے ہو تو آؤ ہم تم باہم مباہلہ کرین یعنی ایک دوسرے کی نسبت بدعا کرے۔ اور یہ کہے کہ جھوٹون پر خدا کی لعنت ہو

ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین

فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین

اونھون نے ایک دن کی مہلت طلب کی اور خلوت مین عاقب سے پوچھا کہ اس معاملہ مین تمھاری کیا راے ہے۔ اوس نے کہا کہ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد پیغمبر مرسل ہین اور اونھون نے حضرت عیسٰی کے باب مین ایک اضح دلیل پیش کی ہے ہرگز ہرگز اون سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر چاہتے ہو کہ اپنے دین پر قائم رہو تو جزیہ دینا قبول کر کے مصالحت کر لو۔ پس دوسرے دن اودھر سے یہ لوگ آئے اور ادھر جناب رسالت مآب حجرۂ مبارک سے باین صورت بہ صولت تشریف لائے کہ خود بنفس نفیس حسین بن علی کو گود مین لئے ہوئے حسن مجتبٰی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے عقب مین فاطمہ زہرا اور اون کے پیچھے علی مرتضیٰ۔ سبحان اللہ یہ کیا وقت تھا اور کیا حالت کیا شاہد ہے اور کیا مشہود۔

الغرض جناب رسالتمآب نے گروہ نصارٰی کے مقابلہ مین آ کر حسنین اور فاطمہ اور علی (سلام اللہ علیہم) سے کہا کہ جب مین دعا کرون تم سب ملکر آمین کہو۔ نصارٰی نے تب پنجتن پاک کو دیکھا و دعا و آمین کا ذکر سنا تو خوف سے تھرا گئے اور ابو الحارث نے (جو اون مین بہت ہی دانشمند تھا) کہا کہ اے قوم اس وقت ہم ایسی صورتین مشاہدہ کر رہے ہین جو خدا سے چاہین تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی نصرانی روئے زمین پر باقی نہ رہیگا۔ پس اون لوگون نے عرض کیا کہ اے ابو القاسم ہم آپ سے مباہلہ نکرین گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا مسلمان ہو جاؤ

انھون نے اس سے بھی انکار کیا - آنحضرت نے فرمایا کہ پھر لڑائی پر آمادہ ہو وہ بولے کہ ہم کو لڑنے کی طاقت نہین ہے مگر آپ سے اس شرط پر مصالحت کرنا چاہتے ہین کہ ہر سال دو ہزار حلے نذر کیا کرین گے جن مین سے ہر حلے کی قیمت چالیس درہم ہوگی - اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ ہر سال تیس گھوڑے تیس اونٹ تیس زرہ اور تیس نیزے بھی دیا کرین گے - چنانچہ انھین شرائط پر باہم مصالحت ہو گئی -

حاکم نے مستدرک مین بسند صحیح جابر سے روایت کی ہے کہ جب نصاریٰ نجران نے مباہلہ نہ کیا تو پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے مجھے براستی مبعوث فرمایا اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو اس دشت مین ان پر آگ برستی - جابر کہتے ہین کہ اسی واقعۂ مباہلہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (یعنی) آؤ ہم اپنے فرزندون اپنی نساء اور اپنے نفوس کو حاضر کرکے بارگاہ ایزدی مین تضرع کیا جھوٹون پر بددعا کرین" جابر کہتے ہین کہ اس آیت مین انفسنا سے نبی اور علی مراد ہین اور ابناءنا سے حسنین اور نساءنا سے فاطمہ زہرا مقصود ہین -

تاریخ طبری مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتمآب نے حضرت علی کو یمن بھیجا - ان سے پہلے خالد بن ولید کو روانہ کیا تھا کہ اہل یمن کو مسلمان ہونے کی ترغیب دین لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو بھیجا اور حکم دیا کہ خالد اور اون کے ساتھیون مین سے

ففعل وقرء الكتاب على اهل اليمن فاسلمت همدان كلها في يوم واحد فكتب بذلك الى رسول الله صلعم فقال السلام على همدان ثلاثاً وتتابع اهل اليمن على الاسلام وكتب بذلك الى رسول الله صلعم فسجد شكر الله تعالى

جس کو چاہین معزول کرین چنانچہ علی مرتضیٰ نے جاکر اہل یمن کو رسول مقبول کا مکتوب سنایا جس کا یہ اثر ہوا کہ ایک ہی دن مین تمام قبیلۂ ہمدان مشرف بہ اسلام ہوا حضرت علی نے رسول مقبول کو اس کارنمایان کی اطلاع دی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلام ہو قبیلۂ ہمدان پر اس کے بعد اہل یمن یکے بعد دیگرے داخل دین اسلام ہوئے حضرت علی نے پیغمبر صاحب کو پھر یہ حال لکھ بھیجا آنحضرت نے فرط مسرت سے بارگاہ ایزدی مین سجدہ شکر ادا فرمایا۔

علامہ[سلہ] ابن خلدون اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اسی سال مسیلمہ نے نبوت کا دعوائے باطل کیا اور اپنی ذات کو امر نبوت مین رسول مقبول کا شریک قرار دے کر آنحضرت کی خدمت بابرکت مین لکھا کہ مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ کو بعد سلام معلوم ہو کہ مین امر نبوت مین آپ کی شرکت کرتا ہون آدھی دنیا کا مالک مین اور آدھی دنیا کے مالک قریش۔ جناب رسالتمآب نے اوس کے جواب مین لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمۂ کذاب کو واضح ہو کہ سلام اوسپر ہے جس نے ہدایت پائی درحقیقت ساری زمین کا مالک پروردگار عالم ہے وہ اپنے بندون مین سے جس کو چاہتا ہے اوس زمین کا وارث قرار دیتا ہے اور عاقبت پرہیزگارون کے لئے ہے۔

مورخ[سلہ] ابن الوردی لکھتا ہے کہ اسی زمانے مین جناب رسول مقبول نے حضرت علی کو بنی نجران سے جزیہ اور صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت علی حکم نبوی کی تعمیل کرکے

سلہ قال ابن خلدون وفي هذه السنة ادعى مسيلمة النبوة وانه اشرك مع رسول الله صلعم في الامر وكتب اليه من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله عليك فاني قد اشركت في الامر معك وان لنا نصف الارض ولقريش نصف الارض فكتب اليه رسول الله صلعم بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى مسيلمة الكذاب سلام على من اتبع الهدى اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين

سلہ قال ابن الوردي ثم ارسل رسول الله صلعم عليا الى نجران ليجمع صدقاتهم وجزيتهم ففعل

حجۃ الوداع مین پیغمبر صاحب سے ملاقی ہوئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۵/ ذیقعدہ کو بقصد حج تشریف لیجا چکے تھے۔

علامہ[1] ابو الفدا لکھتے ہین کہ رسول اللہ نے (زمانہ حج مین) لوگون کو مناسک حج اور سنن دینیہ کی تعلیم فرمائی اور آیۂ شریفہ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کا نزول ہوا۔

تاریخ ابن[2] خلکان مسمی بہ وفیات الاعیان مین ہے کہ جب جناب رسالتمآب حجۃ الوداع سے واپس ہوکر غدیر خم مین پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا کرکے ارشاد کیا کہ علی میرے لئے اسی منزلت مین ہین جس منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ الٰہی دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی سے دشمنی رکھے اور نصرت فرما اوس کی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول فرما اوس کو جو علی کو مخذول گردانے۔

اور[3] حاکم نے مستدرک مین زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے درمیان مکہ و مدینہ (بمقام غدیر خم) نزول اجلال فرما کر نماز ادا فرمائی۔ پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا کہ ایہا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت۔ اگر تم ان دونون کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے۔ پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مین

[1] وعاد فلقی رسول الله صلعم في حجة الوداع (انتهى) قال خرج صلعم حاجا لخمس بقين من ذي القعدة وحج بالناس علمهم رسول الله صلعم قال ابو الفداء مناسك الحج والسنن ونزل قوله تعالى اليوم يئس الذين كفروا من دينكم فلا تخشوهم واخشون اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا

[2] تاريخ ابن خلكان وفيات الاعيان لما رجع النبي صلعم من مكة شرفها الله عام حجة الوداع ووصل الى غدير خم واخى علي بن ابي طالب قال علي مني كهارون من موسى اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله

[3] وفي المستدرك عن زيد بن ارقم يقول نزل رسول الله صلعم بين مكة والمدينة ... قام خطيبا فحمد الله واثنى عليه وذكر ووعظ ثم قال يا ايها الناس اني تارك فيكم امرين لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما كتاب الله واهل بيتي عترتي ثم قال اتعلمون اني

جمیع مومنین کے لئے اون کے نفس سے اولی ہون سب نے کہا کہ بیشک۔ پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ (سنو) جس کا مین مولا ہون اوسکے علی مولا ہین۔

اور محدث نسائی نے کتاب خصائص مین بروایت ابوالطفیل زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام غدیر خم مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت نے اوس پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون اور مین نے حکم الٰہی کو قبول کیا ہے اب مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ دوسری اپنے اہلبیت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہون گے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن اور اہلبیت سے کیونکر برتاو اور تمسک کرتے ہو۔ پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالےٰ ہے اور مین کل مومنین کا ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ (دیکھو) جس کا مین ولی ہون علی بھی اوس کا ولی ہے خداوندا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی سے دشمنی رکھے۔ ابوالطفیل کہتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سن کر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو جناب رسول خدا سے سنا ہے؟ زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے اون سب نے آنحضرت کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سنا اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کی گئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ ہمسفر تھے جب

فمن ثم قال الطحاوی عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فهذا ولیہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ قال ما کان فی الدوحات احد الا راٰہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ وعن سعد قال کنا مع رسول اللہ صلعم بطریق مکۃ فلما

عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع ... واخرج النسائی ... رسول اللہ صلعم من ... مرات قالوا نعم فقال ... افقسم ثلاث ... اولی بالمومنین من

(کنز العمال جلد ...)

آنحضرت غدیر خم مین پہونچے تو آپ نے لوگون کو توقف کا حکم دیا چنانچہ جو لوگ
آگے نکل گئے تھے واپس آئے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ پہونچ گئے پس
جب کل لوگ مجتمع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار استفسار فرمایا
کہ "ایہا الناس تمھارا ولی کون ہے؟" لوگون نے ہر بار عرض کیا کہ اللہ اور اوسکا رسول
یہ سن کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور اون کو
بلند کرکے فرمایا کہ اللہ اور اوس کا رسول جس کا ولی ہے علی بھی اوس کا ولی ہے۔
الٰہی دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی کو دشمن رکھے
نیز محدث موصوف نے کتاب مذکور مین بطریق دیگر زید بن ارقم سے روایت کی ہے
کہ جناب رسالت مآب کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی آپنے فرمایا کہ ایہا الناس
کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہون سب نے
جواب دیا کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہین
یہ سن کر رسول مقبول نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ سنو جس کا مولا مین ہون علی بھی اوس کا مولا ہے۔
اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہے کہ جناب
رسول خدا نے مقام غدیر خم مین درختون کے نیچے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدائے
لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے
چنانچہ مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے میری طلبی ہوگی
جسے مین قبول کرون گا سنو، وہان مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور

بلغ غدیر خم وقف الناس ثم رد من تبعه ولحقه من تخلف فلما اجتمع الناس اليه قال ايها الناس من وليكم قالوا الله ورسوله ثلاثا ثم اخذ بيد علي فاقامه ثم قال من كان الله ورسوله وليه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ومن طريق اخر عن زيد ابن ارقم قال قام رسول الله صلعم واثنى عليه ثم قال الستم تعلمون اني اولى بكل مومن من نفسه قالوا بلى نشهد لانت اولى بكل مومن من نفسه قال فاني من كنت مولاه فهذا مولاه واخذ بيد علي ۱۲ وفي الصواعق للشيخ ابن حجر المكي اخرج الطبراني وغيره بسند صحيح ان رسول الله صلعم خطب بغدير خم تحت شجرات فقال ايها الناس انه قد نبأني اللطيف الخبير انه لم يعمر نبي الا نصف عمر الذي يليه من قبله واني لاظن ان يوشك ان ادعى فاجيب واني

مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشهد انک قد بلغت وجهدت ونصحت فجزاک الله خیرا فقال الیس تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وان جنته حق وان ناره حق وان الموت حق وان البعث حق بعد الموت وان الساعة آتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور قالوا بلی نشهد بذلک قال اللهم اشهد ثم قال یا ایها الناس ان الله مولای وانا مولی المؤمنین وانا اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فهذا مولاه یعنی علیا

تم لوگون سے بھی - پس تم کیا کہوگے - سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہین اور دیدین گے
کہ آپ نے احکام الٰہی کو کما حقہ پہونچایا اور حق کوشش و نصیحت ادا فرمایا خدا آپ کو
جزاے خیر عطا فرماے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہین دیتے
کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین - محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے - جنت اور نار حق ہین -
موت اور بعث بعد الموت حق ہے قیامت کے آنے مین کچھ شبہہ نہین ہے اور
خدا اون سب کو جو قبور مین ہین زندہ فرمائے گا - سب نے کہا بیشک ہم ان تمام باتون کا
اقرار کرتے ہین - یہ سنکر رسول مقبول نے فرمایا کہ بار الٰہا تو شاہد رہ پھر ارشاد کیا کہ
ایہا الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور مین کل مومنین کا مولا اور اون کے لئے اونکے
نفوس سے اولیٰ ہون پس جس کا مین مولا ہون اوس کا علی مولا ہے اور روضۃ الاحباب
مین ہے کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرماکر منزل غدیر خم مین
پہونچے تو نماز ظہر اول وقت ادا فرماکر آپ نے اپنے اصحاب کیجانب مخاطب ہوکر
ارشاد کیا کہ (ایہا الناس) کیا مین کل مومنین کے لئے اون کے نفوس سے اولیٰ نہین ہون
اور دوسری روایت مین یون ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین عالم بقا کی طرف
بلایا گیا ہون اور مین نے اس حکم الٰہی کو قبول کیا ہے پس آگاہ ہو کہ مین تم مین دو امر عظیم
چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہے - قرآن اور اہلبیت رسالت تم دیکھو
اور احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونون سے کیا برتاؤ کروگے اور ان کے حقوق کی رعایت کس طرح
ملحوظ رکھوگے - اور یہ دونون جبتک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون ایک دوسرے سے

جدا نہون گے۔ بعد ازان فرمایا کہ خدائے تعالیٰ میرا مولا ہے اور مین کل مومنین کا مولا ہون یہ فرماکر آنحضرت نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا مولا علی بھی ہے خدایا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت کر اوسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیردے حق کو علی کی جانب جدھر علی پھر جائے۔

اور کتاب اسباب النزول واحدی و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان علامہ صدیق حسن خان مین بروایت ابن ابی حاتم وغیرہ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ بروز غدیر خم حضرت علی کی شان مین نازل ہوا۔ نیز ایک روایت مین (جس کو عینی نے شرح صحیح بخاری مین نقل کیا ہے) آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے یہ معنی لکھے ہین کہ اے رسول اوس حکم کو پہونچادو جو تمھارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل فرمایا ہے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالت مآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" یعنی جس کا مین مولا ہون علی بھی اوس کا مولا ہے۔

اور تفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری مین ہے کہ یہ آیت یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك حضرت علی کی فضیلت مین بمقام غدیر خم نازل ہوئی

جدا نخواہند شد تا ورود بر حوض کوثر بعد ازان فرمود بدرستیکہ خدای تعالی مولای من است و من مولای جمیع مومنانم پس بعد ازان دست علی را گرفت و فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ حیث دار علیہ و فی اسباب النزول للواحدی والدر المنثور للسیوطی وفتح القدیر للشوکانی وفتح البیان عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ وفی حدیث نقلہ العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری معناہ بلغ ما انزل الیک فی فضل علی بن ابی طالب فلما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ وفی تفسیر غرائب القرآن للنیشاپوری ان ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم

فاخذ رسول الله صلعم بيده وقال من كنت مولاه فعلي مولاه (الحديث) ۱۰ واخرج ابن مردويه وابو نعيم عن ابي سعيد الخدري قال لما نزلت هذه الاية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اخذ النبي صلعم بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا ۱۱

اور جب اس کا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اور حافظ ابن مردویہؒ و حافظ ابو نعیم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس اس ارشاد نبوی کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج ہمنے تمہارے دین کو کامل کیا۔ تمپر اپنی نعمتیں پوری کیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اور علامہؒ ابن واضح نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ آیہ اکملت لکم دینکم قرآن مجید کی آخری آیت ہے اور اوسکا نزول غدیر خم مین ہوا ہے۔ اصابہؒ ابن حجر عسقلانی مین بروایت بغوی اور کنز العمال مین بروایت ابن ابی شیبہ و ابو داؤد طیالسی و بیہقی حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے بروز غدیر خم میرے سر پر ایک سیاہ عمامہ باندھا اور اوسکے دونون کنارے میرے دوش پر ڈالدئے۔ اور مشکوٰۃ مین بروایت مسندؒ احمد بن حنبل براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسول خدا کے ساتھ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور پیغمبر صاحب کے لئے درختون کے نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت نے

وقال ابن واضح في تاريخه وقد قيل انه اخر ما نزل عليه اليوم اكملت لكم دينكم الاية وهي الرواية الصحيحة الثابتة الصريحة وكان نزولها بغدير خم ۱۲ قال في الاصابة اخرج البغوي وقال في كنز العمال اخرج ابن ابي شيبة وابو داود الطيالسي و البيهقي عن علي قال عممني رسول الله صلعم يوم غدير خم بعمامة سوداء طرفيها على منكبي ۱۳ وقال في المشكوة اخرج احمد بن حنبل في مسنده عن البراء بن عازب و زيد بن ارقم قال كنا مع رسول الله صلعم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي فينا الصلوة جامعة وكسح لرسول الله صلعم تحت شجرتين

بعد نماز ظہر علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کیلئے اون کے نفوس سے اولی ہون سب نے کہا کہ بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولی ہون سب نے عرض کیا کہ درحقیقت یارسول اللہ آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولے ہین پس آپ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی اوس کا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن او رمومنہ کے مولا ہوئے۔

اور کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ اوس روز اکثر حضرات حتیٰ کہ امہات المومنین نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔ اور علامہ محمد بن سالم شافعی حنفی "حاشیہ سراج المنیر عزیزی شرح جامع صغیر سیوطی مین" لکھتے ہین کہ جب آنحضرت نے خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا تو اوسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگون کے لئے کلمہ شہادت کا ادا کرنا او رصلوۃ وزکوۃ کا پابند ہونا کافی نہین ہے جو اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلندی او ربزرگی دیجاتی ہے۔ آیا یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا خدا کی جانب سے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے سوا کوئی کوئی معبود نہین کہ یہ امر خدا ہی کیجانب سے ہے اور سیرۃ الحلبیہ علامہ نورالدین حلبی شافعی مین ہے کہ یہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ کا ہے جسکو روافض نے عید کا دن قرار دیا ہے۔

فصل الخطاب ... اخذ بيد علي رضي الله تعالى عنه فقال الستم تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى قال الستم تعلمون اني اولى بكل مومن من نفسه قالوا بلى فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر بعد ذلك فقال له هنيئا لك يا ابن ابيطالب اصبحت وامسيت مولى كل مومن ومومنة

وفي معارج النبوة ... حتى امهات المؤمنين

وقال العلامة محمد بن سالم الحفني الشافعي في حاشية السراج المنير للعزيزي لشرح الجامع الصغير للسيوطي لما قال ذلك بعض الصحابة اما يكفي رسول الله صلعم ان نأتي بالشهادة واقام الصلوة وايتاء الزكوة حتى يرفع علينا علي ابن ابي طالب فهل هذا من عند الله فقال والله الذي لا اله الا هو ان هذا من عند الله وفي سيرة الحلبية كان ذلك اليوم الثامن عشر من ذي الحجة وقد اتخذ الروافض هذا اليوم عيدا

قال ابو الفداء لما فرغ رسول الله صلعم من حجة الوداع اقام بالمدينة حتى خرجت سنة عشرة والمحرم من سنة احدى عشر ... وابتدأ برسول الله صلعم مرضه في اواخر الصفر وهو في بيت ميمونة ... واستأذن نساءه ... في بيت عائشة ... فاذن له

تاریخ ابو الفدا[۱] مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع سے واپس آکر مدینہ طیبہ مین قیام فرمایا حتی کہ سنہ ۱۰ھ اور ماہ محرم سنہ ۱۱ھ ختم ہوا اور آخر صفر سنہ ۱۱ھ مین آنحضرت علیل ہوئے پس آپ نے ام المومنین میمونہ کے گھر مین (جہان اوس وقت قیام پذیر تھے) اپنی سب بیبیون کو جمع کرکے اون سے اجازت لی کہ مرض کی حالت مین ایک ہی بی بی کے یہان اقامت گزین رہین چنانچہ سب نے اجازت دی کہ آنحضرت بیماری کا زمانہ حضرت عائشہ کے گھر مین بسر کرین۔

تاریخ ابن[۲] جریر مین بروایت عبید اللہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا اوسی حالت مین فضل بن عباس اور ایک دوسرے مرد کے سہارے سے باین صورت میرے گھر مین تشریف لائے کہ سر مبارک رومال سے بندھا ہوا تھا اور چلنے مین دونون پاؤن کی رگڑ کا نشان زمین پر ہوتا جاتا تھا۔ عبید اللہ کہتے ہین کہ مین نے اس حدیث کا ذکر عبد اللہ بن عباس سے کیا تو اونھون نے کہا کہ تم جانتے ہو وہ دوسرا مرد کون تھا جس کا نام عائشہ نے نہین لیا۔ مین نے کہا کہ نہین۔ ابن عباس بولے کہ وہ علی بن ابیطالب تھے لیکن عائشہ اس بات پر قادر نہ تھین کہ علی کا ذکر نیکی کے ساتھ کرسکین۔

علامہ[۳] ابو الفدا لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا فضل بن عباس اور علی بن ابی طالب کے سہارے سے باہر تشریف لائے تو اولاً منبر پر گئے اور بعد حمد خدا آپ نے ارشاد کیا کہ ایہا الناس جس کو مین نے تازیانہ مارا ہو وہ اپنا بدلہ لینے کو میرے آگے آئے اور جسکا کوئی مال مین نے لیا ہو وہ اوس کے

۲ وروی ابن جریر في تاریخه الکبیر عن عبید الله عن عائشة قالت خرج رسول الله صلعم بين رجلين من اهله احدهما الفضل بن العباس ورجل آخر تخط قدماه الارض عاصبا راسه حتى دخل بيتي قال عبيد الله فحدثت هذا الحديث عبد الله بن عباس فقال هل تدري من الرجل قلت لا قال علي بن ابي طالب ولكنها لا تقدر على ان تذكره بخير

۳ قال ابو الفداء خرج رسول الله بين الفضل بن العباس وعلي بن ابي طالب حتى جلس على المنبر فحمد الله ثم قال ايها الناس من كنت جلدت له ظهرا فهذا ظهري فليستقد مني ومن اخذت له مالا فهذا

عوض مین میرے مال سے لیلیے اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر آنحضرت نے
فرمایاکہ ایہا الناس جو شخص اپنے نفس سے کسی امر مین خائف ہو وہ ظاہر کرے
تاکہ مین اوس کے لئے دعا کرون - یہ سنکر ایک شخص کھڑا ہوا اور اوس نے کہا کہ
یارسول اللہ مین جھوٹا اور بدکردار ہون اور نیند کے غلبے سے بہت سوتا ہون آنحضرت
نے دعا کی کہ الٰہی اس کو راستبازی اور ایمان کی توفیق دے اور اسکے غلبہ نوم کو دور
کردے نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ پھر ایک دوسرے آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا
کہ یارسول اللہ مین کذاب بھی ہون اور منافق بھی - حضرت عمر کھڑے ہوگئے اور بولے
کہ لے شخص تو نے اپنی رسوائی کی - رسول مقبول نے فرمایاکہ اے خطاب کے بیٹے
دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے آسان اور کمتر ہے - الٰہی اس شخص کو صدق اور ایمان
عطا کر (ایسا ہی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین بھی مذکور ہے)

تاریخ ابو الفدا مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ (بعد ازان) جناب رسالتمآب
میرے یہان تشریف لائے مین اوس وقت دردسر کی شدت سے "وا راساہ" کہکر
کراہتی تھی آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھکر فرمایا "بل انا واللہ یا عائشہ اقول وا راساہ"
یعنی بلکہ واللہ اے عائشہ مین خود دردسر مین مبتلا ہون - اس کے بعد
آنحضرت نے فرمایاکہ اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو تم کو کیا ضرر ہے
مین تمھاری تجہیز و تکفین کا کفیل ہون گا کفن دیکر اور نماز پڑھ کر
تم کو دفن کرون گا - یہ سن کر مین نے کہا واللہ میرا گمان تو یہ ہی کہ میری تجہیز و تکفین سے

مالی فلما خاف منہ ع وفی تاریخ الکبیر لابن جریر ثم قال یا ایہا الناس من خشی من نفسہ شیئا فلیقم ادع لہ فقام رجل فقال یا رسول اللہ انی لکذاب وانی لنؤوم فقال اللہم ارزقہ صدقا وایمانا واذہب عنہ النوم اذا اراد ثم قام رجل فقال یا رسول اللہ انی لکذاب وانی لمنافق فقام عمر بن الخطاب فقال فضحت نفسک فقال النبی صلعم یا ابن الخطاب فضوح الدنیا اہون من فضوح الآخرۃ اللہم ارزقہ صدقا وایمانا الحدیث (در روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مذکور است)

ع وفی تاریخ ابی الفداء عن عائشۃ قالت جاء رسول اللہ صلعم وبی صداع وانا اقول وا راساہ فقال بل انا واللہ یا عائشۃ اقول وا راساہ ثم قال ما ضرک لو مت قبلی فقمت علیک وکفنتک وصلیت علیک ودفنتک فقلت واللہ کانی بک لو فعلت ذلک

فارغ ہوتے ہی آپ میرے گھرمین کسی دوسری بی بی سے ہم صحبت ہوںگے۔
مورخ ابن الوردی نے اپنی تاریخ مین لکھاہے کہ پیغمبر صاحب نے بحالت بیماری اپنے غلام اُسامہ بن زید کی افسری مین ایک لشکر تیار کیا اور اوسکی روانگی کے لئے سخت تاکید فرمائی اور محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ پھر دوسرے دن باوجود شدتِ مرض آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک علم جنگ بناکر اُسامہ کو دیا اور فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ اور خدا کی راہ مین کفار سے جہاد کرو۔ اُسامہ نے باہر نکل کردہ نشان بریدہ بن الحصیب کو دیا اور اونکو لشکر کا علمدار بنایا پھر مدینے سے روانہ ہوکر موضع جرف مین قیام کیا جو مدینہ منورہ سے قریب ہے تاانیکہ فوج وہان جمع ہوئی۔ پیغمبر صاحب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ سوا حضرت علی کے اور کل اعیانِ مہاجرین وانصار یعنی حضرت ابوبکر او رحضرت عمراو رحضرت عثمان اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہم اوس لشکر مین اُسامہ کے ساتھ جائین بعض اصحاب پر یہ بات گران گزری کہ آنحضرت نے ایک غلام کو اکابر مہاجرین وانصار پر امیر مقرر فرمایا ہے چنانچہ اونھون نے اس باب مین سرمجلس چہ میگوئیان کین۔ جب یہ خبر رسول اللہ کے گوش مبارک تک پہونچی تو آنحضرت رنجیدہ خاطر ہوئے اور باوجود تپ ودرد سر بحالت غضب محلسرا سے باہر آکر منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے بطور خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہاالناس یہ کیا باتین ہین جو تم لوگ اُسامہ کے امیر لشکر مقرر ہونے پر

فی صحبت الی البعض نسائہ ... وقال ابن الوردی ... فتنازعوا ... بعض ... اسامۃ بن زید ... مدارج النبوۃ ... روز دیگر باوجود مرض ... عقد لوا ... بیدہ ... و قال اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ و قاتل من کفر باللہ ... بریدۃ بن الحصیب ... منزل ساخت ... جرف ... مہاجر و انصار ... صدیق و فاروق ... عثمان ... سعد ... ابی وقاص ... ابوعبیدہ ... جراح ... علی مرتضی ... لشکر ... اسامہ ... خطبہ ... [illegible]

کررہے ہو جیسا کہ غزوۂ موتہ مین بھی تمنے پدر اُسامہ کے سردار فوج ہونے پر کی تھین
خدا کی قسم اُسامہ سزاوار امارت ہے اور اوسکا باپ بھی امیر فوج ہونیکے قابل تھا۔
اور کتاب[۱] ملل ونحل شہرستانی و حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان مین ہے کہ
آنحضرت نے صحابہ سے ارشاد کیا کہ لشکر اُسامہ کی جلد تیاری کرو۔ خدا لعنت کرے
اوس پر جو جیش اسامہ سے تخلف کرے اور مدارج النبوۃ[۲] مین ہے کہ جب اُسامہ
نے حسب حکم نبوی لشکرگاہ مین جاکر کوچ کا حکم دیا اور جب وہ خود سوار ہونے لگے
تو اون کی مان نے خبر دی کہ رسول اللہ حالت نزع مین ہین یہ سنکر اُسامہ اور
دیگر اشراف صحابہ واپس آئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر تو ہنوز مدینے ہی مین
موجود تھے۔

حافظ[۳] ابن جریر طبری نے تاریخ الرسل والملوک مین ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسی بیماری کی حالت مین
ارشاد کیا کہ علی کو میرے پاس بلاؤ حضرت عائشہ نے کہا کہ کاش آپ ابوبکر کو بلاتے
اور حضرت حفصہ نے کہا کہ کاش آپ عمر کو بلاتے۔ اتنے مین یہ حضرات وہان مجتمع
ہوگئے آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگ واپس جاؤ اگر تمھاری ضرورت ہوگی
تو مین خود تمکو بلالون گا۔ یہ سنکر حضرات چلے گئے کتاب سیرۃ الحلبیہ[۴]
مین ہے کہ بلال نے خدمت نبوی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز کا وقت
ہے۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ اسوقت مجھ مین اتنی قوت نہین ہے کہ نماز کے لئے

خارجا ومر عمر بن الخطاب فلیصل بالناس فخرج بلال فهو یبکی فقال له المسلمون ما وراءک فقال ان رسول الله لا یستطیع الصلوة خارجا فبکوا وقال لعمر ان رسول الله صلعم یامرک ان تصلی بالناس فقال عمر

باہر نکل سکون تم عمر بن الخطاب کے پاس جاکر کہو کہ لوگون کو نماز پڑھاین بلال روتے ہوئے باہر نکلے لوگون نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ بلال نے کہا کہ آج رسول اللہ نماز کے لئے باہر تشریف نہین لاسکتے۔ یہ سنکر سب رونے لگے بلال نے جاکر حضرت عمر سے کہا کہ رسول اللہ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمر بولے کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے مین نماز نہین پڑھا سکتا تم جاکر رسول اللہ سے کہو کہ ابوبکر ڈیوڑھی پر موجود ہین۔ بلال نے واپس آکر رسول اللہ سے یہ حال بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا بہتر ہے ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑھاین۔ بلال نے حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوکر نماز پڑھانے کے لئے عرض کیا۔ پس حضرت ابوبکر نے لوگون کو نماز پڑھائی۔

اور تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ رسول اللہ کو مرض مین کچھ خفت معلوم ہوئی تو دولت سرا سے مسجد مین تشریف لائے اوس وقت حضرت ابوبکر لوگون کو نماز پڑھا رہے تھے اون کو رسول اللہ کا آنا محسوس ہوا تو پیچھے ہٹے آنحضرت نے اون کو اون کے مقام پر کھڑا رہنے دیا اور خود قرأت کرکے نماز پڑھانے لگے پس حضرت ابوبکر جناب رسول خدا کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کے مقتدی تھے۔

نیز روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت ابوبکر جناب رسول خدا کی اقتدا کرتے تھے اور دوسرے اشخاص حضرت ابوبکر کے مقتدی تھے یعنی حضرت ابوبکر کی تکبیر کے

رضی الله عنه ما کنت لاتقدم بین یدی ابی بکر ابدا فاذا خرج الی النبی صلعم فاخبر ان ابا بکر علی الباب فدخل علیه صلعم بلال فاخبره بذلک فقال نعم مروا ابا بکر فلیصل بالناس فخرج الی ابی بکر فامره ان یصلی بالناس فصلی بالناس وقال ابن خلدون فی تاریخه ووجد رسول الله خفة فخرج فلما احس ابو بکر تاخر فجذبه رسول الله صلعم واقامه مکانه وقرأ من حیث انتهی ابو بکر یصلی والناس یصلون بصلاته وکان ابو بکر یصلی بصلوة النبی صلعم والناس بصلوة ابی بکر ... مدارج النبوة ...

واسطے سے پیغمبر صاحب کی اقتدا کرتے تھے۔

طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے بحالت مرض ارشاد کیا کہ کاغذ اور دوات وغیرہ (سامان کتابت) میرے پاس لیے آؤ تاکہ مین ایک ایسا کتبہ لکھدون جس کی وجہ سے تم لوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو (مگر کسی نے اس کی تعمیل نہ کی) مخدرات عصمت نے پردے کے اندر سے اصحاب کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا ارشاد نہیں سنتے ہو۔ حضرت عمر نے اون بیبیون کو جواب دیا کہ تمھاری مثال صواحبات یوسف کی ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیماری مین روتی ہو اور بوقت صحت اون کی گردن پر سوار ہوتی ہو۔ یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا کہ ان عورتون سے متعرض نہو یہ تمسے پھر بھی غنیمت اور بہتر ہین۔

اور صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب جناب رسول خدا کا وقت احتضار ہوا تو دولت کدۂ نبوت مین حضرت عمر بن الخطاب اور دیگر اصحاب مجتمع تھے۔ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون تاکہ بعد ازان تم گمراہ نہو حضرت عمر بولے کہ پیغمبر صاحب غلبۂ مرض کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہین تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف واقع ہوا۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا

طبرانی روی الطبرانی عن عمر قال لما مرض النبی صلعم قال ادعوا لی بصحیفة ودواة اکتب کتابا لا تضلوا بعده ابدا فقال النسوة من وراء الستر الا تسمعون ما یقول رسول الله صلعم فقلت انکن صواحب یوسف اذا مرض رسول الله عصرتن اعینکن واذا صح رکبتن عنقه فقال رسول الله دعوهن فانهن خیر منکم

مسلم واخرج مسلم عن عبید الله عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعم وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم هلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده فقال عمر ان رسول الله قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختصموا منهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول الله

كتابا لن تضلوا بعده و منهم من يقول ما قال عمر فلما اكثروا اللغط والاختلاف عند رسول الله صلعم قال رسول الله قوموا عني قال عبيد الله فكان ابن عباس يقول ان الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلعم وبين ان يكتب لهم ذلك الكتاب من اختلافهم ولغطهم ط واخرج البخاري عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى خضب دمعه الحصباء فقال اشتد برسول الله صلعم وجعه يوم الخميس فقال ائتوني بكتاب اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا هجر رسول الله صلعم قال دعوني فالذي انا فيه خير مما تدعوني اليه (الحديث) ط و اخرج احمد في المسند ومسلم في صحيحه عن سعيد بن جبير عن ابن عباس انه قال يوم الخميس وما يوم الخميس ثم جعل تسيل دموعه حتى رأيت على خديه كانها نظام اللؤلؤ قال قال رسول الله صلعم

ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو کچھ چاہین تمھارے لئے تحریر فرمائین اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے۔ جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ پس حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ مصیبت اور بالکل مصیبت تھا وہ ماجرا جو لوگون کے شور و اختلاف کی وجہ سے رسول اللہ کے ارادہ کتابت مین حائل ہوا اور جس کی وجہ سے آنحضرت کچھ نہ لکھ سکے اور صحیح بخاری مین سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ کہا عبداللہ بن عباس نے آہ پنجشنبے کا دن کیسا دن تھا، اور یہ کہکر اتنا روئے کہ جو سنگریزے اوس جگہ پڑے ہوئے تھے اون کے آنسوؤن سے تر ہوگئے بعد ازان کہنے لگے کہ جب بروز پنجشنبہ رسول اللہ کے مرض کو شدت ہوئی تو آنحضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے کتابت کا سامان دو تاکہ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون جس سے تم لوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ اس بات پر لوگون نے نزاع اور اختلاف کیا۔ (حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا نہ کرنا چاہیئے) لوگون نے کہا رسول اللہ ہذیان بک رہے ہین۔ آنحضرت بولے کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ مین جس حالت مین ہون وہ تمھاری حالت سے بہتر ہے۔

نیز مسند احمد بن حنبل و صحیح مسلم مین بروایت سعید بن جبیر مروی ہو کہ حضرت عبداللہ بن عباس یہ کہکر کہ روز پنجشنبہ کیسا دن تھا اتنا روئے کہ موتیون کی لڑی کی طرح اون کے رخسارون پر آنسو جاری ہوگئے بعد ازان کہا کہ پنجشنبہ وہ دن تھا جب رسول اللہ

نے ارشاد کیا کہ مجھے سامان کتابت دو تاکہ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون
جس سے تم میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ مگر بعض لوگون نے کہدیا کہ آنحضرت ہذیان بک رہے ہین۔
اور شہاب الدین خفاجی کتاب نسیم الریاض شرح شفای قاضی عیاض مین
لکھتے ہین کہ اس حدیث کے بعض طرق مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ پیغمبر صاحب
ہذیان بکتے ہین۔

اور علامہ شہرستانی کتاب ملل و نحل مین لکھتے ہین کہ پہلا تنازع و اختلاف جو
رسول مقبول کے زمانہ مرض مین واقع ہوا وہ تھا جس کو بخاری نے کتاب صحیح مین
اپنے اسناد کیساتھ عبد اللہ بن عباس سے یون روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ کے
مرض موت مین زیادتی ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے دوات اور کاغذ دو
تاکہ مین تمھارے لئے ایک نوشتہ (بطور وصیت نامہ) لکھدون جس کی وجہ سے
تم میرے بعد گمراہ نہو۔ یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر صاحب غلبہ مرض کی وجہ سے
ایسا کہتے ہین۔ ہمارے لئے کتاب خدا کافی ہے چنانچہ جب اس بات پر شور و غل ہوا
تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ تم لوگون کو لازم نہین کہ میرے
حضور مین تنازع اور اختلاف کرو۔ اسی پر عبد اللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ
مصیبت اور عظیم مصیبت تھا وہ اختلاف جو ہمارے اور کتابت آنحضرت
کے مابین حائل ہوا۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اپنے فرزندونکو لاؤ

ائتونی بالکتف والدواۃ او اللوح اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فقالوا ان رسول اللہ صلعم یہجر وقال الخفاجی فی نسیم الریاض وفی بعض طرق ہذا الحدیث قال عمران النبی صلعم یہجر وقال الشہرستانی فی الملل والنحل اول تنازع فی مرضہ علیہ السلام فیما رواہ محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ عن عبد اللہ بن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمران رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر اللغط فقال النبی علیہ السلام قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع قال ابن عباس الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بیننا وبین کتاب رسول اللہ صلعم

جناب سیدہ حسنین علیہم السلام کو آنحضرت کے پاس لائین دونون صاحبزادے
سلام کر کے اپنے جد امجد کے پہلو مین بیٹھ گئے۔ اور آنحضرت کو تکلیف مرض کیحالت
مین دیکھکر ایسا روئے کہ دیکھنے والے رونے لگے۔ حسن نے اپنا منھ رسول اللہ کے
منھ پر اور حسین نے اپنا سر آنحضرت کے سینے پر رکھدیا۔ حضرت نے آنکھین کھولدین
اور صاحبزادون کو بنظر شفقت والفت پیار کر کے اون کی تعظیم و محبت کے باب مین
سبکو وصیّت فرمائی۔ اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ حسنین علیہما السلام کے
رونے سے جو اصحاب در دولت پر حاضر تھے ایسا روئے کہ اون کی آواز گریہ
سن کر خود آنحضرت رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ میرے برادر عزیز علی کو لاؤ۔
حضرت علی آئے اور جناب رسالتمآب کے سرھانے بیٹھ گئے آنحضرت نے
اپنا سر بستر سے اوٹھایا تو حضرت علی نے آپ کے پہلو مین آکر سر مبارک ک
اپنے بازو پر رکھ لیا۔ آن حضرت نے فرمایا کہ اے علی فلان یہودی سے
مین نے تجہیز جیش اسامہ کے لئے اسقدر قرض لیا ہے خبردار اس کو ادا کر دینا
اور اے علی تم وہ شخص ہو جو سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد
ہوگے اور میرے بعد تم کو بہت صدمات پہونچین گے تم اون کو بطریق صبر
برداشت کرنا اور جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تو تم آخرت کو
اختیار کرنا۔

اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب رسول مقبول نے دنیا سے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہ

[illegible]

یہ کہکر رونے لگین کہ ہائے اے پدر بزرگوار آپ نے دعوت حق کو قبول کر لیا۔ ہائے اے باباجان آپ نے جنۃ الفردوس کی راہ اختیار کی۔ ہائے اے والد ماجد آپ کے بعد جبریل وحی خدا لے کر کس پر نازل ہون گے۔ خدایا تو میری روح کو آنحضرت کی روح کے پاس پہونچا دے الٰہی مجھے اپنے رسول کے جوار رحمت مین جگہ دے۔ پروردگار میرے مجھکو اپنے حبیب حبیب کے ثواب سے بے نصیب نہ رکھ اور قیامت کے دن اون کی شفاعت سے محروم نہ فرما۔

نیز مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعد وفات سرور کائنات کسی نے حضرت فاطمہؑ کو خندان نہین دیکھا۔

ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب رسالت مآب نے وفات پائی اون کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش مین تھا۔ نیز کتاب مذکور مین ابوغطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپ نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کس کی آغوش مین تھا عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی بن ابی طالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ مین نے کہا کہ عروہ تو مجھسے حضرت عائشہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے انتقال فرمایا تو آن حضرت اون کی گود مین تھے عبداللہ بن عباس

ابن سعد في الطبقات عن علي بن الحسين قال قبض رسول الله ورأسه في حجر علي وفيه ايضا عن ابي غطفان قال سألت ابن عباس ارأيت رسول الله توفي وراسه في حجر

احد قال توفي رسول الله صلعم وهو لمستند الى صدر علي قلت فان عروة حدثني عن عائشة انها قالت توفي رسول الله صلعم بين سحري ونحري فقال ابن عباس

بولے کہ کچھ سمجھتے بھی ہو خدا کی قسم جب رسول اللہ نے وفات پائی تو وہ علی کے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور علی ہی نے آنحضرت کو غسل بھی دیا۔

اور خصائص نسائی میں حضرت اُم سلمہ سے مروی ہے۔کہ قسم ہے خدا کی قریب ترین مردم بوقت وفات سرور کائنات علی بن ابی طالب ہین یعنی جس دن آنحضرت کا انتقال ہوا اوسی کی صبح کو آپ نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ۔ جنھین کسی کام کے لئے بھیجا تھا اور جب تک وہ نہین آئے تین بار دریافت کیا کہ علی آئے۔ استنے مین علی آفتاب نکلنے سے پہلے آگئے۔ پس ہم لوگ یہ گمان کرکے کہ غالباً رسول اللہ کو علی سے کوئی حاجت ہے خانۂ عائشہ سے باہر نکل آئے اور مین سب کے بعد نکل کر دوسری عورتون کی نسبت دروازے سے قریب بیٹھی چنانچہ مین نے دیکھا کہ علی نے رسول اللہ کی جانب اپنا سر جھکایا اور آنحضرت اون سے بطور سرگوشی رازکی باتین کرتے رہے پس علی ہی وہ شخص ہین جو رسول مقبول کے آخر وقت آنحضرت کے پاس تھے۔ نیز مستدرک حاکم مین ہے کہ رسول اللہ صلعم وقت وفات تک حضرت علی سے راز کے امور ارشاد کرتے رہے اوس کے بعد ہی آپ نے انتقال فرمایا۔

مورخ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے غسل کے متولی علی اور عباس اور فضل اور قثم اور اُسامہ اور شقران تھے عباس و فضل اور قثم آنحضرت کو پھیرتے تھے۔ اُسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی غسل دیتے تھے۔

عن ام سلمة قالت والذي تحلف به ام سلمة ان اقرب الناس عهدا برسول الله صلعم علي قالت لما كان غداة قبض رسول الله صلعم فارسل اليه رسول الله قالت واظنه كان بعثه في حاجة فجعل يقول جاء علي ثلاث مرات فجاء قبل طلوع الشمس فلما ان جاء عرفنا ان له اليه حاجة فخرجنا من البيت وكنا عند رسول الله صلعم يومئذ في بيت عائشة وكنت في آخر من خرج من البيت ثم جلست من وراء الباب فكنت ادناهم الى الباب فاكب عليه علي فكان آخر الناس به عهدا فجعل يساره ويناجيه

الخصائص للنسائي

المستدرك ... لم يزل يساره ويناجيه حتى قبض

ثم قال ابن الوردي في تاريخه وتولى غسله علي والعباس والفضل وقثم واسامة وشقران مولى النبي صلعم وكان العباس والفضل وقثم يقلبونه واسامة وشقران يصبان الماء وعلي يغسله

وفی تاریخ الخمیس کان العباس والفضل والقثم یقلبونه و کان اسامة و شقران یصبان الماء علیه و اعینهم معصوبة

وفی الطبقات اخرج ابن سعد عن علی قال اوصانی النبی صلعم ان لا یغسله احد غیری فانه لا یری احد عورتی الا طمست عیناه

اور تاریخ الخمیس مین ہے کہ عباس اور فضل اور قثم آنحضرت کو کروٹ پھیرتے تھے اور اُسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور اُن سب کی آنکھون پر پٹیان بندھی ہوئی تھین۔

اور ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صاحب نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص آنحضرت کو غسل نہ دے ورنہ وہ نابینا ہو جائے گا۔

اور استیعاب ابن عبد البر مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ علی کے لئے چار خصوصیتین ایسی تھین کہ ہم مین سے کسیکو حاصل نہ تھین۔ ایک یہ کہ کل عربی و عجمی مین علی ہی وہ شخص ہین جن کو سب سے پہلے رسول مقبول کیساتھ نماز پڑھنے کا شرف ملا دوسرے یہ کہ ہر معرکۂ جنگ مین لوائے نبوی اونھین کے ہاتھ مین رہا۔ تیسرے یہ کہ جب لڑائیون مین لوگ پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر بھاگے تو علی بن ابیطالب آنحضرت کی رفاقت مین ثابت قدم رہے۔ چوتھے یہ کہ علی ہی وہ شخص ہین جنھون نے رسول مقبول کو غسل دیا اور آنحضرت کو قبر مین اوتارا۔

ابو الفدا اور ابن الوردی لکھتے ہین کہ آنحضرت نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا اور اوس کے دوسرے دن منگل کو اور بروایتے شب چہارشنبہ کو مدفون ہوئے اور یہی صحیح تر ہے۔ نیز بعضون کا قول ہے کہ آن حضرت تین دن تک دفن نہین ہوئے۔

اور تاریخ الخمیس مین بروایت محمد بن اسحاق منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے

وفی الاستیعاب لابن عبد البر عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول الله صلعم وهو الذی کان لواؤه معه فی کل زحف وهو الذی صبر معه یوم فر عنه غیره وهو الذی غسله و ادخله فی قبره

وقال ابو الفدا وابن الوردی توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین ودفن یوم الثلاثاء وقیل لیلة الاربعاء وهو الصحیح وقیل لم یدفن ثلثة ایام

وفی تاریخ الخمیس روی عن محمد بن اسحق انه قال ... رسول الله صلعم

دوشنبہ کو وفات پائی اور شب چہار شنبہ کو مدفون ہوئے۔

اور کتاب ماثبت بالسنہ[1] محدث دہلوی مین ہے کہ جناب فاطمہ نے آنحضرت کی قبر مقدس کی تھوڑی مٹی اوٹھا کر سونگھی اور یہ شعر ارشاد کیے۔ (ترجمہ اشعار) جو شخص رسول اللہ کی خاک قبر کو سونگھے پھر وہ تمام عمر کوئی خوشبو نہ سونگھے گا۔ آہ آنحضرت کی وفات سے مجھپر ایسی مصیبتین پڑین کہ اگر دنون پر پڑتین تو وہ رات ہو جاتے۔

طبقات[2] ابن سعد مین محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی وفات بروز دوشنبہ دوسری ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو ہوئی اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے بروز دوشنبہ بارھوین ربیع الاول کو وفات پائی۔

تاریخ ابوالفدا[3] مین ہے کہ اگرچہ پیغمبر صاحب کی عمر کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے لیکن بر بنائے روایات مشہورہ آن حضرت کی عمر شریف ترسٹھ [۶۳] سال کی ہوئی۔

مورخ[4] ابوالفدا لکھتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم عقلاً اور رایاً کل لوگون سے ارجح اور افضل تھے۔ مساکین کو بہت دوست رکھتے تھے۔ نہ فقیر کو اوس کے فقر کی وجہ سے حقیر جانتے تھے نہ بادشاہ کا اوس کی بادشاہت کے لحاظ سے خوف کرتے تھے اپنے اصحاب اور اہل شرف کی تالیف قلوب کا خیال رکھتے تھے اور جب کوئی شخص آپ سے ہاتھ ملاتا تھا تو اوسوقت تک اپنا ہاتھ اوس سے نہین چھوڑاتے تھے جبوقت تک کہ وہ خود نہ چھوڑدے۔ بکریون کا دودھ اپنے

یوم الاثنین فمکث ذلك الیوم ولیلة الثلاثاء ویوم الثلاثاء ودفن فی لیلة الاربعاء

[1] وفی کتاب ماثبت بالسنة اخذت فاطمة تربة من قبر رسول الله صلعم وشمتہ ثم انشأت:
ماذا علی من شم تربة احمد ... ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا ... صبت علی الایام صرن لیالیا

[2] روی ابن سعد فی الطبقات عن محمد بن قیس قال توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین لیلتین مضتا من ربیع الاول سنة احدی عشرة وعن عائشة قالت توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة من ربیع الاول

[3] قال ابوالفدا واختلف فی مبلغ عمره صلعم والمشهور انه ثلاث وستون سنة

[4] وقال ایضا کان صلعم ارجح الناس عقلا وافضلهم رایا وکان یحب المساکین لا یحقر فقیرا لفقره ولا یهاب ملکا لملکه یؤلف قلوب اهل الشرف ویؤلف اصحابه وما صافحه احد فیترك یده حتی یکون ذلك الرجل هو الذی یترك یده ویحلب الغنم

دست مبارک سے دو ہ لیتے تھے۔ زمین پر بلا تکلف بیٹھ جاتے تھے۔ اپنے شکستہ جوتوں اور پھٹے کپڑوں کی مرمت خود فرماتے تھے۔ ام المومنین عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے کبھی کسی خادم اور عورت کو نہیں مارا۔

اور مسند احمد[1] میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ایک صاع پانی میں غسل اور ایک مُد میں وضو فرماتے تھے۔

اور صحیح بخاری[2] میں ام المؤمنین میمونہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول خُمرہ یعنی سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے تھے نیز جامع ترمذی[3] میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ چٹائی پر بھی نماز پڑھتے تھے اور صحیح بخاری[4] میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ کی نماز کا تمام ہونا آنحضرت کی تکبیر سے معلوم ہوتا تھا۔

اور ترمذی[5] نے (کتاب شمائل میں) ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب رات کو اوٹھ کر نماز میں یہانتک قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پانوں سوج جاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ خدا نے آپ کو اگلے اور پچھلے گناہوں سے پاک فرمایا ہے تو پھر آپ کیوں اسقدر مشقت گوارا کرتے ہیں۔ آن حضرت نے جواب دیا کہ کیا میں اپنے پروردگار کا عبد شکور نہ ہوں۔ اور جذب القلوب[6] میں ہے کہ آنحضرت کے اکثر مکان دستور عرب کے مطابق شاخہائے خرما سے بنے اور کملیوں سے ڈھکے ہوئے تھے

ويجلس على الارض ... ويخصف النعل ويرقع الثوب ... وعن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلعم خادما ولا امرأة قط

[1] واخرج احمد عن عائشة ان رسول الله صلعم كان يتغسل بالصاع ويتوضأ بالمد

[2] وفي صحيح البخاري عن ميمونة قالت كان النبي صلعم يصلي على الخمرة

[3] وفي جامع الترمذي عن ابي سعيد ان النبي صلعم صلى على حصير

[4] وفي صحيح البخاري عن ابن عباس قال كنت اعرف انقضاء صلاة النبي صلعم بالتكبير

[5] واخرج الترمذي عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلعم يصلي حتى تنتفخ قدماه فقيل له يا رسول الله اتفعل هذا وقد جاءك ان الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا

[6] در جذب القلوب است که اکثر بیوت آن سرور صلی الله علیه وسلم ...

نیز دروازون پر کملی کے پردے بھی پڑے رہتے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا۔ اسی جگہ جناب فاطمہ کا حجرہ بھی تھا اور ان کے حضرت عائشہ کے حجرے کے بیچ مین جو دیوار تھی اوس مین ایک کھوخہ یعنی دریچہ تھا اور اسی دریچے سے آنحضرت برآمد ہو کر جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی خیریت دریافت کرتے اور خبر گیری فرماتے۔ ایکبار آدھی رات کو حضرت عائشہ اوس دریچہ کی طرف آئین تو اون سے اور حضرت فاطمہ سے کسی امر کے متعلق کچھ گفتگو ہو گئی۔ جناب فاطمہ نے آنحضرت صلعم سے کہکر اوس کھوخے کو بند کرا دیا نیز کتاب موصوف مین بروایت طبرانی مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلعم کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد نبوی مین تشریف لیجا کر دو رکعت نماز ادا کرتے بعد ازان حضرت فاطمہ کے یہان تشریف لیجا کر اون کا حال پوچھتے پھر ازواج کے حجرات مین رونق افروز ہوتے اور اسی کتاب مین ہے کہ رسول مقبول اپنے حجرے سے برآمد ہوتے وقت کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرات حسنین کی جانب خطاب کر کے فرماتے کہ السلام علیکم اہل البیت یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ پیغمبر صاحب کی کل اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئی سوا حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

اور صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی کسی بی بی پر مجھے ایسا

رشک نہین ہوا جیسا خدیجہ پر ہوا حالانکہ مین نے اون کو نہین دیکھا مگر چونکہ رسول اللہ اکثر اون کا ذکر فرماتے تھے اور اگر کوئی بکری ذبح ہوتی تھی تو اوس کے گوشت کے ٹکڑے خدیجہ کی دوستدار عورتون کو بھیجتے تھے لہذا مین کبھی کبھی کہہ بیٹھتی تھی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا مین کوئی عورت ہی نہین ہے۔ آن حضرت فرماتے تھے کہ بیشک وہ ایسی ہی تھین وہ ایسی ہی تھین اور میری کل اولاد انھین سے ہوئی۔

نیز سیرۃ الحلبیہ مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے کبھی کسی عورت پر ایسا رشک نہین کیا جیسا خدیجہ پر کیا باوجودیکہ جب میری تزویج رسول اللہ سے ہوئی اوس سے پہلے ہی خدیجہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ چنانچہ ایک روز جناب رسالتمآب خدیجہ کی مدح کر رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کیا ایک بڈھی بڑھیا کا ذکر کرتے ہین حالانکہ اللہ نے اوس سے بہتر بی بی آپ کو دی ہے۔ آنحضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی خدیجہ سے بہتر کوئی بی بی مجھے نہین ملی۔ وہ مجھ پر اوس وقت ایمان لائین جب لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھین سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

کتاب مواہب لدنیہ سے ملخصاً منقول ہے کہ بموجب قول متفق علیہ رسول مقبول کے ازواج کی تعداد (حسب تفصیل ذیل) گیارہ ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ حفصہ بنت عمر بن الخطاب ام حبیبہ بنت ابو سفیان۔ ام سلمہ بنت ابی امیہ۔ سودہ بنت زمعہ

ما غرت علی خدیجۃ وما رایتہا ولکن کان النبی یکثر ذکرہا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ لم یکن فی الدنیا الا خدیجۃ فیقول لہ انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد وفی سیرۃ الحلبیۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علی احد ما غرت علی خدیجۃ ولقد ہلکت قبل ان یتزوجنی فقلت لہ رسول اللہ یوما وقد مدح خدیجۃ ما تذکر من عجوز حمراء الشدقین قد ابدلک اللہ خیرا منہا فغضب رسول اللہ و قال واللہ ما ابدلنی اللہ خیرا منہا امنت بی حین کذبنی الناس ورزقنی منہا الولد عہ قال فی المواہب اختلف فی عدۃ ازواجہ صلعم والمتفق علیہ انہن احدی عشرۃ خدیجۃ بنت خویلد و عائشۃ بنت ابی بکر وحفصۃ بنت عمر بن الخطاب وام حبیبۃ بنت ابی سفیان وام سلمۃ بنت ابی امیۃ وسودۃ بنت زمعۃ

زینب بنت جحش۔ میمونہ بنت الحارث۔ زینب بنت خزیمہ۔ جویرہ بنت الحارث اور صفیہ بنت حیی بن اخطب۔

تفسیر درمنثور سیوطی میں بروایت ابن ابی حاتم قتادہ سے مروی ہے کہ ازواج نبی حرمت کے اعتبار سے امہات المومنین یعنی مومنین کی ماں کہی جاتی ہیں اس لئے کہ کسی مومن کو پیغمبر صاحب کی مطلقہ یا بیوہ بی بی سے نکاح جائز نہیں ہے۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا نسار بنی مردوں کی ماں ہیں عورتوں کی ماں نہیں ہیں۔ نیز درمنثور سیوطی میں بروایت بیہقی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ان سے ایک عورت نے ماں کہہ کر خطاب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ازواج نبی تمہارے مردوں کی ماں ہیں تم عورتوں کی ماں نہیں ہیں اور بروایت ابن سعد و عبدالرزاق و عبد بن حمید قتادہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے لوگوں سے کہا کہ میں پیغمبر صاحب کے بعد عائشہ کے ساتھ تزویج کروں گا تو یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی تم کو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ رسول اللہ کو اذیت دو۔

تاریخ ابن جریر میں ہے کہ رسول مقبول کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر محلۂ سُنح میں تھے البتہ حضرت عمرؓ موجود تھے چنانچہ جب آں حضرت نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر

فقال ان رجالا من المنافقين يزعمون ان رسول الله توفي وان رسول الله ما مات وفي الملل والنحل للشهرستاني قال عمر من قال ان محمدا مات قتلته بسيفي هذا

کہنے لگے کہ منافقین کو گمان ہے کہ رسول اللہ فوت ہو گئے حالانکہ بخدا حضرت فوت نہیں ہوئے اور کتاب ملل و نحل شہرستانی مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جو کہیگا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا ہے مین اوس کو اپنی اس تلوار سے قتل کرون گا۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت عمر کے اس قول کو سنکر لوگ شک مین پڑ گئے کہ آنحضرت کا انتقال ہوا یا نہیں اوس وقت حضرت ابوبکر اپنے مکان واقع محلہ سُنح مین تھے اون کو رسول اللہ کے انتقال کی خبر دی گئی تو فوراً روتے ہوئے اور وا محمداہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور مسجد نبوی مین پہونچکر دیکھا کہ لوگ متفرق الحال ہو رہے ہین۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے مسجد نبوی مین پہونچکر لوگون کی یہ حالت دیکھی تو آیہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی تلاوت فرمائی جس کو سنکر لوگ متنبہ ہوئے اور اون کو رسول اللہ کی وفات کا یقین ہو گیا پھر وہ سب بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف روانہ ہوئے۔

تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر کہا کہ ہم لوگ رسول خدا کے رفیق و عشیرت ہین اور سب سے زیادہ خلافت نبی کا استحقاق رکھتے ہین۔

اور ابن جریر طبری نے روایت کی ہے کہ پس حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ پھیلاؤ تاکہ مین تمھاری بیعت کرون حضرت ابوبکر بولے کہ نہین بلکہ تم اپنا ہاتھ پھیلاؤ کیونکہ تم

قال ابو الفداء فقرأ ابو بكر وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فرجع القوم الى قوله وبادروا الى سقيفة بني ساعدة

قال ابن خلدون فقال ابو بكر نحن اولياء النبي وعشيرته واحق الناس بامره

وروى الحافظ ابن جرير فقال عمر ابسط يدك يا ابا بكر فلابايعك فقال ابو بكر بل انت يا عمر فانت

اقوى علي مني وكان كل واحد منهما يريد صاحبه ان يده يقبض عليها فقبض عمر يد ابي بكر وقال ان لك قوتي مع قوتك وفي الكامل لابن الاثير فبايعه عمر وبايع الناس وقالت الانصار او بعض الانصار لا نبايع الا عليا

مجھسے ہر طرح قوی تر ہو۔ کچھ دیر یہی کشمکش رہی بالآخر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پھیلا کر اون کی بیعت کی اور کہا کہ تم اپنی قوت کے ساتھ میری قوت کو بھی شامل سمجھو۔

اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ حضرت عمر اور دوسرے اشخاص نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی مگر کل انصار یا بعض انصار نے کہا کہ ہم سوا علی کے اور کسی کی بیعت نہ کرینگے۔

تاریخ الخمیس مین مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو بیعت سے فراغت حاصل ہوئی تو وہ سقیفہ بنی ساعدہ سے مسجد نبوی مین آکر منبر پر بیٹھے اور وہان بھی لوگ اونکی بیعت کرتے رہے حتے کہ دن گزر گیا اور لوگ رسول اللہ کے دفن مین شریک ہونے سے آخر شب سہ شنبہ تک قاصر رہے۔

اور کنز العمال مین عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے دفن کے وقت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر موجود نہ تھے بلکہ (بمقام سقیفہ بنی ساعدہ) مجمع انصار مین تشریف رکھتے تھے اور قبل اس کے کہ یہ دونون صاحب وہان سے واپس آئین رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اور نہایہ ابن اثیر جزری و مجمع البحار ملا طاہر فتنی و ملل و نحل شہرستانی مین ہے کہ فرمایا حضرت عمر نے کہ ابوبکر کی بیعت کا معاملہ ایک ناگہانی واقعہ تھا خدا نے اوس کے شر سے بچا دیا۔

وفي تاريخ الخميس قال فلما فرغ ابوبكر من البيعة رجع الى المسجد فقعد على المنبر فبايعه الناس حتى امسى وشغلوا عن دفن رسول الله صلعم حتى كان آخر الليل من ليلة الثلثاء من الليل

وفي كنز العمال عن عروة قال ان ابابكر وعمر لم يشهدا دفن النبي صلعم وكانا في الانصار فدفن قبل ان يرجعا

وفي النهاية لابن الاثير والمجمع البحار للفتني وكتاب الملل للشهرستاني قال عمر رضي الله عنه ان بيعة ابي بكر كانت فلتة وقى الله شرها

قال ابو الفداء وتخلف عن بيعته جماعة من بني هاشم والزبير والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسي وعمار بن ياسر والبراء بن عازب وابوذر مع علي بن ابي طالب وقال في الكامل وتخلف عن بيعته علي وبنو هاشم وقال في الاستيعاب لابن عبد البر لما بويع ابوبكر الصديق رضي الله عنه

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نیز زبیر اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے کنارہ کشی کی۔

اور تاریخ الخمیس و تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ علی مرتضٰی اور بنی ہاشم نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے تخلف اختیار کیا۔

اور استیعاب ابن عبد البر مین ہے کہ جب حضرت ابو بکر کی بیعت کی گئی تو حضرت علی نے اون کی بیعت نہین کی اور خانہ نشینی اختیار فرمائی۔

اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ جب بروز سقیفہ حضرت ابو بکر کی بیعت کی گئی تو حضرت علی نے جاکر حضرت ابو بکر سے کہا کہ تمنے ہمارے امور کا تباہ کیا ہے کچھ نہ پوچھا اور ہمارے حق کی رعایت اور نگہداشت بالکل نہ کی۔ حضرت ابو بکر بولے کہ شکایت تمہاری بجا ہے مگر مین نے فتنے کے خوف سے ایسا کیا۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت ابو بکر کو مہم بیعت سے فراغت حاصل ہوئی تو اونھون نے بعض مہاجر و انصار کے ذریعہ سے حضرت علی کو طلب کیا۔ حضرت علی نے آکر پوچھا کہ مجھے کیون بلایا گیا ہے۔ حضرت عمر بولے اسلیئے بلایا گیا ہے کہ جس طرح سب نے ابو بکر کی بیعت کی ہے تم بھی کرو۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جس بات کو تمنے انصار پر حجت قرار دیکر منصب خلافت حاصل کیا ہے اوسی کو مین تمپر حجت قرار دیتا ہون سچ بتاؤ کہ

جو شخص جناب رسالتمآب سے قریب تر ہے وہ کون ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ جبتک تم بیعت نہ کروگے مین تم کو نہ چھوڑون گا حضرت علی نے فرمایا کہ پہلے تم میری بات کا جواب دو اوس کے بعد مجھسے بیعت کو کہو۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ اے ابو الحسن سبقت اسلامی اور رسول اللہ کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف تمکو حاصل ہے اوس کی وجہ سے بے شک تمھین حکومت وخلافت کے مستحق ہو مگر چونکہ صحابہ نے ابو بکر پر اتفاق کیا ہے لہذا مناسب ہے کہ تم بھی اونکا ساتھ دو حضرت علی نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ خدا نے جو موہبت خاندان رسالت کو عطا کی ہے کیا تم چاہتے ہو کہ اوس کو دوسری جگہ منتقل کردو۔ دیکھو محبطِ وحی ومورد امر ونہی ومنبع فضل وعلم ومعدن عقل وحلم ہم ہین۔ یہ سنکر بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابو الحسن تمھارے گھر مین بیٹھے رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ شاید تم کو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو روا رکھتے ہو کہ مین رسول اللہ کے قالب انور او رجسدِ اطہر کو بلا تجہیز وتکفین وتدفین چھوڑکر طلب خلافت کے لئے منازعت ومخاصمت مین مشغول ہوتا۔

اور اسد الغابہ مین حضرت علی سے مروی ہے اونھون نے کہا کہ جناب رسالتمآب نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ تم بمنزلہ کعبہ کے ہو جس کے پاس سب آتے ہین اور وہ کسی کے پاس نہین جاتا۔ پس اگر قوم کے لوگ تمھارے پاس حاضر ہوکر بیعت کرین تو قبول کرو

وفی اسد الغابة عن علی قال قال رسول اللہ صلعم انت بمنزلة الکعبة تؤتی ولا تأتی فان اتاک ہؤلاء القوم فسلموا الیک یعنی الخلافة فاقبل

ورنہ اذن ... کے پاس نہ جاؤ یہان ... خود تمھارے پاس آئین۔

اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب یہ باتین حضرت ابوبکر نے سماعت کین اور دیکھا کہ ان مین سے ہر بات ہزار باتون کے مقابل مین محکم و استوار ہے تو نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابو الحسن مین نے خیال کیا تھا کہ تمکو میری بیعت مین مضائقہ نہوگا۔ اگر مین جانتا کہ تم میری بیعت سے تخلف کروگے تو مین اس کو ہرگز قبول نہ کرتا۔ اب چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہین اگر چاہو تو میرے خیال کے مطابق تم بھی اونسے موافقت کرو اور اگر اس باب مین تمکو کچھ توقف اور تامل ہو تو کوئی الزام بھی نہین ہے پس حضرت علی وہانسے اُٹھکر اپنے گھر چلے آئے۔

اور کتاب عقد الفرید شہاب الدین ابن عبد ربہ اندلسی مین ہے کہ جن لوگون نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے خلاف ورزی کی وہ علی اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ تھے جن میں سے حضرت علی اور عباس اور زبیر بیت الشرف جناب فاطمہ مین بیٹھ رہے حتی کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بھیجا کہ جو لوگ خانہ حضرت سیدہ مین ہین اون کو نکال دین اور اگر وہ لوگ گھر سے نہ نکلین تو اون سے قتال کرین چنانچہ حضرت عمر تھوڑی چنگاریان لے کر اس قصد سے وہان پہونچے کہ گھر مین آگ لگا دین۔ پس جناب فاطمہ نے کہا کہ اے پسر خطاب کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ ہان اسی ارادے سے آیا ہون ورنہ تم لوگ ابوبکر کی بیعت کرنے والوں میں داخل ہو۔

عقد الفريد لابن عبد ربه (قال) الذين تخلفوا عن بيعة ابي بكر علي والعباس والزبير وسعد بن عبادة فاما علي والعباس والزبير فقعدوا في بيت فاطمة حتى بعث اليهم ابو بكر عمر بن الخطاب ليخرجهم من بيت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار على ان يضرم عليهم الدار فلقيته فاطمة فقالت يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فيما دخلت فيه الامة

وقال ابو الفدا ثم اقبل عمر بن الخطاب بشیء من نار علی ان یضرم الدار فلقیته فاطمة فقالت الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخل فیه الامة

وقال ابو جعفر بن جریر فی تاریخه ان عمر بن الخطاب اتی منزل علی وفیه طلحة والزبیر ورجال من المهاجرین فقال والله لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعة

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حضرت عمر تھوڑی آگ لیکر اس قصد سے آئے کہ حضرت فاطمہ کا گھر جلادین - یہ معلوم کرکے جناب سیدہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے کیا تو اس غرض سے آیا ہے کہ میرے گھر مین آگ لگائے - حضرت عمر بولے کہ ہان اور یا تم لوگ ابو بکر کی بیعت کرنے والون مین داخل ہو -

اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ حضرت عمر نے دولتسرائے مرتضوی پر جہان طلحہ اور زبیر اور بعض اصحاب مہاجرین بھی تھے پہونچکر کہا کہ خدا کی قسم تمھارے گھر مین آگ لگادونگا ورنہ تم لوگ بیعت کے لیے باہر نکلو -

اور کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری مین ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے اون لوگون کو جو حضرت علی کے پاس تھے اپنی صحبت بیعت مین حاضر نہ پایا تو حضرت عمر کو اون کے بلانے کے لئے بھیجا پس جو لوگ حضرت علی کے گھر مین تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا - حضرت عمر نے جلانے کی لکڑیان منگا کر کہا کہ باہر نکلو ورنہ خدا کی قسم جو اشخاص اس گھر مین ہین اون کو آگ لگا کر جلا دون گا - لوگون نے کہا کہ اس گھر مین تو فاطمہ بنت رسول بھی ہین - حضرت عمر بولے کہ ہوا کرین - یہ سنتے ہی جو لوگ خانہ مرتضوی مین تھے باہر نکلے اور سوا حضرت علی کے سب نے جا کر حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی - حضرت علی نے اون لوگون سے جو آپ کی طلب مین آئے تھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مین

وفی کتاب الامامة والسیاسة لابن قتیبة الدینوری ان ابا بکر رضی الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بیعته عند علی کرم الله وجهه فبعث الیهم عمر فجاء فناداهم وهم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس عمر بیده لتخرجن او لاحرقنها علی من فیها فقیل له یا ابا حفص ان فیها فاطمة فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علی (رض) وقال علی انا

امر خلافت کے لئے تم سے ہر طرح احق ہون مین تمھاری بیعت نہ کرون گا بلکہ تم کو
میری بیعت کرنی چاہئے کیونکہ تم نے انصار سے امر خلافت کو یہ دلیل پیش
کرکے حاصل کیا کہ بہ نسبت اون کے تم لوگ نبی کریم سے قربت رکھتے ہو
اور (تعجب ہے کہ) اب تم اہلبیت رسول سے خلافت غصب کرتے ہو۔
کیا یہ تمھارا زعم نہین ہے کہ تم کو انصار پر اولویت اسی دلیل سے ہے کہ
رسول اللہ تمھاری قوم سے تھے۔ پس مین وہی حجت تمھارے مقابل مین
پیش کرتا ہون جو تم نے انصار کے مقابل مین پیش کی یعنی ہماری قربت
ہر طرح تم لوگون سے اَولےٰ ہے آنحضرت کے ساتھ اون کی زندگی مین بھی
اور اون کی وفات کے بعد بھی۔ اب تم ہی انصاف کرو اگر خدا پر ایمان
لائے ہو اور اوس سے ڈرتے ہو۔ اے گروہ مہاجرین خدا کو یاد کرو اور
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سرداری عرب کو اون کے گھر سے خارج
کرکے اپنے گھرون مین نہ لے جاؤ۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ نے درخانہ پر
کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے قوم تم نے رسول اللہ کی نعش مقدس ہمارے آگے
چھوڑکر امر خلافت کو باہم طے کرلیا۔ اور ہمارے حق پر نظر نہ کی۔
اور اسنی المطالب شمس الدین محمد جزری صاحب حصن حصین مین بروایت اُم کلثوم
بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ
قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم فرمایا تھا کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علی مولا ہے

احق بهذا الامر منكم وانتم اولى لا ابايعكم بالبيعة لي اخذتم هذا الامر من الانصار واحتججتم عليهم بالقرابة من النبي وتأخذونه منا اهل البيت غصبا الستم زعمتم للانصار انكم اولى بهذا الامر منهم لما كان محمد صلعم منكم فانا احتج عليكم بمثل ما احتججتم على الانصار نحن اولى برسول الله حيا وميتا فانصفونا ان كنتم تؤمنون بالله و الا تعلمونه وقال علي يا معشر المهاجرين الله الله لا تخرجوا سلطان محمد صلعم في العرب عن داره وقعر بيته الى دوركم وقعور بيوتكم فاطمة رضي الله عنها على بابها وقالت تركتم رسول الله صلعم جنازة بين ايدينا وقطعتم امركم بينكم ولم تردوا لنا حقا وفي اسنى المطالب لشمس الدين محمد الجزري عن ام كلثوم بنت فاطمة بنت رسول الله صلعم قالت انسيتم قول رسول الله صلعم يوم غدير خم من كنت مولاه فعلي مولاه

نیز فرمایا تھا کہ علی مجھ سے اوسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسٰی کے لئے ہارون تھے۔ مورخ ابن قتیبہ تاریخ مذکور الصدر مین لکھتا ہے کہ جب حضرت عمر حضرت ابوبکر کے پاس واپس گئے تو اونھون نے کہا کہ علی کو کیون گرفتار نہین کرتے جو تمھاری بیعت سے خلاف ورزی کر رہے ہین۔ حضرت ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بھیجا کہ علی کو میرے پاس لے آ قنفذ نے جا کر حضرت علی سے کہا کہ تمکو خلیفۂ رسول اللہ بلاتے ہین حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون نے بہت جلد رسول اللہ پر افترا پردازی کی۔ قنفذ واپس گیا۔ اور اوس نے حضرت ابوبکر سے حضرت علی کا ارشاد عرض کیا۔ حضرت ابوبکر سنکر دیر تک روتے رہے۔ حضرت عمر نے دوبارہ حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی کو مہلت نہ دو جو تمھاری بیعت سے کنارہ کشی کئے ہوئے ہین۔ حضرت ابوبکر نے پھر قنفذ کو حکم دیا کہ جا کر علی سے کہہ کہ تم کو امیر المومنین بیعت کے لئے بلاتے ہین۔ قنفذ نے حاضر ہو کر حضرت ابوبکر کا پیام پہونچایا۔ حضرت علی نے باواز بلند فرمایا کہ سبحان اللہ تیرے آقا نے اوس لقب کا ادعا کیا ہے جس سے اون کو کچھ تعلق نہین ہے۔ قنفذ نے جا کر حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی یہ کہتے ہین۔ حضرت ابوبکر سنکر پھر رونے لگے۔ پس حضرت عمر اُٹھے اور ایک جماعت کے ساتھ خانہ حضرت فاطمہ پر پہونچکر اونھون نے دق الباب کیا۔ حضرت فاطمہ لوگون کی صدا سنکر باواز بلند رونے اور فریاد کرنے لگین کہ یا پدر بزرگوار یا رسول اللہ آپ کے بعد پسر خطاب اور پسر ابو قحافہ سے

وقوله انت مني بمنزلة هارون من موسى قال ابن قتيبة في تاريخه المذكور فان عمر قال لابي بكر الا تأخذ هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال ابو بكر لقنفذ وهو مولى له اذهب فادع لي عليا فذهب الى علي فقال له ما حاجتك فقال يدعوك خليفة رسول الله فقال علي لسريع ما كذبتم على رسول الله صلعم فرجع فابلغ الرسالة قال فبكى ابو بكر طويلا فقال عمر الثانية ان لا تمهل هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال ابو بكر لقنفذ عد اليه فقل له امير المؤمنين يدعوك لتبايعه فجاءه قنفذ فادى ما امر به فرفع علي صوته فقال سبحان الله لقد ادعى ما ليس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبكى ابو بكر طويلا ثم قام عمر فمشى معه جماعة حتى اتوا باب فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت باعلى صوتها يا ابت يا رسول الله ماذا لقينا بعدك من ابن الخطاب وابن ابي قحافة

ہمکو یہ کیسی مصیبت پہونچی ہے۔ جب لوگون نے حضرت فاطمہ کی فریاد وزاری سنی تو اون مین سے اکثر روتے ہوئے واپس گئے اور چند نفر حضرت عمر کے ساتھ باقی رہ گئے پس حضرت علی دولت سرا سے باہر نکلے اور اون کے ہمراہ حضرت ابوبکر کے پاس تشریف لے گئے۔ وہان پھر آپ سے کہا گیا کہ بیعت کرو آپ نے کہا کہ اور اگر مین بیعت نہ کرون۔ وہ بولے کہ اگر بیعت نہ کروگے تو خدا کی قسم ہم تمھین قتل کرین گے۔

حضرت علی نے فرمایا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کروگے جو عبد اللہ اور اخو رسول اللہ ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ تو ہم مانتے ہین کہ تم عبد اللہ ہو لیکن اس کو تسلیم نہین کرتے کہ تم اخو رسول اللہ بھی ہو۔ حضرت ابوبکر اوس وقت بالکل چپ تھے حضرت عمر نے اون سے کہا کہ تم کیون حکم نہین کرتے اور خاموش بیٹھے ہو حضرت ابوبکر نے کہا کہ فاطمہ کے ہوتے ہوئے مین علی کو مجبور نہ کرون گا۔ پس حضرت علی وہان سے اوٹھ کر جناب رسالتمآب کے مزار اقدس پر گئے اور وہان جاکر آپ نے بآہ وزاری فریاد کی کہ اے بھائی قوم کے لوگون نے میری نہایت تحقیر کی اور قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالین۔

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو حضرت فاطمہ نے اون کے پاس آکر وہ جائداد طلب کی جو اونکو رسول اللہ سے بطور ارث پہونچتی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے

فلما سمع القوم صوتها وبکائها انصرفوا باکین و بقی عمر ومعه قوم فخرج علی ومضی معهم الی ابوبکر فقالوا له بایع فقال وان انا لم افعل قالوا اذا والله الذی لا اله الا هو نضرب عنقک قال اذا تقتلون عبد الله واخا رسوله قال عمر اما عبد الله فنعم واما اخو رسوله فلا و ابوبکر ساکت لا یتکلم فقال له عمر الا تامر فیه بامرک فقال لا اکرهه علی شیء ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق علی بقبر رسول الله صلعم یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی

وفی تاریخ ابن واضح ان فاطمة بنت رسول الله اتت ابابکر تطلب میراثها فقال لها قال رسول الله لا نورث ما ترکنا صدقة

حضرت فاطمہ نے کہا کہ کیا خدا کے نزدیک تم تو اپنے باپ کے وارث ہوا ور مین
اپنے پدر بزرگوار کی وارث نہون ۔ کیا رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا کہ ہر شخص اپنی اولاد
کی حفاظت کرتا ہے ۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر بہت روئے ۔

اور کنز العمال[1] مین ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر سہم ذوی القربیٰ کا
سوال کیا تو اونھون نے کہا کہ مین نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
سہم ذوی القربیٰ میری حیات مین ہے میرے بعد نہین ہے ۔

اور فتوح[2] البلدان بلاذری مین ہے کہ فدک کی جائداد خاص رسول اللہ
کے لئے تھی کیونکہ اوس کا حصول بغیر حرب و ضرب کے ہوا تھا اور مالک بن
جعونہ سے مروی ہے کہ بعد وفات سرور کائنات حضرت فاطمہ نے حضرت
ابوبکر سے کہا کہ فدک کی جائداد رسول اللہ نے مجھے عطا کی ہے آپ بھی اوسکو
میرے لئے بحال رکھین اور اپنے اس دعوی کی شہادت مین حضرت علی کو
پیش کیا ۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ ایک گواہ اور چاہیئے ۔ حضرت فاطمہ نے
دوسری شہادت ام ایمن کی پیش کی ۔ حضرت ابوبکر بولے کہ ایک مرد اور
ایک عورت کی گواہی کافی نہین ہو سکتی بلکہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکی
گواہی درکار ہے ۔

اور برہان[3] الدین حلبی نے سیرۃ الحلبیہ مین بحوالہ کلام سبط ابن جوزی نقل کیا ہے کہ
حضرت ابوبکر نے فدک کے متعلق وثیقہ لکھدیا اتنے مین حضرت عمر آگئے اور اونھون نے

فقالت افی الله ان ترث اباك ولا ارث ابی الم یقل رسول الله صلعم المرء یحفظ ولده فبکی ابوبکر بکاء شدیدا

(1) وفی کنز العمال ان فاطمة اتت ابابکر تسأله سهم ذوی القربی فقال لها ابوبکر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سهم ذوی القربی فی حیاتی ولیس لهم بعدی

(2) وفی فتوح البلدان للبلاذری کانت فدك لرسول الله صلعم خاصة لانه لم یوجف المسلمون علیها بخیل ولا رکاب و عن مالك بن جعونة عن ابیه قال قالت فاطمة لابی بکر ان رسول الله صلعم جعل لی فدك فاعطنی ایاها وشهد لها علی بن ابی طالب فسالها شاهدا آخر فشهدت لها ام ایمن فقال قد علمت یا بنت رسول الله انه لا تجوز الا شهادة رجلین او رجل وامراتین

(3) وفی انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروف بسیرة الحلبیة وفی کلام سبط ابن الجوزی رحمه الله ان ابابکر رضی الله عنه کتب لها بفدك ودخل علیه عمر رضی الله عنه

حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ یہ کیسی تحریر ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کی میراث فاطمہ کو پہونچتی ہے اوس کے متعلق مین نے اون کو یہ کتبہ لکھدیا ہے حضرت عمر بولے کہ پھر کس چیز سے مسلمانون کو نفقہ دوگے۔ عرب تم سے اس بات پر لڑینگے۔ یہ کہکر حضرت عمر نے اس کاغذ کو لے کر چاک کر ڈالا۔

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند احمد مین ام المومنین عائشہ سے مروی ہے کہ بعد وفات سرور کائنات حضرت فاطمہ بنت رسول نے حضرت ابوبکر سے اپنی اوس میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے اون کو پہونچتی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا فرمائی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑجائین وہ صدقہ ہے یہ سنکر حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر پر ایسی غضبناک ہوئین کہ مرتے دم تک اون سے صاحب سلامت گوارا نہین کی نیز صحیح بخاری کی دوسری حدیث مین یہ الفاظ ہین کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابوبکر سے اپنی اوس جائداد کا سوال کیا جو اون کو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر سے رسول اللہ سے بطور میراث پہونچتی تھی۔ حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور اون کو اون کی مطلوبہ جائداد مین سے کچھ نہ دیا۔ حضرت فاطمہ اس بات پر حضرت ابوبکر سے ایسی ناخوش اور رنجیدہ ہوئین کہ مرتے دم تک اونھون نے حضرت ابوبکر سے کلام نہین کیا اور جب چھ مہینے کے بعد حضرت فاطمہ نے وفات پائی تو حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھ کر رات ہی کے وقت اون کو

فقال ملعنا فقال كتاب كتبته لفاطمة بميراثها من ابيها فقال ماذا تنفق على المسلمين وقد حاربتك العرب كما ترى ثم اخذ عمر الكتاب فشقه واخرج البخاري ومسلم في صحيحيهما واحمد في المسند عن عروة بن الزبير ان عائشة ام المؤمنين رضي الله عنها اخبرته ان فاطمة رضي الله عنها سألت ابا بكر الصديق رضي الله عنه بعد وفات رسول الله صلعم ان يقسم لها ميراثها ما ترك رسول الله صلعم مما افاء الله عليه فقال ابو بكر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما تركنا صدقة فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلعم فهجرت ابا بكر فلم تزل مهاجرته حتى توفيت وفي حديث آخر فقال ان فاطمة عليها السلام بنت النبي صلعم ارسلت الى ابي بكر تسأله ميراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله عليها بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر الى ان قال ابو بكر رضي الله ان يدفع الى فاطمة رضي الله عنها منها شيئا فوجدت فاطمة على ابي بكر في ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد النبي صلعم ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها علي رضي الله عنه ليلا

دفن کیا اور حضرت ابو بکر کو حضرت فاطمہ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے کی اجازت نہین دی۔

علامہ دیار بکری تاریخ الخمیس مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد سنہ ۱۱ھ مین تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے اس جہان فانی سے بسوئے عالم جاودانی رحلت فرمائی اوس وقت اون کی عمر شریف اٹھائیس ۲۸ سال چھ ماہ کی تھی اور حسب روایت صاحب ذخائر العقبیٰ جناب سیدہ کی عمر اونتیس سال کی ہوئی اور بقول دیگر تیس ۳۰ سال کی۔ حضرت علی نے اون کو غسل دیا اور جنازے کی نماز پڑھی۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا انتقال جناب رسالت مآب کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ہوا۔ حضرت علی اور اسماء بنت عمیس نے اون کو غسل دیا۔

اور جذب القلوب مین ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وصیت فرمائی تھی کہ اون کی تجہیز و تکفین کے متکفل حضرت علی اور اسماء بنت عمیس ہون اور ان کے سوا کوئی اور شخص وہان نہ آئے یہ روایت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ حضرت ابو بکر کو جناب فاطمہ کی وفات کا علم نہ تھا اور نماز جنازہ مین حضرت ابو بکر کے نہ شریک ہونے کی باعث

اون کی لاعلمی ہوئی اسلئے کہ اسمار بنت عمیس جو شریک تجہیز و تکفین رہین اوسوقت حضرت ابوبکر کی زوجیت مین تھین - پس یہ امر نہایت مستبعد ہے کہ اونکی بی بی شریک تجہیز و تکفین رہین اور اون کو اطلاع نہ ہو -

اور تاریخ ابن واضح مین ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کو غسل دینے کی وصیت کی تھی چنانچہ اونھون نے باعانت اسمار بنت عمیس غسل دیا اور جناب سیدہ شب ہی کو مدفون ہوئین اور سوا سلمان اور ابوذر اور عمار کے اور کوئی شخص وقت دفن حاضر نہ تھا اور بعض کتب سیر مین ہے کہ جب حضرت علی جناب سیدہ کی تجہیز و تکفین و دفن سے فارغ ہو کر گھر گئے تو شدت غم کی کیوجہ سے اون کو سخت وحشت اور بیتابی لاحق ہوئی اور اوسی حالت بیقراری مین اونھون نے چند اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا کے رنج مین اپنے اوپر بکثرت دیکھتا ہون اور جس کو یہ رنج ہین وہ موت کے وقت تک علیل ہے - دو دوستون کے مجتمع ہونے کے لئے جدائی ضرور ہے اور جو رنج کہ سوا فراق کے ہے وہ کم ہے - (آہ) رسول مقبول کے بعد فاطمہ کا میرے پاس سے مفقود ہو جانا درحقیقت اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہین رہتا -

محدث دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے موضع قبر کے تعین مین مختلف اخبار اور اقوال وارد ہوئے ہین اور جس طرح اون کا

زینب بنت عمیس زوجہ ابوبکر بود و ... بنت عمیس زوجہ ابوبکر بود و نہایت بعید است کہ زوجہ ... در غسل و کفن و دفن ... و اطلاع نیابد

قال ابن واضح ... العباسی فی تاریخہ ... وصت علیا ان یغسلہا فغسلہا و اعانہ اسماء بنت عمیس و دفنت لیلا و لم یحضرہا احد الا سلمان و ابوذر و عمار و فی بعض کتب السیر لما فرغ علی من جہازہا و دفنہا رجع الی البیت فاستوحش فیہ و اشتد جزعہ علیہا ثم انشاء یقول ... ارٰی علل الدنیا علی کثیرۃ و صاحبہا حتی الممات علیل لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ و کل الذی دون الفراق قلیل و ان افتقادی فاطما بعد احمد دلیل علی ان لا یدوم خلیل

... اخبار مختلفہ و اقوال ... علیہا وارد است و اقوال ... جذب القلوب ... محدث دہلوی در ...

حلیہ کمال اون کی زندگی مین چشم اعیار سے پوشیدہ تھا اوسی طرح بعد وفات بھی اون کا جمال عصمت مخفی رہا۔ بعض مؤرخین کہتے ہین کہ جناب سیدہ کا مرقد مطہر بقیع مین ہے جہان اور بزرگان اہل بیت نبوت مدفون ہین۔ لیکن بعض محققین کا قول ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر شریف اونھین کے گھر مین ہے جو داخل مسجد نبوی ہو گیا۔ اور حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ و علی آبائہ الکرام سے روایت ہے کہ جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا اپنے ہی حجرے مین (جسے عمر بن عبد العزیز نے داخل مسجد نبوی کر لیا) مدفون ہوئین جیسا کہ جناب رسالت مآب اپنے حجرۂ مقدسہ مین دفن ہوئے۔

نیز کتاب موصوف مین بحوالہ مروج الذہب مسعودی مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ و امام حسن و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے مزارات کی جگہ ایک پتھر پایا گیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ مقابر فاطمہ بنت رسول سیدۂ نساء العالمین اور حسن بن علی و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد علیہم السلام کی ہین اور یہ واقعہ ۳۳۲ ہجری کا ہے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ زمانہ حیات فاطمہ تک علی کی وجاہت بدستور قائم رہی لیکن بعد وفات فاطمہ علی کیجانب سے لوگون کے رخ پھر گئے۔

۴ روی ابن جریر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ انہا قالت کان لعلی وجہ من الناس حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت فاطمۃ انصرفت وجوہ الناس عن علی

اور صحیح بخاری[1] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ تا حیات فاطمہ لوگون کی نظر مین علی بن ابیطالب
کی بڑی وجاہت تھی مگر فاطمہ کے وفات پاتے ہی علی نے لوگون کو اپنی طرف سے
بالکل نا آشنا پایا۔

تاریخ ابو الفدا[2] و عقد الفرید مین بروایت عروہ حضرت عائشہ سے مروی ہی
کہ تا وقت وفات فاطمہ علی نے ابو بکر کی بیعت نہین کی۔

اور تاریخ طبری[3] مین ہے کہ زہری سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت علی نے
چھ مہینے تک حضرت ابو بکر کی بیعت نہین کی۔ زہری نے جواب دیا
کہ ایک حضرت علی پر کیا موقوف ہے کسی بنی ہاشم نے چھ مہینے تک
حضرت ابو بکر کی بیعت نہین کی۔

اور مروج الذہب[4] مسعودی مین ہے کہ حضرت فاطمہ کی وفات تک کسی
ایک بنی ہاشم نے حضرت ابو بکر کی بیعت نہین کی۔

اور تاریخ کامل[5] ابن اثیر جزری مین ہے کہ حضرت علی اور دیگر بنی ہاشم نے
چھ مہینے تک حضرت ابو بکر کی بیعت نہین کی۔ جب حضرت فاطمہ نے
وفات پائی تب سب نے بیعت کی اور جب حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے
تو انھون نے منبر پر جاکر بعد حمد خدا کہا کہ ایہا الناس مین تمپر ولی امر کیا گیا
ہون گو کہ تم سے بہتر نہین ہون پس اگر مجھ مین بھلائی دیکھو تو میری مدد کرو اور
اگر برائی دیکھو تو مجھے سنبھالو۔

[1] وفي صحيح البخاري عن عائشة قالت كان لعلي من الناس وجه حياة فاطمة فلما توفيت استنكر علي وجوه الناس

[2] وفي تاريخ ابي الفداء والعقد الفريد لابن عبد ربه عن عروة عن عائشة قالت لم يبايع علي ابا بكر حتى ماتت فاطمة

[3] وفي تاريخ الطبري قال رجل للزهري افلم يبايعه علي ستة اشهر قال لا ولا احد من بني هاشم

[4] وفي مروج الذهب لم يبايعه احد من بني هاشم حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها

[5] وفي الكامل لابن الاثير قال الزهري بقي علي وبنو هاشم ستة اشهر لم يبايعوا ابا بكر حتى ماتت فاطمة فبايعوه (الى ان قال) وجلس ابو بكر على المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس قد وليت عليكم ولست بخيركم فان احسنت فاعينوني وان اسأت فقوموني

وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قال جاء الحسن بن علی الی ابی بکر وهو علی منبر رسول الله فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت انه مجلس ابیک واجلسه فی حجره وبکی فقال علی والله ما هذا عن امری فقال صدقت والله ما اتهمك

اور تاریخ الخلفاء سیوطی مین ہے کہ حضرت حسن بن علی حضرت ابو بکر کی طرف ہو کر گزرے اور اون کو رسول اللہ کے منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو۔ حضرت ابو بکر بولے کہ تمنے سچ کہا درحقیقت یہ منبر تمہارے ہی باپ کا ہے یہ کہہ کر حضرت ابو بکر نے حضرت حسن کو گود مین بٹھالیا اور رونے لگے۔ حضرت علی نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ جو کچھ تمسے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا۔ حضرت ابو بکر بولے کہ واللہ مین تمکو متہم نہین کرتا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ حکومت مین مسیلمہ کذاب قتل ہوا حضرت ابو بکر نے جو فوج اوس کے مقابلہ کو بھیجی تھی اوس سے اور مسیلمہ والون سے جنگ شدید ہوئی بالآخر مشرکین نے شکست پائی اور مسیلمہ کو وحشی نے اوسی حربے سے قتل کیا جس سے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ عہد حکومت حضرت ابو بکر مین قبیلۂ بنی یربوع نے (جس کا سردار مالک بن نویرہ تھا) زکوۃ کے داخل کرنے سے انکار کیا۔

یہ مالک بن نویرہ جناب رسالت مآب کے حضور مین حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا تھا اور آنحضرت نے اوس کو قبیلۂ بنی یربوع سے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا۔ پس جب قبیلۂ بنی یربوع نے زکوۃ کے داخل کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر نے خالد بن ولید کو زکوۃ کیلئے مالک بن نویرہ کے پاس بھیجا

قال ابو الفداء وفی ایام ابی بکر قتل مسیلمة الکذاب وکان ابو بکر ارسل الی قتاله جیشا (الی ان قال) بینهم قتال عظیم وآخره انتصر المسلمون وهزموا المشرکین وقتل مسیلمة قتله الوحشی بالحربة التی قتل بها حمزة عم النبی صلعم قال ابن الوردی فی تاریخه

وفی ایام ابی بکر منعت بنو یربوع الزکوة وکان کبیرهم مالک بن نویرة وکان النبی صلعم استعمله علی صدقاتهم فلما منعوا الزکوة ارسل ابو بکر الیه خالد [illegible] الزکوة وفعل [illegible]

اور تاریخ ابن اثیر واصح مین ہے کہ جب خالد وہان پہونچے تو مالک بن نویرہ اون کے پاس حاضر ہوا۔ اتفاق سے اوس کی بی بی بھی ساتھ آئی اور خالد بن ولید اوس کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئے۔

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ (جب خالد بن ولید زن مالک پر فریفتہ ہوئے تو) اونھون نے ضرار ابن ازور کو حکم دیا کہ مالک کی گردن اڑا دے۔ مالک نے اپنی صاحب جمال زوجہ کی طرف نگاہ کرکے کہا کہ اسی عورت نے مجھے قتل کرایا خالد نے کہا کہ نہین بلکہ تیرا اسلام سے پھر جانا تیرے قتل کا باعث ہوا مالک بولا کہ مین تو مسلمان ہون مگر (کون سنتا تھا صدائے مالک) خالد کے حکم دیتے ہی ضرار نے مالک کا سر اڑا دیا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ مالک نے اپنی خوبصورت بی بی کی طرف دیکھکر کہا کہ اسی نے مجھے قتل کرایا۔ خالد نے کہا کہ نہین بلکہ تیرا اسلام سے پھر جانا تیرے قتل کا سبب ہوا۔ مالک نے کہا مین تو مسلمان ہون مگر خالد نے کچھ نہ سنا اور ضرار سے مالک کو قتل کراکے اوس کی بی بی پر قبضہ کر لیا۔

اور تاریخ ابن اثیر واصح مین ہے کہ ابو قتادہ جو خالد کے ساتھ گئے تھے اونھون نے واپس آکر حضرت ابو بکر کو اس واقعے کی خبر دی اور قسم کھائی کہ مین خالد کے زیر علم نہ رہون گا کیونکہ اوس نے مالک کو جو کہ مسلمان تھا قتل کر ڈالا۔

له وقال ابن اثیر فی تاریخه فاتاه مالک بن نویرة و امرأته فلما رآها خالد اعجبته

و فی روضة المناظر لابن شحنة والتفت خالد الی ضرار بن الازور اضرب عنقه فالتفت مالک الی زوجته وقال هذه التی قتلتنی وکانت فی غایة الجمال فقال خالد بل قتلک رجوعک عن الاسلام قال مالک انا مسلم فقال خالد یا ضرار اضرب عنقه فضرب عنقه

و فی تاریخ ابی الفداء فالتفت مالک الی زوجته وقال لخالد هذه قتلتنی وکانت فی غایة الجمال فقال خالد بل قتلک رجوعک عن الاسلام فقال مالک انا علی الاسلام فقال خالد یا ضرار اضرب عنقه فضرب عنقه

و فی تاریخ ابن اثیر وقد شهد ابو قتادة فلحق بابی بکر فاخبره الخبر وحلف ان لا یسیر تحت لواء خالد لانه قتل مالکا مسلما

اور تاریخ ابو الفدا[۱] مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو اس ناخوشناک واقعے کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ خالد نے بیشک زنا کیا اوس کے رجم کا حکم دو حضرت ابوبکر بولے کہ مین خالد کے رجم کا حکم ندونگا کیونکہ اوس نے تاویل مین خطا کی۔

اور روضۃ المناظر ابن شحنہ[۲] مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو قتل مالک کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ بیشک خالد زنا کا مرتکب ہوا۔ اوس پر حد جاری کرو حضرت ابوبکر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا کیونکہ خالد نے تاویل مین غلطی کی۔ حضرت عمر بولے کہ اچھا اوس کو قتل کرو اسلئے کہ اوس نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ (یہ بھی نہین ہوسکتا کیونکہ) خالد نے تاویل مین خطا کی۔

تاریخ ابن جریر طبری[۳] مین ہے کہ جب خالد واپس آئے اور مسجد مین داخل ہوئے تو حضرت عمر نے خالد سے کہا کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اوس کی عورت پر پھاند پڑا واللہ مین تجھکو سنگسار کرونگا۔ خالد نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ خالد کو گمان ہوا کہ جو کچھ حضرت عمر نے کہا وہ حضرت ابوبکر کی رائے کے موافق ہے بعد ازان خالد نے حضرت ابوبکر کے پاس حاضر ہوکر حقیقت حال سے خبر دی اور اپنی خطا کا عذر پیش کیا حضرت ابوبکر نے اون کا عذر قبول کرکے اون کی خطا کو معاف فرمایا۔

[۱] وفی تاریخ ابی الفداء فلما بلغ ذلک ابابکر وعمر قال عمر لابی بکر ان خالدا قد زنی فارجمه فقال ما کنت لارجمه فانه تأول فاخطأ

[۲] وفی روضة المناظر لابن شحنة قال فلما بلغ ذلک ابابکر وعمر قال عمر لابی بکر ان خالدا قد زنی فارجمه قال لا لانه تاول فاخطأ قال فانه قتل مسلما فاقتله قال لا انه تاول فاخطأ

[۳] وفی تاریخ الکبیر للحافظ ابن جریر واقبل خالد بن الولید قافلا حتی دخل المسجد (الی ان قال) فقال عمر یا خالد قتلت امرأ مسلما ثم نزوت علی امرأته والله لارجمنك ولا یکلمه خالد ولا یظن الا ان رأی ابی بکر علی مثل رأی عمر فیه حتی دخل علی ابی بکر فلما ان دخل علیه اخبره الخبر واعتذر الیه فعذره ابو بکر وتجاوز عنه (الی ان قال)

پس جب خالد حضرت ابوبکر کی رضامندی حاصل کرکے باہر نکلے تو حضرت عمر کو مسجد میں دیکھکر بولے کہ ادھر آ اے ام شملہ کے بیٹے یہ سنکر حضرت عمر سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کا قصور معاف کردیا اور چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلے گئے۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانے میں مقام حیرہ کی فتح جزیہ کی شرط پر ہوئی۔ پھر ۱۲ و ۱۳ھ میں یرموک کا واقعہ پیش آیا۔

اور استیعاب ابن عبد البر میں عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب جنگ یرموک میں ابوسفیان رومیوں کا غلبہ دیکھتے تو کہتے کہ شاباش رومی بہادرو اور جب مسلمانوں کا غلبہ دیکھتے تو کہتے کہ (افسوس) روم کے بادشاہوں کا نام مٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ عبد اللہ نے اس بات کا ذکر اپنے باپ زبیر سے کیا تو انھوں نے کہا خدا اس کا برا کرے۔ یہ نفاق سے باز نہ آئے گا۔

اور تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ ۱۳ھ ہجری میں حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر نے غسل کیا۔ چونکہ سردی بہت تھی اون کو بخار آگیا اس وجہ سے وہ پندرہ دن تک نماز کے لئے باہر نہیں نکلے اور حضرت عمر کو اونھوں نے حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

اور تاریخ ابن جریر و معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے وقت وفات افسوس کرکے ارشاد کیا کہ کاش میں فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے

فخرج خالد حين فرغ وعمر جالس في المسجد فقال هلم الي يا ابن ام شملة قال فعرف عمر ان ابا بكر قد رضي عنه فلم يكلمه ودخل بيته

ابو الفداء وفيها كانت فتح الحيرة صلحا على الجزية ثم دخلت سنة ثلث عشرة وفيها كانت وقعة اليرموك

قال ابن عبد البر في كتاب الاستيعاب عن ابن الزبير انه قال كانت ... الروم ... ابو سفيان ... فاذا انتصر المسلمون قال ابو سفيان وبنو الاصفر الملوك ملوك الروم ... فلما فتح الله على المسلمين فقال الزبير قاتله الله يأبى الا نفاقا

وفي تاريخ ابي الفداء ثم دخلت سنة ثلاث عشرة وفيها توفي ابو بكر رضي الله عنه عن عائشة انه اغتسل وكان يوما باردا فحم خمسة عشر يوما لا يخرج الى الصلوة وامر عمر ان يصلي بالناس

وفي تاريخ ابن جرير والمعجم الكبير للطبراني ان ابا بكر قال في مرض موته ... وددت اني لم اكشف بيت فاطمة عن شيء وان كانوا قد غلقوه على الحرب

وددت انی یوم سقیفۃ بنی ساعدۃ قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمر وابا عبیدۃ ۱۲ قال ابن الوردی وعھد بالخلافۃ الی عمر ۱۲ وقال الشہرستانی فی الملل والنحل الخلاف الثامن فی تنصیص ابی بکر علی عمر بالخلافۃ وقت الوفاۃ فمن الناس من قال قد ولیت علینا فظا غلیظا ۱۲ قال ابو الفداء لیلۃ الثلثاء بین المغرب والعشاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ

کیون نہ بند کیا گیا ہوتا اور کاش بروز بیعت سقیفہ مین امر خلافت کو اختیار
نہ کرتا بلکہ خلافت کا قلاوہ عمر یا ابو عبیدہ کے گلے مین ڈال دیتا۔
تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیماری ترقی پذیر ہوئی
تو اونھون نے اپنا ولیعہد خلافت حضرت عمر کو کیا۔
اور کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے کہ آٹھوان اختلاف
وہ تھا کہ حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کو خلیفہ
مقرر کیا جس پر بعض لوگ کہہ اوٹھے کہ تمنے ایک درشت خو
شخص کو ہمپر حاکم کیا ہے۔
مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ بہر شب سہ شنبہ بائیس جمادی الاخری
۱۳ھ کو بین المغرب والعشاء حضرت ابوبکر نے انتقال کیا۔
تاریخ الخلفاء سیوطی مین ہے کہ حضرت ابوبکر پہلے وہ شخص تھے جو اپنے
باپ کی زندگی مین ولی امر خلافت ہوئے اور پہلے وہ شخص تھے جنھون نے
بیت المال قائم کیا۔
تاریخ الخمیس مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے تین صاحبزادے تھے۔ عبداللہ بن
ابی بکر جن کی مان قتیلہ تھین اور عبدالرحمن بن ابی بکر جن کی مان ام رومان تھین اور
محمد بن ابی بکر جن کی مان اسماء بنت عمیس تھین۔
اور تاریخ ابن واضح مین ہے کہ حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت اون کی جانب سے

۱۳ھ ۱۲ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء وھو اول من ولی الخلافۃ وابوہ حی وھو اول من اتخذ بیت المال ۱۲ قال فی تاریخ الخمیس من اولادہ عبداللہ المذکور وامہ قتیلۃ وعبد الرحمن بن ابی بکر امہ ام رومان ومحمد بن ابی بکر وامہ اسماء بنت عمیس ۱۲ وفی تاریخ ابن واضح کان عمال ابی بکر

مکے مین عتاب بن اسید - طائف مین عثمان بن العاص - یمامہ مین ایک مرد انصاری
عمان مین حذیفہ بن محصن - بحرین مین علا بن الحضرمی - شام مین خالد بن ولید -
کوفے مین مثنی بن حارثہ اور بصرے مین سوید بن قطبہ حاکم تھے -

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ جسدن حضرت ابو بکر کی وفات ہوئی اوسی دن حضرت عمر کی بیعت کی گئی -

اور طبقات ابن سعد مین بروایت جامع بن شداد مروی ہے کہ حضرت عمر نے بالائے منبر جاکر جو الفاظ اول ارشاد کئے وہ یہ تھے کہ خدایا مین درشت خو ہون مجھے نرم دل کر مین کمزور ہون مجھے قوت دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی فرما -

اور تاریخ الخلفا سیوطی مین بروایت ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان حضرت حسین بن علی نے کھڑے ہوکر کہا کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اوترو - حضرت عمر نے فرمایا کہ بیشک یہ تمھارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہین ہے - بھلا صاحبزادے یہ تو بتاؤ کہ تمنے کس کے حکم سے ایسا کہا - یہ سنکر حضرت علی بولے کہ واللہ کسی نے حسین کو اس بات کے کہنے کا حکم نہین دیا -

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ حضرت عمر نے خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ خالد بن ولید کو معزول فرمایا اور ۱۴ھ مین شہر بصرہ کی نبیاد ڈالنے کا حکم دیا -

مما توفی عتاب بن اسید علی مکة وعثمان بن ابی العاص علی الطائف ورجل من الانصار علی الیمامة وحذیفة بن محصن علی عمان والعلاء بن الحضرمی علی البحرین وخالد بن الولید علی الشام والمثنی بن حارثة علی الکوفة وسوید بن قطبة علی البصرة

سلہ قال ابو الفداء بویع عمر بن الخطاب بالخلافة فی الیوم الذی مات فیه ابو بکر

سلہ واخرج ابن سعد فی الطبقات عن جامع بن شداد عن ابیه قال کان اول کلام تکلم به عمر بن الخطاب حین صعد المنبر ان قال اللهم انی غلیظ فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی

سلہ وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی اخرج ابن عساکر عن ابی البختری قال کان عمر بن الخطاب یخطب علی المنبر فقام الیه الحسین بن علی رضی الله عنه فقال انزل عن منبر ابی فقال عمر منبر ابیک لا منبر ابی من امرک بهذا فقام علی فقال والله ما امره بهذا احد اسناده صحیح

سلہ وفی تاریخ ابن الوردی قال اول شیء امر به عزل خالد بن الولید الی ان قال ثم دخلت سنة اربع عشرة فیها امر عمر ببناء البصرة

اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ سنہ ۱۴ھ مین حضرت عمر نے حکم دیا کہ لوگ ماہ رمضان مین نماز تراویح ادا کرین۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر سنہ ۱۵ھ شروع ہوا اور اسی سنہ مین حمص اور دمشق کی فتح واقع ہوئی بعدازان۔ حلب۔ انطاکیہ۔ قیساریہ وغیرہا فتح ہوئے البتہ بیت المقدس کے محاصرے مین عرصہ گزرا تو وہان کے لوگون نے ابو عبیدہ سے استدعا کی کہ جس طور پر اہل شام سے صلح ہوئی ہے اسی طرح ہمسے بھی صلح کرلیجائے بشرطیکہ امر صلح کے متولی حضرت عمر ہون پس ابو عبیدہ نے حضرت عمر کی خدمت مین صورت حال لکھ بھیجی۔ اور حضرت عمر نے جاکر بیت المقدس کو فتح کیا۔ نیز اسی سال قادسیہ کا واقعہ بھی ہوا پھر سنہ ۱۶ھ مین مسلمانون نے داخل مدائن ہوکر قتل عام کیا۔ بعدازان تکریت اور موصل اور ماسندان اور قرقیسیا مفتوح ہوئے اور سنہ ۱۷ھ مین اہواز فتح ہوا اور سنہ ۱۸ھ مین مدینہ منورہ اور حجاز مین قحط عظیم کی شکایت پیدا ہوئی اور شام مین طاعون نمودار ہوا جس سے پچیس ہزار آدمی مرگئے۔

اور کتاب اوائل سیوطی مین ہے کہ اسلام مین پہلا طاعون حضرت عمر کے زمانہ خلافت مین طاعون عمواس تھا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر سنہ ۱۹ و ۲۰ھ مین مصر اور اسکندریہ فتح ہوئے۔

وقال المسعودي في مروج الذهب وفي سنة اربع عشرة امر عمر بن الخطاب بالقيام في رمضان للصلوة التراويح قال ابو الفداء ثم دخلت سنة خمس عشرة فيها فتحت حمص ودمشق الى ان قال ثم فتحت حلب وانطاكية وغيرها الى ان قال ثم فتحت قنسرين وغيرها الى ان قال فطال حصاره وطلب اهله من ابي عبيدة ان يصالحهم على صلح اهل الشام على شرط ان يكون عمر بن الخطاب متولي امر الصلح فكتب ابو عبيدة الى عمر بذلك فقدم عمر الى القدس ففتحها الى ان قال وفي هذه السنة كان فتح القادسية قال ابو الفداء ثم دخلت سنة ست عشرة الى ان قال ودخل المسلمون المدائن وقتلوا الى ان قال وجاء المسلمون تكريت وفتحوا الموصل ثم فتحوا ماسندان الى ان قال ثم فتحوا قرقيسيا الى ان قال ثم دخلت سنة سبع عشرة وفي هذه السنة فتح المسلمون الاهواز الى ان قال وفي سنة ثمان عشرة اصاب الحجاز والمدينة قحط عظيم الى ان قال وفي هذه السنة كان طاعون عمواس بالشام ومات من الناس في هذا الطاعون خمسة وعشرون الف نفس وفي كتاب الاوائل للسيوطي اول طاعون في الاسلام طاعون عمواس بالشام في زمن عمر بن الخطاب قال ابن الوردي ثم دخلت سنة تسع عشرة وسنة عشرين ففيهما فتحت مصر والاسكندرية

اور کتاب ۵۳ محاضرۃ الاوائل مین ہے کہ اسلام مین پہلا زلزلہ وہ تھا جو بزمانہ خلافت حضرت عمر ۲۰ھ مین محسوس ہوا۔

تاریخ ابوالفدا ۵۴ مین ہے کہ پھر ۲۱ھ مین عجمون کے ساتھ نہاوند کا واقعہ پیش آیا اور دینور دہمدان و اصفہان کی فتوحات ہوئین اور اسی سنہ مین خالد بن ولید کا انتقال ہوا۔ بعد ازان ۲۲ھ مین آذربیجان۔ رے۔ جرجان۔ قزوین۔ زنجان اور طبرستان فتح ہوئے۔

تاریخ ابن جریر طبری ۵۵ مین ہے کہ حضرت عمر کی جانب سے مکے مین نافع بن حارث طائف مین سفیان بن عبید اللہ ثقفی۔ صنعا مین یعلی بن منیہ۔ کوفے مین مغیرہ بن شعبہ بصرے مین ابو موسیٰ اشعری۔ مصر مین عمرو بن عاص۔ حمص مین عمیر بن سعد دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص عامل اور حاکم مقرر ہوئے اور منقول ہے کہ حضرت عمر کے چند فرزند تھے ازانجملہ عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمٰن بن عمر جن کی مان زینب بنت مظعون تھین اور عاصم بن عمر جن کی مان جمیلہ بنت عاصم بن ثابت تھین اور عبید اللہ بن عمر جن کی مان ملیکہ خزاعیہ تھین (جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے) اور عیاض بن عمر جن کی مان عاتکہ تھین (جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے) اور زید بن عمر جن کی مان ام کلثوم بنت جرول تھین (جیسا کہ اصابہ اور استیعاب مین ہے)۔

۵۳ وقال في محاضرة الاوائل اول زلزلة كانت في الاسلام سنة عشرين من الهجرة في خلافة عمر رضي الله عنه ۵۴ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة احدى وعشرين فيها وقعة نهاوند مع الاعاجم وفيها فتحت الدينور وهمدان واصفهان وفيها مات خالد بن الوليد ثم دخلت سنة اثنتين وعشرين فيها فتحت اذربيجان والري وجرجان وقزوين وزنجان وطبرستان ۵۵ وقال ابن جرير عامل عمر بن الخطاب رضي الله عنه على مكة نافع ابن الحارث وعلى الطائف سفيان بن عبد الله الثقفي وعلى صنعاء يعلى بن منية وعلى الكوفة المغيرة بن شعبة وعلى البصرة ابو موسى الاشعري وعلى مصر عمرو بن العاص وعلى حمص عمير بن سعد وعلى دمشق معاوية بن ابي سفيان وعلى البحرين عثمان بن ابي العاص ومن اولاده المذكور عبد الله بن عمر وعبد الرحمن بن عمر امهما زينب بنت مظعون وعاصم بن عمر امه جميلة بنت عاصم بن ثابت وعبيد الله بن عمر امه مليكة الخزاعية (كذا في الكامل) وعياض بن عمر امه عاتكة (كذا في الخميس) وزيد بن عمر امه ام كلثوم بنت جرول كذا في الاصابة والاستيعاب

علامہ ابن جریر طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر کو فاروق کہا جاتا تھا متقدمین نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ اون کا نام فاروق کسنے رکھا بعض کا قول تو یہ ہے کہ رسول اللہ نے اون کو فاروق کہا چنانچہ ذکوان سے روایت ہے کہ مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضرت عمر کا نام فاروق کسنے رکھا اونھون نے کہا رسول اللہ نے اور بعض متقدمین کہتے ہین کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہا۔ چنانچہ صالح بن کیسان سے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اون کو سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے۔ ہم کو یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو۔

علامہ صدیق حسن خان حجج الکرامہ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر اول وہ شخص ہین جنھون نے نماز تراویح کا حکم دیا اور متعہ کو حرام کیا۔

اور تاریخ الخلفاء سیوطی مین ہے کہ حضرت عمر اول وہ شخص ہین جنھون نے گھوڑون کی زکوۃ وصول کی اور شراب نوشی کی حد اسّی کوڑے مقرر فرمائی اور متعہ کو حرام کر دیا نیز تاریخ موصوف مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ کے بعد حضرت عمر سے زیادہ کسی کو حدید الذہن اور صاحب جودت نہین دیکھا۔

تاریخ ابن جریر طبری اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری مین عبد اللہ بن عباس سے

له قال ابن جرير في تاريخه كان يقال له الفاروق وقد اختلف السلف فيمن سماه بذلك فقال بعضهم سماه بذلك رسول الله صلعم وعن ذكوان قال قلت لعائشة من سمى عمر الفاروق قالت النبي صلعم وقال بعضهم اول من سماه بهذا الاسم اهل الكتاب عن صالح بن كيسان قال قال ابن شهاب بلغنا ان اهل الكتاب كانوا اول من قال لعمر الفاروق وكان المسلمون يأثرون ذلك من قولهم ولم يبلغنا ان رسول الله صلعم ذكر من ذلك شيئا ١٢ منه

له [illegible] اول کسی که حضرت عمر [illegible] نماز تراویح [illegible] متعه را حرام کرد

له وفي تاريخ الخلفاء قال السيوطي هو اول من اخذ زكوة الخيل واول من ضرب في الخمر ثمانين واول من حرم المتعة وفيه ايضا عن ابن عمر قال ما رأيت احدا قط بعد رسول الله احدّ ولا اجود من عمر

له في تاريخ الكبير لابن جرير و الكامل لابن اثير عن ابن عباس قال بينما

عمر بن الخطاب وبعض اصحابه يتذاكرون الشعر وبعضهم فلان اشعر وقال بعضهم بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال عمر قد جاءكم اعلم الناس بها فقال عمر من شاعر الشعراء يا ابن عباس قال فقلت زهير بن ابى سلمى فقال عمر هلم من شعره ما نستدل به على ما ذكرت فقلت امتدح قوما من بنى عبد الله بن غطفان فقال لو كان يقعد فوق الشمس من كرم قوم باولهم او مجدهم قعدوا قوم ابوهم سنان حين تنسبهم طابوا وطاب من الاولاد ما ولدوا الخ الابيات فقال عمر احسن وما اعلم احدا اولى بهذا الشعر من هذا الحى قال فقال يا ابن عباس اتدرى ما منع قومكم منهم بعد محمد صلعم فكرهت ان اجيبه فقلت ان لم اكن ادرى فامير المومنين يدرينى فقال عمر كرهوا ان يجمعوا لكم النبوة والخلافة فتبجحوا على قومكم بجحا بجحا فاختارت قريش لانفسها فاصابت ووفقت فقلت يا امير المومنين ان تاذن لى فى الكلام وتمط عنى الغضب تكلمت فقال تكلم يا ابن عباس فقلت اما قولك يا امير المومنين اختارت قريش لانفسها فاصابت ووفقت فلو ان قريشا اختارت لانفسها حيث اختار الله عز وجل لها لكان الصواب بيدها واما قولك انهم

مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب اور اون کے بعض اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح تھا اور کوئی کسی کا۔ اس اثنا مین مین بھی وہان پہونچا حضرت عمر نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے ماہر آگئے۔ پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم کس کو ملک الشعرا سمجھتے ہو۔ مین نے کہا کہ زہیر بن ابی سلمی کو حضرت عمر نے فرمایا کہ اون کا کوئی شعر استدلالاً پڑھو۔ مین نے چند شعر پڑھے حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے۔ میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد صلعم کے بعد کس بات نے تم کو امر خلافت سے محروم رکھا۔ مین نے اس کا جواب دینا خلاف مصلحت سمجھ کر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ مجھے آگاہ کرین۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی کہ نبوت اور خلافت دونون تم مین جمع ہون اور تم اوس پر خوش ہو کر اتراتے پھرو۔ چنانچہ قوم اوسکے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوئی۔ مین نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اجازت دین اور خفا نہ ہون تو مین بھی کچھ عرض کرون۔ اونھون نے فرمایا ہان کہو۔ مین نے کہا کہ آپ کا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت کے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوئی اس لئے کہ اگر قوم خلافت کو خدا کی مرضی کے موافق اختیار کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔ نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے

كرهوا ان تكون لنا النبوة والخلافة فان الله عز وجل وصف قوما بالكراهية فقال ذلك بانهم كرهوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم فقال عمر هيهات والله يا ابن عباس قد كانت تبلغني عنك اشياء كنت اكره ان افرك عنها فتزيل منزلتك مني فقلت وما هي يا امير المؤمنين فان كانت حقا فما ينبغي ان تزيل منزلتي عندك فقال عمر بلغني انك تقول انما صرفوها عنا حسدا وظلما فقلت اما قولك يا امير المؤمنين ظلما فقد تبين للجاهل والحليم واما قولك حسدا فان آدم حسد ونحن ولده المحسودون فقال عمر هيهات ابت والله قلوبكم يا بني هاشم الا حسدا ما يحول وغشا ما يزول فقلت مهلا يا امير المؤمنين لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فان قلب رسول الله من قلوب بني هاشم فقال عمر اليك عني

کہ قوم نے ہم مین نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی۔ دیکھیئے اللہ تعالےٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے کلام مین ان الفاظ سے فرماتا ہے کہ ذلك بانهم كرهوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم (یعنی چونکہ حکم خدا اسے اونھون نے کراہت کی لہذا اون کے اعمال اکارت گئے) یہ سن کر حضرت عمر بولے افسوس اے ابن عباس خدا کی قسم تمھاری نسبت مجھے ایسی باتون کی خبرین پہونچائی گئی ہین جن کو کرید کر تمھاری منزلت اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہین کرتا۔ مین نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ فرمائین تو سہی اگر درحقیقت وہ باتین حق پر مبنی ہین تو میری منزلت ضائع ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بہ ظلم و حسد لیگئی ہے۔ مین نے کہا کہ اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل اور حلیم پر روشن ہے۔ رہا حسد پس ابلیس نے حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد ہین محسود ہوا چاہین۔ حضرت عمر نے فرمایا افسوس اے بنی ہاشم تمھارے قلوب مین حسد اور کینے کے سوا کچھ نہین ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہین سکتا۔ مین نے کہا بس اے امیر المومنین اون لوگون کے قلوب کو کینے اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجیے جن کو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور خباثت سے پاک صاف فرمایا ہے اور غور کیجیے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم مین سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا

کہ اے ابن عباس میرے پاس سے ہٹجاؤ۔ جب مین نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونھون نے بمقتضائے شرم مجھے پھر بٹھایا اور فرمایا کہ اے ابن عباس واللہ مین تمھارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا اور تمھاری خوشی کا خواہان رہونگا مین نے کہا اے امیرالمومنین تمپر اور کل مسلمانون پر میرا حق ہے جس نے اسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا اور جس نے اوس کو ضائع کیا خطا کی (اسکے بعد) ابن عباس اوٹھے اور وہان سے چلے گئے۔

علامہ ابوالفدا لکھتے ہین کہ ۲۳ھ مین ۲۴ ذی الحجہ کو ابو لؤلؤ فیروز نے حضرت عمر پر حملہ کرکے اون کو مجروح کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو قبیلہ بنی حارث کا ایک طبیب بلایا گیا جس نے حضرت عمر کو نبیذ پلائی تو وہ بجنسہ خارج ہو گئی۔ پھر دودھ پلایا تو وہ بھی اوسی طرح خارج ہو گیا۔ یہ دیکھکر طبیب نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ کو جو وصیت کرنی ہو کیجیے۔

کنز العمال مین ابو مجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے لوگون سے دریافت کیا کہ میرے بعد تم کس کو خلیفہ کرنا چاہتے ہو۔ ایک شخص نے کہا زبیر بن العوام کو۔ حضرت عمر بولے کہ کیا ایسے آدمی کو خلیفہ کروگے جو بخیل اور بداخلاق آدمی ہے۔ پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا ایسے آدمی کو خلیفہ

یا ابن عباس فقلت افعل فلما ذهبت لاقوم استحیا منی فقال یا ابن عباس مکانك واللہ انی لراع لما یسرك ... فقلت یا امیر المومنین ان لی علیك حقا وعلی کل مسلم فمن حفظه فحظه اصاب ومن اضاعه فحظه اخطأ ثم قام فمضی

ابو الفداء قال ثم دخلت سنة ثلاث وعشرین فیها طعن ابو لؤلؤة فیروز عمر رضی اللہ عنه لست بقین من ذی الحجة

کامل ابن الاثیر وفی الکامل لابن الاثیر ثم تبرد عی له طبیب من بنی الحارث فسقاه نبیذا فخرج غیر متغیر فسقاه لبنا فخرج کذلك ایضا فقال له اعهد یا امیر المومنین

ع وروی فی کنز العمال عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا تستخلفون شحیحا غلقا سیئ الاخلاق فقال رجل تستخلفون طلحة ابن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون لجلا

کروگے جس نے رسول اللہ کی عطا فرمائی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے یہان رہن کر دیا۔ یہ سن کر ایک تیسرے شخص نے عرض کیا کہ ہم علی کو خلیفہ کرین گے۔ حضرت عمر نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے میری جان کی تم علی کو خلیفہ نہ کروگے اور بخدا اگر علی کو خلیفہ کروگے تو چاہے تم ناخوش ہی کیون نہو وہ تم کو امر حق پر قائم کئے بغیر نہ رہینگے۔ یہ سن کر ولید بن عقبہ بولا مین سمجھ گیا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ حضرت عمر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پوچھا کون؟ ولید نے کہا عثمان اور حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر سے (جب وہ مدینے مین تھے) پوچھا گیا کہ آپ کے بعد کون شخص آپ کا خلیفہ ہوگا۔ اونھون نے کہا کہ عثمان بن عفان۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر نے امر امامت کو عثمان علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص مین منحصر کیا اور کہا کہ امر امامت ان چھ شخصون سے خارج نہو۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ پھر حضرت عمر نے صہیب سے ارشاد کیا کہ تین دن تک لوگون کو نماز پڑھائے اور ان چھ آدمیون کو (جن مین امر امامت منحصر کیا گیا ہے) ایک مکان مین داخل کرکے اون کے سرون پر کھڑا ہو۔ پس اگر اون مین سے پانچ آدمی باہم اتفاق کرین اور ایک شخص اختلاف کرے تو اوس کا سر اڑا دے اور اگر چار شخص متفق ہون

كان اول شئ نحله رسول الله صلعم ارضا فحملها اياه فجعلها فرهن يهودية فقال رجل من القوم تستخلف عليها فقال اتأمرني الذي يفسد بلحية لا تستخلفونه و لو استخلفتموه لاقامكم على الحق وان كرهتم فقال الوليد بن عقبة قد علمنا الخليفة من بعده فقعد فقال من قال عثمان بن عفان الحديث وعن حذيفة قال قيل لعمر بن الخطاب (وهو بالمدينة) يا امير المؤمنين من الخليفة بعدك قال عثمان بن عفان الا

وفي شرح الفقه الاكبر للملا علي القاري روي ان عمر رضي الله عنه ترك امر الامامة بين ستة انفس عثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابي وقاص وقال لا تخرج الامامة منهم وفي الكامل لابن الاثير وقال عمر لصهيب صل بالناس ثلاثة ايام وادخل هؤلاء الرهط بيتا وقم على رؤسهم فان اجتمع خمسة وابى واحد فاشدخ راسه بالسيف وان اتفق اربعة

والاثنان فاضربوا رؤسهما وان رضى ثلاثة رجلا وثلاثة رجلا فحكموا عبدالله بن عمر فان لم يرضوا بحكم عبدالله بن عمر فكونوا مع الذين فيهم عبدالرحمن واقتلوا الباقين ان رغبوا قال ابو الفداء توفى عمر يوم السبت سلخ ذى الحجة

شرح الفقه الاكبر للملا على القارى فجعلوا الاختيار الى عبدالرحمن بن عوف ورضوا بحكمه فاخذ عبدالرحمن بيد على وقال أبايعك ان تحكم بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الشيخين فقال على احكم بكتاب الله وسنة رسوله واجتهد رأيي ثم قال لعثمان مثل ذلك فاجابه

اور دو آدمی انکار کرین تو اون دونون کے سر کاٹ دے اور اگر تین آدمی ایک راے پر ہون اور تین ایک راے پر تو فیصلے کیلئے عبداللہ بن عمر کو حکم قرار دینا چاہیئے اور اگر یہ لوگ عبداللہ بن عمر کا حکم ہونا منظور نہ کرین تو جس گروہ مین عبدالرحمٰن ہون اوس کو اختیار کر کے باقی اشخاص کو قتل کر دیا جائے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ سلخ ذی الحجہ روز شنبہ کو حضرت عمر نے رحلت فرمائی۔

اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہے، کہ جب بعد وفات حضرت عمر اون کی ہدایت کے موافق کمیٹی شورہ منعقد ہوئی تو ممبرون نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اختیار دیا کہ وہ جس کو چاہین خلیفہ منتخب کرین عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر تین بار پوچھا کہ اگر ہم تم کو ولی امر اور امام قرار دین تو تم کتاب خدا اور سنت رسول اور سیرت ابوبکر و عمر پر عمل کروگے؟ حضرت علی نے جواب دیا کہ قرآن اور سنت رسول پر عمل کرون گا۔ لیکن سیرت شیخین کے اتباع کا پابند نہ ہون گا بلکہ اپنے اجتہاد کو کام مین لاؤن گا۔ یہ سن کر عبدالرحمٰن نے تین مرتبہ حضرت عثمان سے پوچھا کہ اگر ہم تم کو امام مقرر کرین تو تم کتاب اللہ اور سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کروگے؟ حضرت عثمان نے کہا کہ ہان ضرور عمل کرون گا پس اوّلاً عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کی بیعت کی اون کے بعد اور لوگون نے۔

وعرض عليهما ثلاث مرات وكان على يجيب بجوابه الاول وعثمان يجيبه الى ما يدعوه ثم بايعه (عبدالرحمن) عثمان ثم بايعه الناس

تاریخ کامل اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حضرت علی نے (حاضرین سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ آج یہ پہلا دن نہین ہے کہ تم لوگون نے مل کر ہم پر غلبہ حاصل کیا۔ خیر صبر بہتر ہے۔ اے عبد الرحمٰن خدا کی قسم تم نے عثمان کی بیعت اسی لئے کی ہے کہ امر امامت تمھاری جانب پھر جائے۔ عبد الرحمٰن بن عوف بولے کہ اے علی تم اس کا کچھ خیال نہ کرو۔ حضرت علی یہ فرماتے ہوئے کہ سیبلغ الکتاب اجلہ وہان سے چلے آئے۔ مقداد نے کہا کہ اے عبد الرحمٰن افسوس ہے کہ تم نے علی کو ترک کیا حالانکہ واللہ وہ اون لوگون مین سے ہین جو حق کے ساتھ حکم اور عدل کرتے ہین۔

نیز تاریخ کامل اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ بعد ازان مقداد نے کہا کہ مین نے ایسا برتاؤ نہین دیکھا جیسا اہلبیت نبوت کے ساتھ اون کے نبی کے بعد کیا گیا مجھے تعجب ہے کہ قریش نے ایسے شخص کو ترک کیا جس سے بڑھکر مین کسی کو اعلم جانتا ہون نہ لقضے بالعدل کہہ سکتا ہون۔ خدا کی قسم اگر مین ناصر و مددگار پاتا۔ مقداد اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ عبد الرحمٰن نے کہا کہ اے مقداد خدا سے ڈرو مجھے خوف ہے کہ کہین تمھیر فتنہ برپا نہو۔

اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ عمار نے مسجد نبوی مین کھڑے ہوکر کہا کہ اے گروہ قریش جبکہ تم امر خلافت کو اپنے نبی کے اہلبیت سے پھیر کر کبھی یہان لے گئے

ما قال ابو الفدا وابن الاثیر الجزری قد تظاهرتم فیه علینا فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون والله ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک والله کل یوم هو فی شان فقال عبد الرحمن یا علی لا تجعل علی نفسک سبیلا فخرج علی وهو یقول سیبلغ الکتاب اجله فقال المقداد یا عبد الرحمن اما والله لقد ترکته وانه من الذین یقضون بالحق وبه یعدلون ۱۲ الکامل لابن الاثیر و تاریخ الکبیر لابن جریر

قال المقداد ما رایت مثل ما اوتی الی اهل هذا البیت بعد نبیهم انی اعجب من قریش انهم ترکوا رجلا ما اقول ولا اعلم ان رجلا اقضی بالعدل ولا اعلم منه اما والله لو اجد علیه اعوانا فقال عبد الرحمن یا مقداد اتق الله فانی اخاف علیک الفتنة ۱۲ وقال المسعودی فی مروج الذهب وقام عمار فی المسجد فقال یا معشر قریش اما اذا صرفتم هذا الامر عن اهل بیت نبیکم

اور کبھی وہان تو ہم کو اس بات سے بھی بے خوف نہونا چاہیئے کہ خدا اوس امر کو تم سے لے کر تمھارے غیر کو دیدے جیسا کہ تم نے اوس کو اس کے اہل سے لیکر اوس کے غیر اہل کو دیدیا ہے پھر مقداد نے کھڑے ہو کر کہا کہ رسول مقبول کے بعد جیسی ایذا اہلبیت رسالت کو پہونچائی گئی ہے ایسی تو مین نے کبھی نہین دیکھی۔ عبد الرحمٰن نے کہا کہ اے مقداد تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ مقداد بولے کیون نہ کہون کہ مین اہل بیت رسالت کو حب رسول کی وجہ سے دوست رکھتا ہون اور بے شک حق اونھین کے ساتھ اور اونھین مین ہے اے عبد الرحمٰن مین تعجب کرتا ہون قریش سے جنھین تم غلبہ دلانے کی کوشش کرتے ہو اور جو اس بات پر مجتمع ہوئے ہین کہ رسول کی حجت اور عظمت کو آنحضرت کے بعد اون کے اہلبیت سے چھین لین۔ اے عبد الرحمٰن آگاہ ہو کہ اگر مین انصار و مددگار پاتا تو قسم خدا کی قریش کے ساتھ اوسی طرح قتال کرتا جس طرح مین نے جنگ بدر مین کی ہے۔

اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ ایہا الناس خدائے عز و جل نے اپنے دین کے ساتھ ہم کو عزت دی اور اپنے نبی کے سبب سے ہم کو بزرگی عطا فرمائی پس تم امر خلافت اپنے نبی کے اہلبیت سے کہان پھیر رہے ہو۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب عبد الرحمٰن بن عوف حضرت عثمان کی بیعت کرچکے اور حضار مجلس نے اس باب مین اون سے موافقت کی تو حضرت علی نے تعلل و رتامل

عنها وفیها مته فانا یا من ان ینزعه الله فیصیره فی غیرکم کما نزعتموه من اهله وقام المقداد فقال ما رایت مثل ما اوذی به اهل هذا البیت بعد نبیهم فقال له عبد الرحمن بن عوف وما انت وذاک یا مقداد فقال انی والله لاحبهم لحب رسول الله صلعم وان الحق معهم وفیهم یا عبد الرحمن اعجب من قریش وانما تطولهم على الناس بفضل اهل هذا البیت قد اجتمعوا على نزع سلطان رسول الله صلعم بعده من ایدیهم اما وایم الله یا عبد الرحمن لو اجد على قریش انصارا لقاتلتهم کقتالی ایاهم مع رسول الله صلعم یوم بدر

وفی تاریخ ابن جریر فقال عمار یا ایها الناس ان الله عز وجل اکرمنا بنبیه واعزنا بدینه فانی تصرفون هذا الامر عن اهل بیت نبیکم

و در روضة الاحباب مذکورست که چون عبد الرحمن بن عوف با امیر المومنین عثمان بیعت نمود و حضار مجلس با او دران امر موافقت کردند علی مرتضی رض تامل و تعلل ورزید

فرماکر ارشاد کیا کہ ایہا الناس مین تم کو قسم دے کر پوچھتا ہون کہ کیا اصحاب رسول مین میرے سوا کوئی ایک بھی ایسا ہے جس کو آنحضرت نے موقع مواخاۃ پر اپنا بھائی قرار دیکر اوس سے کہا ہو کہ تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت مین؟ حضار مجلس بولے کہ کوئی نہین۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا میرے سوا کوئی تم مین ایسا ہے جس کی شان مین رسول مقبول نے فرمایا ہو کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا مولا یہ بھی ہے؟ سب نے کہا کہ ہرگز نہین حضرت علیؑ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی تم مین ایسا ہے جس سے پیغمبر خدا نے فرمایا ہو کہ تم میرے لئے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے؟ صحابہ حضار نے کہا کہ نہین۔ حضرت علی نے کہا کہ کیا میرے سوا تم مین کوئی ایسا ہے جس کو جناب رسالتمآب نے تبلیغ سورۂ براۃ پر مقرر و موتمن فرماکر یہ ارشاد کیا ہو کہ امر رسالت کو سوا میرے یا ایسے شخص کے جو میری عترت سے ہو کوئی اور ادا نہین کر سکتا؟ سب بولے کہ کوئی نہین حضرت علی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ سید البشر و شفیع روز محشر نے اکثر سریون مین جملہ مہاجرین اور انصار پر مجھے امیر کرکے بھیجا اور اون کو میری متابعت کا حکم دیا اور مجھپر کبھی کسی کو امیر نہین کیا؟ حاضرین بولے کہ بیشک ایسا ہی ہے۔ حضرت علی نے کہا تم واقف ہو کہ سید المرسلین و مجمع علم اولین و آخرین نے میرے علم کے اعلام کو بلند فرماکر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابہا سب نے کہا کہ بے شک ہم جانتے ہین

حضرت علیؑ نے کہا کہ اصحاب رسولؐ نے اکثر آنحضرت کو میدان جنگ کے خطرناک مقام میں درمیان اعدا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی ہے۔ مگر میں نے کبھی کسی خوفناک معرکے میں آنحضرت سے تخلف نہیں کیا اور اپنی جان کو آنحضرت کی جان عزیز و جسم مقدس پر فدا کرنے کے لئے موجود رہا۔ سب نے کہا کہ درحقیقت ایسا ہی ہے حضرت علیؑ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ جس نے سب سے پہلے دائرہ ایمان و اسلام میں قدم رکھا میں ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے پوچھا کہ ہم سب میں کون شخص از روئے نسب کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر ہے؟ سب نے متفق اللفظ عرض کیا کہ بے شک رسولؐ کے ساتھ تمہارا مرتبہ اقربیت و قرابت ہر طرح ثابت و مسلم و راسخ و محکم ہے۔ حضرت علیؑ یہ تقریر کر رہے تھے کہ عبدالرحمن بن عوف نے کہا اے ابوالحسنؑ جن فضائل کو تم نے گنایا اور بیان کیا اون کے اقرار اعتراف سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ اب اکثر لوگوں نے عثمان کی بیعت کی ہے لہذا متوقع ہوں کہ تم بھی اُن کے ساتھ موافقت کرو گے حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ واللہ تم خوب جانتے ہو کہ مستحق خلافت کون شخص ہے لیکن افسوس ہے کہ جان بوجھ کر اوس سے اعراض کرتے ہو۔

اور تاریخ ابن جریر میں ہے کہ پھر حضرت علیؑ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی اتقوا اللہ الذی تسألون به والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا یعنی

بیکجیز دو آمد ابید سد که صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

لا فتیبن علیکم ان اللہ کان به والارحام الذی تسألون اتقوا اللہ (علی) ابن جریر قال ... [illegible]

اوس خدا سے ڈرو جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو نیز خوف کرو قطع رحم سے۔ بیشک خدا تمھارے افعال کا نگران ہے۔

تاریخ ابو الفدا[۱] مین ہے کہ حضرت عثمان کی بیعت خلافت ۲ محرم سنہ ۲۴ھ کو ہوئی اون کے والد کا نام عفان۔ دادا کا نام ابی العاص اور پردادا کا نام امیہ تھا۔

اور استیعاب[۲] ابن عبد البر مین ہے کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ابو سفیان اون کے پاس آکر کہنے لگے کہ بنی تیم اور بنی عدی کے بعد اب خلافت تم کو پہونچی ہے تو اس کو گیند کی طرح جدھر چاہو پھراؤ۔ اور بنی اُمیّہ کے ذریعہ سے اس کی بنیادون کو مضبوط کر دو۔ کیونکہ یہ سلطنت ہے رہ گیا جنّت اور دوزخ کا قصہ اس کو تو مین کچھ سمجھتا ہی نہین۔

نیز کتاب مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان متوسط القامت اور خوبرو تھے۔

اور تاریخ الخمیس[۳] و ریاض النضرہ مین ہے کہ اون کا رنگ گندمی تھا ڈاڑھی لمبی اور گھنی تھی اور بالون کی کثرت اور ڈاڑھی کی مشابہت سے حضرت عثمان کو اون کے مخالفین نعثل کہا کرتے تھے۔ کیونکہ نعثل ایک لمبی ڈاڑھی والے آدمی کا نام تھا۔

تاریخ مروج الذہب[۴] مین ہے کہ حضرت عثمان کے آٹھ بیٹے تھے۔ عبد اللہ عمرو۔ ابان۔ خالد۔ سعید۔ ولید۔ مغیرہ اور عبد الملک۔

تاریخ الخلفاء[۵] سیوطی مین ہے کہ حضرت عثمان پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے نماز جمعہ کیلئے

---

[۱] قال ابو الفداء فی تاریخه بویع عثمان لثلاث مضین من المحرم سنة اربع و عشرین و هو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیة

[۲] و فی الاستیعاب لابن عبد البر قال لما بویع عثمان دخل علی عثمان حین صارت الخلافة الیه ابو سفیان فقال قد صارت الیک بعد تیم و عدی فادرها کالکرة و اجعل اوتادها بنی امیة فانما هو الملک و لا ادری ما جنة و لا نار و فیه ایضا قال کان عثمان رجلا ربعة لیس بالطویل و لا بالقصیر حسن الوجه

[۳] و قال فی الخمیس و ریاض النضرة انه کان عظیم اللحیة اسمر اللون طویلها کثیر الشعر و لکثرة شعره و لحیته کانوا یسمونه نعثلا و النعثل اسم رجل طویل اللحیة

[۴] و قال المسعودی فی مروج الذهب و کان له من الولد الذکور ثمانیة عبد الله و عمرو و ابان و خالد و سعید و ولید و مغیرة و عبد الملک

[۵] و فی تاریخ الخلفاء للسیوطی ان اول من اتخذ الاذان الاول فی الجمعة عثمان رضی الله عنه

اذان اول کی زیادتی فرمائی۔

اور کتاب الوسائل[۱] فی معرفۃ الاوائل سیوطی مین ہے کہ حضرت عثمان پہلے وہ شخص ہین جنھوں نے عید مین نماز پر خطبے کو مقدم کیا۔

اور تاریخ الخلفاء[۲] مین ہے کہ حضرت عثمان اون صحابہ مین سے ہین جنھون نے قرآن کو جمع کیا۔ اور اون سے رسول اللہ کی ایک سو چھیالیس حدیثین مروی ہین۔

علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب[۳] مین لکھتے ہین کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو اون کے چچا حکم بن العاص اور مروان بن الحکم طرید رسول اللہ مع دیگر بنی امیہ کے حضرت عثمان کے پاس آکر مجتمع ہو گئے اور مروان وہی راندہ درگاہ نبوی تھا۔ جس کو رسول اللہ نے مدینۂ منورہ سے نکلوا دیا تھا اور مدینہ کے قرب وجوار مین آنے کی ممانعت فرمائی تھی۔ نیز جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کئے اون میں حضرت عثمان کا اخیافی بھائی ولید بن عقبہ بھی تھا جس کے جہنمی ہونے کی خبر جناب رسولخدا نے دی تھی۔ ولید بن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین و ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ اور جب مؤذن نماز کے لئے ولید کو خبردار کرتے تھے تو وہ اوسی طرح مخمور مسجد مین جا کر لوگون کو نماز صبح پڑھاتا تھا۔ اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھا کے کہتا تھا کہ اگر کہو تو رکعتون کو اور زیادہ کردون۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

۱ وقال الکتاب الوسائل فی معرفۃ الاوائل للسیوطی وھو اول من قدم الخطبۃ فی العید علی الصلوۃ ۲ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء مع اهل الصحابۃ للذین جمع القرآن (وقال) وروی له مائۃ وستۃ واربعون حدیثا ۳ قال المسعودی فی مروج الذهب قدم علی عثمان عمه الحکم بن ابی العاص ومروان وغیرهما من بنی امیۃ ومروان هو طرید رسول الله صلعم الذی غربه عن المدینۃ ونفاه عن جواره (وقال المسعودی) وکان عماله جماعۃ منهم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط (اخو) عثمان لامه علی الکوفۃ وهو ممن اخبر النبی صلعم انه من اهل النار (وقال) المسعودی ان الولید بن عقبۃ کان یشرب مع ندمائه ومغنیه من اول اللیل الی الفجر فلما اذنه المؤذن بالصلوۃ خرج متفضلا فی غلائله فتقدم الی المحراب فی صلوۃ الصبح فصلی بهم اربعا وقال تزیدون ان ازید لکم وقیل انه

قال في بهجة ... اطال الاشرب واسف فقال بعض من كان خلفه في الصف الاول والله لا عجب الا ممن بعثك الينا واليا و علينا اميرا (الى ان قال) فظهر فسقه و مداومته شرب الخمر فغدا عليه ... عثمن

البعض منهم ابو زينب بن عوف وابو جندب بن زهير وغيرهما فوجدوه سكران مضطجعا على سريره لا يعقل فايقظوه من رقدته فلم يستيقظ فانتزعوا خاتمه من يده وخرجوا من فورهم الى المدينة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عنده على الوليد انه شرب الخمر فقال عثمان وما يدريكم انه شرب خمرا فقال هي الخمر التي كنا نشربها في الجاهلية واخرجا خاتمه فدفعاه اليه فزبرهما ودفع في صدورهما فقال تنحيا عني فخرجا

ولید مذکور جب سجدے مین جاتا تھا تو دیر تک پڑا رہتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ "پی اور مجھے بھی پلا" چنانچہ ایک بار جو لوگ اوس کے پیچھے پہلی صف مین تھے اون مین سے کسی نے کہا کہ ہم تجھ پر تو تعجب نہین کرتے لیکن اوس پر متعجب ہین جس نے تجھے ہمارا والی اور امیر کر کے یہاں بھیجا ہے۔ جب ولید بن عقبہ کے فسق و مداومت شراب خواری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانوں کے ایک گروہ نے جس میں ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد سے آکر ولید پر ہجوم کیا۔ دیکھا کہ ولید تختہ حکومت پر نشۂ شراب سے بیہوش پڑا ہے۔ اون لوگوں نے اوس کو ہشیار کرنا چاہا جب وہ کسی طرح ہوش مین نہ آیا تو اوس کی اونگلی سے انگشتری مُہر اوتار لی اور فوراً مدینے آکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا ماجرا بیان کیا حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا کہ ولید نے شراب پی۔ اوتھوں نے ولید کی شراب نوشی کے ثبوت میں اوس کی انگشتری پیش کر کے کہا کہ وہ وہی شراب پیتا ہے جو ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اُون کو ڈانٹا اور اون کے سینے پر دھکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہ سنکر دونوں اُلٹے پاؤن باہر نکل آئے۔

تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ ۲۵ھ مین اہل سکندریہ نے اوس صلح کے خلاف نقض عہد کیا جو پیشتر باہم قرار پا چکی تھی۔ جب یہ خبر عمرو عاص حاکم مصر کو پہونچی تو وہ اون کی

[۱] قال ابن الاثير في الكامل الجزري ثم دخلت سنة خمس وعشرين وفي هذه السنة خالف اهل اسكندرية وانقضوا صلحهم (قال) الى ان قال فلما بلغ الى عمرو بن العاص

جانب روانہ ہوئے اور اُدھر سے مخالفین مقابلے کو نکلے دونوں فریق مین شدید جنگ ہوئی اور مخالفین نے شکست پائی۔

اور تاریخ ابو الفدا[له] مین ہے کہ ۲۶ھ مین حضرت عثمان نے عمرو بن عاص کو حکومت مصر سے معزول کر کے اوسکی جگہ اپنے رضاعی بھائی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو حاکم مقرر کیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس کا قتل رسولِ مقبول نے بروز فتح مکہ مباح کردیا تھا۔ اور تاریخ کامل[له] مین ہے کہ اسی سال حضرت عثمان نے لوگون کے ساتھ حج کعبہ ادا فرمایا۔

اور مسند ابو داؤد[له] طیالسی میں مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ میں نے (حج کے موقع پر) عثمان اور علی کو دیکھا۔ عثمان لوگون کو متعۃ الحج سے منع کر رہے تھے۔ جب یہ حال علی نے مشاہدہ کیا تو حج اور عمرہ کی تہلیل ایک ساتھ ادا کی اور فرمایا لبّیك بحجة وعمرة معًا حضرت عثمان نے کہا کہ مین لوگون کو جس بات سے منع کرتا ہون تم وہی کرتے ہو۔ علیؑ نے جواب دیا کہ مین کسی کے کہنے سے سنت رسول اللہ کو ترک نکرون گا۔ (یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی ہے۔)

مؤرخ ابو الفدا[له] لکھتا ہے کہ اسی سال حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں افریقہ فتح ہوا پھر ۲۷ھ کے ختم ہونے پر ۲۸ھ مین معاویہ نے حضرت عثمان کی اجازت سے

له سار اليهم وسار الروم اليه فالتقوا واقتتلوا قتالا شديدا فانهزم الروم

له وقال ابو الفداء ثم دخلت سنة ست وعشرين فيها عزل عثمان عمرو بن العاص عن مصر واستعمل عليها عبد الله بن سعد بن ابي سرح وكان اخا عثمان من الرضاعة وكان اهدر دمه رسول الله صلعم يوم الفتح

له وفي الكامل قال حج بالناس في هذه السنة عثمان

له واخرج ابو داود الطيالسي عن مروان قال شهدت عثمان وعليا وعثمان ينهى عن المتعة وان يجمع بينهما فلما راى ذلك علي اهل بهما جميعا فقال لبيك بعمرة وحجة معا فقال عثمان تراني انهى الناس عن شيء وانت تفعله قال ما كنت لادع سنة النبي صلعم لقول احد وهكذا في صحيح البخاري

له قال ابو الفداء في ايام عثمان فتحت افريقية ثم دخلت سنة سبع وعشرين وسنة ثمان وعشرين الى ان قال وفيها استاذن معاوية عثمان۔

جنگ بحر کے لئے قبرس کیجانب لشکر بھیجا اور اسی غرض سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بھی مصر سے روانہ ہوا پس بعد مقاتلہ مخالفین نے جزیہ پر صلح کرلی۔ اور ۲۹ھ مین حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری کو حکومت بصرہ سے معزول کرکے اونکی جگہ اپنے ماموں زاد بھائی عبد اللہ بن عامر کو مقرر کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۳۰ھ مین ابوذر غفاری کا واقعہ پیش آیا۔

اور تاریخ ابن واضح کاتب یعقوبی مین ہے کہ لوگون نے حضرت عثمان کو اطلاع دی کہ ابو ذر غفاری مسجد نبوی مین بیٹھکر آپ پر طعن کیا کرتے ہین نیز اونھون نے باب مسجد پر توقف کرکے یہ تقریر کی ہے کہ: ایہا الناس جو شخص مجھے جانتا ہو وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانے کہ مین ابوذر غفاری ہوں۔ میرا ہی نام جندب بن جنادہ ربذی ہے اللہ تعالےٰ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم پر برگزیدہ کیا ہے اور جناب محمد مصطفےٰ علم آدم اور اون تمام فضائل کے وارث ہین جن سے انبیاء کو فضیلت حاصل ہوئی ہے اور علی ابن ابی طالب رسول مقبول ص کے وصی اور وارث علم ہین۔ اے اُمّت حیران اگر تم اپنے نبی ص کے بعد اوسکو مقدم کرتے جس کو خدا نے مقدم اور اوسکو مؤخر کرتے جس کو خدا نے مؤخر کیا ہے اور حکومت ووراثت کو اپنے نبی ص کے اہلبیت مین قرار دیتے تو تم کو تمھارے

فی غزوة والبحر فاذن له فسیّر معاویة الی قبرس جیشاً وسار الیها ایضاً عبد الله بن سعد بن ابی سرح هو من مصر فاجتمعوا علیها وقاتلوا اهلها ثم صولحوا علی جزیة (الی ان قال) ثم دخلت سنة تسع وعشرین فیها عزل عثمان ابا موسی الاشعری عن البصرة وولی ابن خالة عبد الله بن عامر

ابن الاثیر فی الکامل قال وفی سنة ثلاثین کان ما ذکر فی ابی ذر واضح قال وفی تاریخ ابن واضح قال بلغ عثمان ان اباذر یقعد فی مسجد رسول الله ویجتمع الناس فیحدث بما فیه الطعن علیه وانه وقف بباب المسجد فقال ایها الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری انا جندب بن جنادة الربذی ان الله اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین (الی ان قال) ومحمد علم آدم وورث ما فضلت به النبیون وعلی بن ابی طالب وصی محمد ووارث علمه ایتها الامة المتحیرة بعد نبیها اما لو قدمتم من قدم الله واخرتم من اخر الله واقررتم الولایة والوراثة فی اهل بیت نبیکم

سرون کے اوپر اور قدمون کے نیچے سے بیشمار نعمتیں حاصل ہوتین اور کوئی خدا کا دوست فقیر و محتاج نہ ہوتا اور کوئی حصہ فرائض خدا کا بیکار نہ جاتا۔ اور کبھی دو شخص حکم خدا مین اس وجہ سے اختلاف نہ کرتے کہ اوس حکم کا علم اپنے نبی کے اہلبیت کے پاس مطابق کتاب خدا و سنت رسول موجود پاتے لیکن جبکہ تم نے کیا جو کچھ کیا تو اب اپنے کردار کے وبال کا مزہ چکھو اور قریب ہے کہ جن لوگون نے ظلم کیا وہ جان لینگے کہ اون کی جائے بازگشت کس طرف ہے۔ نیز تاریخ مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان کو یہ خبر بھی پہونچائی گئی کہ اوغون نے سنت رسول اور سنت ابوبکر و عمر میں جو تغیر و تبدل کیا ہے۔ ابوذر اُسکی شکایت آمیز ذکر لوگون سے کیا کرتے ہین۔ ان اخبار کو سُنکر حضرت عثمان نے ابوذر کو شام مین معاویہ کے پاس بھیجدیا۔

اور تاریخ مروج الذہب مین ہے کہ جب حضرت عثمان نے ابوذر کو شام مین معاویہ کے پاس بھیجدیا تو معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر کے یہاں اکثر لوگ جمع ہوتے ہین اور مجھے اندیشہ ہے کہ ابوذر ان لوگون کو آپ کی مخالفت پر برانگیختہ کرین گے۔ لہذا اگر آپ کو قوم کا انقیاد مطلوب ہو تو ابوذر کو وہیں بلا لیجئے۔ حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا کہ بہتر ہے ابوذر کو یہاں پہونچا دے معاویہ نے حضرت ابوذر کو ایک ایسے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کیا جس کا پالان بالکل کھرا اور تکلیف دہ تھا۔

لاکلتم من فوقهم ومن تحت ارجلکم ولما عال ولی الله ولا طاش سهم من فرائض الله ولا اختلف اثنان فی حکم الله الا وجدتم علمه عندهم من کتاب الله وسنة نبیه فاما اذا فعلتم ما فعلتم فذوقوا وبال امرکم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون. وبلغ عثمان ان اباذر یقع فیه ویذکر ما غیر وبدل من سنن رسول الله وسنن ابی بکر وعمر فسیره الی الشام الی معاویة

۱۶ قال المسعودی فی مروج الذهب وکتب معاویة الی عثمان ان اباذر تجتمع الیه الجموع ولا آمن ان یفسدهم علیك فان کان لك فی القوم حاجة فاحمله الیك فکتب الیه عثمان بحمله فحمله علی بعیر علیه قتب یابس

تاریخ ابن واضح[۱] میں ہے کہ حضرت ابوذر مدینے میں اس حالت سے پہونچے کہ اون کی دونوں رانوں کا گوشت نکل گیا تھا. جب ابوذر حضرت عثمان کے دربار میں حاضر کئے گئے تو حضرت عثمان نے اون سے کہا کہ مجھے اطلاع دیگئی ہے کہ تم نے لوگوں سے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس وقت بنی امیہ کے مردوں کی تعداد تیس پوری ہوگی اوس وقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندوں کو لونڈی غلام سمجھیں گے. اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کریں گے.

ابوذر نے جواب دیا کہ ہاں میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے. حضرت عثمان نے حضار دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے؟ اس کے بعد حضرت علیؑ کو بُلا کر اون سے دریافت کیا کہ اے ابو الحسن تم اس حدیث کی تصدیق کرتے ہو حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں. حضرت عثمان نے کہا کہ اس کی شہادت کیا ہے. حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ کا یہ قول کہ "زیر فلک اور بالائے زمین ایسا کوئی ذی نطق نہیں ہے جو ابوذر سے زیادہ صادق القول اور حق گو ہو" اس واقعہ کے بعد حضرت ابوذر چند ہی روز مدینے میں رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے اون سے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم مدینے سے نکال دیئے جاؤ گے. اونھوں نے کہا کہ کیا تم مجھے حرم رسول اللہ سے خارج کر دوگے. حضرت عثمان نے جواب دیا کہ ہاں. ابوذر نے دریافت کیا

[۱] قال ابن واضح في تاريخه تقدم به الى المدينة وقد ذهب لحم فخذيه فلما دخل اليه وعنده جماعة قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله يقول اذا كملت بنو امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول ذلك فبعث الى علي ابن ابيطالب فاتاه فقال يا ابا الحسن اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذر وقص عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال بقول رسول الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق من ابي ذر فلم يقم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه عثمان والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله قال نعم

قال فالمصیصۃ قال لا قال فالشام قال لا قال فالبصرۃ قال لا قال فالکوفۃ قال لا قال ولکن الی الربذۃ التی خرجت منہا حتی تموت بہا ثم امر مروان اخرجہ ولا یکلمہ احد حتی یخرجہ فاخرجہ علی بعیر ومعہ امراتہ وابنتہ لہ مروج الذہب المسعودی فلما طلع عنہا مروان یسیرہ عنہا اذ طلع علیہ علی بن ابیطالب ومعہ ابناہ وعقیل اخوہ وعبداللہ بن جعفر وعمار بن یاسر فاعترض مروان فقال یا علی ان امیرالمومنین قد نہی الناس ان یصحبوا اباذر فی مسیرہ ویشیعوہ فان کنت لم تدر بذلک فقد اعلمتک فحمل علیہ علی بن ابیطالب بالسوط بین اذنی راحلتہ وقال تنح نحاک اللہ الی النار ومضی مع ابی ذر فشیعہ ثم ودعہ وانصرف فلما اراد علی الانصراف بکی ابوذر وقال رحمکم اللہ اہل بیت اذا رایتک یا ابا الحسن وولدک ذکرت بکم رسول اللہ صلعم

کہ کیا مجھے مکے بھیجو گے. کہا نہین. پوچھا بصرے بھیجو گے. کہا نہین. پوچھا کوفے بھیجو گے. کہا نہین بلکہ تم کو ربذہ بھیجون گا جہان سے آئے ہو حتیٰ کہ وہین پڑے پڑے مرجاؤ گے. پھر مروان کو ابوذر کے نکالنے کا حکم دیا. اور تاکید کی کہ کوئی شخص اُن کے قریب نہ آئے اور اُن سے کلام نہ کرے پس مروان نے ابوذر اور اون کی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے سے باہر کیا.

تاریخ مروج الذہب[۱] مین ہے کہ جب ابوذر بحالت گدائی مروان کی سپردگی میں مدینے سے نکالے گئے تو اون کے پاس حضرت علی مع فرزندان والا دودمان وعقیل وعبداللہ بن جعفر وعمار بن یاسر تشریف لائے مروان نے اون کو روکا اور کہا کہ اے علی اگر تم ناواقف ہو تو مین واقف کرتا ہون کہ امیرالمومنین عثمان نے لوگون کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع کیا ہے. یہ سُن کر حضرت علی نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک رسید کیا اور مروان سے کہا کہ دور ہو. خدائے قہار تجھے نار جہنم کی طرف لے جائے. پھر حضرت علیؑ ابوذر کے ساتھ ہو لئے اور جس وقت اون کو وداع کر کے لوٹے تو اُنھون نے رو کر کہا کہ اے اہلبیت نبوت خدا تم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اے ابوالحسن جب مین تم کو اور تمھارے فرزندون کو دیکھتا ہون تو مجھے جناب رسول مقبول یاد آجاتے ہین. الغرض مروان ابوذر کو نکال کر واپس آیا تو اوس نے

فشکا مروان الی عثمان ما فعل به علی بن ابی طالب فقال عثمان یا معشر المسلمین من یعذرنی من علی رد رسولی عما وجهته له وفعل کذا والله لنعطینه حقه فلما رجع علی استقبله الناس فقالوا ان امیر المؤمنین علیك غضبان لتشییعه اباذر فقال علی غضب الخیل علی اللجم فلما کان بالعشی جاء الی عثمان فقال له ما حملك علی ما صنعت بمروان واجترأت علی ورددت رسولی وامری قال اما مروان فانه استقبلنی یردنی فرددته عن ردی واما امرك فلم ارده قال عثمان اولم یبلغك انی قد نهیت الناس عن ابی ذر وعن تشییعه فقال علی او کلما امرتنا بامر من شیء نری طاعة الله والحق فی خلافه اتبعنا فیه امرك بالله لا نفعل قال عثمان اقد مروان قال وما اقیده قال ضربت بین اذنی راحلته قال علی اما راحلتی فهی تلك فان اراد ان یضربها

حضرت عثمان سے حضرت علی کی شکایت کی حضرت عثمان نے کہا کہ اے گروہ
مسلمین کون شخص علی کی جانب سے اس کے متعلق معذرت کریگا کہ انھون
نے مروان کو میرے حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا مروان بیان کرتا
ہے قسم خدا کی میں بھی علی کے ساتھ وہی کروں گا جسکے وہ مستحق ہیں۔ جب
حضرت علی ابوذر کو وداع کرکے مکان واپس آئے تو لوگون نے
اُن سے کہا کہ امیر المومنین تم پر غضبناک ہیں کہ تم نے ابوذر کی مشایعت
کی۔ حضرت علی نے کہا کہ اون کا غضبناک ہونا "غضب الخیل علی اللجم" کا
مصداق ہے۔ جب شب کو حضرت علی اور حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی
تو حضرت عثمان نے اُن سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع
دیا۔ اور اس بات کی جرأت کی کہ میرے قاصد اور حکم کو روکا؟ حضرت علی نے
کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو میں نے بھی اسکو اسکے ارادہ
سے روکا تمھارے حکم کو نہیں روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ کیا تھیں یہ خبر
نہ تھی کہ میں نے لوگوں کو ابوذر کی ملاقات اور مشایعت سے ممانعت
کی ہے حضرت علی نے کہا کہ اگر تمھارا حکم طاعت خدا اور امر حق کے
خلاف ہو تو کیا میں اُس کا بھی اتباع کرون؟ واللہ میں ایسا
ہرگز نہ کرون گا حضرت عثمان نے کہا کہ تم نے مروان کے اونٹ کے
سر پر چابک مارا حضرت علی بولے کہ یہ میرا اونٹ موجود ہے اگر مروان چاہے

تو اس کے سر پر بھی چابک لگائے لیکن دیکھو واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ زبان سے نکالے گا تو میں ویسا ہی کلمہ تمھاری نسبت استعمال کروں گا اور وہ جھوٹ بھی نہ ہوگا بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان بولے کہ جب تم مروان کو بُرا کہوگے تو وہ بھی تم کو بُرا کہے گا میرے نزدیک تم اُس سے افضل نہیں ہو یہ سن کر حضرت علی نے غیظ میں آکر فرمایا کہ تم مجھ سے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم سے افضل ہوں اور میرے باپ تمھارے باپ سے افضل ہیں اور میری ماں تمھاری ماں سے افضل ہیں۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین اور لال ہو کر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علی واپس آئے دوسرے دن جب لوگ حضرت عثمان کے پاس جمع ہوئے تو حضرت عثمان نے اون سے حضرت علی کی شکایت کی کہ میری عیب گیری کرتے ہیں اور میرے عیب گیروں یعنی ابوذر اور عمار بن یاسر وغیرہما کے مددگار ہیں۔

تاریخ[۵۱] ابوالفدا میں ہے کہ ۳۱ھ میں یزدجرد بن شہریار بن پرویز جو فارس کا آخری بادشاہ تھا فوت ہوا اور اسی سال معاویہ کے باپ ابوسفیان بھی مرے۔ اور تاریخ[۵۲] کامل ابن اثیر میں ہے کہ ۳۲ھ میں حضرت ابوذر کا انتقال ہوا۔ مؤرخ[۵۳] ابن واضح اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب حضرت ابوذر ربذہ بھیجے گئے مرتے وقت تک وہیں رہے اور جب وقت وفات قریب ہوا تو اُن کی لڑکی نے کہا کہ اے باپ

کما ضربت والطمہ فلیفعل واما انا فواللہ لئن شتمنی لاشتمنک انت مثلها بما لا اقول الا الحق فقال عثمان ولم لا یشتمک اذا شتمته فواللہ ما انت عندی بافضل منہ وغضب علی بن ابی طالب وقال الی تقول هذا القول وبمروان تعدلنی فانا واللہ افضل منک وابی افضل من ابیک وامی افضل من امک فغضب عثمان واحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علی الی منزلہ فلما کان من الغد اجتمع الناس الیه فشکا الیهم عثمان علیا وقال انه یعیبنی ویظاهر من یعیبنی یرید بذلک اباذر و عمار بن یاسر وغیرهما

۵۱ قال ابو الفدا ثم دخلت سنة احدی وثلاثین وفی هذه السنة هلک یزدجرد بن شهریار بن پرویز وهو آخر ملوک الفرس (الی ان قال) وفی هذه السنة مات ابوسفیان بن حرب بن امیة ابو معاویة

۵۲ قال ابن الاثیر فی سنة اثنتین وثلاثین مات ابوذر

۵۳ قال ابن واضح فی تاریخه فلم یزل ابوذر بالربذة حتی توفی ولما حضرته الوفاة قالت له ابنته

میں اس مقام میں اکیلی ہوں اور ڈرتی ہوں کہ تمھاری حفاظت درندوں سے نہ کرسکوں گی۔

ابوذر نے کہا کہ خوف نہ کر عنقریب چند مرد دیندار یہاں آیا چاہتے ہین ذرا دیکھ تو کوئی ادھر آرہا ہے؟ لڑکی نے کہا کہ نہیں۔ ابوذر بولے کہ ابھی شاید میرا وقت نہیں آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ کوئی دکھائی دیا۔ لڑکی نے کہا ہاں کچھ سوار آرہے ہیں ابوذر نے فرمایا اللہ اکبر خدا اور اوس کا رسول سچا ہے۔ اب میرا منھ قبلہ کیجانب پھیر دے اور جب وہ سوار یہاں پہونچیں تو اون سے میرا سلام کہنا اور جب وقت وہ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہون تو اون کے لئے یہ بکری ذبح کرانا اور اونھین میری جانب سے قسم دے کر کہنا کہ بغیر کھانا کھائے ہوئے تم لوگ یہاں سے نہ جاؤ۔ اتنا کہہ کر ابوذر راہی خلد بریں ہوئے اور جب وہ سوار وہاں پہونچے تو لڑکی نے اون سے کہا کہ ابوذر صحابی رسول کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور وہ بے گور وکفن پڑے ہیں۔ یہ سُن کر وہ سوار جو تعداد میں سات تھے سواریوں سے اُتر پڑے۔ اون میں حذیفہ بن الیمان صحابی رسولؐ اور اشتر بھی تھے ابوذر پر وہ سب بہت روئے اور غسل وکفن دینے کے بعد نماز جنازہ پڑھکر اون کو دفن کیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو لڑکی نے کہا کہ میرے باپ نے تم کو قسم دلائی ہے کہ بغیر کھانا کھائے یہاں سے نہ جاؤ۔ اون لوگوں نے بکری ذبح کی اور کھانا کھانے کے بعد اُس لڑکی کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ کیجانب روانہ ہوگئے۔

قال نظری هل تری احدا قال لا قال ما حضر وقت ثم قال نظری هل تری احدا قالت نعم اری رکبا مقبلین قال الله اکبر صدق الله ورسوله حول وجهی الی القبلة فاذا حضر القوم فاقرئیهم منی السلام فاذا فرغوا من امری فاذبحی لهم هذه الشاة وقولی لهم اقسمت علیکم ان برحتم حتی تاکلوا ثم قضی علیه فاتی القوم فقالت لهم هذا ابوذر صاحب رسول الله قد توفی فنزلوا وکانوا سبعة نفر فیهم حذیفة بن الیمان والاشتر فبکوا بکاء شدیدا وغسلوه وکفنوه وصلوا علیه ودفنوه ثم قالت لهم انه یقسم علیکم ان لا تبرحوا حتی تاکلوا فذبحوا الشاة واکلوا ثم حملوا ابنته حتی صاروا بها الی المدینة

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن کو جمع و تالیف کیا اور اوسکی ترتیب اس طرح رکھی کہ بڑی سورتون کو بڑی سورتون کے ساتھ اور چھوٹی سورتون کو چھوٹی سورتوں کے ساتھ مرتب کیا اور ہر طرف سے مصاحف طلب کرکے گرم پانی اور سرکے سے دھلوا ڈالا۔ اور بقول بعض اون سب کو جلوا دیا۔ چنانچہ ابن مسعود کے مصحف کے سوا جو اونکے پاس کوفے میں تھا اور کوئی مصحف باقی نہ رہا۔ عبداللہ بن عامر عامل کوفہ نے ابن مسعود سے اُن کا مصحف مانگا تو اونھوں نے دینے سے انکار کیا۔ یہ خبر پاکر حضرت عثمان نے عامل کوفہ کو لکھا کہ ابن مسعود کو گرفتار کرکے یہان بھیجدے۔ جب عبداللہ بن مسعود حاضر ہوکر مسجد مین داخل ہوئے تو حضرت عثمان خطبے میں مصروف تھے ابن مسعود کو دیکھکر کہنے لگے کہ حیوان زشت آگیا۔ ابن مسعود نے بھی اس کے جواب میں کچھ سخت کلامی کی۔ حضرت عثمان کے حکم سے لوگوں نے ابن مسعود کی ٹانگ پکڑکر ایسا گھسیٹا کہ اون کی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

اور کتاب اسد الغابہ ابن اثیر مین ہے کہ اسی ۳۲ھ مین عبداللہ بن مسعود نے مدینے میں وفات پائی اور بقیع مین دفن ہوئے۔ حضرت عثمان نے اُن پر نماز پڑھی۔ اور بعض روائتوں میں ہے کہ عمار بن یاسر نے نماز پڑھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ زبیر نے اون پر نماز پڑھی اور اون کی وصیت کے موافق رات ہی کو دفن

له وقال ابن واضح وجمع عثمان القرآن والفه وصير الطوال مع الطوال والقصار مع القصار من السور وكتب في جمع المصاحف من الآفاق حتى جمعت ثم سلقها بالماء الحار والخل وقيل احرقها فلم يبق مصحف الا فعل به ذلك الا مصحف ابن مسعود وكان ابن مسعود بالكوفة فامتنع ان يدفع مصحفه الى عبدالله بن عامر وكتب اليه عثمان ان اشخصه الى ان قال فدخل المسجد وعثمان يخطب فقال عثمان انه قد قدمت عليكم دابة سوء فكلم ابن مسعود بكلام غليظ فامر به عثمان فجر برجله حتى كسر له ضلعان

له قال ابن الاثير في اسد الغابة توفي ابن مسعود بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين ودفن بالبقيع وصلى عليه عثمان وقيل صلى عليه عمار بن ياسر وقيل صلى عليه الزبير ودفنه ليلا اوصى بذلك

دفن کر دیا۔ حضرت عثمان کو اون کے دفن کی اطلاع نہیں دی جس پر مورد عتاب
ہوئے یہی مضمون کتاب استیعاب ابن عبدالبر میں بھی ہے۔
اور تاریخ[51] ابن واضح میں ہے کہ ابن مسعود حضرت عثمان سے رنجیدہ مدینے
میں مقیم رہے حتیٰ کہ وہیں اُن کا انتقال ہوا اور عمار بن یاسر نے اُن پر نماز پڑھی حضرت
عثمان سے یہ حال پوشیدہ رہا اتفاقاً انھوں نے قبر ابن مسعود کو دیکھ کر پوچھا
کہ یہ کس کی قبر ہے لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی حضرت عثمان نے کہا کہ بغیر
میری اطلاع کے ان کو کیوں دفن کیا گیا۔ سب نے بتایا کہ اُن کی تجہیز و تکفین کے
متولی عمار بن یاسر تھے جن سے ابن مسعود نے وصیت کی تھی کہ وہ کسی کو اطلاع نہ دیں
پھر بعد چند روز کے مقداد نے وفات پائی تو اُن کی وصیت کے
موافق عمار بن یاسر نے اُن کی تجہیز و تکفین بھی کی اور حضرت عثمان
کو اطلاع نہیں دی جب حضرت عثمان کو معلوم ہوا تو وہ عمار
سے بہت ناخوش ہوئے۔
تاریخ[52] ابو الفدا میں ہے کہ ۳۳ھ میں کوفے کے مسلمانوں کی
ایک جماعت کو حضرت عثمان کے اِس طرزِ عمل پر نکتہ چینی اور
شکایت کا موقع ملا کہ انھوں نے اپنے خاندانی لوگوں کو جو
کسی طرح حکومت کی قابلیت اور صلاحیت نہیں رکھتے تھے حاکم مقرر
کیا ہے۔ چنانچہ حاکم کوفہ کے اطلاع دینے پر حضرت عثمان نے حکم دیا کہ جو لوگ ایسی نکتہ چینی

ولم يعلم عثمان رضي الله عنه بدفنه فعاتب الزبير على ذلك وكذا في الاستيعاب لابن عبد البر

في تاريخه وقال ابن واضح ابن مسعود مغاضبا لعثمان حتى توفي وصلى عليه عمار بن ياسر فستر امره

ثم ان عثمان رأى قبرا فقال قبر من هذا فقيل قبر عبد الله بن مسعود قال فلم دفن قبل ان اعلم فقالوا ولي امره عمار بن ياسر وذكر انه اوصى ان لا يخبر به ولم يلبث يسيرا حتى مات المقداد فصلى عليه عمار وكان اوصى اليه ولم يؤذن عثمان به فاشتد غضب عثمان على عمار

ابو الفداء ثم دخلت سنة ثلاث وثلثين فيها سير عثمان جماعة من اهل الكوفة ... وكتب سعيد بن العاص والي الكوفة من قبل عثمان ... فامره ...

کرتے ہیں اُون کو معاویہ کے پاس شام میں بھیجدے۔ پس والی کوفہ نے اُس گروہ کو جس مین اشتر نخعی اور ثابت بن قیس اور جمیل بن زیاد اور زید بن صوحان اور صعصعہ بن صوحان اور جندب بن زہیر اور عروہ بن الجعد وعمرو بن الحمق بھی تھے معاویہ کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ اشخاص وہان پہنچے تو اُن میں اور معاویہ میں ایسی بات بڑھی کہ یہ لوگ حملہ کرکے معاویہ پر ٹوٹ پڑے اور اُن کی داڑھی پکڑ لی۔ معاویہ نے یہ حال حضرت عثمان کو لکھا حضرت عثمان نے تحریر کیا کہ اُن لوگون کو سعید بن العاص کے پاس بھیجدے چنانچہ وہ سب اُن کے پاس بھیجدئے گئے وہان پہونچکر وہ حضرت عثمان کے حق مین اور زیادہ تیز زبانی کرنے لگے اور کوفے کے دیگر اشخاص بھی اُن کے پاس جمع ہونے لگے:

تاریخ خمیس[1] میں ہے کہ اسی سال ۳۳ھ میں امام زین العابدین علی بن حسین پیدا ہوئے۔
تاریخ روضۃ المناظر[2] میں ہے کہ ۳۴ھ مین حضرت عثمان نے فدک کی جاگیر مروان بن الحکم کو عطا فرمائی۔ اور ابن عبد ربہ نے عقد الفرید[3] میں لکھا ہے کہ جن باتون نے مسلمانون کے دلون میں حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کردیا اون مین سے بعض یہ ہیں کہ حضرت عثمان نے حکم بن العاص مردود بارگاہ نبوی کو پناہ دی حالانکہ اس شخص کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے بھی اپنے عہد میں

فبلغ ذلک الی معاویة ... فارسل الیهم وفیهم الحارث بن مالک المعروف بالاشتر النخعی وثابت بن قیس النخعی وجمیل بن زیاد وزید بن صوحان العبدی واخوه صعصعة وجندب بن زهیر وعروة بن الجعد وعمرو بن الحمق ... فقدموا علی معاویة ... فکتب معاویة الی عثمان ... فکتب الیه عثمان ان یرسلهم الی سعید بن العاص فردهم الی سعید فاطلقوا السنتهم فی عثمان واجتمع الیهما اهل الکوفة

[1] وفی الخمیس قال ولد علی بن الحسین بن علی فی سنة ثلاث وثلاثین من الهجرة

[2] قال ابن شحنة فی روضة المناظر وفی سنة اربع وثلاثین اقطع عثمان بن عفان مروان بن الحکم فدک

[3] وقال ابن عبد ربه فی عقد الفرید ومما نقم الناس علی عثمان ایواءه طرید رسول الله صلی الله علیه وسلم الحکم بن ابی العاص ولم یؤوه ابو بکر ولا عمر

پناہ نہیں دی تھی۔ اور ابوذر غفاری کو صحرائے ربذہ میں نظربند کیا۔ نیز بازار مہزون (جسے رسول مقبول نے مسلمانوں پر صدقہ کیا تھا) حارث بن حکم برادر مروان کو بخشا۔ اور مروان کو فدک عطا کیا۔ اور تاریخ ابوالفدا[۵۱] میں ہے کہ جن باتوں نے لوگوں کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہیں کہ اُنھوں نے حکم بن عاص کو بُلا لیا جسے رسول اللہ نے مردود کر کے نکلوا دیا تھا۔ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے زمانے میں بھی وہ مردود رہا۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی۔ اور اُسی کو فدک بھی عنایت فرمایا۔

اور تاریخ مروج الذہب[۵۲] مسعودی میں ہے کہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان پر کثرت سے طعن کی بوچھاریں ہونے لگیں۔ اور جو ناپسندیدہ معاملات حضرت عثمان کی طرف منسوب کئے جاتے تھے طشت از بام ہوئے۔ از انجملہ وہ واقعہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور ابن مسعود میں پیش آیا۔ جس کی وجہ سے بنی ہذیل منحرف ہو گئے اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سُلوک جو عمار بن یاسر سے کیا گیا۔ اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید بن عقبہ سے مسجد کوفہ میں وقوع پذیر ہوا اور وہ ناگوار بدبرتاؤ جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا۔

اور کتاب ملل و نحل شہرستانی میں ہے کہ منجملہ اُنھیں واقعات کے یہ بھی ہیں کہ

وسیر اباذر الی الربذة (الی ان قال) وتصدق رسول اللہ صلعم بمھزون علی المسلمین فاقطعھا الحارث بن الحکم اخا مروان وا قطع فدک مروان [۵۱] وقال ابوالفداء وممّا نقم الناس علیہ ردّہ الحکم بن العاص طرید رسول اللہ و طرید ابوبکر وعمر ایضاً واعطاءہ مروان بن الحکم خمس غنائم افریقیة وھو خمس مائة الف دینار (الی ان قال) واقطع مروان بن الحکم فدک [۵۲] وقال المسعودی وفی سنة خمس وثلاثین کثر الطعن علی عثمان رضی اللہ عنہ وظھر علیہ النکیر لاشیاء ذکروھا منھا ما کان بینہ و بین عبداللہ بن مسعود وانحراف بنی ھذیل عن عثمان من اجل ما نال عمار بن یاسر من الفتق والضرب وانحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجل ومن ذالک فعل الولید بن عقبة فی مسجد الکوفة (الی ان قال) ومن ذالک ما فعل بابی ذر [۵۳] وفی الملل والنحل للشہرستانی

حضرت عثمان نے مروان کو اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقیہ عطا فرمایا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جس کا قتل رسول مقبول نے مباح فرمایا تھا اپنے یہاں پناہ دی۔ اور مصر کا حاکم کر دیا۔

اور عقد الفرید میں ہے کہ جب حضرت عثمان سے اس قسم کے ناشدنی امور سرزد ہوئے تو لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ یہ سب تمھارا کیا کرایا ہے۔ عبدالرحمٰن بولے کہ میں ایسا گمان نہ کرتا تھا لیکن اب خدا کو درمیان دے کر کہتا ہوں کہ زندگی بھر عثمان سے بات نہ کروں گا۔

تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ ایک روز حضرت عثمان جبلہ بن عمرو ساعدی کی طرف سے ہو کر گذرے جو اپنے صحن خانہ میں مع ایک جماعت کے بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے حضرت عثمان کو دیکھکر کہا کہ اے نعثل واللہ میں تجھے قتل کرونگا۔

مجمع بحار الانوار اور نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ مصر میں ایک لمبی ڈاڑھی والے آدمی کا نام نعثل تھا۔ اوسی کی تشبیہ سے حضرت عثمان کو اونکے دشمن نعثل کہتے تھے۔ اور جب حضرت عائشہ حضرت عثمان سے ناخوش ہو کر مکہ معظمہ چلی گئیں تو حضرت عثمان کی نسبت فرماتی تھیں کہ قتل کرو اس نعثل کو خدا قتل کرے اس نعثل کو۔

مورخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ ۳۵ھ میں ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیوں کا مصر سے

ومنها تزويجه مروان بن الحكم ابنته وتسليمه خمس غنائم افريقية اليه الى ان قال) ومنها ايواؤه عبد الله بن سعد بن ابي سرح بعد ان اهدر النبي صلى الله عليه وسلم دمه وتوليته اياه مصر ۱۲ وفي العقد الفريد قال فلما احدث عثمان ما احدث قيل لعبد الرحمن هذا عملك قال لما ظننت هذا فعلت وقال لله علي ان لا اكلمه ابدا ۱۲ وفي تاريخ ابن جرير قال مر عثمان على جبلة بن عمرو الساعدي وهو بفناء داره ومعه جماعة فقال يا نعثل والله لأقتلنك ۱۲ وفي مجمع بحار الانوار للفتني والنهاية لابن الاثير كان اعداء عثمان يسمونه نعثلا تشبيها برجل طويل اللحية في مصر اسمه نعثل ومنه حديث عائشة اقتلوا نعثلا قتل الله نعثلا يعني عثمان وهذا كان منها لما غاضبته وذهبت الى مكة ۱۲ قال ابو الفداء في سنة خمس وثلثين قدم من مصر جمع قيل الف وقيل سبعمائة

اور ایسا ہی ایک گروہ کوفے سے اور ایک بصرے سے مدینے میں وارد ہوا جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت عثمان نے مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرۂ بالا گروہوں سے فرمایا کہ خدا جانتا ہے اور مدینے والے بھی واقف ہیں کہ تم لوگوں پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے. محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر اُس کی گواہی دی حضرت عثمان کی تقریر سُن کر وہ تینوں گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور سنگریزوں کی بوچھار کرکے لوگوں کو مسجد سے نکال دیا. نیز ایک سنگریزہ حضرت عثمان کو ایسا مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر منبر پر گر پڑے اور لوگ اون کو اون کے گھر میں اُٹھا لے گئے.

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ بلوائیوں کے وارد مدینہ ہونے کے بعد حضرت عثمان نے تیس دن مسجد مین نماز پڑھی. پھر اون لوگوں نے حضرت عثمان کو مسجد مین نماز پڑھنے سے روک دیا اور غافقی امیر جماعت مصر کو امام نماز مقرر کیا مدینے والوں نے گھر سے نکلنا بند کر دیا تھا. اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر میں محصور رہے. بعد ازان اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے. اور عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کر دو. حضرت عثمان نے اس درخواست کو منظور کیا اور اون کے منظور کر لینے پر حضرت علی نے بلوائیون کو اوسی وقت متفرق کر دیا. لیکن مروان نے

وكذا الاثر من الكوفة جمع وكذا الاثر من البصرة الى ان قال فلما جاءت الجمعة خرج عثمان فصلى بالناس ثم قام على المنبر فقال يا اهل الجمع الله الله فوالله ان اهل المدينة يعلمون انكم ملعونون على لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمة الانصاري فقال انا اشهد بذلك فثار القوم باجمعهم فحصبوا الناس حتى اخرجوهم من المسجد وحصب عثمان حتى خر على المنبر مغشيا عليه فاحتمل الى داره

وقال ابن الوردي وصلى عثمان بعد ما نزلت المصريون بالمدينة ثلاثين يوما في المسجد ثم منعوه الصلاة وصلى بالناس الغافقي امير جمع مصر ولزم اهل المدينة بيوتهم وعثمان محصور اربعين يوما ثم اتفق علي مع عثمان على ما طلب الناس منه من عزل مروان عن كتابته وعبد الله بن ابي سرح عن مصر فاجاب وفرق علي الناس عنه ثم اجتمع مروان

حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوکر ایسی باتیں کیں کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا حکم مسترد کر دیا۔ البتہ ابن ابی سرح کو مصر سے معزول کر کے اُس کی جگہ محمد ابن ابی بکر کو مقرر کیا۔

تاریخ ابو الفداؒ میں ہے کہ جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر معین کیا تو وہ مع ایک جماعت مہاجرین و انصار کے مصر کی جانب روانہ ہوئے ہنوز یہ لوگ راہ میں تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز ہانکتا ہوا۔ (مدینے کی جانب سے) آرہا ہے۔ محمد ابن ابی بکر کے قافلے والوں نے اوس سے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے۔ اوس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس۔ لوگوں نے کہا کہ عامل مصر تو یہی ہیں (یعنی محمد ابن ابی بکر)۔ اوس غلام شتر سوار نے کہا کہ میں دوسرے عامل یعنی ابن ابی سرح کے پاس جارہا ہوں۔ یہ سُن کر لوگوں نے اوسکو پکڑا اور تلاشی لی تو اوس کے پاس ایک نامہ نکلا جس پر حضرت عثمان کی مُہر تھی اور اوس میں لکھا تھا کہ "جس وقت محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے وہاں پہونچ کر تیری معزولی کا حکم دیں تو قبول نہ کرنا۔ بلکہ محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والوں کو کسی حیلے سے قتل کرنا۔ نیز اون کے پاس جو نامہ ہے اوس کو باطل سمجھنا۔ اور اپنے منصب پر بدستور قائم رہنا۔" یہ مضمون دیکھتے ہی محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے مدینے واپس آئے اور اونھوں نے صحابہ کو جمع کر کے خط کا

لعثمان فرد و عن ذلك لكن عزل ابن ابي سرح عن مصر و ولاها محمد بن ابي بكر قال ابو الفداء فتوجه محمد بن ابي بكر مع جماعة من المهاجرين والانصار فبينا هم في اثناء الطريق فاذا العبد على هجين يجهده فقال له الى اين قال الى العامل بمصر فقال له الرجل هذا عامل مصر يعنون محمد بن ابي بكر فقال بل العامل الآخر يعني ابن ابي سرح فامسكوه و فتشوه فوجدوا معه كتابا مختوما بخاتم عثمان يقول اذا جاءك محمد بن ابي بكر و من معه بانك معزول فلا تقبل و احتل بقتلهم و ابطل كتابهم و قر في عملك ثم ان محمد بن ابي بكر و من معه من المهاجرين والانصار الى المدينة و جمعوا الصحابة

سارا حال بیان کیا۔ اون سب نے حضرت عثمان سے اس بات کو پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط سیکرکاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اوراس پر مُہر بھی میری ہے۔ لیکن خدا کی قسم میرے حکم سے نہین لکھا گیا۔ لوگون نے کہا اچھا مروان کو ہمارے سپرد کردو۔ حضرت عثمان نے کہا کہ ایسا نہوگا۔ اس بات سے لوگون کا غیظ وغضب حضرت عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنے کی کوشش مین مصروف ہوئے۔

ابن جریرؒ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہین کہ محمد بن ابی بکر اور کنانہ بن بشر اور سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق نے عمرو بن حزم کے گھر سے حضرت عثمان کے مکان کی دیوار پھاند کر اون پر حملہ کیا۔ وہ اُس وقت اپنی بی بی نائلہ کے پاس قرآن میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر نے بڑھ کر حضرت عثمان کی ڈاڑھی پکڑی اور کہا کہ اے نعثل خدا تجھے خوار کرے حضرت عثمان بولے کہ مین نعثل نہین ہون۔ عبد اللہ اور امیر المومنین ہوں۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ اس وقت معاویہ وغیرہ تمھارے کام نہ آئے۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ اے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ دے۔ کبھی تیرے باپ نے بھی اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ محمد بن ابی بکر بولے کہ اگر میرے باپ تمھارے یہ اعمال ناشائستہ دیکھتے تو کبھی پسند نہ کرتے۔ اور ابھی تو میں نے تمھاری ڈاڑھی پکڑی ہے

قال له وقال
عثمان وحلف فی
حق الناس علی
ذالک فاتهموا
بسبب الیهم
فطلبوا منه مروان
بالله انه لم یامر بذلک
وختم کاتبه وحلف
ذالک فاعترف بالخط
وسئلوا عثمان عن
وادفعوهم علی الکتاب

ابن جریر فی تاریخه ان محمد بن ابی بکر تسوّر علی عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه کنانة بن بشر و سودان بن حمران و عمرو بن الحمق فوجدوا عثمان عند امرأته نائلة وهو یقرأ المصحف فی سورة البقرة فتقدمهم محمد بن ابی بکر فاخذ بلحیة عثمان فقال قد اخزاک الله یا نعثل فقال عثمان لست بنعثل ولکنی عبد الله وامیر المؤمنین قال محمد ما اغنی عنک معاویة وفلان وفلان فقال عثمان یا ابن اخی دع عنک لحیتی فما کان ابوک لیقبض علی ما قبضت علیه فقال محمد بن ابی بکر لو رآک ابی تعمل هذه الاعمال انکرها علیک

لیکن اب جو ارادہ رکھتا ہون وہ اس سے زیادہ شدید ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ مین تمھارے مقابلہ مین خدا سے نصرت چاہتا ہوں اور اُسی کی مدد کا طالب ہوں۔ محمد بن ابی بکر نے ایک دراز پیکان تیر سے (جو اون کے ہاتھ مین تھا) حضرت عثمان کی پیشانی کو مجروح کیا۔ اور کنانہ بن بشر نے اپنے پیکانوں کو بلند کر کے اس سخت دلی اور بیدردی سے حضرت عثمان کے کان میں چبھو دیا کہ اون کے کان سے گزر کر حلق میں اوتر گئے۔ اس کے بعد تلوار کھینچکر اون کو قتل کیا۔

تاریخ ابو الفدا[۱] مین ہے کہ حضرت عثمان ۱۸۔ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مقتول ہوئے۔ اون کی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال تھی۔ اور وہ تین دن تک بلا دفن وکفن پڑے رہے کیونکہ ان کے دشمن اون کی تجہیز وتکفین کے مانع تھے۔

اور تاریخ کبیر ابن جریر[۲] مین ہے کہ حضرت عثمان بعد قتل ہونے کے دو دن پڑے رہے اور کسی شخص کو اونکے دفن کی قدرت نہوئی۔ بالآخر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم اور نیار بن مکرم اور ابو جہم بن حذیفہ حضرت عثمان کی نعش اوٹھا لے گئے لیکن جب اونھون نے چاہا کہ جنازے کی نماز پڑھین تو انصار کے چند آدمی آکر مانع ہوئے نیز بقیع مین دفن کرنے سے بھی روکا۔ ابو جہم نے کہا کہ ان کو اسی طرح دفن کرو ان پر اللہ اور اوسکے ملائکہ نے نماز پڑھی ہے۔ مخالفین نے کہا کہ خدا کی قسم یہ مسلمانوں کے

(حاشیہ)
وما اریدبک اشد من قال عثمان استنصر الله علیک واستعین به ثم طعن جبینه بمشقص فی یده ورفع کنانة بن بشر مشاقص کانت فی یده فوجا بها فی اصل اذن عثمان فمضت حتی دخلت فی حلقه ثم علاه بالسیف حتی قتله

[۱] قال ابو الفداء کان مقتله لثمان عشرة خلت من ذی الحجة لیلة الجمعة سنة خمس وثلاثین و کانت مدة خلافته اثنتی عشرة سنة الا اثنی عشر یوما وبقی ثلاثة ایام لم یدفن لان المحاصرین له منعوا من ذالک ثم دفن

[۲] تاریخ الکبیر لابن جریر لبث عثمان بعد ما قتل لیلتین لایستطیعون دفنه ثم حمله اربعة حکیم بن حزام وجبیر بن مطعم ونیار بن مکرم وابو جهم بن حذیفة فلما وضع لیصلی علیه جاء نفر من الانصار یمنعونهم الصلوٰة علیه ومنعوهم ان یدفن بالبقیع فقال ابو جهم ادفنوه فقد صلی الله علیه وملائکته فقالوا لا والله

کتاب الاتقان سیوطیؒ مین بروایت حلیۃ الاولیائے ابونعیم حضرت علی سے مروی ہے کہ فرمایا اوںھون نے قسم خدا کی ایسی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جس کی نسبت مین یہ نہ جانتا ہون کہ وہ کس باب مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔

نیز حلیۃ الاولیاء مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ قرآن مجید عرب کے سات لغتوں مین نازل ہوا جن میں سے ہر لغت کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی ابن ابی طالب پر اون لغات کا ظاہر و باطن منکشف ہے اور ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین بہ سلسلۂ روایت ابن سیرین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے قرآن کو اسی نہج سے جمع کیا جس نہج سے وہ رسول اللہ پر نازل ہوا یعنے اوس مین ذرا بھی تغیر و تبدل و تقدم و تاخر نہ تھا۔

اور کتاب الاتقان سیوطیؒ مین ہے کہ جو قرآن حضرت علی نے جمع کیا تھا اوس کی ترتیب موافق تنزیل کے تھی اور کتاب تمہیدؒ ابوشکور سالمی مین ہے کہ صحابہ نے حضرت علی کے جمع کئے ہوئے قرآن پر اتفاق نہیں کیا۔

علامۂ سیوطیؒ کتاب الاتقان مین لکھتے ہین کہ جو قرآن حضرت علی نے جمع کیا تھا اوس کی سورتین اس ترتیب کے ساتھ تھین کہ پہلے اقرأ پھر مدثر پھر نون پھر مزمل پھر

١ه وفی الاتقان قال اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن علی قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت

٢ه واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن مسعود قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منہا حرف الا ولہ ظہر و بطن وان علی ابن ابی طالب عندہ منہ الظاہر والباطن

٣ه ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی در وسیلۃ النجاۃ بسلسلہ روایت ابن سیرین نقل می فرماید کہ علی مرتضی جمع کرد قرآن را بہ نہجے کہ نازل شد بر رسول خدا کہ در آن اصلا تغیر و تبدیل و تقدیم و تاخیر نبود

٤ه وفی الاتقان قال السیوطی فیہ منہم من رتبہا علی النزول وہو مصحف علی

٥ه وفی التمہید لابی شکور السالمی لم تتفق علیہ الصحابۃ

٦ه قال السیوطی فی الاتقان کان اولہ ای اول مصحف علی اقرأ ثم المدثر ثم نون ثم المزمل

تبت پھر تکویر اور اسی طرح آخر تک مکی اور مدنی سورتوں کی ترتیب تھی اور جو
مصحف عبد اللہ بن مسعود نے جمع کیا تھا اوسکی سورتین اس ترتیب کیا تھ تھین کہ
پہلے البقرہ پھر نساء پھر ال عمران اور اسی طرح شدید اختلاف کیا تھ
مصحف ابی بن کعب کی ترتیب بھی تھی۔

تاریخ الخمیس دیار بکری مین ہے کہ حضرت علی کی بیعت عامہ مسجد نبوی مین کی گئی اور
تاریخ الخلفاء سیوطی مین ہے کہ مدینے مین جبقدر صحابہ تھے سب نے حضرت علی
کی بیعت کی۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اولاً حضرت علی کی بیعت طلحہ نے کی اون کے
بعد زبیر نے۔ پھر اہل مصر نے۔ بعد ازان مہاجرین و انصار و اہل مدینہ نے
گروہ گروہ حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا اور بروز جمعہ بعد بیعت عامہ حضرت
علی نے منبر نبوی پر نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ ارشاد فرمایا جس کے
ابتدائی جملے یہ تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ قَدْ رَجَعَ
الْحَقُّ اِلٰی مَکَانِہٖ یعنی خدائے پاک کے احسان کا شکر
ہے کہ حق اپنی جگہ لوٹ آیا۔

نیز روضۃ الاحباب مین برنبائے روایت بعض
ثقات منقول ہے کہ ماہ فلک ولایت اوس دن منزل خلافت
مین استقرار پذیر ہوا جس روز تحویل آفتاب برج حمل مین ہوئی

تاریخ الخلفاء سیوطی[1] اور صواعق محرقہ مین ہے کہ حکمائے عرب مین سے ایک حکیم نے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ خدا کی قسم اے امیرالمومنین خلافت نے تم کو زینت نہین دی بلکہ تم نے خلافت کو زینت دی اور خلافت نے تمھاری شان بلند نہین کی بلکہ تم نے خلافت کو رفعت دی اور تم خلافت کے حاجت مند نہ تھے بلکہ خود خلافت تمھاری محتاج تھی۔

مورخ مسعودی تاریخ مروج الذہب[2] مین لکھتا ہے کہ حضرت علی کی بیعت سے ایک جماعت عثمانیہ نے کنارہ کشی اختیار کی جس مین سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر بھی تھے، حالانکہ آگے چل کر ان صاحبوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی اور اسد الغابہ[3] مین ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت علی کی بیعت سے کنارہ کشی کی جس مین عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔

اور تاریخ ابن جریر طبری[4] مین ہے کہ مدینے میں لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کی لیکن سات آدمیوں نے تامل کیا اور بیعت نہیں کی جن میں عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے نیز جہاں تک تحقیق ہوا ہے انصار مین سے کسی ایک نے بھی حضرت علی کی بیعت سے تخلف نہین کیا اور استیعاب[5] ابن عبدالبر مین ہے کہ ابو موسیٰ اشعری بھی حضرت علی سے منحرف تھے۔

[1] قال السیوطی فی تاریخہ وابن حجر المکی فی الصواعق دخل علیہ حکیم من حکماء العرب فقال واللہ یا امیرالمومنین لقد زینت الخلافۃ وما زانتک ورفعتہا وما رفعتک وهی کانت احوج الیک منک الیہا

[2] قال المسعودی فی مروج الذہب وقعد عن بیعتہ جماعۃ عثمانیۃ منہم سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن عمر وبایعا یزید بعد ذلک

[3] وقال فی اسد الغابۃ تخلف عن بیعتہ جماعۃ من الصحابۃ منہم ابن عمر وسعد بن ابی وقاص

[4] وقال ابن جریر بایع الناس علیا بالمدینۃ وتربص سبعۃ نفر فلم یبایعوہ منہم سعد بن ابی وقاص ومنہم ابن عمر الی ان قال ولم یتخلف احد من الانصار الا بایع فیما نعلم

[5] وقال فی الاستیعاب لابن عبدالبر وکان ابو موسیٰ الاشعری منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ

سنہ ۳۵ و فی دول الاسلام للذہبی قال و تخلف عنہا جماعة من الصحابة منہم سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و زید بن ثابت و ابن عمر و ابو موسیٰ الاشعری
سنہ ۳۶ قال ابوالفداء ثم دخلت سنة ست و ثلاثین فیہا ارسل علی عمالہ الی البلاد فبعث الی الکوفة عمارة بن شہاب وکان من المہاجرین و ولی عثمان بن حنیف الانصاری البصرة و عبیداللہ بن عباس الیمن و ولی قیس بن سعد بن عبادة الانصاری مصر و سہل بن حنیف الانصاری الشام

اور دول الاسلام ذہبی سنہ ۳۵ مین ہے کہ حضرت علی کی بیعت سے اکابر صحابہ کی ایک جماعت نے تخلف کیا جس مین سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور ابو موسیٰ اشعری بھی تھے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ سنہ ۳۶ھ مین حضرت علی نے اپنے عمال بلاد و امصار مین مقرر کئے چنانچہ عمارہ بن شہاب مہاجر کو کوفے میں متعین کیا۔ عثمان بن حنیف انصاری کو بصرے کا والی قرار دیا۔ عبداللہ بن عباس کو یمن بھیجا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو مصر کا عامل مقرر فرمایا اور سہل بن حنیف انصاری کو شام کی حکومت دی۔

اور روضۃ الاحباب سنہ ۳۵ مین ہے کہ بحرین کی حکومت سعید بن عباس کے ساتھ مخصوص فرمائی۔ سماحہ بن عباس کو تہامہ کے تاج امارت سے عزت بخشی۔ عون بن عباس کو اہل یمامہ کا مقتدا کیا۔ اور حرم محترم کا منصب سقایہ اور چاہ زمزم کی محافظت کا مرتبہ قثم بن عباس کو مرحمت فرمایا۔

علامہ ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر نے حضرت علی سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت لی اور اجازت پانے پر مکے چلے گئے۔

اور روضۃ الاحباب سنہ ۳۵ مین ہے کہ جب طلحہ اور زبیر کوفے اور بصرے کی حکومت سے

سنہ ۳۵ و در روضۃ الاحباب است کہ ولایت بحرین بسعید بن عباس مخصوص ساخت و سماحہ بن عباس را بتاج امارت تہامہ سرفراز ساخت و پیشوائی اہل یمامہ بعون بن عباس تفویض نمود و منصب سقایہ حرم و کفایت چاہ زمزم بقثم بن عباس ارزانی داشت

سنہ ۳۵ قال ابن جریر الطبری فی تاریخہ استاذن طلحة والزبیر علیا فی العمرة فاذن لہما فلحقا بمکة

سنہ ۳۵ و در روضۃ الاحباب است کہ چون طلحہ و زبیر از ایالت بصرہ و کوفہ مایوس شدند

(جس کے وہ خواہان تھے) مایوس ہوئے تو حضرت علی سے عمرہ ادا کرنیکی اجازت چاہی۔ حضرت علی نے فرمایا کہ گو تمھارا مقصود اصلی زیارت خانۂ کعبہ اور اوسکی آستانہ بوسی نہین ہے بلکہ تم فتنہ انگیزی کی غرض سے جارہے مگر بہرکیف مین اجازت دیتا ہون جہان چاہو جاؤ،

اور **کنز العمال** مین ام راشد سے روایت ہے کہ مین نے طلحہ اور زبیر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے ہاتھون نے علی کی بیعت کی ہے ہمارے دلون نے نہین کی۔ ام راشد کہتی ہین کہ مین نے اسکی اطلاع حضرت علی سے کی تو اونھون نے یہ آیت پڑھی من نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما یعنی جس نے نقض عہد کیا اوسنے خود اپنے نفس کو ضرر پہونچایا اور جس نے ایفائے عہد کیا اوسکو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ نعمان بن بشیر حضرت عثمان کا لباس خون آلود لیکر شام مین گئے جہان معاویہ حضرت عثمان کا کرتہ منبر مین اس غرض سے لٹکاتے تھے کہ اہل شام کو حضرت علی کیساتھ جنگ کے لئے جوش دلائین۔ چنانچہ اوس کرتے کو دیکھکر اہل شام کا غیظ و غضب حضرت کی نسبت بڑھتا جاتا تھا۔

تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ جس زمانے مین حضرت عثمان محصور تھے حضرت عائشہ مکے چلی گئی تھین جب وہان سے پھر اونھون نے مدینے کی جانب معاودت کی

تو مقام سرف مین قبیلۂ بنی لیث کا ایک شخص عبید بن ابی سلمہ ملا اور اوس نے
حضرت عائشہ کے پوچھنے پر بیان کیا کہ عثمان مقتول ہوئے حضرت عائشہ نے
دریافت کیا کہ پھر کیا ہوا۔ عبید نے کہا کہ لوگون نے علی کی بیعت پر اجتماع کیا۔
یہ سُنکر حضرت عائشہ پھر مکے کی جانب واپس ہوئین اور کہنے لگین کہ عثمان ظلم
سے مقتول ہوئے واللہ مین اونکے خون کا بدلا لونگی۔ عبیدہ بولا کہ یہ کیون؟ خدا کی
قسم تم تو پہلے ہی اون سے برگشتہ ہو کر کہتی تھین کہ "قتل کرو نعثل کو یہ کافر ہو گیا ہے"
حضرت عائشہ نے کہا کہ لوگون نے حضرت عثمان سے توبہ بھی کرائی اور پھر انھین
قتل بھی کیا۔ اور یہ قول کہ قتل کرو نعثل کو صرف میرا ہی نہ تھا بلکہ اورون کا بھی تھا۔
مگر جو بات مین اب کہہ رہی ہون یہ قول اول سے بہتر ہے۔

اور تاریخ ابن جریر طبری[۵۱] مین ہے کہ پھر حضرت عائشہ مکے واپس گئین
اور جب باب المسجد کے پاس اُترین تو لوگ اُن کے حضور مین جمع ہوئے
حضرت عائشہ نے کہا ایہا الناس عثمان ظلم سے مقتول ہوئے اور خدا کی
قسم مین اون کے خون کا بدلا لون گی۔

کتاب[۵۲] عقد الفرید مین محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب تک
حضرت کی بیعت منعقد نہ ہوئی تھی اون پر خون حضرت عثمان کا اتہام
نہ کیا گیا تھا مگر بیعت کے بعد ہی لوگون نے اون کو متہم کرنا
شروع کیا۔

فلما کان بسرف لقیها رجل من بنی لیث یقال له عبید بن ابی سلمة فقالت له مهیم؟ قال قتل عثمان ثم اجتمعوا علی بیعة علی فقالت ردونی ردونی فانصرفت وهی تقول الی مکة قتل عثمان مظلوما والله لاطلبن بدمه فقال لها ولم والله ان اول من امال حرفه لانت ولقد کنت تقولین اقتلوا نعثلا فقد کفر قالت انهم استتابوه ثم قتلوه وقد قلت وقالوا وقولی الاخیر خیر من قولی الاول

۵۱ قال ابن جریر الطبری فانصرفت الی مکة فنزلت علی باب المسجد الی ان قال واجتمع الیها الناس فقالت یا ایها الناس ان عثمان قتل مظلوما والله لاطلبن بدمه

۵۲ وروی فی عقد الفرید عن محمد بن سیرین قال ما علمت ان علیا اتهم فی دم عثمان حتی بویع فلما بویع اتهمه الناس

سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر مدینے سے نکل کر سیدھے مکہ معظمہ پہونچے اور وہان حضرت عائشہ کے ساتھ ہو گئے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب عبداللہ بن عباس حضرت علیؑ کی جانب سے عامل مقرر ہو کر یمن کو گئے اور اونھوں نے یعلی بن منیہ عامل سابق سے حکومت یمن کا چارج لیا تو یعلی بن منیہ محاصل یمن (جو کچھ اوس کی تحویل مین تھا) لیکر مکہ معظمہ چلا آیا۔ اور وہان اوس نے حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی شرکت کر کے محاصل یمن اونھیں کو سپرد کر دیا۔

عتبہ

مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے اور حضرت علی کی بیعت کی گئی اوس زمانے میں حذیفہ بن الیمان کوفے مین علیل تھے جس وقت اونھون نے حضرت عثمان کے قتل اور حضرت علی کی بیعت کی خبر سنی تو کہا کہ مجھے مسجد مین لے چلو اور الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا کرو۔ پھر حذیفہ منبر پر بیٹھا دیئے گئے اور اونھون نے بعد حمد و صلوٰۃ کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ علی ابن ابی طالب کی بیعت کی گئی۔ پس مین تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو اور حضرت علی کی نصرت پر مستعد ہو جاؤ کیونکہ بخدا وہ اولاً اور آخراً حق پر ہیں اور تمھارے نبی کے بعد جو لوگ ہوئے اور قیامت تک ہون گے اون سب سے بہتر ہیں۔

بعد ازاں حذیفہ نے اپنا داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکر کہا کہ خداوندا گواہ رہنا کہ مین نے علی کی بیعت کی اور تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اسوقت تک

سنہ ٣٥ و قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء خرجا طلحہ والزبیر الی مکۃ و عائشۃ رضی اللہ عنہا بہا فانزلا ها

سنہ ٣٦ قال ابو الفداء و مضی عبد اللہ بن عباس الی الیمن وکان العامل بہا من جہۃ عثمان یعلی بن منیۃ فولیہا عبد اللہ وخرج یعلی واخذ ما کان حاصل من المال ولحق بمکۃ وسار مع عائشۃ و طلحۃ والزبیر وسلم الیہم المال

سنہ ٣٦ قال المسعودی فی مروج الذہب وقد کان حذیفۃ بن الیمان علیلا بالکوفۃ فی سنۃ ست وثلاثین فبلغہ قتل عثمان وبیعۃ الناس لعلی فقال اخرجونی وادعوا الصلوۃ جامعۃ فوضع علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی وآلہ ثم قال ایہا الناس ان الناس قد بایعوا علیا فعلیکم بتقوی اللہ وانصروا علیا ووازروہ فواللہ انہ لعلی الحق آخرا واولا وانہ لخیر من مضی بعد نبیکم ومن بقی الی یوم القیامۃ ثم اطبق یمینہ علی یسارہ ثم قال اللہم اشہد انی قد بایعت علیا والحمد للہ الذی

زندہ رکھا اس کے بعد ساتویں یا چالیسویں دن حذیفہ کا انتقال ہو گیا۔

کتاب استیعاب میں ہے کہ حذیفہ بزرگ ترین اصحاب رسول میں سے تھے۔ اور اسد الغابہ میں ہے کہ حذیفہ منافقوں کے جاننے میں رسول اللہ کے راز دار تھے۔ اور محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ نے حذیفہ کو نفاق کی پہچان بتا دی تھی۔ اور منافقوں کے ناموں پر مطلع کر دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص منافق ہیں

احیاء العلوم غزالی میں ہے کہ حضرت عمر حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ اے حذیفہ تم منافقوں کو جاننے میں رسول اللہ کے راز دار ہو پس مجھ میں تو کوئی علامت نفاق کی نہیں پاتے۔

محدث جمال الدین کتاب روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے کو گئیں جو حج کیلئے مکے آئی تھیں اور بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابی امیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت نبی تمھاری شان و منزلت عظیم ہے اور تم امہات المومنین میں اپنے فضائل کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو۔ غالباً تم پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوائیوں کی ایک جماعت نے امیر المومنین عثمان کو اون کے گھر میں گھس کر قتل کیا اب اوس خلیفہ مقتول کے ہوادار دنے آ گیا ہے

الی ان قال و مات حذیفہ بعد هذا الیوم ... سبعۃ ایام و قیل باربعین یوما ... کان حذیفہ من کبار اصحاب رسول اللہ صلعم ... اسد الغابۃ قال حذیفۃ صاحب سر رسول اللہ صلعم فی المنافقین ... محدث دہلوی در مدارج النبوۃ ... احیاء العلوم الغزالی ... عنه انت صاحب سر رسول اللہ فی المنافقین فهل تری علی شیئا من آثار النفاق ... روضۃ الاحباب ...

کہ از قاتلان او انتقام کشد و ایشان
را بہ قصاص رسانند و ما اخبار کردند
کہ عبداللہ بن عامر در بصرہ صد ہزار
لشکر مہیا دارد کہ ہمہ ایشان
برائے واقعہ عثمان غضبناک
و طالب خون او گشتہ اند و من
می ترسم کہ میان مسلمانان برہم
این فتنہ محاربہ و مقاتلہ واقع
گردد چہ شود اگر در سیر بجانب
بصرہ با ما موافقت فرمائی شاید
کہ خداوند تعالی بسبب ما اصلاح
این کار نماید و عقدہ تعویق از

کہ قاتلون سے انتقام لین اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرے مین ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعے پر غضبناک اور طالب قصاص ہین مین ڈرتی ہون کہ اس قضیے کی وجہ سے مسلمانون مین محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا۔ کیا ہو اگر سفر بصرہ مین تم بھی ہمارے ساتھ موافقت کرو شاید خدا ہم لوگون کے سبب سے اس کی اصلاح کر دے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدۂ تعویق کھولدے اُمّ سلمہ نے کہا کہ اے دختر ابوبکر تم خون عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم اونپر سب سے زیادہ غضبناک تھین اور اون کو نعثل کے نام سے یاد کر کے کہا کرتی تھین کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل کرے نعثل کو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کل تو تم اون کو سب و شتم کے ساتھ یاد کر کے کفر سے منسوب کرتی تھین اور آج اون کو امیر المومنین اور خلیفۂ مقتول و مظلوم کہتی ہو اور اون کے معاملے مین اہل تعزیت و مصیبت بنکر اوس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج کیا ہے۔ سنو۔ طلب خون عثمان کے متعلق تمھارا خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبدمناف سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے کہ تم اوس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے علی بن ابی طالب پر لشکر کشی کی ہے حالانکہ علی رسول مقبول کے بھائی اور داماد و فاطمہ زہرا کے شوہر ہین (اے عائشہ) علی کا مرتبۂ خلافت و ریاست و وراثت اہل روزگار کے نزدیک

مسلم ہے اور اصحاب مہاجر و انصار نے اون کے مرتبہ خلافت کو قبول کر کے اون کی بیعت اختیار کی ہے۔ اس کے بعد حضرت اُمّ سلمہ نے حضرت علی کے بعض فضائل و خصائل کا ذکر کیا۔ عبداللہ بن زبیر گھر کے بیرونی در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتیں سُن رہے تھے وہین سے اونھون نے آواز دی کہ اے اُمّ سلمہ تم کو آل زبیر سے جو عداوت ہے اوس کو میں جانتا ہوں۔ اُمّ سلمہ نے اندر سے جواب دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے پر تُلے ہو۔ کیا تمھارا گمان ہے کہ علی کی زندگی مین مہاجرین و انصار تمھارے باپ زبیر اور اون کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے پر راضی ہوں گے۔ حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہین۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ مین نے یہ حدیث رسول اللہ کی زبان سے کبھی نہیں سُنی۔ اُمّ سلمہ نے کہا کہ اگر تم نے نہیں سُنی تو تمھاری خالہ عائشہ نے سُنی ہے اون سے پوچھ لو اور مین نے تو رسول مقبول کو یہ بھی فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی میری زندگی مین اور میرے بعد تم سب پر میرے خلیفہ ہین جس نے اون کی نافرمانی کی اوس نے میری نافرمانی کی۔ اے عائشہ بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سُنی ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ ہاں مین نے سُنی ہے۔ پس حضرت اُمّ سلمہ نے بطور نصیحت حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس امر سے تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اوس سے ڈرو اور صاحبہ کلاب حوأب نہ بنو۔ اے عائشہ مین قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے

رسول خدا کو یہ کہتے ہوئے نہیں سُنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ حواب کے کُتے شور کرین گے جو شریک اہل بغاوت و فساد ہوگی اور جس وقت آنحضرت نے یہ ارشاد کیا اوسوقت جو ظرف میرے ہاتھ مین تھا غایت اضطراب کی وجہ سے گر گیا آنحضرت نے مجھ سے سبب اضطراب دریافت فرمایا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اس خیال سے مضطرب ہوئی کہ کہین وہ بی بی مین نہوں. آنحضرت نے تبسم فرماکر اور تمھاری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا میرا گمان ہے کہ وہ بی بی تو ہے. حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ طلحہ اور زبیر کے فریب مین نہ آؤ اور یہ سمجھو کہ وہ تم کو اس فعل کے وبال سے بچالین گے. حضرت اُم سلمہ کی باتین سُن کر حضرت عائشہ وہان سے بادل ملول اوٹھیں اور فسخ عزم بصرہ کا عذر و حیلہ سوچنے لگیں. عبداللہ بن زبیر نے یہ حال محسوس کرکے فریاد کی کہ اے خالہ اگر تم اس لشکر کے ساتھ بصرے کی جانب رخ نہ کروگی تو میں خودکشی کرلونگا یا دیوانہ وار صحرا کی راہ لونگا اور وہاں کے درندوں کا شکار ہوجاؤنگا. لوگون نے آکر حضرت عائشہ کو سمجھایا کہ وہ ابن زبیر کی خاطر شکنی نہ کرین. بس حضرت عائشہ کا پہلا خیال پھر راسخ ہوگیا اور عزم سفر سے اونھون نے اعراض نہ فرمایا.

اور عقد الفرید مین ہے کہ جب حضرت عائشہ نے بصرے کا قصد کیا تو

زید بن صوحان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ عائشہ ام المومنین کی طرف سے فرزند
مخلص زید بن صوحان کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ تمھارے باپ زمانہ جاہلیت
مین بھی سردار رہے اور عہد اسلام میں بھی اور تم اپنے باپ کے اسی طرح
قدم بہ قدم ہو جس طرح گھوڑ دوڑ میں اسپ مصلی اسپ سابق سے نزدیک یا
ملحق ہوتا ہے۔ تم نے حضرت عثمان کا وہ مصیبت خیز واقعہ سنا ہی ہوگا جو اسلام
میں پیش آیا۔ اب ہم تمھاری طرف آرہے ہیں اور ہمارے آنے سے تمھاری
پوری تشفی ہو جائے گی۔ کیونکہ مشاہدہ خبر سے زیادہ تشفی بخش ہوتا ہے بس جب
میرا یہ خط تمھارے پاس پہونچے تو لوگوں کو علی ابن ابی طالب کے ساتھ شریک
ہونے سے روکو اور تا حکم ثانی اپنی جگہ پر موجود رہو والسلام۔ زید بن صوحان
نے اس کے جواب میں لکھا کہ زید بن صوحان کی جانب سے ام المومنین
عائشہ کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ ایک امر کا تم کو حکم دیا گیا ہے اور
ایک امر کا ہم کو۔ تم کو تو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہو
اور ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ مخالفین سے اوس وقت تک قتال کریں کہ فتنہ
فرو ہو جائے۔ پس تعجب ہے کہ جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے اوسے
بھی تم نے ترک کیا اور جس بات کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اوس سے بھی
مانع ہوتی ہو۔ والسلام۔

تاریخ ابو الفداء مین ہے کہ یعلی بن منیہ نے اپنا اونٹ جسکا نام عسکر تھا اور جسے اوسنے

صوحان اذا قدمت البصرة من عائشة ام المؤمنين الى ابنها الخالص زيد بن صوحان سلام عليك اما بعد فان اباك كان راسا في الجاهلية وسيدا في الاسلام وانك من ابيك بمنزلة المصلي من السابق يقال كاد او لحق وقد بلغك الذي كان في الاسلام من مصاب عثمان بن عفان ونحن قادمون عليك والعيان اشفى لك من الخبر فاذا اتاك كتابي هذا فثبط الناس عن علي بن ابي طالب وكن مكانك حتى ياتيك امري والسلام فكتب اليها زيد بن صوحان الى عائشة ام المؤمنين سلام عليك اما بعد فانك امرت بامر وامرنا بامر امرت ان تقري في بيتك وامرنا ان نقاتل الناس حتى لا تكون فتنة فتركت ما امرت به وكتبت تمنعنا عما امرنا به والسلام

١٥ قال ابو الفداء واعطى يعلى بن امية عائشة جملا اسمه عسكر اشتراه

ستّو دینار یا اسّی دینار کو خرید کیا تھا حضرت عائشہ کی سواری کے لیئے نذر کیا
کتاب[۱] حیاۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ جب حضرت عائشہ کا قافلہ
بصرے کی جانب روانہ ہو کر چشمۂ حواَب پر پہونچا تو وہان کے کتون نے
بھونکنا شروع کیا۔ حضرت عائشہ مضطرب ہو کر بولیں کہ مجھے واپس لے چلو۔
مین نے رسول اللہ کو (اپنی بیبیوں سے) یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ تم مین سے
اوس بی بی کا کیا حال ہو گا جس پر حواَب کے کتے بھونکین گے۔
اور مستدرک[۲] حاکم میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جب
حضرت عائشہ دیار بنی عامر میں پہونچیں تو وہان کے کُتّے بھونکنے لگے
حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اس چشمے کا کیا نام ہے؟ لوگون نے کہا
حواَب؛ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اب سوا لوٹ چلنے کے اور کوئی
بات میرے ذہن مین نہین آتی۔ کیونکہ مین نے رسُول اللہ کو اپنی
بی بیون سے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم مین سے اوس کا
کیا حال ہو گا جس پر حواَب کے کُتّے بھونکیں گے۔ اور روضۃ الاحباب[۳]
سے مخلصاً منقول ہے کہ جب راہ مین کُتّے جمع ہو کر بھونکنے لگے تو
حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے؟ کہا گیا کہ
حواَب۔ یہ سُنتے ہی حضرت عائشہ کہنے لگیں کہ مجھے
یہان سے لوٹاؤ۔ مجھے یہان سے لوٹاؤ۔ مین نے

بمائۃ دینار وقیل بثمانین دینارا
[۱] قال الدمیری فی حیوۃ الحیوان ولما خرجت عائشۃ مرت بماء یقال له الحواَب فنبحتها الکلاب فقالت ردونی ردونی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کیف باحدٰکن اذا نبحتها کلاب الحواَب

[۲] واخرج الحاکم فی المستدرک عن قیس بن ابی حازم قال لما بلغت عائشۃ بعض دیار بنی عامر نبحت علیها الکلاب فقالت ای ماء هذا قالوا الحواَب قالت ما اظننی الا راجعۃ سمعت رسول اللہ صلعم یقول کیف باحداکن اذا نبحتها کلاب الحواَب

[۳] واز روضۃ الاحباب چنین منقول است که چون عائشہ در گذر آمد سگان آن موضع جمع شدند و آغاز بانگ کردند عائشہ پرسید که این آب را چه نام است گفتند حواَب عائشہ گفت مرا بازگردانید مرا باز گردانید

رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ گویا مین دیکھتا ہون کہ میری ایک بی بی پر حوأب کے کُتے شور کریں گے ۔ اے حمیرا اس بات سے ڈر کہ وہ بی بی تو ہو۔ اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ (جب چشمۂ حوأب کے کتون نے بھونکنا شروع کیا تو) حضرت عائشہ نے چلا کر کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مین نے رسول اللہ کو اپنی بی بیون سے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم مین سے ایک بی بی پر حوأب کے کُتے بھونکیں گے۔ بعد ازان حضرت عائشہ نے اونٹ کو مار کر بٹھا دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن زبیر نے پہونچکر اونکو تسلی دی اور کہا کہ جس نے اس مقام کا نام حوأب بتایا وہ جھوٹ بولا۔ اور تاریخ مروج الذہب[2] مسعودی مین ہے کہ جب حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا قافلہ روانہ ہو کر شب کو چشمۂ حوأب پر پہونچا تو وہاں کچھ لوگ بنی کلاب کے جمع تھے اون کے کُتے سوارون کو دیکھکر بھونکنے لگے حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے؟ شتربان نے کہا کہ حوأب یہ سُنتے ہی حضرت عائشہ کی زبان سے کلمہ انا للہ و انا الیہ راجعون نکل گیا اور وہ کہنے لگیں کہ مجھے یہاں سے حرم رسول کی جانب واپس لے چلو مجھکو اس سفر سے کچھ کام نہیں ہے عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کا اضطراب دیکھکر کہا کہ خدا کی قسم یہ حوأب نہیں ہے جس نے تم سے کہا غلط کہا اسکے بعد طلحہ بھی آ گئے جو پیچھے تھے اور اونھون نے بھی قسم کھا کر کہا کہ یہ حوأب نہیں ہے۔

شہید ہو اس از رسول خدا کہ میفرمود کہ گویا میبینم زنے از زنان خود را کہ سگان حوأب برآن بانگ کنند از ازان کہ آن زن تو باشی اے حمیرا

[1] وفی الکامل فصرخت عائشۃ باعلی صوتہا و قالت انا للہ و انا الیہ راجعون انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول و عندہ نساؤہ لیت شعری ایتکن تنبحہا کلاب الحوأب ثم ضربت عضد بعیرہا فاناختہ و الی ان قال فقال لہا عبد اللہ ابن الزبیر انہ کذب

[2] وفی مروج الذہب للمسعودی فلما انتہی القوم فی الطریق الی الماء المعروف بالحوأب علیہ ناس من بنی کلاب عوت کلابہم علی الرکب فقالت عائشۃ ما اسم ہذا الموضع فقال لہا السائق لجملہا الحوأب فاسترجعت وذکرت ما قیل لہا فی ذالک فقالت ردونی الی حرم رسول اللہ صلعم لا حاجۃ لی فی المسیر فقال ابن الزبیر باللہ ما ہذا الحوأب ولقد غلط فیما اخبرک بہ وکان طلحۃ فی ساقۃ الناس فلحقہا فاقسم انہ لیس ذالک بالحوأب

نیز طلحہ اور ابن زبیر کی موافقت مین اون کے پچاس ہمراہیوں نے
گواہی دی کہ اس مقام کا نام حوأب نہیں ہے۔ اور یہ پہلی شہادت زور
یعنے جعلی گواہی تھی جو اسلام میں قائم کی گئی۔ نیز روضۃ الاحباب[۵]
مین ہے کہ یہ پہلی جھوٹی شہادت تھی جو اسلام میں وقوع
پذیر ہوئی۔

ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب[۶] مین شعبی سے روایت کی ہے کہ
جب طلحہ اور زبیر نے خروج کیا تو ام الفضل بنت حارث نے
حضرت علیؑ کو اون کے خروج کا حال لکھ بھیجا۔ حضرت علیؑ نے اوس تحریر
کو دیکھکر فرمایا کہ طلحہ اور زبیر کا یہ فعل تعجب خیز ہے۔ رسول مقبول کے
بعد ہم کو دعوی تھا کہ آنحضرت کے اہل اور جانشین ہم ہین اور
کوئی شخص آنحضرت کی حجت اور عظمت کو ہم سے نہ چھینے گا۔ مگر ہماری
قوم نے اس سے اعراض کیا اور ہمارے اغیار کو ولی امر قرار دیا خدا کی قسم
اگر تفرقے کا اندیشہ اور دین کے نابود ہوجانے کا خوف اور کفر کے
عود کرنے کا خیال نہ ہوتا تو ہم قوم کی اس کارروائی کو پلٹ دیتے
ناچار اپنی پرسوز مصیبت پر ہم کو صبر کرنا پڑا۔ پھر ابنائے جنس
عثمان پر ٹوٹ پڑے اور اون کے قتل کے مرتکب ہوئے بعد ازان
لوگوں نے میری بیعت کی اور ان بیعت کرنے والوں مین طلحہ و زبیر بھی تھے

[۵] و در روضۃ الاحباب است کہ این گواہی اول شہادت زور بود کہ در اسلام بوقوع پیوست

[۶] روی ابن عبد البر فی الاستیعاب عن شعبی قال لما خرج طلحۃ و الزبیر کتبت ام الفضل بنت الحارث الی علی رضی اللہ عنہ بخروجہم فقال علی العجب لطلحۃ و الزبیر ان اللہ عزوجل لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا نحن اہلہ واولیاؤہ لا ینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی مضض ثم وثب الناس علی عثمان فقتلوہ ثم بایعونی و بایعنی طلحۃ والزبیر

فکان ذالک اول شہادۃ زور ثبتت فی الاسلام رجلا ممن کان معہم وشہد معہما خمسون

فلم یصبرا شهراً کاملاً حتی خرجا الی العراق ناکثین
اللهم فخذهما بفتنتهما و
فیه ایضاً قال علی والله
ان طلحة والزبیر وعائشة
لیعلمون انی علی الحق و
انهم مبطلون ١٢ ور
روضة الاحباب است که چون
امیر المؤمنین علی کتوب ام الفضل را دید
محمد بن ابی بکر را طلبید و گفت
ببین که خواهرت چه کار پیش
گرفته. خدای تعالی او را امر

جنھون نے اب نکث بیعت کرکے عراق کی طرف خروج کیا ہے. الٰہی اون دونوں سے اون کی فتنہ انگیزی کا مواخذہ فرما. نیز کتاب موصوف مین ہو کہ حضرت علی نے یہ بھی کہا کہ واللہ طلحہ اور زبیر اور عائشہ کو معلوم ہے کہ مین حق پر ہوں اور وہ باطل پر اور روضۃ الاحباب ١٢ مین ہے کہ جب حضرت علی نے اُم الفضل کا عریضہ ملاحظہ فرمایا تو محمد بن ابی بکر کو بلاکر کہا کہ تمھاری بہن نے کیا آفت برپا کی ہے. خدا نے اون کو حکم دیا ہے کہ اپنے گھر مین رہین باہر نہ نکلین. لوگون مین ظاہر نہ ہون. اور عائشہ نے خلاف حکم خدا و رسول باہر نکل کر جماعت اہل شقاق کا ساتھ دیا. اور میرے مقابلہ مین اون مخالفین سے متفق ہو کر خون عثمان کا عوض لینے کے لئے مجھ پر لشکر کشی کی. محمد بن ابی بکر نے عرض کیا کہ اون کے باہم متفق ہونے سے آپ کو کسی قسم کا آسیب و ضرر نہ پہونچے گا. کیونکہ پروردگار آپ کے ساتھ ہے. نیز روضۃ الاحباب ١٢ مین ہے کہ حضرت علی نے حضرت عائشہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفٰے عائشہ کو معلوم ہو کہ تم خلاف حکم خدا و رسول گھر سے نکلی ہو اور جس بات کی تم کو تکلیف نہین دی گئی اور تمھارے مناسب حال نہین ہے اوس کو تم نے اختیار کیا ہے. تمھارا گمان ہے کہ تم مسلمانون مین

اصلاح پیدا کرتی ہو حالانکہ جو کچھ تم کر رہی ہو یہ بالکل فساد اور افساد ہے ذرا بتاؤ تو کہ عورتوں کو فوج و لشکر سے کیا کام ہے جنھیں خدا نے خانہ نشینی کا حکم دیا ہے۔ اے عائشہ خدا سے ڈرو۔ اپنے گھر واپس جاؤ۔ اور وہاں قرار پکڑو۔

تاریخ ابوالفداء[۱] مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر نے بصرے کی جانب خروج کیا ہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ کے اوس طرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیوں مین آٹھ سو انصار اور چار سو وہ لوگ تھے جنھوں نے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا) حضرت علی نے فوج کی ترتیب اس طرح فرمائی کہ علم لشکر محمد بن حنفیہ کو دیا۔ میمنہ لشکر کی افسری امام حسنؑ کو عطا کی۔ میسرۂ لشکر کی سرداری امام حسینؑ کو بخشی۔ سواروں پر عمار بن یاسر کو اور پیادوں پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبداللہ بن عباس کو کیا۔ حاکم نے مستدرک[۲] مین عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی بصرے کی جانب جانے لگے تو وداع کیلئے حضرت اُم سلمہ کے پاس گئے اُم سلمہ نے کہا کہ بسم اللہ و فی حفظ اللہ خدا کی قسم تم حق پر ہو اور حق تمھارے ساتھ ہے۔ اگر خدا اور رسول کا حکم یہ نہ ہوتا کہ ازواج نبی اپنے گھروں میں قرار پذیر رہیں تو یقیناً مین تمھارے ساتھ چلتی۔

[۱] قال ابو الفداء ولما بلغ عليا مسير عائشة وطلحة والزبير الى البصرة سار نحوهم في اربعة آلاف من اهل المدينة فيهم اربعمائة ممن بايع تحت الشجرة وثمان مائة من الانصار ورايته مع ابنه محمد بن حنفية وعلى ميمنة الحسن وعلى ميسرة الحسين وعلى الخيل عمار بن ياسر وعلى الرجالة محمد بن ابي بكر الصديق وعلى مقدمته عبد الله بن عباس

[۲] الحاكم في المستدرك عن عمرة بنت عبد الرحمن قالت لما سار علي الى البصرة دخل على ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم يودعها فقالت سر في حفظ الله وفي كنفه فوالله انك لعلى الحق والحق معك ولولا اني اكره ان اعصي الله ورسوله فانه امرنا صلى الله عليه وسلم ان نقر في بيوتنا لسرت معك

تاریخ مروج الذہب[1] مین ہے کہ پھر حضرت علی مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوکر مقام ذیقار میں وارد ہوئے۔ اور روضۃ الاحباب[2] مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ موضع ذیقار میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص ضعیف و نحیف زاد راہ پیٹھ پر باندھے اور پانی کی چھاگل گلے مین لٹکائے ہوئے پیادہ آرہا ہے لوگ اوس بزرگ کو حضرت علی کے پاس لائے۔ جب جانبین سے رسم تحیت و سلام ادا ہوچکی تو اوس مرد بزرگ سے پوچھا گیا کہ تمھارا کیا نام ہے اور تم کس قبیلے سے ہو۔ اوکھون نے کہا کہ مین اویس قرنی ہوں۔ اے امیر المومنین اپنا دست مبارک بڑھائیے تاکہ مین سعادت بیعت حاصل کرون حضرت علی نے پوچھا کہ کس بات پر میری بیعت کروگے اویس قرنی نے عرض کیا کہ اس بات پر بیعت کرون گا کہ تمھاری مدد و نصرت کرکے اپنا سر تمھارے قدموں پر نثار کرون۔

تاریخ ابو الفدا[3] مین ہے کہ کوفے کی ایک جماعت تو حضرت علی کے پاس حاضر ہوکر اون کے لشکر مین داخل ہوئی اور ایک گروہ اہل کوفہ کا حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر کی فوج مین شامل و لاحق ہوا اور دونوں فریق کی فوجیں مقام خریبہ میں باہم مقابل و صف آرا ہوئیں۔

[3] ابو الفدا قال جمع الی علی من الکوفة جمع والی عائشة وطلحة والزبیر جمع والتقوا بمکان یقال له الخریبة

اور مروج الذہب[1] مین ہے کہ دونون لشکرون کے مقابل ہونے کے بعد حضرت علی نے کھڑے ہوکر اپنی فوج سے ارشاد فرمایا" ایہا الناس اگر تم فوج مخالف کو شکست دو تو زخمیون اور قیدیون کو نہ مارو۔ جو پیٹھ پھیر کر بھاگے اوس کے تعاقب مین نہ جاؤ۔ کسی شخص کو برہنہ اور کسی کو مقتول کو مُثلہ نہ کرو اور اون کے اموال کے قریب نہ جاؤ سوا اُس مال ومتاع کے جو لشکر مین از قسم اسلحہ وغیرہ پڑا ہوا پاؤ اور تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ پھر حضرت علی نے زبیر کو بلا کر کہا کہ زبیر تم کو یاد ہوگا کہ ایک دن رسُول مقبول کے ساتھ میرا گذر بنی غنم مین ہوا۔ آنحضرت نے مجھے دیکھکر تبسم فرمایا اور مین بھی متبسم ہوا۔ تم نے میرے ہنسنے پر اعتراض کیا تو رسول مقبول نے کہا کہ یہ تبسم بیجا نہین ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ ایک روز تم علی سے قتال کر کے اون کے حق مین ظلم کروگے۔ زبیر نے کہا کہ بے شک مجھے وہ بات یاد آگئی۔ اگر پہلے سے اس کا خیال ہو جاتا تو مین ہرگز یہان نہ آتا۔ مُستدرک[3] حاکم مین حردرۂ مازنی سے مروی ہے کہ مین نے علی کو زبیر سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے زبیر تم کو خدا کی قسم سچ بتاؤ رسُولؐ مقبول نے نہین کہا تھا کہ تم علیؑ سے ظالمانہ قتال کروگے۔ زبیر نے کہا کہ ہان بالکل سچ ہے مگر مین اس بات کو بھول گیا تھا۔

[1] وقال المسعودی فی مروج الذهب فقام علی رضی الله عنه فقال ایها الناس اذا هزمتموهم فلا تجهزوا علی جریح ولا تقتلوا اسیرا ولا تطلبوا مولیا ولا تکشفوا عورة ولا تمثلوا بقتیل ولا تقربوا من اموالهم الا ما تجدونه فی عسکرهم من سلاح او کراع

[2] قال ابن الوردی وابو الفداء وقال دعا علی الزبیر وقال له اتذکر یوما مررت مع رسول الله صلعم فی بنی غنم فنظر الی فضحکت وضحک الی فقلت لا یدع ابن ابی طالب زهوه فقال رسول الله صلعم انه لیس بزهو ولتقاتلنه وانت ظالم له فقال الزبیر اللهم نعم ولو ذكرته ما سرت مسیری هذا

[3] واخرج الحاكم فی المستدرك عن حرورة المازنی قال سمعت علیا و هو یناشد الزبیر قال انشدك الله یا زبیر اما سمعت رسول الله صلعم یقول انك تقاتلنی وانت لی ظالم قال بلی ولكنی نسیت

تاریخ ابن[۱] جریر طبری۔ مین ہے کہ حضرت علی نے زبیر سے یہ بھی کہا کہ تم مجھ سے خون عثمان کے طالب ہو حالانکہ خود تم نے اون کو قتل کیا۔ نیز طلحہ سے کہا کہ اے طلحہ تم رسول اللہ کی بی بی کو میدان جنگ مین لڑنے کو لائے ہو اور اپنی بی بی کو تم نے گھر مین پردہ نشین بنا رکھا ہے۔

تاریخ ابن[۲] الوردی۔ مین ہے کہ پھر دونون لشکرون میں جنگ برپا ہوئی۔ حضرت عائشہ اوسوقت اونٹ پر ہودج مین سوار تھین اور اس قدر تیر اوس ہودج مین لگے تھے کہ وہ خارپشت بن گیا تھا۔

اور روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ بالآخر مقاتلہ اور محاربہ اس حد تک پہونچا کہ جانبین کے سپاہیون اور بہادرون کے سر تیغ بیدریغ سے کٹ رہے تھے اور دشت کارزار خون کا دریا معلوم ہوتا تھا۔

تاریخ ابوالفدا[۴]۔ مین ہے کہ مروان بن حکم نے طلحہ کو ایسا تیر مارا کہ وہ مقتول ہوئے۔ حالانکہ طلحہ و مروان ایک ہی لشکر مین حضرت عائشہ کے ساتھ تھے۔ نیز حاکم نے مستدرک[۵] مین ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ طلحہ کو بروز جنگ جمل مروان بن حکم نے قتل کیا۔

اور تاریخ ابن الوردی[۶]۔ مین ہے کہ زبیر نے میدان جنگ سے نکل کر مدینہ کی راہ لی

[۱] قال ابن جریر فی تاریخہ وقال علی للزبیر أتطلب منی دم عثمان وانت قتلته وقال لطلحة جئت بعرس رسول اللہ صلعم تقاتل بها وخبأت عرسك فی البیت

[۲] قال ابن الوردی ووقع القتال وركبت عائشة الجمل فی هودج وقد صار كالقنفذ من النشاب

[۳] ودر روضۃ الاحباب است کہ آخر مقاتلہ ومحاربہ بجائے رسید کہ از جانبین سر سپاہیان وشجاعان بر تیغ بیدریغ ... خون در صحرا روان گردید

[۴] وقال ابوالفداء ورمى مروان بن الحكم طلحة بسهم فقتله لانهما كان مع عائشة

[۵] واخرجه الحاكم فی المستدرك عن ابراهيم بن محمد بن طلحة قال قتل طلحة يوم الجمل قتل مروان بن الحكم

[۶] قال ابن الوردی وانصرف الزبير طالبا المدينة

اور حبیب السیر[۱] مین ہے کہ جب حضرت علیؑ نے یہ دیکھا کہ اہل بصرہ کی ایک جماعت حضرت عائشہ کے اونٹ کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور جنگ سے کسی طرح باز نہین رہتی تو محمد بن ابی بکر اور اشتر وغیرہ کو حکم دیا کہ اوس اونٹ کے پاؤن کاٹ ڈالین۔ چنانچہ ان لوگوں نے متواتر حملے کئے اور اونٹ تک پہونچ کر اوس کو پے کیا۔

اور تاریخ ابوالفدا[۲] مین ہے کہ حضرت علی کے حکم دینے پر ایک شخص نے اونٹ کو پے کیا تو وہ گر پڑا اور حضرت عائشہ ہودج میں رہیں جب رات ہوئی تو اون کے بھائی محمد بن ابی بکر نے اون کو بصرے لیجا کر عبداللہ بن خلف کے گھر مین اُتار دیا۔ اور مروی ہے کہ زبیر نے میدان جنگ سے مدینے کی راہ لی تو اون کا گذر چشمہ بنی تمیم پر ہوا۔ جہان احنف بن قیس مقیم تھا۔ لوگوں نے احنف سے کہا کہ زبیر یہی ہیں جو میدان جنگ سے چلے آئے۔ احنف بولا یہی ہیں جو دونوں لشکروں کے مجتمع اور مقابل ہونے کے باعث ہوئے اور پھر اون کو چھوڑ کر چلے آئے عمرو بن جرموز مجاشعی جو وہان بیٹھا ہوا تھا یہ باتیں سُن رہا تھا زبیر کے پیچھے ہو لیا اور جس وقت وہ دشت سباع مین پہونچ کر سو گئے تو جرموز نے اون کو اُسی حالت مین قتل کر دیا۔

روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ بعد واقعہ جمل حضرت علی حضرت عائشہ کے قیامگاہ پر گئے اوس وقت وہ زنان بصرہ کیساتھ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں حضرت علی نے

[۲] ابوالفداء قال علی لعمرو ... الجمل فضربه رجل فسقط وبقيت عائشة في هودجها الى الليل وادخلها محمد بن ابي بكر اخوها البصرة وانزلها في دار عبد الله بن خلف قال ولما انصرف الزبير من وقعة الجمل طالب المدينة مر على ... الاحنف بن قيس ... فقيل للاحنف هذا الزبير قد اقبل فقال ... جمع بين هذين الغارين ... وتركهم ... واتبعه عمرو بن جرموز المجاشعي ... فلما نام غدر به فقتله

بعد حصول اجازت اندر جاکر حضرت عائشہ سے کہا کہ رسُول مقبول کی بیبیون کو خدا کا حکم ہے کہ قرن فی بیوتکن یعنی اپنے گھرون مین بیٹھی رہو. مگر تم نے اسقدر خطا کی اور ایسے امور کی مرتکب ہوئین جو تمھارے مناسب حال نہ تھے. باوجودیکہ تم میرے اوس قرب و قرابت کو جو رسول مقبول سے ہے جانتی تھین اور خود آنحضرت کو مکرر یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ مین جس کا مولا ہون علی بھی اوس کا مولا ہے. الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علی سے دشمنی رکھے. لیکن پھر بھی تم نے میرے ساتھ دشمنی کا اور میرے دشمنون کے ساتھ دوستی کا برتاؤ کیا خیر اب مناسب یہی ہے کہ اپنی خطا پر اصرار نہ کرو. اسی وقت مدینے لوٹ جاؤ اور جس مکان مین جناب رسالت مآب نے تم کو چھوڑا تھا تادم مرگ اوس مین قرار پذیر رہو. یہ کہہ کر حضرت علی اوٹھے اور وہان سے چلے آیے. نیز کتاب موصوف مین ہے کہ پھر دوسرے دن حضرت علی نے اپنے فرزند حسن مجتبیٰ کو ایک پیام دیکر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا. حضرت حسن نے جا کر کہا کہ امیر المومنین نے تمھیں یہ پیام دیا ہے کہ اگر تم اسی وقت مدینہ کیجانب نہ روانہ ہوگی تو بخدا مین تم کو ایک ایسے امر پر متنبہ کرونگا جسکو تم خوب جانتی ہو. حضرت عائشہ اوس وقت بالون مین کنگھی کر رہی تھین. حضرت علی کا پیام سنتے ہی کنگھی کرنا ملتوی کر کے اوٹھین اور حکم دیا کہ ابھی میرا اسباب لے چلنے پر بار کر کے سفر مدینہ کا سامان کرو.

اوس وقت حضرت عائشہ کے چہرے سے کمال اضطراب ظاہر ہوتا تھا بصرے
کی ایک عورت نے کہا کہ اے ام المومنین عبداللہ بن عباس نے جب تم کو
علی کا پیام پہونچایا تو تم نے کلہ بکلہ ایسا جواب دیا کہ وہ منغض ہوکر چلے گئے
بعد ازان خود علی نے آکر تم سے جو کچھ کہا اوس کو تم نے قبول نہ کیا. اب یہ
حسن نے کون سا پیام پہونچایا جس پر تم اس قدر مضطرب ہوئین. حضرت عائشہ
نے فرمایا کہ علی نے حسن کے ذریعہ سے جو پیام بھیجا ہے اور جس امر پر متنبہ کیا ہی
اوس نے مجھے ایسا بیچین کر دیا کہ بجز سفر مدینہ کوئی چارہ نہین ہے. اوس عورت
نے پوچھا وہ کیا پیام ہے اور کیا بات ہے جس سے تمکو اتنا تردد لاحق ہو گیا.
حضرت عائشہ نے کہا بات یہ ہے کہ ایک روز رسول خدا غنائم کو اپنے
قرابتدارون اور دوستون مین تقسیم فرما رہے تھے. مین نے بھی اوس مین سے
حصہ مانگا اور مانگنے میں حد اعتدال سے زیادہ مبالغہ کیا. اس بات پر علی بن ابیطالب
نے مجھے ملامت کر کے کہا کہ بس اب خاموش رہو تم نے حصہ طلب کرنے مین
الحاح اور مبالغہ کر کے رسول اللہ کو ملول کر دیا. اس کے جواب مین مین نے
بھی علی کو خشونت آمیز باتین کہین تو علی نے یہ آیت پڑھی. عَسٰی رَبُّہٗ
اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ یعنے ممکن ہے کہ رسول تم سے
دلتنگ ہو جائے اور تمھارے عوض میں خدا اوس کو تم سے بہتر بیبیان عطا فرمائے
یہ سُن کر مین نے گفتگو مین اور زیادہ درشتی اختیار کی رسول اللہ نے میری سخت کلامی

پر غضبناک ہو کر علی سے فرمایا کہ اے علی مین نے ان بیبیون کا طلاق تمھارے قبضۂ اختیار مین دیا اور تم کو اپنا وکیل کیا۔ ان مین سے جس کو میری طرف سے طلاق دوگے اوس کا نام دفتر ازواج نبی سے محو ہو جائے گا۔ نیز آنحضرت نے امر طلاق کو مطلقاً فرمایا تھا۔ حیات و ممات کا فرق نہین کیا تھا۔ چنانچہ علی بن ابیطالب نے مجھے اسی بات پر متنبہ کیا ہے جس کو سُن کر مین خائف ہون کہ مُبادا اون کی زبان پر ایسا ناگوار یدہ لفظ آجائے جس کا تدارک ممکن نہ ہو۔ اور منقول ہے کہ جب اُم المومنین عائشہ نے سفر مدینہ کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت علی نے بارہ ہزار درہم سامان سفر کے لئے حضرت عائشہ کے پاس عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ بھیجدیے اور محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ اپنی بہن کو مدینہ طیبہ پہونچا آئین۔

تاریخ ابوالفداؑ مین ہے کہ جنگ جمل مین فریقین کے دس ہزار آدمی قتل ہوئے اور بعد جنگ مذکور حضرت علی علیہ السلام عبداللہ بن عباس کو بصرے کا حاکم مقرر کر کے خود کوفے تشریف لیگئے (راوی کہتا ہے کہ) حضرت علی کو عراق مصر، یمن، حرمین شریفین اور خراسان پر پورا تسلط حاصل ہوگیا۔ صرف ملک شام باقی رہا جو معاویہ کے قبضہ مین تھا اور اہل شام کل اون کے مطیع تھے۔ حضرت علیؑ نے جریر بن عبداللہ بجلی کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ اوسنے بعیت لین اور کہیں کہ جس بات کو مہاجرین و انصار نے قبول کیا ہو اوسکو وہ بھی

قال ابوالفداء وكانت عدة القتلى يوم الجمل من الفريقين عشرة آلاف واستعمل على البصرة عبدالله بن العباس وسار على الى الكوفة ونزلها وانتظم له الامر بالعراق ومصر واليمن والحرمين وخراسان ولم يبق خارجا عنه غير الشام وفيه معاوية و اهل الشام مطيعون له فارسل اليه جرير بن عبدالله البجلي ليأخذ البيعة على معاوية و يطلب منه الدخول فيما دخل فيه المهاجرون والانصار۔

فسار جریر الی معاویة فماطله معاویة حتی قدم عمرو بن العاص علی معاویة من فلسطین فوجد اهل الشام یحضون علی الطلب بدم عثمان فقال لهم انتم علی الحق فاتفق عمرو و معاویة علی قتال علی و شرط عمرو علی معاویة اذا ظفر ان یولیه مصر فاجابه الی ذالک و ذکر الی ان قال) ولما قدم عمرو علی معاویة کما ذکرنا و اتفقا علی حرب علی قدم جریر بن عبداللہ البجلی علی علی فاعلمہ بذالک فسار علی من الکوفة الی جهة معاویة وقدم علیه عبداللہ ابن عباس و من معه من اهل البصرة

اختیار کریں۔ جریر معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے جریر کو لیت و لعل مین لگا رکھا حتیٰ کہ عمرو عاص معاویہ کے پاس وارد ہوئے اور اونھون نے شام کے لوگون کو طلب خون عثمان مین کوشان پاکر کہا کہ تم حق پر ہو۔ اس کے بعد معاویہ اور عمرو عاص حضرت علی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے اور یہ شرط قرار پائی کہ اگر معاویہ کی فتح ہو تو وہ عمرو عاص کو مصر کا والی کر دین اور جب یہ امور معاویہ اور عمرو عاص میں طے ہو چکے تو جریر بن عبداللہ نے شام سے واپس آکر حضرت علی کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ حضرت علی یہ حال سُن کر کوفے سے معاویہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اور عبداللہ بن عباس بھی اون کے پاس مع جماعت اہل بصرہ کے حاضر ہو گئے۔ ادھر معاویہ اور عمرو عاص نے بھی دمشق سے مع گروہ اہل شام حضرت علی کی جانب رخ کیا اور تاریخ مروج الذہب[1] مین ہے کہ حضرت علی کی روانگی کوفے سے صفین کی طرف ۲۵ شوال ۳۶ھ کو ہوئی۔

مُلّا جامی[2] شواہد النبوۃ۔ مین لکھتے ہین کہ اثنائے صفین مین حضرت علی کے ہمراہی پیاسے ہوئے اور ہر چند پانی کی تلاش مین ادھر ادھر دوڑے مگر کوئی سبیل پانی کی نظر نہ آئی حضرت علی اون سب کو اوس راہ سے کسی قدر پھیر کر آگے بڑھے ناگہان

(الی ان قال) وسار معاویة من دمشق باهل الشام الی جهة علی

[1] وقال المسعودی فی مروج الذهب سار علی الی صفین من الکوفة لخمس خلون من شوال سنة ست و ثلاثین

[2] مولانا جامی در شواہد النبوۃ نوشتہ کہ در وقت توجہ بصفین اصحاب امیرالمومنین را تشنگی دریافت آب جستند نیافتند حضرت امیر ایشان را از راہ گردانید و اندک برفتند تا بسر ...

جنگل مین ایک دیر دکھائی دیا۔ جو شخص اوس مین رہتا تھا اوس سے لوگون نے پانی کی درخواست کی اوس نے کہا کہ پانی یہان سے دو کوس پر مل سکتا ہے حضرت علی کے اصحاب نے وہان جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنی زحمت اوٹھانے کی حاجت نہیں ہے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی سواری کو جانب قبلہ موڑا اور ایک مقام پر پہونچ کر حکم دیا کہ اس جگہ کی زمین کھودو ہنوز وہان کی تھوڑی ہی مٹی کھودی گئی تھی کہ ایک ایسا بڑا پتھر نظر آیا جو کسی آلے سے ٹوٹ نہ سکتا تھا حضرت علی نے کہا کہ دیکھو اس پتھر کے نیچے چشمہ ہے۔ تم لوگ کوشش کر کے کسی طرح اس کو ہٹاؤ۔ سب نے مل کر بہت کوشش کی مگر اوس پتھر کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی حضرت علی یہ حال مشاہدہ کر کے سواری سے اُتر پڑے اور آپ نے اوس پتھر کو صرف اُنگلیوں کے زور سے ہٹا کر دور پھینک دیا۔ اوس کے نیچے ایسا شیرین اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا جس سے اچھا پانی اس سفر مین کہین نہ ملا تھا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور حسب خواہش ساتھ بھی لے لیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے اوس پتھر کو پھر اوسی جگہ رکھدیا۔ دیر والے راہب نے جب یہ واقعہ دیکھا تو اوس نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ تم پیغمبر مرسل ہو حضرت علی نے کہا نہین۔ پوچھا کہ فرشتہ مقرب ہو فرمایا کہ نہین راہب نے کہا کہ پھر کون ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ مین محمد بن عبداللہ خاتم المرسلین کا

راہب گفت دست باز کن مسلمان می شوم حضرت امیر کرم اللہ وجہہ دست بکشاد او گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد انک وصی رسول اللہ بعد ازان حضرت امیر ازو سبب ابا پرسید که چه بود که تا حال بر دین خود بودی و امروز ایمان آوردی. گفت ای امیر المؤمنین

بنای این دیر از برای کننده این سنگ است و پیش از من بسیار درین دیر بوده اند و ما از کتب خود دیده ایم و از علمای خود شنیده ایم که درین موضع چشمه است و بر بالای آن سنگی ... پیغمبر یا وصی پیغمبر ...

وصی ہون. یہ سُن کر وہ راہب حضرت علی کی بیعت کا شرف حاصل کر کے کہنے لگا کہ مین شہادت دیتا ہون کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے. محمد اس کے رسول ہین اور تم وصی رسول ہو. حضرت علی نے اوس سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ اتنی مدت تک تو اپنے دین پر رہا اور آج اسلام لایا. راہب نے جواب دیا کہ اس دیر کی بنا محض کنندۂ سنگ کیلئے ہے. (جس کے مصداق تم ثابت ہوئے) مجھ سے پہلے اکثر راہب یہان رہ چکے ہین. ہم نے اپنی کتابون مین دیکھا اور اپنے علمار سے سُنا تھا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے جس کو سوا پیغمبر یا وصی پیغمبر کے نہ کوئی جانتا ہے نہ نکال سکتا ہے. جب مین نے دیکھا کہ یہ باتین تم سے ظہور پذیر ہوئین (تو مین سمجھ گیا کہ تم پیغمبر یا وصی پیغمبر ہو) اور میری وہ آرزو پوری ہوئی جس کا مین مدت سے مترصد تھا. حضرت علی راہب سے یہ سُن کر اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور کہنے لگے کہ اوس خدائے بزرگ کا شکر ہے جس نے مجھکو یاد رکھا اور اپنی کتابون مین میرا ذکر فرمایا

اور سر الشہادتین[له] شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مین بروایت ابونعیم یحیی الحضرمی سے مروی ہے کہ مین سفر صفین مین حضرت علی کے ساتھ تھا جب ہم لوگ نینوا کے برابر پہونچے تو اونھون نے ندا کی کہ اے عبداللہ کنارۂ فرات پر صبر کرنا. مین نے پوچھا کہ آپنے یہ کیا فرمایا. حضرت علی نے کہا کہ جناب رسول خدا نے بواسطہ جبریل خبر دی ہے کہ میرا

له فی سر الشہادتین للشاہ عبدالعزیز الدہلوی قال اخرج ابونعیم عن یحیی الحضرمی انہ سار مع علی الی صفین فلما حاذی نینوا نادی صبرا ابا عبداللہ بشط الفرات قلت ماذا قال النبی صلعم قال حدثنی جبرئیل

فرزند حسین فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا. نیز کتاب موصوف
مین بروایت حافظ ابونعیم اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ
حضرت علی کے ساتھ شہد حسین پر پہونچے تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہ شہیدون کے
اونٹ بندھنے اور کجاوے رکھنے کی جگہ ہے یہ شہیدوں کے خون گرنے کا
مقام ہے۔ ایک گروہ آل محمد کا یہین شہید ہوگا جن پر زمین و آسمان روئین گے
نیز صواعق محرقہ [۱] مین بروایت ابن سعد شعبی سے مروی ہے کہ جب
حضرت علیؑ صفین کو جاتے ہوئے کربلا میں پہونچے اور نینوا کے مقابل
ہوئے تو ٹھہر کر پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا۔
یہ سنکر آپ رونے لگے اور اتنا روئے کہ زمین آنسوؤن سے تر ہوگئی
بعدازان آپ نے کہا کہ مین ایک دن رسول اللہ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور اون کو روتا ہوا پاکر مین نے سبب گریہ دریافت کیا
تو آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ میرا
لخت جگر حسین کربلا مین فرات کے کنارے شہید ہوگا۔
اور روضۃ الاحباب [۲] مین ہے کہ جب حضرت علیؑ نے دریائے
فرات سے اوترنے کا قصد کیا تو نماز عصر کا وقت آگیا تھا
آپ نے ایک جماعت اصحاب کے ساتھ نماز عصر ادا کی مگر بعض
اصحاب جو اپنی سواریون کو دریا سے اوتار رہے تھے اون کی نماز فوت ہوگئی

ان الحسین یقتل بشط الفرات واخرج ابونعیم عن اصبغ بن نباتۃ قال اتینا مع علی علیہ السلام موضع قبر الحسین فقال ههنا مناخ رکابهم وموضع رحالهم ومهراق دمائهم فتیۃ من آل محمد یقتلون بهذہ العرصۃ تبکی علیهم السماء والارض [۱] وفی الصواعق قال اخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی اللہ عنہ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الفرات فوقف وسال عن اسم هذہ الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلعم وهو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطئ الفرات بموضع یقال لہ کربلاء [۲]

در روضۃ الاحباب است که چون علی از فرات گذر کرد وقت نماز عصر بود با طائفہ از اصحاب نماز عصر گذارد و بعضی از اصحاب بہ گذرانیدن دواب مشغول بودند تا آفتاب غروب کرد و نماز عصر از ایشان فوت شد

پس در آن باب اره مان
مخالفان گفتند چون حضرت
امیرالمومنین وجهه این را
شنید از خدای تعالی
درخواست کرد که آفتاب را
باز گرداند تا اصحاب
همه نماز را در وقت بگزارند
پس خدای تعالی دعا
علی را اجابت کرد و
آفتاب بجای نماز دیگر آمد
تا همه قوم سلام باز دادند آفتاب
فرو رفت سنه ۵۳ قال ابن
واضح فی تاریخه ثم عبر
علی الی الجانب الشرقی
من الفرات حتی صار الی
صفین ۵۴ و در حبیب السیر
است که علمای متقدمین و
فضلای متاخرین چنین آورده
اند که وصول امیرالمومنین تا با
لشکرین در صحرای صفین در ذی الحجہ
سنہ ست ثلاثین بود ۵۳

جب حضرت علی نے یہ حال اور اوس کے متعلق اصحاب کا قیل و قال سُنا تو خدائے عزوجل سے دعا کی کہ خدایا آفتاب کو پھر طالع فرما تاکہ یہ لوگ نماز ادا کرلین۔ چنانچہ آپ کی دعا سے آفتاب بارِ دگر طلوع ہوا اور جب سب لوگ نماز ادا کرچکے تب پھر غروب ہوگیا۔

تاریخ ابن واضح ۵۳ مین ہے کہ حضرت علی فرات کے مشرقی جانب سے عبور فرما کر صفین کو روانہ ہوئے۔ اور حبیب السیر ۵۴ مین ہے کہ صفین مین حضرت علی اور معاویہ کی فوجین ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ مین وارد ہوئین

تاریخ ابوالفدا ۵۳ مین ہے کہ پھر ۳۷ھ شروع ہوا اور ایک ماہ تک دونون لشکرون مین قتال کی نوبت نہ آئی۔ بلکہ محرم کا پورا مہینہ محض نامہ و پیام مین ختم ہوگیا۔

اور تاریخ مروج الذہب مسعودی ۵۵ مین ہے کہ محمد بن ابی بکر نے معاویہ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ محمد بن ابی بکر کی جانب سے گمراہ معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ خدائے باعظمت و جبروت نے اپنی مخلوق کو عبث پیدا نہین کیا نہ خلقت عالم کی اوس کو حاجت تھی نہ بغیر آفرینش مخلوق اُس کی قوت میں کچھ ضعف ہوسکتا تھا بلکہ اُس نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اپنے صانع حقیقی کی عبادت کریں چنانچہ

قال ابوالفداء ثم دخلت
سنة سبع وثلاثين و
الجيشان بصفين و
مضی المحرم ولم يكن
بينهم قتال بل مراسلات
وقال المسعودي ۵۵ الكتب
في مروج الذهب كتب الى
محمد بن ابي بكر الى
معاوية كتابا فيه من
محمد بن ابي بكر
الى الغاوي معاوية بن
صخر اما بعد فان الله
بعظمته وسلطانه خلق
خلقه بلا عبث منه ولا
ضعف في قوته ولا حاجة
به الى خلقهم لكنه خلقهم
عبيدا

مخلوقات مین گمراہ بھی ہین۔ رشید بھی شقی بھی ہیں سعید بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
جناب رسالت مآب کو اپنے علم کے مطابق رسالت و امانت وحی کے لئے منتخب
فرماکر بطور بشیر و نذیر مبعوث فرمایا اور جس نے سب سے پہلے آنحضرت کی تصدیق
فرمائی وہ علی ابن ابی طالب ہین جو ہر موقع خوف و دہشت مین رسول مقبول کے
جان نثار رہے۔ جس سے آنحضرت نے جنگ کی اوس سے اوںھون نے
بھی جنگ کی اور جس سے آنحضرت نے صلح کی اوس سے اوںھون نے بھی
صلح کی۔ ہمیشہ شب و روز خوف و جوع کی حالت مین رسول مقبول پر اپنی جان
فدا کرنے کے لئے تیار رہے۔ اور ان تمام باتون مین ایسی سبقت لے گئے
کہ نہ پیروان رسول مین کوئی ان کی نظیر ہو سکتا ہے نہ اعمال حسنہ مین کوئی اُن کی
برابری کر سکتا ہے۔ اور مین دیکھتا ہون کہ تو اون پر فوقیت ڈھونڈھتا ہے
حالانکہ تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہین۔

وہ اپنی نیت کی بنا پر اصدق الناس اور اپنی ذریت کے اعتبار سے افضل الناس
اور فاطمہ زہرا کے شوہر ہونے کی حیثیت سے خیر الناس ہین اون کے چچا
حمزہ سید الشہدا رجنگ اُحد ہین اور اُن کے باپ وہ شخص ہین جو پیغمبر خدا کی
تکلیفوں کو دور کرتے رہے۔ اور اے معاویہ تو خود بھی نفرین کردہ شدہ ہے
اور تیرا باپ بھی۔ تم باپ بیٹے ہمیشہ رسول اللہ کی ایذا رسانی کے خواہان اور
نور خدا کے بجھانے میں کوشاں رہے۔ انھین کامون

وجعل منهم غوياً و رشيداً وشقياً وسعيداً ثم اختار على علم و اصطفى وانتجب منهم محمداً صلعم فانتجبه لعلمه و اصطفاه لرسالته و ائتمنه على وحيه وبعثه رسولاً ومبشراً ونذيراً فكان اول من اجاب واناب وآمن وصدق واسلم وسلم اخوه وابن عمه علی بن ابیطالب فصدقه بالغيب المكتوم واثره على كل حميم فوقاه بنفسه كل هول وحارب حربه وسالم سلمه فلم يبرح مبتذلا لنفسه فی ساعات الليل والنهار والخوف والجوع والخضوع حتى برز سابقاً لا نظير له فيمن اتبعه ولا مقارب له فی فعله وقد اراك تساميه وانت انت وهو هو اصدق الناس نية وافضل الناس ذرية وخير الناس زوجة وعمه سيد الشهداء واحد وابوه الذاب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن حوزته وانت اللعين ابن اللعين لم تزل انت وابوك تبغيان لرسول الله صلى الله عليه وسلم الغوائل وتجهد ان تطفاء نور الله

کے لئے جتھے بنایا کئے۔ اور مال خرچ کرکے قبائل کو بھڑکایا کئے۔ اسی حالت مین تیرا باپ مرگیا اور تو اوس کا قائم مقام ہوا۔ تیرے گواہ وہ لوگ ہین جو بقیۂ احزاب ومنافقین مین سے آہستہ آہستہ تیرے پاس ہونچکر پناہ گزین ہوئے اور علی "صاحب فضل مبین" کے شاہد وعادل وہ انصار ہیں جن کی فضیلت کا ذکر قرآن مین ہے اور جن کی مدح وثنا بحیثیت مہاجر وانصار ہونے کے خدانے فرمائی ہے۔ یہی لوگ علی کی فوج اور جماعت ہین۔ اور علی کی پیروی کو حق اور اُن کی مخالفت کو شقاوت جانتے ہین۔ پس وائے ہو تجھ کو کہ علی کی برابری کرتا ہے۔ حالانکہ علی وارث و وصی رسول ہیں۔ علی کی اولاد رسول مقبول کی اولاد ہے اور علی ہی پیغمبر خدا کی پیروی کرنے میں اور آنحضرت سے اقرب بہ عہد ہونے میں اوّل الناس ہیں جن کو آنحضرت نے اپنے تمام امور واسرار پر آگاہ ومطلع کیا اور تو خود بھی اون کا دشمن ہے اور تیرا باپ بھی اون کا دشمن تھا۔ پس جس قدر تیرے امکان مین ہو باطل ذریعوں سے دنیوی تمتع حاصل کر اور جتنا ابن العاص سے ہوسکے تجھے تیری گمراہی میں مدد دے۔ مگر اے معاویہ یقین کرلے کہ تیری میعاد ختم ہوچکی اور تیرا مکر سست ہوگیا اور بالآخر تجھ پر واضح ہوجائے گا کہ عاقبت علیا کس کے لئے ہے۔ نیز یہ بھی سمجھ لے کہ تو اوس خدا سے فریب کرتا ہے جس نے تیرے کید کی جزا سے تجھے ابتک امن دے رکھا ہے اور جسکی رحمت سے تو

یجمعون علی ذلک الجموع ویبذلون فیہ المال ویؤلبون علیہ القبائل علی ذلک مات ابوک وعلیہ خلفتہ والشہید علیک من تدنی ویلجأ الیک من بقیۃ الاحزاب ورؤوس النفاق والشاہد لعلی مع فضلہ المبین القدیم انصارہ الذین معہ الذین ذکرہم اللہ بفضلہم واثنی علیہم من المہاجرین والانصار وہم معہ کتائب وعصائب یرون الحق فی اتباعہ والشقاء فی خلافہ فکیف یا لک الویل تعدل نفسک بعلی وہو وارث رسول اللہ ووصیہ وابو ولدہ اول الناس لہ اتباعا واقربہم بہ عہدا یخبرہ بسرہ ویطلعہ علی امرہ وانت عدوہ وابن عدوہ فتمتع فی دنیاک ما استطعت بباطلک ولیمددک ابن العاص فی غوایتک فکأن اجلک قد انقضی وکیدک قد وہی وسوف تستبین لمن تکون العاقبۃ العلیا واعلم انک انما تکاید ربک الذی امنت کیدہ وأیست من روحہ۔

فعوراك بالمرصاد وانت منه فی غرور والسلام علی من اتبع الهدی (وکتب الیه معاویة) من معاویة بن صخر الی الزاری علی ابیه محمد بن ابی بکر اما بعد فقد اتانی کتابك تذکر فیه ما الله اهله فی عظمته وقدرته وسلطانه وما اصطفی به رسول الله صلعم مع کلام کثیر لك فیه تضعیف ولابیك فیه تعنیف ذکرت فیه فضل ابن ابیطالب وقدیم سوابقه وقرابته الی رسول الله صلعم ومواساته ایاه فی کل هول وخوف فکان احتجاجك علی وعیبك لی بفضل غیرك لا بفضلك فاحمد ربا صرف هذا الفضل عنك وجعله لغیرك فقد کنا وابوك فینا نعرف فضل ابن ابیطالب وحقه لازما لنا مبرورا علینا فلما اختار الله لنبیه علیه الصلوة والسلام ما عنده واتم له ما وعده واظهر دعوته وابلج حجته

ہو چکا ہے وہ تیری گھات میں ہے اور تو اوس سے بیخبر اور سلام ہوا وس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔"

جب یہ نامہ معاویہ کے پاس پہونچا تو اونھوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اپنے پدر کو عیب لگانے والے پسر محمد بن ابی بکر پر منجانب معاویہ بن صخر واضح ہو کہ تو نے اپنے خط میں خدا کی اوس عظمت و قدرت و حکومت کا ذکر کیا ہے جس کا وہ اہل ہے اور اُن محامد کو بیان کیا ہے جن کے ساتھ خدا نے اپنے رسول کو برگزیدہ کیا۔ نیز انھیں ذکروں کے ساتھ تو نے ایسا کلام کثیر بھی قلمبند کیا ہے جو تیری تضعیف اور تیرے باپ کے لئے سرزنش اور ملامت کا باعث ہے۔ تو نے اپنے خط مین علی ابن ابیطالب کی فضیلت و سابقیت کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی دکھایا ہے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین اور اونھون نے ہول و خوف کے اوقات مین آنحضرت کے ساتھ کس قدر ہمدردی کی ہے۔ مگر میری نسبت تیری یہ حجت اور عیب گیری بر بنائے فضل غیر ہے۔ تیرے فضل پر مبنی نہین ہے اور مین خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اوس نے تجھ سے اس فضل کو پھیر کر تیرے غیر کو عطا کیا۔ سُن ہم سب جن مین تیرے باپ بھی شامل ہیں علی ابن ابیطالب کا فضل اور اُن کے حقوق کا لازم و مبرور ہونا اچھی طرح جانتے تھے۔ مگر جب خدا نے اپنے رسول کو دین و حجت کے کامل و آشکار ہونے کے بعد

اپنے پاس بلالیا تو تیرے باپ اور اُن کے فاروق ہی اوّل وہ شخص تھے جنھوں نے باہم اتفاق کر کے علی کے حق کو چھین لیا اور امر خلافت کے متعلق علی کی مخالفت کی۔ پھر دونون صاحبون نے علی کو اپنی بیعت کے لئے بلایا مگر وہ عرصہ تک کنارہ کش رہے۔ چنانچہ اس کنارہ کشی پر دونون صاحبون نے علی کی نسبت ایسے اہم اور عظیم منصوبے قائم کئے کہ علی کو اون کی بیعت کر لینی پڑی تاہم اون دونون بزرگون نے علی کو نہ اپنے کسی امر مین شریک کیا نہ اپنے بھیدوں پر اطلاع دی حتیٰ کہ اون دونون صاحبون نے دنیا سے رحلت فرمائی اور عثمان اون کے قائم مقام ہوئے اور اون کی سیرت و طریقت پر پورا عمل کیا۔ پھر تو نے اور علی نے عثمان کی عیب گیری پر کمر باندھی حتیٰ کہ دور دور کے اہل معاصی اس کی بابت حرص مین پڑ گئے اور تو نے اور علی نے عثمان کے ساتھ دشمنی کا اظہار کر کے اون کو بلاؤن مین ڈالنا چاہا اور اس کے متعلق تیری اور علی کی مراد پوری ہو گئی۔ اے ابو بکر کے بیٹے بچ اور اپنے بالشت کو اپنی انگلیون کی درمیانی وسعت پر قیاس کر تو اوس شخص کے مقابلے اور مساوات سے قاصر ہے جو پہاڑوں کو اپنی بردباری کے ساتھ وزن کرتا ہے۔ پس جس معاملے کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہین اگر وہ ٹھیک ہے تو تیرے باپ ہی نے استبدادی طریقے سے اوس کی ابتدا کی اور ہم سب اون کے اس فعل مین شریک رہے

رحمة الله عليه
كان ابوك وفاروقه
اول من ابتزه حقه
وخالفه على امره
على ذالك اتفقا و
اتسقا ثم انهما
دعواه الى بيعتهما
فابطأ عنهما فهما
به الهموم وارادا به
العظيم ثم انه بايعهما
لهما وسلم لهما
اقاما لا يشركانه في
امرهما ولا يطلعانه على
سرهما حتى قبضهما
الله ثم قام ثالثهما
عثمان فهدى بهديهما
وسار بسيرهما فعبته
انت وصاحبك
حتى طمع فيه
الاقاصي من
اهل المعاصي

وطلبتما له الغوائل
واظهرتما عداوتكما
فيه حتى بلغتما فيه
مناكما فخذ
حذرك يا
ابن ابي بكر
وقس شبرك
بفترك تقصر
عن ان توازي
او تساوي من
يزن الجبال
حلمه فان
يك ما نحن
فيه صوابا
فابوك استبد
به ونحن شركاؤه

اگر تیرے باپ قبل ازین ایسا برتاؤ عمل میں نہ لاتے تو ہم بھی علی کی مخالفت نہ کرتے بلکہ اون کے مطیع رہتے لیکن جب ہم نے تیرے باپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو انھین کی مثال ہم نے بھی اختیار کی۔ اب اگر تو عیب والزام لگائے تو اپنے باپ کو لگائے یا اس خیال کو چھوڑ دے اور سلام ہو اوس پر جو حق کی طرف رجوع کرے۔

مورخ ابن الوردی[1] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ماہ صفر میں حضرت علی اور معاویہ کے لشکروں میں بمقام صفین لڑائی شروع ہوگئی اور لڑائی کے شروع ہونے سے پہلے حضرت علی نے اپنے اصحاب کو بلا کر کہا کہ جب تک جنگ کی ابتدا فوج مخالف کیطرف سے نہ ہو تم لڑائی پر اقدام نہ کرو اور جو بھاگے اوس کو نہ مارو اور مخالفین کے اموال مین سے کچھ نہ لو اور کسی کو برہنہ نہ کرو۔ اور تاریخ ابوالفداء[2] مین ہے کہ ماہ صفر کے شروع ہونے پر دونوں لشکروں مین کثرت سے لڑائیاں واقع ہوئین۔ بعض کا قول ہے کہ نوے لڑائیاں ہوئین اور عمار بن یاسر نے حضرت علی کی رفاقت میں قتال عظیم کیا۔ باوجودیکہ اون کی عمر کچھ اوپر نوے برس کی تھی۔ وہ لڑائی کے وقت حربۂ جنگ لئے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے کہ اسی نشان کے ساتھ رسول اللہ کی ہمراہی میں تین لڑائیاں لڑ چکا ہوں اور اب یہ چوتھی لڑائی ہے اوس وقت عمار جو رجز پڑھ رہے تھے اوس کا مطلب یہ تھا کہ قتال کر رہے ہیں ہم تم سے

ولولا ما فعل ابوك من قبل ما خالفنا ابن ابي طالب ولسلمنا اليه ولكنا رأينا اباك فعل ذالك بمن قبلنا فاخذنا بمثله فعب اباك بما بدا لك او دع ذالك والسلام على من اناب

[1] قال ابن الوردي وفي صفر جرت بينهم وقعات بصفين ... الى ان قال ... وقال علي لاصحابه لا تقاتلوهم حتى يبدؤوكم بالقتال ولا تقتلوا مدبرا ولا تاخذوا شيئا من اموالهم ولا يكشفوا عورة

[2] وقال ابو الفداء لما دخلت صفر وقع بينهما القتال وكانت بينهم وقعات كثيرة بصفين قيل كانت تسعين وقعة (الى ان قال) وقاتل عمار بن ياسر مع علي قتالا عظيما وكان قد نيف عمره على تسعين سنة وكانت الحربة في يده وقال هذه راية قاتلت بها مع رسول الله صلعم ثلاث مرات وهذه الرابعة وهو يرتجز نحن ... ثم قال

على تاويله كما قاتلتم على تنزيله ١٢ واخرج احمد في المسند والحاكم في المستدرك عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلعم قال لعلي انك تقاتل على تاويل القرآن كما قاتلت على تنزيله ١٢ قال ابن الوردي ودعى بماء فجيء به فجاءته امرأة بقدح من لبن فشرب منه ثم قال صدق الله ورسوله اليوم القى الاحبة محمدا وحزبه قال رسول الله صلعم ان اخر رزقك من الدنيا ضيحة لبن (الى ان قال) حتى استشهد رضي الله عنه ١٢ وقال

تاویل قرآن پر جس طرح قتال کر چکے ہین تم سے تنزیل قرآن پر۔

مسند احمد حنبل اور مستدرک حاکم مین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ اے علی جس طرح مین نے تنزیل قرآن پر کفار سے قتال کیا ہے اوسی طرح تم تاویل قرآن پر قتال کروگے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ اثنائے جنگ مین عمار نے پینے کے لئے پانی مانگا تو ایک عورت نے دودھ لاکر پیش کیا جس کو پی کر عمار نے کہا کہ اللہ اور اوس کا رسول سچا ہے۔ آج میں اپنے احباب یعنی رسول مقبول اور اون کے گروہ حق پژوہ سے ملاقات کرون گا۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا تھا کہ دُنیا میں میرا آخری رزق پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔ پھر عمار نے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

تاریخ ابو الفدا مین بموجب حدیث صحیح متفق علیہ مذکور ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے "عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔" نیز صحیح بخاری مین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افسوس عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ عمار اوس گروہ کو جنت کی طرف بلاتے ہون گے اور وہ گروہ عمار کو جہنم کی طرف بُلاتا ہوگا۔

تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان کے دو بیٹے سعید اور صفوان

ابو الفداء في المتفق عليه الصحيح ان رسول الله صلعم قال تقتل عمار الفئة الباغية واخرج البخاري عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلعم ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار ١٢ وفي الكامل قال ابن الاثير وقتل ابنا حذيفة بن اليمان صفوان وسعيد

سے اپنے باپ کی وصیت کے موافق بمقام صفین حضرت علی کی رفاقت میں لڑکر مقتول ہوئے اور روضۃ الاحباب[۱] مین ہے کہ اویس قرنی بھی جناب امیر کی رفاقت مین گروہ باغی کے ہاتھ سے قتل ہو کر راہی خلد برین ہوئے۔

نیز تاریخ خمیس[۲] مین ہے کہ حضرت علی کی رفاقت مین خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین اور اویس قرنی زاہد التابعین مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اور ریاض مستطابہ[۳] یحییٰ عامری مین ہے کہ عبید اللہ بن عمر بن الخطاب برفاقت معاویہ جنگ صفین میں مارے گئے۔

خلاصۃ الوفا اور تاریخ خمیس[۴] مین ہے کہ جب عمار بن یاسر قتل ہوئے تو عمرو بن عاص نے قتال سے ہاتھ روک لیا۔ اور اس باب مین جماعت کثیر نے عمرو بن عاص کا اتباع کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ سے سن چکے ہیں کہ عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہیں۔ معاویہ نے کہا۔ چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہین ہیں بلکہ علی ہیں جنھوں نے عمار کو لاکر ہم مین ڈال دیا۔ حضرت علی کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ جو شخص مجھے عمار کا قاتل کہے گو یا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول مقبول ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ہی نے حمزہ سید الشہداء کو کفار سے لڑنے کیلیے بھیجا تھا۔

[۱] مع علی الصفین بوصیۃ ابیہما۔ و در روضۃ الاحباب است اویس قرنی در جنگ صفین از جملہ شہدا بود...

[۲] وقتل مع علی خزیمۃ بن ثابت الانصاری ذو الشہادتین واویس القرنی زاہد التابعین۔

[۳] وقال یحیی العامری فی الریاض المستطابۃ ان عبید اللہ بن عمر بن الخطاب قتل یوم صفین مع معاویۃ۔

[۴] و فی خلاصۃ الوفاء لما قتل عمار بن یاسر امسک عمرو بن العاص عن القتال وتابعہ علی ذالک خلق کثیر فقال معاویۃ لم لا تقاتلوا قال قتلنا ہذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فدل علی انا نحن بغاۃ فقال معاویۃ اسکت انحن قتلناہ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤا بہ حتی القوہ بیننا فبلغ ذالک علیا فقال ان کنت انا قتلتہ فالنبی صلعم قتل حمزۃ حین ارسلہ الی قتال الکفار

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ جب عمار قتل ہوئے تو حضرت علی نے بیس ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفین درہم وبرہم ہوگئیں۔ اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر حضرت علی نے ندا کی کہ اے معاویہ ہمارے تمھارے بیچ مین لوگ کیوں قتل ہوں۔ آؤ ہم تم لڑین تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے امر متنازعہ فیہ اوسی کے لئے مستقیم ہوجائے یہ سنکر عمر و عاص نے معاویہ سے کہا کہ علیؑ نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معاویہ نے جواب دیا کہ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے۔ تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ قتل ہوتا ہے۔ عمر و عاص نے کہا۔ مگر اس وقت اون کا مقابلہ نہ کرنا تمھارے لئے بہت ہی نازیبا ہے معاویہ بولے کہ بجا ہے تو چاہتا ہے کہ مین قتل ہوں اور میرے بعد تو حکومت کرے۔ اور تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ جب معاویہ حضرت علی سے لڑنے کو نہ نکلے اور عمر و عاص نے اون کو اس بات پر ملامت کی تو اوںھوں نے خود عمر و عاص کو مجبور کیا کہ تم علی سے لڑنے کو جاؤ حتی کہ عمر و عاص نے تعمیل حکم کے بغیر کوئی چارہ نہ دیکھا اور بمقتضائے بندگی بیچارگی لڑنے کیلئے میدان جنگ مین آئے۔ حضرت علی نے عمر و عاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور چاہا کہ اون پر وار کریں عمر و عاص جھٹ ننگے ہوگئے اور بولے کہ بھائی میں سپہ گری کے جوش مین نہیں آیا بلکہ

له وقال ابن الوردی وبعد قتل عمار انتدب علی علی عشرین الفا وحمل بهم فلم یبق لاهل الشام صف الا انتقض ۱۲ وقال ابوالفدا ثم نادی علی یا معاویة علام یقتل الناس بیننا هلم احاکمک الی الله فاینا قتل صاحبه استقامت له الامور فقال عمرو انصفک ابن عمک فقال معاویة ما انصف انک لتعلم انه لم یبرز الیه احد الا قتله فقال عمرو ما یجمل بک ترک مبارزته فقال معاویة طمعت فی الامر بعدی ۱۲ وفی مروج الذهب

وقد قیل فی بعض الروایات ان معاویة اقسم علی عمرو لما اشار علیه بهذا ان یبرز الی علی فلم یجد عمرو من ذلک بدا فلما برز لقیه علی ... الی عمرو ... بالسیف فرمی عمرو بنفسه ... وکشف عن عورته ... اخوک لا بطل

مجبوراً آیا ہون۔ حضرت علیؑ نے اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ جا تو نے اپنی مخلصی کا بُرا حیلہ اختیار کیا۔ عمرو عاص فوراً اپنے لشکر مین بھاگ گئے۔

اور روضۃ الصفا مین ہے کہ جب حضرت علی نے میان سے تلوار گھسیٹ کر عمرو پر حملے کا ارادہ کیا تو عمرو نے مارے دہشت کے گھوڑے سے گر کر اپنی ایک ٹانگ اوٹھا دی اور ننگے ہو گئے۔ حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور عمرو عاص بچ کر معاویہ کے پاس بھاگ گئے۔ معاویہ نے کہا کہ اے پہلوان دلاور و جنگجو خدا کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو جس نے تجھے بچا دیا۔ یہ کہہ کر معاویہ ہنسے اور عمرو عاص خجل و شرمندہ ہوئے۔

اسد الغابہ ابن اثیر مین ہے کہ معاویہ کے ایک لشکری مخنف بن سلیم نے ابوایوب انصاری سے (جو حضرت علی کی فوج مین تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کیا تھا۔ اور آج مسلمانون کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابوایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے مجھے ناکثین و قاسطین و مارقین کے قتال پر مامور فرمایا ہے۔ اور ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم کو رسول اللہ نے ناکثین و قاسطین و مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ ہم کس کے ساتھ ناکثین و قاسطین و مارقین سے قتال کرین گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کے ساتھ جن کی رفاقت مین عمار بن یاسر شہید ہون گے۔

وفی اسد الغابہ عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین قال امرنی رسول اللہ بقتل الناکثین والقاسطین والمارقین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ہؤلاء فمع من قال مع علی بن ابیطالب معہ یقتل عمار بن یاسر

علامہ ابن اثیر[1] نہایہ میں لکھتے ہیں کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

مورخ مسعودی مروج الذہب[2] میں لکھتا ہے کہ جب وہ شب جمعہ ہوئی جس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں تو اوس رات اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسو تیئیس ۵۲۳ آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔ حضرت علی کے میمنہ لشکر پر اشتر تھے۔ اونھوں نے جنگ میں اس قدر کوشش اور بہادری کی کہ فتح کے آثار نمایان ہوگئے اور قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو۔ یہ حالت دیکھ کر بزرگان لشکر معاویہ چلا اوٹھے کہ خدا ہی ہماری عورتوں اور لڑکیوں پر رحم کرے۔ پس معاویہ نے مضطرب ہوکر عمر و عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو اب جلد کوئی حیلہ مفر سوچو ورنہ ہم لوگ ہلاک ہوا چاہتے ہین۔ عمر و عاص نے اپنے لشکر والون سے کہا کہ ایہا الناس جس کے پاس قرآن ہو وہ اوس کو اپنے نیزے پر بلند کرے یہ سنتے ہی اہل لشکر نے کثرت سے قرآن مجید نیزون پر بلند کرکے ندا کی کہ ہمارے تمھارے درمیان کتاب اللہ ہے۔

تاریخ ابوالفدا[3] مین ہے کہ جب لشکر شام نے قرآن بلند کئے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر مین تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کو کیوں نہیں قبول کرتے حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے مین اپنے حق اور صدق پر

[1] قال ابن الاثیر فی النهایة الناکثین اصحاب الجمل و القاسطین اهل صفین و المارقین الخوارج

[2] قال المسعودی و کانت لیلة الجمعة وهی لیلة الهریر فکان جملة من قتل علی بکفه فی یومه و لیلته خمس مائة و ثلاثة و عشرین رجلا و کان الاشتر فی هذا الیوم علی میمنة علی و قد اشرف علی الفتح و نادت مشیخة اهل الشام الله الله فی الحرمات و النساء و البنات فقال معاویة هلم مخبآتک یا ابن العاص فقد هلکنا و تذکر ولایة مصر فقال عمرو ایها الناس من کان معه مصحف فلیرفعه علی رمحه فکثر فی الجیش رفع المصاحف و نادوا کتاب الله بیننا و بینکم

[3] قال ابوالفداء فلما رأی اهل العراق ذلک قالوا نجیب الی کتاب الله فقال علی امضوا علی حقکم و صدقکم

ثابت قدم رہو۔ عمرو بن عاص و معاویہ و ابن ابی معیط و ابن ابی سرح و ضحاک بن قیس نہ اہل دین ہین نہ اہل قرآن۔ مین اونھیں خوب جانتا ہون۔ بخدا اونھون نے قرآن کو محض مکاری اور فریب سے بلند کیا ہے۔ اہل عراق بولے کہ تم ہم کو کتاب اللہ کی طرف جانے سے کیون روکتے ہو جب کہ ہم اوس کی جانب بلائے جا رہے ہین حضرت علی نے کہا کہ مخالفین کے مقابلے مین میرا یہ مقاتلہ محض اسی لئے ہے کہ وہ حکم خدا اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرین۔ لیکن اُنھون نے احکام خدا کی نافرمانی کی اور تاریخ ابن واضح[۱] مین ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ معاویہ والون کا فریب ہے جو اونھون نے قرآن بلند کئے ہین۔ حالانکہ وہ قرآن سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ سُن کر اشعث بن قیس کندی جو معاویہ سے درپردہ ملا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست منظور نہ کروگے تو ابھی مین تمھارے پاس سے چلا جاؤن گا۔ اور روضۃ الاحباب و حبیب السیر[۲] مین ہے کہ حضرت علی نے کہا کہ مین تم سب سے زیادہ کتاب اللہ کو قبول کرنے کا سزاوار ہوں۔ مگر جانتا ہون کہ رفع مصاحف سے مخالفین کا مقصود عمل بکتاب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ لڑائی سے عاجز آگئے ہین۔ اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے ہین اور ہماری فتح کا اون کو یقین ہوگیا ہے لہذا اس حیلے سے اپنی جان بچانا چاہتے ہین۔ مین اون سے قتال کرون گا تا اینکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون۔ حضرت علی کی سپاہ مین سے اکثر امرا و اعیان معاق

فی قال عدوکم فان عمرو وابن ابی معیط وابن ابی سرح والضحاک بن قیس لیسوا باصحاب دین ولا قرآن انا اعرف بهم منکم وصحبتهم واللہ ما رفعوها الا خدیعۃ ومکیدۃ فقالوا تمنعنا ان ندعی الی کتاب اللہ فقال علی انی قاتلتهم لیدینوا بحکم کتاب اللہ فانهم قد عصوا اللہ فیما امرهم

[۱] وفی تاریخ ابن واضح فقال علی انها مکیدۃ ولیسوا باصحاب قرآن فاعترض الاشعث بن قیس الکندی وقد کان معاویۃ استماله فقال واللہ لئن لم تجبهم انصرفت عنک

[۲] و در روضۃ الاحباب و حبیب السیر است که حضرت علی فرمود که من سزاوارترم ... [illegible]

سے رشوت لے چکے تھے کہنے لگے کہ اے امیر المومنین تم معاویہ کی درخواست قبول کرو۔ کیونکہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے ورنہ ہم تم کو دشمن کے حوالے کردین گے حضرت علی نے فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ا(تاریخ ابوالفدا) مین ہے کہ مسعود تمیمی اور زید بن حصین طائی جو بالآخر خارجی ہو گئے ۔ کہنے لگے کہ اے علی جب تم کتاب اللہ کی طرف بُلائے جاتے ہو تو قبول کرو ورنہ ہم تم کو قوم کے حوالے کردین گے اور تمھارے ساتھ وہ برتاؤ کرین گے جو عثمان بن عفان کے ساتھ کر چکے ہین ۔ حضرت علی نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ سے مُنہ نہ موڑو اور اگر نافرمان ہو تو جو مُناسب سمجھو کرو ۔ انھون نے کہا کہ کسی کو بھیجکر اشتر کو بلوا لو ۔ حضرت علی نے اون کے کہنے کے موافق اشتر کو بلوایا تو اُنھون نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا نہین ہے کہ مین اپنی جگہ سے ہٹایا جاؤن ۔

اس اثنار مین جہان اشتر لڑ رہے تھے شور وغل بڑھا ۔ لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے قتال ہی کا حکم دیا ہے روکا نہین ۔ حضرت علی نے کہا کہ کیا تم نے پیامبر سے مجھے سرگوشی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کیا مین نے جو بات اوس سے کہی تھی وہ تم نے نہین سُنی ۔ اونھون نے کہا کہ اچھا تم کسی کو بھیجکر اشتر کو بلواؤ ۔ ورنہ ہم تم سے منحرف ہو جائین گے ۔

حضرت علی نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجا کہ چلے آؤ ۔ یہ حکم سُن کر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا بیشک عمرو بن عاص نے قرآن بلند کرا کے اختلاف ڈالدیا پس اشتر نے میدان جنگ

رشوت از معاویہ گرفتہ بودند گفتند کہ اے امیر المومنین دعوت معاویہ را اجابت کن کہ او ترا بکتاب الٰہی میخواند ورنہ ترا بخصم بسپاریم علی فرمود انا لله وانا الیه راجعون

وقال ابو الفداء فی تاریخه فقال له مسعود التمیمی وزید بن حصین الطائی فی عصابة من الذین صاروا خوارج یا علی اجب الی کتاب الله اذ دعیت الیه والا دفعناک برمتک الی القوم و نفعل بک ما فعلنا بابن عفان فقال علی ان تطیعونی فقاتلوا وان تعصونی فافعلوا ما بدا لکم قالوا فابعث الی الاشتر فلیاتک فبعث الیه یدعوه فقال لیس هذه الساعة التی ینبغی لک ان تزیلنی عن موقفی فرجع الرسول واخبره فارتفعت الاصوات وثارت الرهج من جهة الاشتر فقالوا لعلک ما نراک الا امرته بالقتال فقال هل رأیتمونی ساررت الرسول الیس انما کلمته وانتم تسمعون قالوا فابعث الیه فلیاتک والا اعتزلناک فرجع الرسول الی الاشتر واعلمه فقال قد علمت والله ان رفع المصاحف یوقع اختلافا وانها مشورة ابن العاص

سے واپس آکر کہا کہ افسوس تم دشمنوں کے فریب مین آگئے ورنہ جو فوج اس وقت
قتال سے روک دی گئی وہ ہر طرح غالب آگئی تھی۔ الغرض جب حضرت علی کے
لشکر والوں نے قتال سے ہاتھ روک لیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب
پوچھا۔ معاویہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ فریقین کی جانب سے حکم مقرر ہو جائین
اور اون سے عہد کرالیا جائے کہ موافق حکم کتاب اللہ عمل کرین گے۔ پس جس امر پر
وہ اتفاق کرین ہم اور تم اوسی کے پابند رہیں۔ فریقین نے اس بات کو منظور
کرلیا۔ اشعث بن قیس جو اکابر خوارج سے تھا کہنے لگا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری کو
حکم تجویز کرتے ہین۔ حضرت علی نے فرمایا دیکھو امر اول میں تم میری نافرمانی
کرتے ہو۔ اب نہ کرو۔ میری رائے میں ابو موسیٰ کو حکم قرار دینا مناسب
نہین ہے۔ اوںھون نے کہا ہم سوا ابو موسیٰ کے اور کسی کے حکم ہونے پر
راضی نہین ہین۔ حضرت علی نے کہا کہ مین ابو موسیٰ کو ثقہ نہین جانتا۔
ابن عباس اون سے بہتر ہین۔ اصحاب معاویہ نے علی کی اس تجویز کو
تسلیم نہ کیا اور کہا کہ ابن عباس تمھارے چچیرے بھائی ہین۔ حکم ایسا ہونا چاہیئے
جس کا تعلق تمھارے اور معاویہ کے ساتھ برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا
اشتر کو حکم قرار دو۔ مخالفین نے اس تجویز کو بھی منظور نہ کیا۔ اور کہا کہ
اشتر ہی نے تو آگ بھڑکائی ہے۔ پس حضرت علی مجبور ہو گئے چنانچہ
اون کی طرف سے ابو موسیٰ اور معاویہ کی جانب سے عمرو عاص حکم قرار پائے۔

اور ادھون نے حضرت علی کے پاس مجتمع ہو کر کتبہ لکھنا شروع کیا۔ یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ اقرار نامہ ہے جس کو امیرالمومنین علی، ہنوز اتنا ہی لکھا تھا کہ عمرو عاص بولا علی تمھارے امیر ہیں۔ ہمارے امیر نہیں ہین اس لفظ کو مٹا دو۔ احنف نے کہا کہ امیرالمومنین کا لفظ محو نہین کیا جا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ ضرور محو کرنا چاہیئے۔ حضرت علی نے کتبہ لے کر اپنے ہاتھ سے لفظ امیرالمومنین کاٹ دیا۔ اور کہا کہ اللہ اکبر یہ معاملہ مطابق سُنت نبوی ہے بخدا جب بروز حدیبیہ مین نے صلح نامہ مین محمد رسول اللہ لکھا تو کفار قریش نے لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسا ہی قیل وقال کیا تھا جیسا کہ تم کرتے ہو چنانچہ رسول اللہ نے کاغذ خود اپنے ہاتھ میں لے کر لفظ رسول اللہ کو محو کر دیا تھا اور مجھسے فرمایا تھا کہ اے علی تم کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تم کو قبول کرنا ہوگا۔ یہ سُن کر عمرو عاص نے کہا سبحان اللہ تم ہم کو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب تھا عمرو عاص نے کہا کہ اب آئندہ میں تمھارے ساتھ کبھی یکجا نہ ہون گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مین بھی خدا سے اُمید کرتا ہون کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے ایسے لوگون سے پاک رکھے گا۔ اس کے بعد اقرار نامہ تحریر کیا گیا۔

حبیب السیر مین ہے کہ جو اقرار نامہ لکھا گیا اوس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ "علی اور

عند علي وكتب بحضوره كتاب القضية وهو بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما قاضى عليه امير المومنين علي فقال عمرو هو اميركم واما اميرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امير المومنين فقال الاشعث بن قيس امح هذا الاسم فاجاب علي وعاد وقال الله اكبر سنة بسنة والله اني لكاتب رسول الله يوم الحديبية فكتبت محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولكن اكتب اسمك واسم ابيك فامرني رسول الله بمحوه فقلت لا استطيع فقال فارنيه فاريته فمحاه بيده وقال اما انك ستدعى الى مثلها فتجيب فقال عمرو سبحان الله اتشبهنا بالكفار فقال علي يا ابن النابغة ومتى لم تكن للفاسقين وليا وللمومنين عدوا فقال عمرو والله لا يجمع بيني وبينك مجلس بعد اليوم فقال علي اني لارجو ان يطهر الله مجلسي منك ومن اشباهك وكتب الكتاب

حبیب السیر ... مضمون ... علی و

اون کے متبعین اور معاویہ اور اون کے موافقین نے قبول کیا کہ حکم کتاب اللہ کے موافق عمل کریں گے اور احکام خداوندی سے تجاوز روا نہ رکھیں گے۔ نیز علی اور (اون کے ساتھ والے) اس بات پر راضی ہوئے کہ اون کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری حکم ہون اور معاویہ اور اون کے گروہ نے اپنی طرف سے عمرو عاص کا حکم ہونا منظور کیا۔[له]

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ابوموسیٰ اور عمرو عاص نے فیصلے کا زمانہ ماہ رمضان سنہ ۳۷ھ مقرر کیا۔ نیز اس کے ساتھ یہ شرط بھی قرار دی کہ اگر دونون حکم چاہین تو میعاد معین مین تاخیر کر سکتے ہین۔" اور جب یہ معاملہ ختم ہو چکا تو حضرت علی مع ہمراہیون کے کوفے چلے گئے۔ البتہ خوارج حضرت علی کی رفاقت ترک کر کے اُن سے کنارہ کش ہو گئے اور تاریخ الخلفا سیوطی[۲] مین ہے کہ اون خوارج نے کہا کہ خدا کے سوا دوسرے کا حکم کوئی چیز نہین ہے۔ پھر اونھون نے حضرت علی پر خروج کر کے مقام حرورا مین بغرض قتال لشکر جمع کیا۔ جب یہ خبر حضرت علی کو پہونچی تو اونھون نے ابن عباس کو خوارج کے افہام و تفہیم کیلئے بھیجا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک جماعت کثیر اپنے ارادے سے باز رہی اور باقی گروہ خوارج کا نہروان کو چلا گیا۔ حضرت علی کو یہ حال معلوم ہوا تو اونھون نے نہروان پہونچ کر خوارج کو قتل کیا اور اون مین ذوالثدیہ بھی مارا گیا (جس کا ایک بازو پستان زن سے مشابہ تھا)

اتباع او و معاویہ و اتباع او قبول نمودند کہ حکم کتاب الٰہی قبول نمایند و از مضمون آن آیات بینات تجاوز نہ ورزند و علی و شیعہ او راضی شدند کہ از جانب ایشان ابوموسیٰ اشعری حکم شود یعنی ابوموسیٰ بن قیس و معاویہ و معاونان او رضا دادند کہ از قبل ایشان عمرو بن العاص حکم گردد

له وفی تاریخ ابن الوردی وقال واجلوا القضاء الی رمضان من هذه السنة وان احبا ان یؤخرا ذلک اخراه الی ان قال ثم سار علی الی العراق وقدم الی الکوفة ولم تدخل الخوارج معه الی الکوفة واعتزلوا عنه

۲ه وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قالوا لا حکم الا لله وعسکروا بحروراء فبعث الیهم ابن عباس فخاصمهم وحججهم فرجع منهم قوم کثیر وثبت قوم وساروا الی النهروان فسار الیهم علی وقتلهم بالنهروان وقتل منهم ذو الثدیة

نسائی نے خصائص مین ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ایک گروہ کے خروج کا ذکر کر کے فرمایا تھا کہ اوس گروہ والے دین سے اسطرح نکل گئے ہون گے جس طرح نشانے سے تیر نکل جاتا ہے۔ اور وہ بدترین خلق ہون گے۔ نیز ارشاد کیا تھا کہ اگرچہ وہ لوگ بڑے نمازی۔ روزہ دار۔ اور زکوٰۃ دینے والے ہون گے مگر وہ دین سے ایسا نکل گئے ہون گے۔ جیسا کہ نشانے سے تیر نکل جاتا ہے۔ وہ قرآن پڑھین گے مگر قرآن اون کے گلے کے نیچے نہ اوترے گا اور اون لوگون سے وہ شخص قتال کرے گا جو سراسر حق پر ہوگا۔ اوس فرقہ باطلہ میں ایک سیاہ فام شخص اس علامت کا پایا جائے گا۔ کہ اوس کا ایک بازو پستانِ زن سے مشابہ ہوگا اور وہ فرقہ بہترین گروہ پر خروج کرے گا۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ مین رسول اللہ کی اس پیشین گوئی کا گواہ ہون اور اس بات کا بھی شاہد ہون کہ جب حضرت علی نے گروہ خوارج سے قتال کیا تو اوس شخص (ذوالثدیہ) کے تلاش کا حکم دیا چنانچہ وہ تلاش کیا گیا تو خوارج کے کشتوں مین ملا جس کا ایک بازو درحقیقت پستانِ زن کی طرح تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔

تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ جب میعاد منقضی ہوئی اور محاکمے کا زمانہ آیا تو حضرت علی کی جانب سے ابو موسیٰ اشعری مع چار سو ہمراہیون کے اور معاویہ کیطرف سے

عمروعاص مع چارسو شامیون کے بمقام اذرح واقع دومۃ الجندل مین وارد ہوئے اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب دونون گروہ ملاقی ہوئے ۔ تو عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ اشعری سے استدعا کی کہ وہ معاویہ کو خلیفہ تجویز کرین ۔ مگر ابوموسیٰ نے انکار کیا ۔ اسی طرح ابوموسیٰ نے عمروعاص سے استدعا کی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب خلیفہ مقرر کئے جائین ۔ لیکن عمروعاص نے اس کو نہ مانا ۔ بعدازان ابوموسیٰ سے پوچھا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے ۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ علی اور معاویہ دونون معزول کردیئے جائیں اور خلافت کا معاملہ مسلمانون کی باہمی مشاورت پر محول کیا جائے ۔ عمرو نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو تمھاری رائے سے اتفاق ہے ۔ یہ گفتگو کرکے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آئے ۔ ابوموسیٰ نے لوگون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونون آدمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئین ہین جو صلاحیت اُمت پر مبنی ہے عمروعاص نے اس کی تصدیق کرکے ابوموسیٰ سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو ۔ ابوموسیٰ آگے بڑھے تو عبداللہ بن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمروعاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اُس کو تمھاری رائے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تم کو دھوکا دیا ۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمروعاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ۔ ابوموسیٰ نے کچھ اس بات پر اعتنا نہ کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد وثنائے الٰہی کہا کہ ایہا الناس ہین مسلمانون کیلئے

عمرو بن العاص في اربعمائة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل ثم قال ابوالفدا والتقى الحكمان فدعا عمرو ابا موسى ان يجعل الامر الى معاوية فابى ودعا ابوموسى عمرا ان يجعل الامر الى عبدالله ابن عمر بن الخطاب فابى ثم قال ما ترى انت فقال ارى ان نخلع عليا ومعاوية ونجعل الامر شورى بين المسلمين فاظهر له عمرو ان هذا هو الراى ووافقه عليه ثم اقبلا الى الناس فقد اجتمعوا وقال ابوموسى ان راينا قد اتفق على امر نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو صدق تقدم فتكلم يا ابا موسى فلما تقدم لحقه عبدالله بن عباس فقال له ويحك والله اظن انه خدعك ان كنتما قد اتفقتما على امر فقدمه فليتكلم قبلك فانى لا آمن ان يخالفك فقال ابو موسى انا قد اتفقنا فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها الناس انا لم نر اصلح لامر هذه الامة

اس سے زیادہ اصلح کوئی بات نہیں سمجھتا جس پر میری اور عمرو عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہ کہ علی اور معاویہ دونون علیحدہ کر دئیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنے کے بعد جس کو چاہے اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ لہذا مین نے علی اور معاویہ دونون کو معزول کیا۔ اب تم لوگ غور کر کے جس کو امر خلافت کے لئے موزون سمجھو خلیفہ مقرر کرو۔ یہ کہہ کر ابوموسیٰ پیچھے ہٹے اور عمرو بن عاص نے روبروئے حضار کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنائے ایزدی کہا کہ جو کچھ ابوموسے نے کہا تم لوگون نے سُن لیا۔ پس چونکہ ابوموسے نے علی کو امر خلافت سے علیحدہ کر دیا جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علیحدہ کرتا ہون اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہون کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور اون کے خون کے طالب اور دوسرون سے زیادہ اون کی قائم مقامی کے مستحق ہین۔

یہ سُن کر ابوموسے نے عمرو عاص سے کہا کہ خدا تجھ کو توفیق نہ دے تونے سخت غداری اور بدعملی کی۔ یہ کہہ کر ابوموسے اوسی وقت سوار ہوئے اور شرم کے مارے جانب مکہ چلے گئے۔ اور عمرو بن عاص نے مع اہل شام معاویہ کے پاس جا کر امر خلافت کا مژدہ پیش کیا۔

(مؤرخ ابوالفدا لکھتا ہے، کہ اسی وقت سے حضرت علی کے امر مین ضعف

اور معاویہ کے امر میں قوت پیدا ہوگئی۔

علامہ[١] راغب کتاب المحاضرات مین لکھتے ہین کہ معاویہ کو حضرت علی پر اس وجہ سے غلبہ حاصل ہوگیا کہ معاویہ ہر حیلے سے اپنا کام نکالتے تھے چاہے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام کیونکہ معاویہ کو نہ دین کی پرواہ تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلۂ ناجائز کو کام مین نہ لاتے تھے۔ اور تاریخ ابن[٢] جریر طبری مین ہے کہ عراق میں حضرت علیؑ امیر المومنین کہے جاتے تھے اور شام میں معاویہ امیر کے لقب سے ملقب کئے جاتے تھے۔

ماوردی اپنی کتاب ادب[٣] الدنیا والدین مین لکھتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت علی سے عرض کیا کہ مین تم کو بھی دوست رکھتا ہون اور معاویہ کو بھی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تو بالفعل کانا ہے۔ بس یا تو اس عیب سے برأت حاصل کر یا اندھا ہوجا۔ اور استیعاب[٤] ابن عبد البر مین ابو قیس ازدی سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا مین نے لوگون کو تین طرح کا پایا ایک اہل دین جو حضرت علی کو دوست رکھتے ہین۔ دوسرے اہل دُنیا جو معاویہ کو چاہتے ہیں تیسرے خوارج۔

تاریخ ابو الفدا[٥] مین ہے کہ پھر ۳۸ھ کے شروع ہونے پر معاویہ نے عمرو عاص کو لشکر لے کر مصر بھیجا۔ جہان کے عامل حضرت علی کی جانب سے محمد بن ابی بکر تھے۔ جب محمد بن ابی بکر کو عمرو عاص کی لشکر کشی کا حال معلوم ہوا تو اونھون نے حضرت علی کو اطلاع دی اور اون سے

وامر معاوية في القوة

١ قال العلامة الراغب في المحاضرات انما غلب معاوية عليا لانه لم يكن عنايته الا ادراك المناجحة بالحيلة حلال وحرام ثم لم يكن يبالي بالدين فلا يتفكر في سخط رب العالمين وعلي لم يستعمل من الحيل الا ما حل

٢ وقال ابن جرير في تاريخه الكبير كان علي عليه السلام يدعى بالعراق امير المؤمنين وكان معاوية يدعى بالشام الامير

٣ حكى الماوردي في كتاب ادب الدنيا والدين ان رجلا قال لعلي كرم الله وجهه اني احبك واحب معاوية فقال رضي الله عنه اما الآن فانت اعور فاما ان تبرأ واما ان تعمى.

٤ وروى ابن عبد البر في الاستيعاب عن ابي قيس الازدي قال ادركت الناس وهم ثلاث طبقات اهل دين يحبون عليا واهل دنيا يحبون معاوية وخوارج

٥ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة ثمان وثلثين فيها جهز معاوية عمرو بن العاص بعسكر الى مصر وكتب محمد ابن ابي بكر يستنجد عليا فارسل اليه الاشتر

مدد مانگی۔ حضرت علی نے اشتر کو محمد بن ابی بکر کی مدد کیلئے روانہ کیا۔ اشتر قلزم تک پہونچنے پائے تھے کہ اون کو کسی نے شہد مین زہر ملاکر پلادیا اور اوسی مقام پر اشتر نے وفات پائی۔

تاریخ ابن جریر طبری[1] مین ہے کہ جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا اوس نے معاویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور کہا کہ علی ابن ابی طالب کے دو داہنے ہاتھ تھے۔ ایک بروز صفین کٹ گیا یعنی عمار۔ دوسرا آج قطع ہوا یعنی اشتر۔

تاریخ ابن الوردی[2] مین ہے کہ جب عمرو عاص نے مصر پہونچکر محمد بن ابی بکر سے جنگ کی تو محمد بن ابی بکر کا لشکر شکست کھاکر منتشر ہوگیا۔ محمد بن ابی بکر گرتے پڑتے ایک خرابے تک پہونچے تھے کہ لوگ انھین پکڑکر معاویہ بن خدیج کے پاس لے گئے۔ معاویہ بن خدیج نے اون کو قتل کر ڈالا۔

تاریخ مروج الذہب[3] مین ہے کہ جب معاویہ کو محمد بن ابی بکر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بہت خوش و مسرور ہوئے اور تاریخ ابو الفدا[4] مین ہے کہ جب حضرت عائشہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کو بددعا اور نفرین کرتی تھین۔ نیز جب حضرت علی کو محمد بن ابی بکر کے مظلومانہ قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی بہت ہی غمگین ہوئے۔

تاریخ کامل ابن اثیر[5] مین ہے کہ سنہ ٣٩ھ مین معاویہ نے ملک عراق مین جابجا اپنی فوجین

فلما وصل الاشتر القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه ١ه وقال ابن جرير في تاريخه فاقبل الذي سقاه الى معاوية فاخبره بهلاك الاشتر فقام معاوية في الناس خطيبا فحمد الله واثنى عليه وقال اما بعد فانه كانت لعلي بن ابي طالب يدان يمينان قطعت احداهما يوم صفين يعني عمار بن ياسر وقطعت الاخرى اليوم يعني الاشتر ٢ه قال ابن الوردي ووصل عمرو بن العاص مصر وقاتل اصحاب محمد بن ابي بكر فتفرق عنه اصحابه [illegible] محمد بن ابي بكر [illegible] في خربة فقبض عليه واتوا به الى معاوية بن خديج فقتله ٣ه قال المسعودي ولما بلغ معاوية قتل محمد واصحابه [illegible] سفيان [illegible] ٤ه قال ابو الفدا ولما بلغ عائشة قتل محمد [illegible] عليه [illegible] معاوية [illegible] ٥ه قال ابن [illegible] الكامل [illegible] ثم دخلت سنة تسع وثلاثين وفي هذه السنة فرق معاوية جيوشه

روانہ کین۔ اور تاریخ ابوالفدا[له] مین ہے کہ پھر سنہ ۴۰ھ مین معاویہ نے
بسر بن ارطات کو لشکر لے کر حجاز کی جانب روانہ کیا۔ بسر بن ارطات نے
پہلے مدینہ پر چڑھائی کی جہاں کے عامل حضرت علی کی طرف سے ابوایوب انصاری
تھے۔ وہ اس لشکر کشی کا حال سُنکر حضرت علی کے پاس چلے گئے۔ اور بسر نے
مدینے مین داخل ہوکر خون ریزی شروع کردی۔ اور اہل مدینہ کو معاویہ کی
بیعت پر مجبور کیا۔ اس کے بعد بسر بن ارطات نے یمن پہونچکر وہان کے
ہزاروں آدمیون کو قتل کرڈالا۔ عبیداللہ بن عباس جو یمن مین حضرت علی
کی جانب سے عامل مقرر تھے بسر کے اچانک حملے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے
اور بسر نے عبیداللہ بن عباس کے دو معصوم بچون کو کمال بے رحمی سے
ذبح کرڈالا۔ اور تاریخ کامل ابن اثیر[له] مین ہے کہ عبیداللہ بن عباس یمن سے
جاتے وقت اپنے دونون بچون کو ایک مرد کنانی کے یہان چھوڑ گئے
تھے۔ جب بسر نے اون بچون کو ہلاک کرنا چاہا تو مرد کنانی کہنے لگا کہ
ان بے گناہون کو کیون قتل کرتا ہے۔ اور اگر یہی منظور ہے تو مجھے بھی
انھیں کے ساتھ قتل کر۔ بسر نے اون دونون بچون کے ساتھ اوس
شخص کنانی کو بھی قتل کرڈالا۔

مؤرخ ابن اثیر[له] لکھتا ہے کہ اسی سال ماہ رمضان مین حضرت علی درجۂ شہادت پر
فائز ہوئے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک بار زمانہ جناب رسالتمآب مین حضرت علی

في العراق ۳۹ھ وقال ابوالفداء ثم دخلت سنة اربعين وفي هذه السنة سير معاوية بسر بن ارطاة بعسكر الى الحجاز فاتى المدينة وبها ابو ايوب الانصاري عاملا لعلي فهرب ابو ايوب فلحق بعلي ودخل بسر المدينة وشتم فيها واكره الناس على البيعة لمعاوية ثم سار الى اليمن وقتل الوفا من الناس وكان عبيد الله بن عباس عاملا لعلي باليمن فهرب فوجد لعبيد الله ابنين صبيين فذبحهما

۴۰ھ وفي الكامل لابن الاثير وكانا عند رجل من كنانة فلما اراد قتلهما قال له الكناني لم تقتل هذين ولا ذنب لهما فان كنت قاتلهما فاقتلني معهما فقتله وقتلهما

۴۰ھ قال ابن الاثير في الكامل في هذه السنة قتل علي في شهر رمضان

قال انس بن مالك مرض علي فدخلت عليه

وعنده ابو بکر و عمر فجلست عنده فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم فنظر فی وجهه فقال له ابو بکر و عمر یا نبی الله ما نراه الا میتا فقال لن یموت هذا الآن ولن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا۔

بیمار ہوئے تو مین عیادت کو گیا۔ اوس وقت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی وہان موجود تھے۔ اس اثنا رمین جناب رسول مقبول حضرت علی کو دیکھنے آئے حضرت عمر اور حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہم لوگون کو یہ جانبر ہوتے نظر نہین آتے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ابھی نہ مرین گے اور اس وقت تک نہ مرین گے جب تک کہ غیظ سے پُر نہ ہو جائین گے اور نہ مرینگے جب تک مقتول نہ ہون۔

اور استیعاب[1] ابن عبد البر مین صہیب سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علی سے پوچھا کہ اے علی بتاؤ اُمم سابقہ مین سب سے زیادہ شقی کون تھا۔ حضرت علی نے کہا کہ جس نے ناقہ صالح کی کوچین کاٹی تھین۔ آنحضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس اُمت مین سب سے زیادہ بدبخت کون ہے حضرت علی نے کہا مجھے اس کا علم نہین ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا کہ اس اُمت مین سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تمھارے سر پر ضرب لگائیگا اور تمھاری داڑھی کو تمھارے خون سے خضاب کرے گا۔

اور خصائص[2] نسائی کی ایک حدیث مین عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی کیا مین تم کو اون دو آدمیون کا حال بتاؤن جو بدبخت ترین مردم ہین حضرت علی نے کہا کہ ہان یا رسول اللہ۔ آنحضرت نے کہا کہ ایک تو قوم ثمود کا سُرخ رنگ والا آدمی جس نے ناقہ صالح کو پے کیا۔ دوسرا وہ شخص جو تمھارے سر پر ضرب لگا کر تمھاری داڑھی کو خون سے خضاب کرے گا۔

[1] وروی ابن عبد البر فی الاستیعاب عن صهیب ان رسول الله صلعم قال لعلی من اشقی الاولین قال الذی عقر الناقة یعنی ناقة صالح قال صدقت فمن اشقی الآخرین قال لا ادری قال الذی یضربک علی هذا یعنی یافوخه و یخضب هذه یعنی لحیته

[2] واخرج النسائی فی الخصائص عن عمار بن یاسر رفع حدیث ان رسول الله صلعم قال لعلی الا احدثک باشقی الناس رجلین قال بلی یا رسول الله قال احیمر ثمود الذی عقر الناقة والذی یضربک علی هذه ووضع یده علی قرنه حتی یبل منها هذه واخذ بلحیته

ھ وفی الکامل قال عثمان بن المغیرہ کان علی لما دخل رمضان یتعشی لیلۃ عند الحسن ولیلۃ عند الحسین ولیلۃ عند عبد اللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم فقیل لہ فی ذلک فقال یاتینی امر اللہ وانا خمیص انما ھی لیلۃ او لیلتان قال والحسن بن کثیر عن ابیہ قال خرج علی الی الفجر فاقبل الاوز یصحن فی وجھہ فطردوھن عنہ فقال ذروھن فانھن نوائح فضربہ ابن ملجم فی لیلتہ

مورخ ابن اثیرؒ نے تاریخ کامل مین روایت کی ہے کہ جب ماہ رمضان شروع ہوا تو حضرت علی باری باری کسی شب کو امام حسن کے یہان کھانا کھاتے تھے اور کسی شب کو امام حسینؑ کے یہان. مگر تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور فرماتے کہ مین اس بات کو دوست رکھتا ہون کہ بحالت گرسنگی دنیا سے جاؤن. اور حسن بن کثیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علے بن ابی طالب نماز صبح کے لئے آخر شب کو مکان سے باہر برآمد ہوئے تو گھر کی پلی ہوئی بطون نے حضرت علی کے روبرو آکر چلانا شروع کیا لوگون نے اونکو ہٹانا چاہا. حضرت علی نے فرمایا کہ ان سے مزاحمت نہ کرو یہ نوحہ کر رہی ہین چنانچہ اوسی شب کو حضرت علی ابن ملجم کی ضربت سے زخمی ہوئے.

روضۃ الاحباب ۲ھ. مین بعض کتب سیر سے منقول ہے کہ جب وقت خروج خوارج حضرت علی نے مدد کے لئے دوسرے بلاد کے لوگون کو طلب کیا تو دسؔ آدمی مین سے بھی آئے جن میں عبد الرحمٰن بن ملجم بھی تھا. ان لوگون نے وقت ملاقات حضرت علی کی خدمت مین تحائف پیش کئے. حضرت علی نے سب کے تحفے قبول کر لئے مگر ابن ملجم نے جو ایک نہایت قیمتی تلوار پیش کی تھی نہ لی. ابن ملجم کو اس کا رنج ہوا اور اوس نے مسجد مین آکر بوقت خلوت حضرت علی سے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا بات ہے کہ میرے رفقا کے تحائف تو آپ نے قبول کئے مگر جو عدیم المثال تلوار مین نے پیش کی اوس کو

ھ در روضۃ الاحباب از بعض کتب سیر منقول است کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ در وقت خروج خوارج رسولان باطراف بلدان فرستادہ مردم طلبیدہ بودند چنانچہ ازیمن دہ تن بملازمت حضرت آمدند و عبد الرحمن بن ملجم در ایشان بود و ہر یک ازان دہ نفر تحفہ نزد امیر المومنین حیدر رسانیدند از ہمہ قبول نمودہ مگر تحفہ ابن ملجم را کہ شمشیر نفیس قیمتی بود و آن شمشیر ... ابن ملجم ازین جہت مغموم شدہ در خلوت پیش امیر آمدہ گفت یا امیر المومنین سبب چیست کہ از رفقای من قبول ہدیہ نمودی و تحفہ مرا در جواب ... نیست

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے عبدالرحمن مین تجھ سے
کس طرح اس تلوار کو لون۔ حالانکہ تیری مراد اسی تلوار سے حاصل ہوگی ابن ملجم
روکر کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین خدا نہ کرے کہ ایسا خیال بھی میرے دلمین
گزرے۔ مین محض بمقتضائے حسن ارادت اپنا وطن چھوڑ کر حاضر ہوا ہون اور
اس خاندان کا نقش محبت میرے دل پر منقوش ہے۔ حضرت علی نے فرمایا
کہ مین نے جو تجھ سے کہا وہ شدنی ہے۔ اور عنقریب تو طریق وفا سے
مڑکر راہ نفاق کی طرف گریز کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا اے امیرالمومنین
مین آپ کے سامنے کھڑا ہون۔ کسی کو حکم دیجئے کہ میرے ہاتھ کاٹ ڈالے
حضرت علی نے کہا جس حالت مین کہ ہنوز تجھ سے کوئی جرم ایسا سرزد نہین ہوا
جو مستوجب عقوبت ہو تو مین تجھ سے کیونکر قصاص لے سکتا ہون۔ لیکن جو بات
مین نے کہی اوس کی خبر مجھے پیغمبر خدا نے دی ہے اور مین جانتا ہون کہ
آنحضرت کا ارشاد غلط نہین ہو سکتا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جب
حضرت علی نے ابن ملجم کو متردد دیکھا تو اوس سے پوچھا کہ تجھے قسم خدا کی
سچ بتا زمانہ طفولیت مین تیری پرورش ایک یہودیہ نے کی تھی؟ ابن ملجم
نے کہا ہان۔ یہ سن کر حضرت علی نے اوس کی جانب سے منھ پھیر لیا۔
اور شواہد النبوۃ مین ہے کہ حضرت علی نے ابن ملجم سے پوچھا کہ تیری کوئی
دایہ یہودیہ تھی جو تجھے کبھی کبھی اے شقی اے عاقر ناقہ صالح کہا کرتی تھی۔

ابن ملجم نے کہا کہ ہان۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب عبدالرحمن بن ملجم کوفے مین آیا تو ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا جس کا نام قطامہ تھا اور جو حُسن و جمال مین ضرب المثل تھی اور اس نے ابن ملجم سے کہا کہ میری تزویج قتل علی کے ساتھ مشروط ہے۔ ابن ملجم بولا کہ مین تو اسی قصد سے یہان آیا ہون۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ جب حضرت علی کی شہادت کا زمانہ قریب ہوا تو بارہا اونھون نے کنایہ و تصریح کے ساتھ اس واقعۂ ہائلہ کی خبر دی۔ اور منقول ہے کہ ماہ رمضان مین ایک دن حضرت علی منبر پر وعظ فرما رہے تھے ناگہان امام حسن کی جانب دیکھکر پوچھا کہ اے فرزند اس مہینے مین کتنے دن گزرے ہین۔ اونھون نے جواب دیا کہ تیرہ[۱۳] دن۔ اس کے بعد امام حسین کی طرف نظر کر کے دریافت کیا کہ اے فرزند اس مہینے مین کتنے دن باقی رہگئے ہین اونھون نے کہا کہ سترہ[۱۷] دن۔ حضرت علی نے ریش مُبارک پر ہاتھ لے جا کر فرمایا کہ اسی مہینے مین اس اُمّت کا بدبخت ترین مردم میری ڈاڑھی کو میرے خون سے خضاب کریگا۔ یہ کہکر اونھون نے چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ وہ قبیلۂ مراد کا ایک شخص میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ باوجودیکہ مین اُسکے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہون۔" اور لغبا صحیح مین

الی ان قال ... در ماه رمضان ... اربعین ... امیرالمومنین ... الحسن رضی الله عنه ...

امام جواب داد که سیزده
روز پس در امام حسین
نگریست و فرمود که ای
از این ماه چند روز باقی
مانده او گفت هفده
روز شاه ولایت
دست بمحاسن مبارک
فرود آورده گفت در همین
ماه بدبخت ترین مردم
آخر زبان بخون سر
خضاب کند
آنگاه چند بیت بر زبان آورد
که مضمونش آن است
که شخصی از قبیلهٔ مراد
قصد قتل من دارد
و من با او نیکوئی می‌خواهم
(الی ان قال)

وارد ہوا ہے کہ اوس زمانے مین حضرت علی ایک شب امام حسن کے یہان افطار کرتے تھے اور ایک شب امام حسین کے یہان مگر ایک لقمے سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین چند شبون کا مہمان ہون. نیز مروی ہے کہ اوسی زمانے مین ایک روز حضرت علی نے صاحبزادی اُم کلثوم سے کہا کہ اے فرزند قریب ہے کہ اس صحبت روح پرور کا دور ختم ہو جائے۔ اور مین دنیائے فانی کو چھوڑون۔ یہ سُن کر اُم کلثوم رونے لگین. حضرت علی نے فرمایا کہ اے جان پدر کسی ذی روح کو موت سے چارہ نہین ہے۔ رات مین نے جناب رسالتمآب کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے اوسی عالم رویا مین اپنے دست مُبارک سے میرے چہرے کا غبار صاف کر کے فرمایا کہ اے علی جو کچھ تم پر واجب تھا اوس کو تم ادا کر چکے. اب میرے پاس چلے آؤ. اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت علی نے جب اس خواب کی کیفیت امام حسنؑ سے بیان کی تو وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے. اور جمہور مورخین کا اتفاق ہے کہ جس شب کو آپ زخمی ہوئے. رات بھر عبادت خدا مین مشغول رہے اور گھڑی گھڑی مکان سے نکل کر آسمان کی جانب نگاہ کرتے تھے. اور کہتے تھے کہ سچ فرمایا رسول اللہ نے. قسم خدا کی آنحضرت نے جھوٹ نہین فرمایا. پس کون امر میرے قاتل کیلئے مانع ہے میرے قتل سے. اسی حالت مین نماز صبح کا وقت قریب ہوا اور حضرت علی تجدید وضو کر کے گھر سے باہر نکلے. چند بطین جو وہان موجود تھین.

آپ کو دیکھ کر شور کرنے لگین اور بقولے اون بطون نے حضرت علی کا دامن پکڑ لیا - ایک شخص نے چاہا کہ بطون کو ہٹائے حضرت علی نے منع کیا اور کہا کہ یہ بطین مجھ پر نوحہ کر رہی ہین - اس کے بعد حضرت علی نے مسجد مین تشریف لے جاکر حسب معمول اذان کہی جب اذان کی آواز قطامہ کے کان مین پہونچی تو اُس نے ابن ملجم سے کہا کہ سن علی اذان کہہ رہے ہین - پس وہ بدبخت مسجد کی طرف روانہ ہوا اور جب حضرت علی اذان کہہ کر مسجد کے اندر پہونچے تو ابن ملجم نے اون کے سر پر تلوار لگائی - اور کہا "الحکم للّٰہ" اور بعض روایت مین ہے کہ جب حضرت علی نماز مین مصروف ہوئے اور سجدۂ اولیٰ ادا کر کے سر اٹھایا تب ابن ملجم بدبخت نے ضرب لگائی - مورخین کا متفق علیہ قول ہے کہ وہ ضرب وہی مقام پر لگی جہان جنگ خندق کے دن عمرو بن عبد ود کی تلوار لگی تھی - اور اس ضرب سے حضرت علی کا سر مبارک شق ہوگیا - اس وقت آپ نے فرمایا کہ فُزتُ برب الکعبۃ یعنی قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ مین فائز المرام ہوا - پھر امام حسن کو بلاکر ارشاد کیا کہ لوگون کو نماز پڑھائین - حاضرین نے پوچھا کہ یہ ضرب کس نے لگائی ہے آپ نے کہا خدا اس کو ظاہر کردے گا - منقول ہے کہ جب ابن ملجم بدبخت ضرب لگا کر مسجد سے نکلا تو کوفے کی گلی کوچون مین تیغ خون آلود لئے ہوے دوڑتا پھرتا تھا قبیلۂ بنی عبد قیس کے ایک شخص نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ عبدالرحمن بن ملجم

وہ شخص بولا کہ اے لعین تو ہی نے امیرالمومنین کو زخمی کیا ہے؟ ابن ملجم چاہتا تھا کہ انکار کرے مگر بقدرتِ ربّانی اوس کی زبان سے نکل گیا کہ ہان۔ پس لوگون نے اوسے گرفتار کرلیا۔ پھر لوگ حضرت علی کو اون کے گھر مین لے گئے۔ جب حضرت علی کی اولاد اور ازواج نے اونکا یہ حال مشاہدہ کیا توسب بے اختیار رونے لگے۔ حضرت علی کا ضعف اور درد زخم لحظہ بلحظہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ جب زمانہ رحلت کا قریب آیا تو حضرت علی نے امام حسن اور امام حسین کو بُلاکر ضروری نصیحتین اور وصیتین کین اور اون کیلئے دعائے خیر فرماتے ہوئے راہی خلد برین ہوئے۔

اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ حضرت علی نے امام حسن کو درباب پرہیزگاری۔ عبادت صلۂ رحم۔ غمخواری۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر وغیرہا موعظت فرمائی اور ایک وصیّت نامہ بھی لکھکر دیا اور سوا کلمۂ لا اله الا الله کے تا زمانِ وفات کوئی بات زبان پر نہین لائے۔

ابن عبدربہ عقد الفرید مین لکھتے ہین کہ ہشیم بن عدی نے اکثر مشائخ عدسے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے امر امامت و خلافت امام حسن کو تفویض فرمایا۔

اور کتاب وسیلۃ النجات ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی مین ہے کہ امام حسن حضرت علی کے بعد اون کی وصیت کے مطابق خلیفہ ہوئے۔

تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ حضرت علی کی عمر ۶۳ سال کی تھی جب کہ اونھون نے

اِس دنیاے ناپائدار سے انتقال فرمایا اور مسجد جامع کے قریب یا بقول بعض دوسری جگہ مدفون ہوئے۔ مگر صحیح ترین روایت یہ ہے کہ اون کی قبر شریف اوسی جگہ ہے جہان کی زیارت سے لوگ فیضیاب اور برکت اندوز ہوتے ہیں۔ اور تاریخ ابوالفدا[۱] مین ہے کہ حضرت علی کی قبر نجف مین ہے جس کی زیارت کو لوگ اب تک جاتے ہیں اور کتاب[۲] ریاض النضرہ و مستدرک حاکم مین ہے کہ جس صبح کو حضرت علی شہید ہوئے بیت المقدس کا جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون نکلتا تھا۔

تاریخ[۳] ابوالفدا مین ہے کہ جب حضرت علی نے وفات پائی تو عبداللہ بن جعفر نے ابن ملجم کو قید خانے سے نکال کر اُس کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اُس کی آنکھوں مین سلائی گرم کرکے پھیر دی۔ اُس کی زبان قطع کی پھر اُس کو آگ مین جلا دیا۔

مورخ[۴] ابوالفدا لکھتا ہے کہ عمران بن حطان خارجی نے ابن ملجم کے مرثیے مین اِس مضمون کے شعر موزون کئے ہیں کہ "وہ کیا اچھی ضرب تھی اُس ولی (ابن ملجم) کی جس نے محض خوشنودی خدا کے ارادے سے وہ ضرب لگائی۔ مین جس وقت ابن ملجم کو یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ اُس کا میزان عمل خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پورا ہے"۔

علامہ[۵] ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین کہ عمران بن حطان خارجی حضرت عائشہ سے حدیث روایت کرتا ہے۔ محدث عجلی کا قول ہے کہ عمران مذکور تابعی اور ثقہ ہے۔

و دفن عند مسجد الجامع و قيل غير ذلك والصحيح ان قبره هو الموضع الذي يزار و يتبرك به

[۱] وفي تاريخ ابي الفدا قال ان قبره هو المشهور بالنجف وهو الذي يزار اليوم

[۲] وفي الرياض النضرة والمستدرك عن ابن شهاب قال لم يرفع حجر في بيت المقدس الا وجد تحته دم صباح قتل علي بن ابي طالب

[۳] قال ابوالفدا لما مات علي اخرج عبدالرحمن ابن ملجم من الحبس فقطع عبدالله بن جعفر يده و رجله و كحلت عيناه بمسمار محمي و قطع لسانه و احرق لعنه الله

[۴] قال ابوالفدا و لعمران ابن حطان الخارجي في ابن ملجم يا ضربة من ولي ما اراد بها الا ليبلغ من ذي العرش رضوانا اني لاذكره يوما فاحسبه اوفى البرية عند الله ميزانا

[۵] قال الذهبي في الميزان عمران بن حطان الخارجي عن عائشة ... قال العجلي تابعي ثقة

اور کتاب الاصابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ عمران بن حطان سرگروہ خوارج مشہور تابعی ہے۔ اس کا ذکر طبقہ صحابہ مین سوائے قاضی حسین بن محمد شافعی کے اور کسی نے نہین کیا۔ چنانچہ قاضی موصوف اپنے تعلیقات مین عمران بن حطان کے اشعار نقل کرکے فرماتے ہین کہ ان ابیات کو ابوالطیب طبری نے سنا تو جواب مین اس مضمون کے شعر موزون کئے کہ "مین عمران بن حطان کے اشعار سے بیزاری ظاہر کرتا ہون جو اس نے ابن ملجم ملعون کی مدح مین بطور بہتان کے کہے ہین۔ مین جب ابن ملجم کو یاد کرتا ہون تو اس پر بھی لعنت کرتا ہون اور عمران بن حطان پر بھی" اس کے بعد قاضی حسین بن محمد فرماتے ہین کہ قاضی ابوالطیب نے خطا کی جو عمران بن حطان کی نسبت لعنت کے الفاظ استعمال کئے کیونکہ عمران بن حطان صحابی ہے اور اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ انتہی حافظ ابن حجر کتاب الاصابہ مین یہ بھی ارشاد کرتے ہین کہ عمران بن حطان سے بخاری اور ابو داؤد نے حدیثین روایت کی ہین اور محدث عثمان البنی نے کہا ہے کہ عمران حطان اہلسنت سے تھا اور کتاب تلخیص الحبیر ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ ابن حزم ظاہری نے مبالغے کے ساتھ کہا ہے کہ ائمہ مجتہدین مین اسکے متعلق کچھ اختلاف نہین ہے کہ ابن ملجم نے علی ابن ابی طالب کو تاویل اجتہاد کی بنا پر قتل کیا کیونکہ ابن ملجم مذکور سمجھتا تھا کہ اس باب مین اسکی رائے خطا پر نہین ہے بلکہ صواب پر

نسائی نے خصائص[۵] مین ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کے قتل کے بعد امام حسن نے لوگون کو مجتمع کرکے کہا کہ تم نے کل ایسے شخص کو قتل کیا جس پر نہ اولین سبقت لے گئے نہ آخرین اوس کو پا سکتے ہین! اور تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ حضرت علی کے قتل کے بعد اون کے فرزند امام حسن نے کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ پڑھا کہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا کہ نہ اس سے قبل کوئی اوس پر سبقت لے جا سکا اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا ہمسر ہوگا اور جس رات مین تم نے اوس کو قتل کیا وہ وہی رات تھی جس مین قرآن نازل ہوا حضرت عیسیٰ آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت یوشع مقتول ہوئے۔ واللہ جب رسول مقبول اون کو کسی سریہ مین بھیجتے تھے تو اون کے داہنے جانب جبرئیل اور بائین جانب میکائیل ہوتے تھے۔ اور مروج الذہب[۳] مسعودی مین ہے کہ امام حسن کے ایک خطبہ کے یہ الفاظ بھی ہین کہ ہم حزب اللہ ہین جس کے بارے مین اللہ نے اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ فرمایا ہے اور ہم رسول مقبول کی عترت طیبہ اور اہلبیت طاہرہ ہین اور آنحضرت نے جو دو عظیم چیزین امت مین چھوڑی ہین اون مین سے ایک ہم ہین اور ایک قرآن مجید جس مین ہر شے کی تفصیل ہے اور ہم وہ ہین جو قرآن مجید کی تاویل مین خطاء نہین کرتے بلکہ اوس کے حقائق کو عین الیقین سے دیکھتے ہین۔ پس تم لوگ

۵ اخرج النسائی فی الخصائص عن هبیرة قال جمع الحسن بن علی الناس وعلیه عمامة سوداء فقال لقد قتلتم بالامس رجلا ما سبقه الاولون ولا یدرکه الآخرون

۲ وفی الکامل لابن الاثیر لما قتل علی علیه السلام قام ابنه الحسن خطیبا فقال لقد قتلتم اللیلة رجلا فی لیلة نزل فیها القرآن وفیها رفع عیسی علیه السلام وفیها قتل یوشع بن نون والله ما سبقه احد کان قبله ولا یدرکه احد یکون بعده والله ان کان رسول الله صلعم لیبعثه فی السریة و جبرئیل عن یمینه و میکائیل عن یساره۔

۳ وقال المسعودی فی مروج الذهب ومن خطب الحسن رضی الله عنه انه قال نحن حزب الله المفلحون وعترة رسول الله صلعم واهل بیته الطاهرون الطیبون واحد الثقلین اللذین خلفهما رسول الله صلعم والثانی کتاب الله فیه تفصیل کل شیء ... لا نخطئ تاویله بل نتیقن حقائقه

ہماری اطاعت کرو جو تم پر فرض ہے کیونکہ ہماری اطاعت خدا و رسول
اطاعت کے ساتھ مقرون فرمائی گئی ہے۔ اور روضۃ الاحباب میں ہے
کہ اوس وقت عبداللہ بن عباس نے کھڑے ہوکر کہا کہ ایہا الناس یہ
تمہارے پیغمبر کے فرزند اور تمہارے امام کے وصی ہیں ان کی بیعت کرو
پس لوگوں نے امام حسن کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ علامہ دمیری
حیواۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ پھر امام حسن نے مدائن جاکر وہان
قیام فرمایا۔ تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ بعد ازان سنہ ۴۱ ہجری شروع
ہوا۔ اور تاریخ ابن واضح میں ہے کہ اسی زمانے میں معاویہ نے خفیہ
کارروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجکر یہ مشہور کرایا کہ امام حسن کے
سپہ سالار قیس بن سعد نے معاویہ سے صلح کرلی۔ اور اسی طرح دوسرے
شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہ شہرت دلائی کہ امام حسن نے
معاویہ سے صلح کرلی۔ پس جب یہ خبر وحشت اثر شایع ہوئی تو امام حسن
کے لشکرون مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا۔ اور تاریخ کامل میں ہے
کہ مدائن میں ایک منادی نے ندا کی کہ قیس بن سعد قتل کیا گیا۔ اب تم کو
لازم ہے کہ یہان سے بھاگو یہ سنتے ہی لوگوں نے امام حسن کا کل اسباب لوٹ لیا اور خیمے کی قناتین
وغیرہ بلکہ بستر تک لیکر بھاگ گئے۔ اور تاریخ الخمیس علامہ حسین دیار بکری میں ہے کہ جب
امام حسن نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو قتال کرنا خلاف مصلحت سمجھکر معاویہ کو یہ لکھ بھیجا

فاطیعونا فاطاعتنا مفروضۃ اذ کانت مقرونۃ بطاعۃ اللہ والرسول ... روضۃ الاحباب ... عبداللہ بن عباس ... ابن بیعت ... الدمیری ... حیوۃ الحیوان ... تاریخ ابی الفداء ... تاریخ ابن واضح قال ... قیس بن سعد ... فصالح معاویۃ ... الکامل ... فنادی مناد فی العسکر الا ان قیس بن سعد قتل ... فانتهبوا ... تاریخ الخمیس ... فلما رای الحسن ... ترک القتال کتب الی معاویۃ

که زمام حکومت مین تمهارے ہاتھ مین دیتا ہون اور خود کناره کش ہوتا ہون اور حبیب السیر[٥١] وغیره مین ہے که امام حسن نے اپنی تحریر مین یه شرط بھی قرار دی که معاویه کسی کو اپنا ولیعهد مقرر نه کرین۔ اور استیعاب[٥٢] مین ہے که معاویه نے کل باتون کو منظور کر لیا۔ اور تاریخ ابو الفدا[٥٣] و تاریخ کامل مین ہے که امام حسن نے معاویه سے یه بھی درخواست کی که جو کچھ کوفے کے بیت المال مین ہے اون کو ملے اور خراج دار آب گرد فارس بھی اونھین کو دیا جائے۔ نیز یه که حضرت علی کی نسبت الفاظ سب وشتم نه استعمال کئے جائین۔ لیکن معاویه نے حضرت علی کے سب وشتم سے باز رہنا منظور نه کیا۔ تب امام حسن نے یه درخواست کی که کم از کم اون کے سامنے یا اون کو سنا کر کوئی شخص حضرت علی کو برا نه کہے معاویه نے اس کو مان تو لیا مگر اس پر بھی عمل نہین کیا۔ اور روضة المناظر[٥٤] ابن شحنه مین ہے که معاویه نے جو معاہدے کئے تھے اون مین سے ایک کو بھی وفا نہین کیا۔

علامۂ عینی کتاب[٥٥] عمدة القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین که اسکے بعد معاویه نے لوگون سے اپنے لئے بیعت لی اور اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا نیز معاویه کی بیعت سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر وغیرہما نے بھی کر لی اور تاریخ خمیس و تاریخ الخلفای سیوطی و عقد الفرید ابن عبد ربه و

---

[٥٠] ... یخبره بانه یصیب ... وینزل الامر الیه ... عنه.

[٥١] وفی حبیب السیر وغیره قال واشترط ان لا یعهد لمعاویة ... ان لا یعهد الی احد من بعده.

[٥٢] وفی الاستیعاب ... فقال فالتزم کل ذلک معاویة.

[٥٣] قال ابو الفداء فی تاریخه وابن الاثیر فی الکامل وکان الذی طلب الحسن من معاویة ان یعطیه ما فی بیت مال الکوفة وخراج دار ابجرد من فارس وان لا یشتم علیا فلم یجبه الی الکف عن سب علی فطلب ان لا یشتم علیا وهو یسمع فاجابه الی ذلک ثم لم یف له به.

[٥٤] وفی روضة المناظر لابن شحنة قال ولم یف له معاویة بشیء مما عاهد علیه.

[٥٥] قال العلامة العینی فی عمدة القاری شرح صحیح البخاری ثم اخذ البیعة لنفسه فکانت تلک السنة سنة الجماعة قال وبایعه سعد بن ابی وقاص وعبد الله بن عمر وغیرهما.

[٥٦] وتاریخ الخمیس وتاریخ الخلفاء للسیوطی والعقد الفرید لابن عبد ربه

کامل ابن اثیر و استیعاب ابن عبد البر مین ہے کہ جس سال
معاویہ کی بیعت کی گئی اس کا نام "سال جماعت" رکھا گیا۔
تاریخ ابو الفدا[51] مین ہے کہ پھر سنہ ۴۲ھ اور سنہ ۴۳ھ ہجری کا دور ہوا
اور سال آخر الذکر مین عمرو عاص نے انتقال کیا اور سنہ ۴۴ھ مین
ام حبیبہ بنت ابو سفیان نے وفات پائی اور سنہ ۴۵ھ مین
عبد الرحمن بن خالد ولید مرے۔ پھر سنہ ۴۶ھ اور سنہ ۴۷ھ کے
دوران مین قیس بن عاصم نے رحلت کی جو صفات مکارم اخلاق سے
متصف تھے۔ اور سنہ ۴۸ھ مین معاویہ نے فوج کثیر قسطنطنیہ کی جانب
روانہ کی حتیٰ کہ سنہ ۴۹ھ شروع ہوا روضۃ الاحباب[52] مین ہے
کہ جب تصفیہ صلح کو ایک مدت گزر گئی تو معاویہ کو اس بات
کا خیال ہوا کہ یزید کو اپنا ولی عہد قرار دین اور مشاہیر زمانہ سے اس کے لیے بیعت لین
مگر چونکہ وہ یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ امام حسن کی موجودگی مین یہ معاملہ خاطر خواہ
طے نہوگا لہذا اس کوشش مین مصروف ہوگئے کہ کسی طرح امام حسن کے وجود ذی جود سے
میدان مقصود خالی ہوجائے اور مروج الذہب[53] مسعودی مین ہے کہ معاویہ نے خفیہ طور پر
جعدہ بنت اشعث زوجۂ امام حسن سے کہلا بھیجا کہ اگر حسن کے قتل مین تیرا کوئی حیلہ
کارگر ہوجائے تو مین تجھے ایک لاکھ درہم انعام مین دونگا اور تیرا نکاح یزید کے ساتھ
کردونگا چنانچہ جعدہ نے امام حسن کو زہر دیدیا۔ نیز استیعاب[54] ابن عبد البر مین ہے

والکامل لابن الاثیر والاستیعاب لابن عبد البر هذا العام عام الجماعة

۵۱ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة اثنتين واربعين وسنة ثلث واربعين فيها توفي عمرو بن العاص (الى ان قال) وفي سنة اربع واربعين توفيت ام حبيبة بنت ابي سفيان ثم دخلت سنة خمس واربعين فيها توفي عبد الرحمن بن خالد بن الوليد (الى ان قال) ثم دخلت سنة ست واربعين وسنة سبع واربعين فيها توفي قيس بن عاصم وكان قيس موصوفا بمكارم الاخلاق ثم دخلت سنة ثمان واربعين وفيها سير معاوية جيشا كثيرا الى القسطنطنية (الى ان قال) ثم دخلت سنة تسع واربعين

۵۲ [illegible]

۵۳ [illegible]

۵۴ [illegible]

سم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سقتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک منها بتدسیس معاویۃ الیها ١ حیواۃ الحیوان واسد الغابۃ کان قد اوصی الی اخیہ الحسین ٢ وحبیب السیر وصیت کرد امامت بحسین تفویض نمود ٣ قال ابوالفدا توفی الحسن من سم سقتہ امرأتہ جعدۃ وکان قد اوصی ان یدفن عند جدہ رسول اللہ صلعم فلما توفی ارادوا ذلک وکان علی المدینۃ مروان بن الحکم من قبل معاویۃ فمنعهم من ذلک وکان یقع بین بنی امیۃ وبنی هاشم بسبب ذلک فتنۃ فقالت عائشۃ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ فدفن بالبقیع

کہ امام حسن کو اون کی بی بی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیدیا اور محققین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے خفیہ سازش کرکے امام حسن کو زہر دلوادیا۔

حیواۃ الحیوان[1] دمیری اور اسد الغابہ بن اثیر مین ہے کہ امام حسن نے اپنے بھائی امام حسین کو اپنا وصی کیا! ور حبیب السیر[2] مین ہے کہ امام حسن نے امام حسین کو وصیت کرکے امر امامت ان کو تفویض فرمایا۔ تاریخ الفدا[3] مین ہے کہ پھر امام حسن نے اسی زہر کے سبب سے وفات پائی جو ان کو جعدہ نے پلایا تھا نیز امام حسن نے وصیت کی تھی کہ اپنے جد رسول اللہ کے پاس دفن کئے جائین لیکن جب دفن کا ارادہ کیا گیا تو مروان نے جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا دفن ہونے سے روکا جس کی وجہ سے بنی ہاشم اور بنی امیہ مین نزاع واقع ہوئی پس حضرت عائشہ نے کہا کہ روضۂ رسول میرا گھر ہے مین اجازت نہین دیتی کہ حسن اس مین دفن ہون چنانچہ امام حسن بقیع مین دفن ہوئے اور روضۃ المناظر ابن شحنہ[4] حنفی مین ہے کہ امام حسن نے وصیت کی تھی کہ اپنے جد رسول اللہ کے پاس دفن کئے جائین لیکن حضرت عائشہ نے دفن نہونے دیا تاریخ ابو الفدا[5] مین ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن کی وفات کا حال معلوم ہوا تو وہ سجدۂ شکر مین گر پڑے اور عقد الفرید[6] مین ہے کہ معاویہ نے امام حسن کی خبر وفات سنکر خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ معاویہ نے امام حسن

٤ روضۃ المناظر لابن شحنۃ الحنفی کان اوصی ان یدفن عند جدہ فمنعت من ذلک عائشۃ ٥ قال ابوالفدا ولما بلغ معاویۃ موت الحسن خر ساجدًا ٦ وفی العقد الفرید قال لما بلغ معاویۃ موت الحسن بن علی خر ساجدًا للہ ٧ وفی مروج الذهب للمسعودی قال لما بلغ معاویۃ ...

کی خبر وفات سنکر محل خضرا مین تکبیر کہی تو اون کی آواز تکبیر سُن کر اہل خضرا نے تکبیر کہی اور اہل خضرا کی آواز تکبیر سن کر اہل مسجد نے تکبیر کہی۔ جب ان تکبیرون کی آواز فاختہ بنت قرظہ نے سنی تو اونھون نے اپنی کھڑکی سے نکل کر معاویہ سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین خدا تمھین مسرور رکھے کیا خوش خبری سنی گئی۔ جس پر تم نے تکبیر کہی معاویہ نے کہا کہ حسن بن علی کی خبر موت سن کر مین نے تکبیر کہی۔ فاختہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر رو کر کہنے لگین کہ آہ سید المسلمین وابن بنت خاتم المرسلین نے رحلت فرمائی۔ اور جب یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہونچی تو وہ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے اون سے کہا کہ اے ابن عباس حسن نے وفات پائی عبداللہ بن عباس نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی خبر کو سن کر تکبیر کہی ہے۔ معاویہ بولے کہ ہان عبداللہ بن عباس نے کہا کہ واللہ نہ اون کی موت تمھاری موت کو روک سکے گی نہ اون کی قبر تمھاری قبر کو اور تاریخ خمیس و حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن کی خبر وفات پہونچی تو محل خضرا سے تکبیر کی آواز سنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی فاختہ بنت قرظہ نے معاویہ سے کہا کہ تمھاری آنکھین ٹھنڈی رہین تم نے کس بات پر تکبیر کہی معاویہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہوا فاختہ کہنے لگی کہ کیا تم نے فرزند فاطمہ کی خبر وفات سنکر تکبیر کہی ہے معاویہ نے کہا کہ ہان مگر مین نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہین کہی بلکہ اس وجہ سے کہی کہ حسن کی خبر موت سے میرے قلب نے راحت پائی۔ اتنے مین

فی الخضراء فکبر اهل الخضراء ثم کبر اهل المسجد بتکبیر اهل الخضراء فخرجت فاختة بنت قرظة من خوخة لها فقالت سرك الله یا امیر المؤمنین ما هذا الذی بلغك فسررت به قال موت الحسن بن علی فقالت انا لله وانا الیه راجعون ثم بکت وقالت مات سید المسلمین وابن بنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم (الی ان قال) ثم بلغ الخبر ابن عباس رضی الله عنهما فدخل علی معاویة فقال (معاویة) علمت یا ابن عباس ان الحسن توفی قال الذلك کبرت قال نعم قال اما والله ما موته بالذی یؤخر اجلك ولا حفرته بسادّ حفرتك [illegible] تاریخ الخمیس وحیوة الحیوان [illegible] قال لما بلغ معاویة موت الحسن سمع تکبیر من الخضراء فکبر اهل الشام لذلك التکبیر فقالت فاختة بنت قرظة لمعاویة اقر الله عینك ما الذی کبرت لاجله فقال مات الحسن فقالت اعلی موت ابن فاطمة تکبر فقال ما کبرت شماتة بموته ولکن استراح قلبي

ودخل عليه ابن عباس فقال يا ابن عباس هل تدري ما حدث في اهل بيتك قال لا ادري ما حدث الا اني اراك مستبشرا وقد بلغني تكبيرك فقال مات الحسن فقال ابن عباس رحمه الله ابا محمد ثلاثا والله يا معاوية لا تسد حفرته حفرتك ولا يزيد عمره في عمرك

عبداللہ بن عباس وہان آئے تو معاویہ نے کہا تمہین معلوم ہے کہ تمہارے
اہلبیت مین کیا حادثہ پیش آیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم نہین ہے
مگر تم کو اس وقت خوش دیکھتا ہون اور تمہاری تکبیر کی آواز بھی مین نے سنی ہے
معاویہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہو گیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا
کہ خدا رحم کرے ابو محمد پر۔ واللہ اے معاویہ نہ اون کی قبر
تمہاری قبر کو روک دے گی نہ اون کی موت تمہاری عمر کو
زیادہ کر دے گی۔

عقد الفرید مین ہے کہ حضرت امام حسن کی وفات کے بعد معاویہ نے
حج کیا اور جب مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے تو ارادہ کیا کہ رسول اللہ
کے منبر پر حضرت علی کی نسبت کلماتِ لعن استعمال کرین۔ لوگون نے
کہا کہ یہان سعد بن ابی وقاص مقیم ہین وہ اس کو پسند نہ کرینگے
لہٰذا اون کی رائے لے لو۔ معاویہ نے کسی کو بھیجکر سعد سے
دریافت کیا اونھون نے کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مین مسجد سے نکل جاؤنگا
اور پھر نہ آؤنگا۔ یہ سنکر معاویہ نے سعد کی زندگی بھر تامل کیا اور جب سعد فوت
ہو گئے تو معاویہ نے رسول اللہ کے منبر پر حضرت علی کی نسبت کلمات لعن استعمال کئے
اور ہر طرف اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ منبرون پر حضرت علی کو برا کہا کرین چنانچہ یہ عمل
تمام ممالک محروسہ مین جاری ہو گیا۔ اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ اسی مانین

عقد الفريد لما مات الحسن بن علي حج معاوية فدخل المدينة واراد ان يلعن عليا على منبر رسول الله صلعم فقيل له ان ههنا سعد بن ابي وقاص ولا نراه يرضى بهذا فارسل اليه وذكر له ذلك فقال ان فعلت لاخرجن من المسجد ثم لا اعود اليه فامسك معاوية عن لعنه حتى مات سعد فلما مات لعنه على المنبر وكتب الى عماله ان يلعنوه على المنابر ففعلوا

ابو الفدا ۱۴۱ منتخب

معاویہ زیاد بن سمیة وکانت سمیة جاریة للحارث بن کلدة الثقفی فزوجها لعبد له رومی یقال له عبید فولدت سمیة زیادا علی فراشه و وکان ابوسفیان قد سار فی الجاهلیة الی الطائف فنزل علی انسان یبیع الخمر یقال له ابو مریم

معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کرکے اس کو اپنا بھائی
بنالیا۔ سمیہ مذکورہ حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے
اس کی تزویج اپنے ایک رومی غلام عبید نام سے کردی تھی جس سے
زیاد پیدا ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں ابوسفیان طائف کو گئے
تو ابومریم شراب فروش کے یہان اترے اور ابومریم سے
کہنے لگے کہ مین اس وقت عورت کی خواہش مین بے چین ہون
ابومریم نے کہا کہ اگر تم سمیہ کو پسند کرو تو مین اس کو بلا دون۔ ابوسفیان نے
ہیجان خواہش مین کہا کہ اسی کو بلا دو باوجودیکہ وہ درازپستان اور
قبیح البطن ہے۔ ابومریم نے سمیہ کو بلا دیا۔ ابوسفیان اوس سے
ہمبستر ہوئے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ سمیہ حاملہ ہوگئی اور بعد انقضاے مدت
حمل زیاد پیدا ہوا پس جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین شامل کرنا چاہا
تو لوگون کو اس بات میں گواہی دینے کے لئے طلب کیا منجملہ ان گواہون کے ابومریم
شراب فروش نے بھی گواہی دی جو سمیہ کو طائف مین ابوسفیان کے لئے بلاکر لایا تھا اوسنے
بیان کیا کہ مین نے بچشم خود سمیہ کے اندام نہانی سے ابوسفیان کا مادہ حیوانی ٹپکتے ہوئے
دیکھا ہے۔ پس معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا۔ اور یہ پہلا واقعہ ہے
جس میں علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی مورخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ معاویہ
اوران کے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعائین دیتے تھے اور حضرت علی

فقال له ابوسفیان قد اشتهیت النساء فقال ابومریم هل لک فی سمیة فقال ابوسفیان هاتها علی طول ثدیها و دفر بطنها فاتیه بها فوقع علیها فقال انها علقت منه بزیاد فلما ادعی معاویة زیادا فاستلحقه احضر الناس وحضر من یشهد لزیاد بالنسب وکان ممن حضر لذلک ابو مریم الخمار الذی احضر سمیة الی ابی سفیان بالطائف فشهد بنسب زیاد من ابی سفیان وقال انی رأیت اسکتی سمیة تقطر من منی ابی سفیان فاستلحقه معاویة وهذه اول واقعة خولفت فیها الشریعة علانیة و قال ان معاویة وعماله یدعون لعثمان فی الخطبة یوم الجمعة ویسبون علیا

کو بُرا کہتے تھے۔ چنانچہ جب مغیرہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو بُرا کہتا تھا تو حجر بن عدی (صحابی رسول) مع اپنی جماعت کے کھڑے ہوکر اس کا رد کیا کرتے تھے! ور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نہ کرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہوکر حضرت علی کو منبر پر بُرا کہا اور حجر بن عدی نے حسب معمول اس کے مقابلہ مین حضرت علی کی مدح وثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہوکر حجر بن عدی کو مع اون کے تیرہ رفیقون کے گرفتار کرلیا اور معاویہ کے پاس بھیجدیا۔ معاویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کرڈالا حالانکہ حجر بن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نمازگزار شخص تھے مجتہد زمانہ حضرت شافعی سے مروی ہے کہ اونھون نے ربیع سے کہا کہ معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ اور زیاد کی شہادت قابل قبول نہیں سمجھی جاتی نیز تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ معاویہ اور ان کے عمال منبرون پر حضرت علی کی شان مین کلمات ناشائستہ بکتے تھے۔ اور حجر بن عدی ان کلمات کے جواب مین حضرت علی کی مدح کیا کرتے تھے جب زیاد کے زمانۂ حکومت مین حجر بن عدی نے حسب عادت سبّ علی کا معارضہ کیا تو زیاد نے ان کو اور ان کے آٹھ ساتھیوں کو پکڑکر معاویہ کے پاس بھیجدیا اور معاویہ نے اُن سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرڈالا۔ خدا اون سب پر رحمت نازل فرمائے اور ان کا قتل مسلمانون پر بہت شاق گزرا شافعی کا قول ہے

انہ اسر الی الربیع ان
اربعۃ من الصحابۃ
لا تقبل لهم شهادۃ
معاویۃ وعمرو بن العاص
والمغیرۃ وزیاد له و
فی الاستیعاب لابن
عبد الرحمن مبارک
بن فضالۃ قال سمعت
الحسن (البصری) یقول
ویل لمن قتل حجرا واصحاب حجر
حجر قال احمد قلت لیحیی
بن سلیمان ابلغک ان حجرا کان مستجاب
الدعوات قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم

کہ معاویہ، عمر عاص، مغیرہ اور زیاد ایسے لوگ ہین جن کی گواہی قابل قبول نہیں ہوسکتی اور کتاب استیعاب مین مبارک ابن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وائے ہو حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مین نے یحییٰ بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر بن عدی متجاب الدعوات اور فاضل ترین صحابہ سے تھے۔

اور کنز العمال مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائین گے جن کے قاتلین پر خدا اور اہل سماوات کا غضب نازل ہوگا تاریخ ابو الفدا اور روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ اروی بنت حارث بن عبد المطلب (جو بہت بوڑھی ہوگئی تھین) معاویہ کے پاس آئین۔ معاویہ نے کہا کہ مرحبا اے خالہ کہو کیسی ہو۔ اروی نے کہا کہ اچھی ہوں۔ اے بھانجے تو نے کفران نعمت کرکے اپنے ابن عم کے ساتھ بدی کی۔ اپنے لئے وہ لقب اختیار کیا جس کا تو اہل نہین ہوسکتا اور ہم سے وہ شے لے لی جس کا تو حقدار نہ تھا اے معاویہ اس دین مین ہر وے ابتلا ہم اہلبیت اعظم الناس تھے جب خدا نے رسول مقبول کو اپنے پاس بلا لیا تو اُن کے بعد بنی تیم اور بنی عدی اور بنی امیہ نے جھپٹ کر ہمارا حق ہم سے چھین لیا اور تم لوگ ہم پہ حاکم بن بیٹھے حالانکہ ہمارا مرتبہ تم سب مین ایسا تھا جیسا بنی اسرائیل کا

۵ وفی کنز العمال عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول سیقتل بعذراء اناس یغضب اللہ لهم و اهل السماء

۳ قال ابو الفداء وابن شحنۃ دخلت اروی بنت الحارث بن عبد المطلب علی معاویۃ وهی عجوز کبیرۃ فقال لها مرحبا بک یا خالۃ کیف انت فقالت بخیر یا ابن اختی لقد کفرت النعمۃ واسأت لابن عمک الصحبۃ وتسمیت بغیر اسمک واخذت غیر حقک وکنا اهل البیت اعظم الناس فی هذا الدین بلاء حتی قبض اللہ نبیہ مشکورا سعیہ مرفوعا منزلتہ فوثبت علینا بعدہ بنو تیم وعدی وامیۃ فابتزونا حقنا ووُلیتم علینا فکنا فیکم بمنزلۃ بنی اسرائیل

في آل فرعون وكان علي بن ابي طالب بعد نبينا بمنزلة هارون من موسى فقال لها عمرو بن العاص كفي ايتها العجوز الضالة واقصري عن قولك مع ذهاب عقلك فقالت وانت يا ابن الباغية تتكلم وامك كانت اشهر بغي بمكة وآخذهن اجرة وادعاك خمسة من قريش كل يقول هو ابني فسألت امك عنهم فقالت كلهم اتوني فانظروا اشبههم به فالحقوه به فغلب عليك شبه العاص بن وائل فالحقوك به فقال معاوية عفى الله عما سلف

آل فرعون مین اور نبی کریم کے ساتھ علی بن ابی طالب کی وہ منزلت تھی جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی۔ یہ سن کر عمرو عاص نے کہا کہ اے گمراہ ضعیفہ چپ رہ اور بیہودہ گوئی ختم کر تیری عقل سلب ہوگئی ہے۔ اروی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو مجھ سے بات کرنے کی جراءت کرتا ہے اور اپنی حقیقت کو نہین دیکھتا کہ تیری مان مکہ مین مشہور زانیہ تھی اور سستی اجرت پر اپنی عصمت بیچا کرتی تھی چنانچہ تجھ پر پانچ مردون نے دعویٰ کیا تھا اور ان مین سے ہر ایک شخص تجھے اپنا بیٹا کہتا تھا۔ آخر کو تیری مان سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ مجھ سے پانچ آدمی تعلق رکھتے تھے لہٰذا پانچ آدمیون کی صورت سے اس لڑکے کی صورت کو ملاؤ اور جس سے مشابہ پاؤ اس کا بیٹا قرار دو پس تو عاص بن وائل کے ساتھ زیادہ مشابہ ہونے کے سبب سے اس کا لڑکا قرار دیا گیا۔ اروی کا یہ کلام سن کر معاویہ نے کہا کہ امر گذشتہ ذکر نہ کرو اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔

تاریخ ابن جریر اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ایک روز عبداللہ بن جعفر بدیح مغنی کو ساتھ لے کر معاویہ کے پاس آئے بدیح نے ابن جعفر کی درخواست پر ایک شعر جو معاویہ کو بہت پسند تھا ایسا گایا کہ معاویہ وجد مین آکر تھرکنے لگے ابن جعفر نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ نہ کرو۔ معاویہ بولے کہ مرد کریم کثیر الطرب ہوتے ہیں۔

ابن جریر وتاریخ ابی الفداء دخل ابن جعفر ومعه بدیح على معاوية فقال ابن جعفر لبدیح غنه فغنى بشعر كان يعجب معاوية الى ان قال فطرب معاوية وحرك رجله وضرب بها الارض فقال ابن جعفر يا امير المؤمنين فقال ان الكريم طروب

ابو حاتم سجستانی نے کتاب المعمرین مین ذکر کیا ہے کہ معاویہ کو ایک ایسے شخص سے ملنے کا شوق ہوا جو بہت معمر ہو تاکہ وہ اُس سے زمانہ سابقہ کے حالات دریافت کریں لوگون نے حضرموت کے ایک شخص کو حاضر کیا معاویہ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا اَمَد پھر باپ کا نام دریافت کیا تو کہا اَبَد۔ پوچھا کہ عمر کتنی ہے کہا کہ ۳۶۰ برس کی پھر بعد قیل وقال معاویہ نے دریافت کیا کہ تو نے ہاشم کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ ہان وہ بلند قامت خوشرو اور روشن جبین شخص تھے معاویہ نے پوچھا تو نے اُمیہ کو بھی دیکھا ہے اس نے کہا کہ ہان پست قامت اور اندھا آدمی تھا جس کے چہرے سے شرارت اور رعونت ظاہر ہوتی تھی۔ معاویہ نے کہا کیا تو نے محمد کو بھی دیکھا ہے۔ اس نے کہا کون محمد معاویہ نے کہا رسول اللہ یہ سنکر اس نے کہا وائے ہو تم پر تم نے انکا نام اس بزرگی کے ساتھ نہ لیا جو خدا نے انکو دی ہے اور یوں پوچھا کہ تو نے رسول اللہ کو دیکھا ہے۔ الخ

تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ ۵۰ھ مین معاویہ نے حکم دیا کہ رسول مقبول کا منبر مدینے سے شام مین منگا لیا جائے مگر جب منبر کو جنبش دی گئی تو ایسا سورج گہن واقع ہوا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر لوگ ڈرے اور منبر کے لے جانے سے باز رہے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۵۱ھ مین سعید بن زید نے انتقال کیا اور ۵۲ھ کا دور ختم ہونے بعد ۵۳ھ مین زیاد مرا پھر ۵۴، ۵۵ھ کا زمانہ منقضی ہوا اور ۵۶ھ مین معاویہ نے شام و عراق کے لوگون سے یزید کے ولی عہد خلافت ہونے کی بیعت لی۔

تاریخ کامل ۵۴ مین ہے کہ (حب ایائے معاویہ) مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ جاکر وہان کی ایک جماعت کو خزانہ امارت سے تیس ہزار درہم انعام دیا اور ان کو بعیت یزید پر راضی کرکے اپنے بیٹے کے ساتھ معاویہ کے پاس روانہ کیا۔ معاویہ نے (خوش ہوکر) اون لوگون سے کہا کہ اچھا تم بعیت یزید پر آمادہ رہو لیکن ابھی اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔ بعد ازان موسیٰ بن مغیرہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے ان لوگون کا دین کتنے کو مول لیا ہے۔ اس نے کہا تیس ہزار درہم کو۔

نیز تاریخ موصوف ۵۵ مین ہے کہ جب اہل عراق و شام نے یزید کی بعیت کرلی تو معاویہ ہزار سوارون کی جمعیت سے حجاز کی جانب روانہ ہوئے۔ مدینے کے قریب پہونچے تو اتفاقاً پہلے امام حسین سے ملاقات ہوئی ان کو دیکھ کر معاویہ کہنے لگے کہ خوشی اور بہتری نہ ہو شتر قربانی کو جس کا خون پھڑک رہا ہے اور اللہ اس کا خون گرانے والا ہے۔ امام حسین نے کہا کہ اے معاویہ خدا کی قسم مین ایسے کلمات کا سزاوار نہین ہون معاویہ نے کہا بلکہ اس سے بدتر کلمات کے سزاوار ہو۔ بعد ازان معاویہ نے مدینے مین جاکر خطبہ پڑھا اور یزید کی مدح بیان کرکے کہا کہ اس سے زیادہ کون شخص خلافت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

تاریخ خمیس ۵۶ مین ہے کہ ۵۷ھ مین تیسری صفر روز جمعہ کو امام محمد باقر بن امام زین العابدین

۵۴ وفی الکامل قال ثم سار المغیرة حتی قدم الکوفة (الی ان قال) ... الی بیعة یزید فاجابوا الی بیعته فاوفد منهم عشرة (الی ان قال) واعطاهم ثلاثین الف درهم وجعل علیهم ابنه موسی بن مغیرة وقدموا علی معاویة (الی ان قال) فقال معاویة لا تعجلوا باظهار هذا وکونوا علی رایکم ثم قال لموسی بکم اشتری ابوک من هؤلاء دینهم قال بثلاثین الف قال لقد هان علیهم دینهم

۵۵ وفیه ... لما بایع اهل العراق والشام سار معاویة الی الحجاز فی الف فارس فلما دنا من المدینة لقیه الحسین بن علی اول الناس فلما نظر الیه قال لا مرحبا ولا اهلا بدنة یترقرق دمها والله مهریقه قال مهلا فانی والله لست باهل هذه المقالة قال بلی ولشر منها (الی ان قال) وخطب معاویة بالمدینة فذکر یزید فمدحه وقال من احق

۵۶ فی الخمیس قال ولد محمد الباقر بن علی بن الحسین بالمدینة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسین من الهجرة

پیدا ہوئے اور معارف ابن قتیبہ مین ہے کہ ۵۸ھ مین حضرت عائشہ کا انتقال ہوا اور جب وقت وفات لوگون نے اون سے پوچھا کہ ہم تم کو رسول کے پاس دفن کرین تو حضرت عائشہ نے کہا کہ چونکہ رسول اللہ کے بعد مجھ سے ایسی باتیں حادث ہوئی ہین جو مناسب نہ تھین لہذا مجھے آنحضرت کے قریب دفن نہ کرنا بلکہ میری بہنون کے پاس بقیع مین دفن کرنا اور عقد الفرید مین ہے کہ حضرت عائشہ نے زمانۂ معاویہ مین وفات پائی اور جب انتقال کے وقت لوگون نے اون سے پوچھا کہ ہم تم کو رسول اللہ کے پاس دفن کرین تو حضرت عائشہ نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے میری بہنون کے پاس بقیع مین دفن کرنا کیونکہ رسول اللہ کے بعد مجھ سے ایسے امور سرزد ہوئے ہین جو مناسب نہ تھے۔ اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بعد رسول اللہ کے مجھ سے بعض امور نامناسب سرزد ہوئے ہین لہذا مجھے ازواج آنحضرت کے پاس دفن کرنا چنانچہ بقیع مین مدفون ہوئین۔

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ ۵۹ھ مین ابوہریرہ نے وفات پائی اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ اسی ۵۹ھ مین سعید بن عاص بن امیہ کا انتقال ہوا اور ماہ رجب ۶۰ھ مین معاویہ بن ابی سفیان نے رحلت کی علامہ راغب صفہانی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین کہ جب معاویہ بیمار ہوئے تو ایک طبیب نے انکو دیکھ کر تسکین دی اور کہا

[Marginal notes:]

ابن قتیبہ قال توفیت عائشۃ رضی اللہ عنہا سنۃ ثمان وخمسین فقیل لھا ندفنک عند رسول اللہ صلعم فقالت انی قد احدثت بعدہ فادفنونی مع اخواتی

قال ابن عبد ربہ فی العقد ماتت عائشۃ فی ایام معاویۃ فقیل لھا ندفنک مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا انی احدثت بعدہ حدثا فادفنونی مع اخواتی بالبقیع

فی المستدرک بسند صحیح عن قیس بن ابی حازم قال

انی احدثت بعد رسول اللہ صلعم حدثا ادفنونی مع ازواجہ فدفنت بالبقیع

ابن واضح توفی سنۃ ابوہریرۃ وقال ابو الفدا ثم دخلت سنۃ تسع وخمسین وفیھا توفی سعید بن العاص ابن امیۃ الی ان قال ثم دخلت سنۃ ستین وفیھا فی رجب توفی معاویۃ بن ابی سفیان

قال العلامۃ الراغب فی کتاب المحاضرات مرض معاویۃ فدخل الیہ طبیب فقال

لا باس علیك انك تبرئ فبرئ ثم مرض فدخل الیه نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیه برئ من علته فعلقه فدخل علیه الطبیب فخرج وقال انه میت من علته فقیل للطبیب ذلك فقال روی عن امیر المومنین علی ان معاویة لا یموت حتی یعلق فی عنقه صلیبا والتعویذ الذی کان علیه صلیب فعلمت انه یموت فی تاریخ الخلفاء للسیوطی معاویة بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیة بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اسلم هو وابوه یوم فتح مکة و قال ابن عبد البر فی الاستیعاب معاویة وابوه من المؤلفة قلوبهم

کہ تم اچھے ہو جاؤ گے چنانچہ وہ اچھے ہو گئے۔ پھر دوبارہ علیل ہوئے تو ایک نصرانی اون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایسا تعویذ ہے کہ جو شخص پہن لے اس کو شفا ہو جاتی ہے۔ معاویہ نے وہ تعویذ لے کر گلے مین لٹکا لیا۔ اتفاقاً اس طبیب کا پھر گزر ہوا جو پہلے آیا تھا اس نے معاویہ کو دیکھکر کہا کہ یہ یقیناً مر جائیں گے چنانچہ اسی رات کو اون کا انتقال ہو گیا۔ لوگون نے طبیب مذکور سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا کہ یہ مر جائیں گے۔ اس نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علی سے روایت کی گئی ہے کہ معاویہ اس وقت تک نہ مرین گے جب تک اون کے گلے میں صلیب نہ لٹکائی جائے گی چنانچہ جو تعویذ وہ پہنے ہوئے تھے اس میں صلیب بنی ہوئی ہے اس لئے مین نے یقین کیا کہ وہ ضرور مر جائین گے۔
تاریخ الخلفائے سیوطی مین ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان فتح مکہ کے دن اپنے باپ کے ساتھ اسلام لائے تھے اور استیعاب ابن عبد البر مین ہے کہ معاویہ اور ان کے والد مولفۃ القلوب مین سے ہین یعنی تالیف قلوب کے ذریعے سے اسلام لائے اور معاویہ پہلے وہ شخص ہین جنھون نے مسلمانون کو ظلم سے قتل کیا یعنی حجر بن عدی اور ان کے رفقا کو اور کتاب الاوائل سیوطی مین ہے کہ معاویہ اول وہ شخص ہین جنھوں نے نماز صبح مین قنوت کا پڑھنا ترک کیا اور محاضرات الاوائل مین ہے کہ معاویہ اول وہ شخص ہین جنھوں نے دونون خطبون کے بیچ مین

وهو اول من قتل مسلما صبرا حجرا واصحابه و فی کتاب الاوائل للسیوطی اول من ترك القنوت فی الفجر معاویة و فی محاضرة الاوائل قال اول من جلس بین الخطبتین و سوی ذلك معاویة

بیٹھنا سنت قرار دیا

تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ جب سنہ ۶۰ھ مین معاویہ کے مرنے پر لوگون نے یزید کی بیعت کی اور جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے عامل مدینہ کو نامہ لکھا کہ حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر سے میری بیعت لے چنانچہ عبد اللہ بن عمر نے تو بیعت کر لی اور کہا کہ اگر لوگون نے یزید کی بیعت پر اجماع کیا ہے تو مین بھی اس کی بیعت کرتا ہون لیکن امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر نے بیعت نہ کی اور تاریخ ابن جریر طبری[2] مین ہے کہ جب امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی تو عبد اللہ بن عمر نے ان دونون صاحبون سے کہا کہ تم لوگ خدا سے ڈرو اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ نہ ڈالو۔

روضۃ الاحباب[3] مین ہے کہ جب یزید نے عامل مدینہ ولید کو اخذ بیعت کے لئے نامہ بھیجا تو ولید نے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کے ذریعہ سے امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر کو طلب کیا۔ یہ دونون شخص اس وقت مسجد مین تھے۔ عبد اللہ بن عمرو نے ولید کا پیام پہونچایا تو امام حسین نے کہا کہ چلو ہم آتے ہیں۔ فرستادہ ولید کے واپس جانے پر عبد اللہ بن زبیر نے امام حسین سے کہا کہ معلوم نہین ولید نے کیون بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ کا انتقال ہو گیا اور ولید نے

ہم لوگوں کو بیعت یزید کے لئے طلب کیا ہے اور تاریخ کامل میں ہے کہ امام حسین نے فرمایا کہ میرے خیال میں اون کا طاغی مرگیا اور اس خبر کے فاش ہونے سے پہلے ہم لوگ بیعت یزید کے لئے بلائے جارہے ہیں اور حلیۃ السیر میں ہے کہ ابن زبیر نے کہا کہ پھر اگر ایسا ہے تو آپ کیا کریں گے۔ امام حسین نے فرمایا کہ میں ہرگز یزید کی بیعت نہ کرونگا اور بحر الشہادتین شرح سر الشہادتین میں ہے کہ ولید کے طلب کرنے پر امام حسین مع چند خدام ولید کے گھر تشریف لے گئے اور خدام کو دروازے پر چھوڑ کر تنہا اندر گئے ولید نے بعد تعظیم و تکریم نامہ یزید کا مضمون پڑھ کر آپ سے بیعت کی درخواست کی، امام حسین نے کہا کہ میں یزید کی بیعت نہ کروں گا۔ اور ملا حسین واعظ کاشفی روضۃ الشہدا میں لکھتے ہیں کہ پھر ولید نے کسی کو عبداللہ بن زبیر کے بلانے کے لئے بھیجا اونھوں نے اس وقت حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیا اور جب رات ہوئی تو مع اپنے مخصوصین کے ایک ایسی خفیہ راہ سے مکۂ معظمہ کی جانب چلدیے جو راہ راست اور شارع عام نہ تھی اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ دوسرے دن ولید نے مکرر ابن زبیر کے بلانے کو آدمی بھیجا تو اون کو گھر میں نہ پایا، نیز کتاب موصوف میں ہے کہ اسی روز امام حسین تفتیش حالات کی غرض سے باہر نکلے تو راہ میں مروان ملا اس نے کہا کہ اے عبداللہ بہتر ہوگا کہ تم یزید کی بیعت کر لو تاکہ تم کو کوئی ضرر نہ پہونچے اور

آتش فتنہ فرو ہو جائے ۔یزید کو اس بات کی اطلاع ہوگی تو تمھارے ساتھ انعام واکرام کا برتاؤ کرے گا اور اگر میری بات پر عمل نہ کروگے تو اس کا نتیجہ دیکھ لوگے امام حسین نے کہا کہ اے مروان افسوس کہ تو جان بوجھ کر مجھے فاسق اور ظالم کی بیعت کا مشورہ دیتا ہے اور بھلا مجھ سے کیا توقع رکھی جائے کہ رسول اللہ نے تیری پیدائش سے پہلے تجھ پر لعنت کی ہے نیز امام حسین نے اسی طرح کے درشت الفاظ معاویہ اور یزید کی نسبت بھی کہے مروان بولا جبتک خواری کے ساتھ یزید کی بیعت نکروگے چھوڑے نہ جاؤگے امام حسین نے کہا میرے پاس سے دور ہو کجا تو پلید اور کجا ہم اہلبیت طہارت ۔مروان نے کچھ جواب نہ دیا ۔امام حسین نے پھر کہا کہ اے پسر زن کبود چشم قیامت کے دن حق تعالیٰ تجھ سے اور یزید سے مواخذہ کرے گا کہ تم لوگ ما بین حسین و حق حسین کیوں حائل ہوئے ۔مروان نے جا کر یہ حال ولید سے بیان کیا اور ولید نے اسی وقت یزید کو اس بات کی اطلاع دی یزید نے مطلع ہو کر بحالت غضب ولید کو فرمان بھیجا کہ ابن زبیر کی فکر نہ کرو کیونکہ وہ بھاگ کر میرے غضب سے بچ نہیں سکتا البتہ حسین بن علی کا سر جواب نامہ کے ساتھ میرے پاس بھیجدے اور میری عنایت کا امیدوار رہ کہ تجھ کو منصب عالی عطا کرونگا۔

ملا حسین واعظ روضۃ الشہدا میں لکھتے ہیں کہ جب امام حسین کو ان حالات سے آگاہی ہوئی تو شام تک آپ نے صبر فرمایا اور

جب رات ہوئی تو روضۂ رسول پر جاکر بعد سلام عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کا
نواسہ ہون اور وہ شخص ہون جس کی رعایت کے باب مین آپ نے اُمّت
کو وصیّت فرمائی تھی لیکن لوگون نے اوس وصیّت کو کالعدم سمجھا اور مجھے ضائع
و محروم کر دیا۔ اس قسم کی باتین کہکر امام حسین بہت روئے اور وہین رات بھر نماز
مین مشغول رہے جب صبح ہوئی تو مکان واپس آگئے اور دوسری رات کو پھر
روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر بعد مناجات بچشم گریان قبر مبارک پر سر رکھکر
سو گئے خواب مین دیکھا کہ رسول مقبولؐ نے مع جماعت ملائکہ تشریف لاکر
امام حسینؑ کا سر اپنے سینے پر رکھا اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند
مین دیکھتا ہون کہ عنقریب میری اُمّت تجھکو کربلا مین قتل کریگی اور تو اوس وقت
پیاسا ہوگا مگر وہ لوگ تجھے پانی نہ دینگے۔
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ امام حسینؑ خواب سے بیدار ہوکر بحزن و ملال
دولتسرا مین تشریف لے گئے اور جب آپ کے اقربا و موالی نے خواب کا واقعہ
سُنا تو اسقدر مغموم ہوئے کہ اوسوقت مشرق سے مغرب تک اون سے زیادہ
غمگین کوئی نہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر امام حسین نے ارادۂ سفر مکہ رنج
فرمایا اور مرقد مقدس نبوی سے رخصت ہوکر شب چہارم ماہ شعبان
کو مدینے سے براہ شارع عام بجانب مکہ روانہ ہوئے اور اس آیت
کی تلاوت فرمائی فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اور مقتل ابو مخنف[1] مین ہے کہ جب امام حسینؑ
مدینے سے نکلے تو اولاً قبر رسولؐ پر حاضر ہوئے اور بعد گریۂ بسیار فرمانے
لگے کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یا رسول اللہ مین آپ کے جوار سے مجبوراً نکل رہا ہون
میرا سلام آخری قبول ہو۔ ناگہان آپ پر نیند کا اثر ظاہر ہوا اور آپ نے
خواب مین جناب رسالتمآبؐ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ اے فرزند تمہارے
والدین اور بھائی میرے پاس پہونچ گئے ہین اب تم بھی آنے میں جلدی
کرو۔ تمہارے لئے جنت مین ایک درجہ نورانی تیار ہے۔ لیکن جبتک
رتبہ شہادت نہ حاصل کرلو گے اوس کو نہین پا سکتے۔ امام حسین خواب سے
بیدار ہو کر گھر گئے اور وہان سے مع قافلۂ اعزا و رفقا اسی طرح باہر نکلے
جس طرح حضرت موسیٰ بحالت خوف یہ کہتے ہوئے نکلے تھے کہ خدایا مجھے
ظالمون کے شر سے نجات دے۔
تاریخ ابن جریر طبری[2] مین ہے کہ جب امام حسین کے گھر والون
نے عرض کیا کہ اگر آپ شارع عام کو چھوڑ کر اوس راستے سے چلتے
جس سے عبداللہ بن زبیر گئے ہین تو مخالفین بحالت تعاقب آپ کو نہ
پا سکتے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مین شارع عام کو نہ چھوڑونگا
تا اینکہ خدا اوس امر کو پورا کرے جو اوسکے نزدیک محبوب تر ہے اور
تاریخ کامل[3] مین ہے کہ جب امام حسین مکے پہونچے تو آپنے اس آیت کی تلاوت

[1] من القوم الظالمین (ف) فی المقتل لابی مخنف ان الحسین لما خرج من المدینة اتی الی قبر رسول اللہ فالتزمه وبکی بکاء شدیدا وقال بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد خرجت من جوارك کرها فعلیك منی السلام ثم نعس علیه الکری ساعة فرأی رسول اللہ فی منامه وقد وقف به وسلم علیه فقال یا بنی قد لحق بنا ابوك وامك واخوك فعجل بالقدوم الینا واعلم یا بنی ان لك فی الجنة درجة مغشاة بنور اللہ فلست تنالها الا بالشهادة (الی ان قال) وخرج الحسین کما خرج موسی بن عمران خائفا یترقب یقول رب نجنی من القوم الظالمین

[2] روی ابن جریر فی تاریخه قال للحسین اهل بیته لو تنکبت الطریق الاعظم کما فعل ابن الزبیر لا یلحقك الطلب قال لا واللہ لا افارقه حتی یقضی اللہ ما هو احب الیه

[3] وفی الکامل قال فلما دخل مکة قرأ

فرمائی۔ فَلَمَّا تَوَجَّہَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب امام حسینؑ مکۂ معظمہ مین داخل ہوئے تو اہل مکّہ نے اونکی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا۔ امام حسین محلۂ شعب علی مین مقیم ہوئے اور خلائق نے عبداللہ بن زبیر کی مجالست ترک کرکے جوق جوق امام حسینؑ کی خدمت مین آنا شروع کیا نیز ابن زبیر بھی یہ سمجھ کر امام حسین کے پاس ہر صبح و ہر شام آنے لگے کہ جبتک حسین مکّے مین قیام کرینگے لوگ خواہ مخواہ اون کے مطیع رہینگے۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ عبداللہ بن زبیر پر امام حسینؑ کی ذات ثقیل ترین خلق اللہ تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جبتک امام حسینؑ مکّے مین رہینگے کوئی شخص نہ میری بیعت کریگا نہ میرا تابع ہوگا اس لیئے کہ لوگون کی نگاہون مین اور دلون مین مجھ سے زیادہ حسینؑ کی عظمت ہے۔

اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ امام حسین کی ذات عبداللہ بن زبیر پر تمام مخلوق سے زیادہ گران تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جبتک حسینؑ مکّہ مین رہینگے لوگ میری بیعت نہ کرینگے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ امام حسین کے پاس اہل کوفہ کے خطوط باین مضمون موصول ہوئے کہ آپ اگر کوفہ آئیں تو ہم لوگ آپ کی بیعت کرین اور نور العین فی مشہد الحسین مولفۂ علامۂ ابو اسحق اسفرائنی مین ہے کہ اہل کوفہ نے امام حسین کی خدمت مین جو خطوط

بھیجے اون مین لکھا کہ اے ابو عبداللہ یزید نے ہم پر ظلم برپا کر رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ
خلافت یزید اور اوسکے باپ کی نہیں ہے بلکہ آپ اور آپ کے باپ کی ہے لہذا
ہم لوگ مترصد ہین کہ ہماری تحریر کے پہونچتے ہی آپ یہان تشریف لائیں تاکہ ہم
لوگ آپ کی بیعت کرکے آنپ کے ساتھ یزید اور اوس کے لشکر سے جنگ
کرین۔ بعد ازان اس عرضداشت کو بند کرکے ایک شخص کے ہاتھ روانہ کیا۔
چنانچہ او سنے مکہ معظمہ پہونچکر دولت خانۂ امام حسین مین داخل ہونیکی اجازت چاہی اور اجازت
ملنے پر اندر جاکر بعد سلام و دست بوسی اہل کوفہ کا مراسلہ پیش کیا امام حسینؑ نے
اوس کو پڑھ کر پھینک دیا اور اوسکے جواب لکھنے پر مطلقًا التفات نہ فرمائی
اوس شخص نے بے نیل مرام کوفہ واپس جاکر سارا حال بیان کیا۔ اہل کوفہ
کو سکون نہ ہوا، اور اونھون نے مکرر متواتر چار بار اسی طرح کی
عرضداشتین امام حسین کی خدمت مین روانہ کین۔ راوی کہتا ہے
کہ ایک روز امام حسین اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے تھے، کہ ایک سوار
کوفہ سے آیا اور اوس نے امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوکر بعد سلام
و دست بوسی ایک عرضداشت کوفیون کی نکال کر اون کے ملاحظہ
مین پیش کی اوسکا مضمون یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہو گا کہ یزید بن
معاویہ نے ہم پر ظلم و جور برپا کر رکھا ہے۔ اور قتل و غارت و
طغیان و تمرد پر کمر باندھی ہے: ہم لوگون نے آپ کی خدمت مین

صد ہا خطوط بھیجے کہ آپ آئیے ہم یزید کے مقابلہ مین آپ کی مدد
کرینگے (لیکن آپ نہ آئے) اب ہم آپ کو آپ کے جد کی قسم دیتے ہین
کہ تشریف لائیے اور اگر آپ نہ آئینگے تو کل خدا کے سامنے ہم آپ سے خصومت
کرینگے اور کہین گے کہ خداوندا حسین نے ہم پر ظلم کیا اور ہماری مظلومی گوارا
کی۔ پس معلوم نہین آپ اس کا کیا جواب دینگے۔ راوی کہتا ہے کہ جب
امام حسین نے یہ مکتوب پڑھا تو خوفِ خدا سے آپ کے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے اور خلق اللہ کی مظلومی اور اپنے جد کی قسم کا خیال کرکے
آپ بچشم گریان فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے۔ بعد ازان اہل کوفہ کی عرضداشت
کا جواب لکھا کہ بیشک تمہارے مراسلات بکثرت پہونچے اور چونکہ اب تمہاری
مظلومی کا یقین ہوگیا لہذا انشاء اللہ جلد آتا ہون اور مسلم بن عقیل کو یہ خط دیکر
تمہارے پاس بھیجتا ہون تاکہ جبتک مین نہ آؤن وہ تم کو مسجد کوفہ مین نماز
پڑھائین اور تم مین عدالت کرین اور عنان حکومت بدستور نعمان کے ہاتھ مین رہے
اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر امام حسین نے حضرت مسلم کو بجانب
کوفہ روانہ فرمایا۔

کتاب روضۃ الشہدا مین ہے کہ مسلم مکے سے اولاً مدینے کو گئے اور رات کے وقت
رسول مقبول کے روضہ پر حاضر ہوکر نماز و زیارت و طواف بجالائے پھر اپنے گھر جاکر
اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور دو صغیر سن بچون کو جن کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے

ساتھ لے کر دو راہبرون کی معیت مین کوفہ کی جانب روانہ ہوئے قضا را دونون راہ بر راہ بھول کر تشنگی سے ہلاک ہوگئے اور مسلم اپنے لڑکون کے ساتھ بہزار محنت ومصیبت کوفہ پہونچکر ایک مکان مین جس کو دار مختار کہتے تھے ٹھہرے۔ جب لوگون نے اون کے آنے کی خبر پائی تو اون کی خدمت مین حاضر ہوئے مسلم نے امام حسین کا خط پڑھکر اون کو سنایا جس کو سنکر سب نے واشوقا کے نعرے بلند کیے جب ایک جم غفیر نے اظہار اطاعت کیا اور کوفیون کی جماعتِ کثیرہ دائرۂ بیعت مین داخل ہوئی تو مسلم نے امام حسین کو لکھ بھیجا کہ اب تک اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) جنگی جوان بیعت کر چکے ہین۔ اور اہل کوفہ کی رغبت بڑھتی جاتی ہے لہذا جس وقت خاطر مبارک مین آئے یہان تشریف لائیے

اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ اہل کوفہ کی یہ حالت دیکھکر عبد اللہ بن مسلم حضرمی اور عمارہ بن ولید اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے یکے بعد دیگرے یزید کو ورودِ مسلم و مبایعت اہل کوفہ کے واقعات لکھ بھیجے۔

اور حبیب السیر[2] مین ہے کہ یزید نے ان حالات سے مطلع ہوکر اپنے وزیر سرجون رومی کی رائے سے عبید اللہ بن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا کہ فوراً اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو مقرر کرکے کوفہ جائے اور وہان کی حکومت کا چارج لینے کے بعد مسلم بن عقیل کو جنھین حسین بن علی نے کوفہ بھیجا ہے قتل کرکے اونکا سر دمشق بھیجدے جب یہ نامہ عبید اللہ کو پہونچا تو وہ حکومت کوفہ

کی خوش خبری پر مسرور ہوکر تہیہ سامان سفر مین مشغول ہوا۔
اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر عبید اللہ بن زیاد بصرے مین اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو چھوڑ کر مع مسلم بن عمرو باہلی و شریک بن اعور حارثی و دیگر خدم وحشم کوفے کی راہ لی اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے رات کے وقت کوفے میں داخل ہوا۔ جو لوگ امام حسین کی تشریف آوری کے منتظر تھے وہ ابن زیاد کو امام حسین سمجھکر سلام کرتے تھے اور بطور خیر مقدم کہتے تھے کہ مرحبا اے فرزند رسول اللہ خوب آئے۔
اور سر الشہادتین مین ہے کہ ابن زیاد بلباس اہل حجاز جنگل کی جانب سے رات کے وقت کوفے مین داخل ہوا تاکہ اوس پر امام حسین کا دہوکا ہو چنانچہ جب وہ اندھیری رات مین شہر کے اندر ہوکر گزرا تو لوگ امام حسین کے دھوکے مین اوسکا استقبال کر کے سلام کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرحبا اے فرزند رسول اللہ آپ خوب آئے۔
اور حبیب السیر مین ہے کہ عبید اللہ بن زیاد بجز جواب سلام اور زبان سے کچھ نہ کہتا تھا حتی کہ دار الامارۃ تک پہونچ گیا نعمان بن بشیر حاکم کوفہ فوراً دروازے کو بند کر کے کوٹھے پر چڑھ گئے اور ابن زیاد کو امام حسین سمجھکر وہین سے کہنے لگے کہ اے فرزند رسول اللہ لوٹ جائیے فتنہ نہ برپا کیجیے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ آپ اس شہر کو یزید سے نہیں لے سکتے اس وقت آپ کسی دوسری جگہ قیام کرین صبح کو جو کچھ ہونا ہوگا ہو جائے گا۔

کوفے کے لوگ نعمان بن بشیر کو دشنام دیکر کہنے لگے کہ فرزند پیغمبرؐ کے لئے دروازہ کھول دے لیکن نعمان نے نہ کھولا۔ بالآخر ابن زیاد کے رئیس مسلم بن عمرو باہلی نے بآواز بلند پکار کر کہا کہ امیر عبید اللہ بن زیاد ہے حسین ابن علی نہین ہے۔ یہ سنکر کوفیون کی جماعت تتر بتر ہوگئی اور نعمان نے دروازہ کھولا۔ جب عبید اللہ قصر مین داخل ہوا تو اوس رات بھر بوجہ فرطِ غضب کسی سے کوئی بات نہ کی دوسرے دن لوگون کو مسجد مین طلب کرکے اون کو اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور انصاف کا امیدوار بنایا پھر اوسکے دوسرے دن مجمع کرکے سب کو اپنی مخالفت سے ڈرایا۔

اور سر الشہادتین مین ہے کہ صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگون کو جمع کیا اور اونکو اپنی حکومت کا فرمان سنا کر یزید کی مخالفت سے ڈرایا اور جو جماعت حضرت مسلم سے موافق تھی اوس کو منتشر کردیا۔

روضۃ الشہدا مین ہے کہ حضرت مسلم کو ابن زیاد کے آنے کی خبر ہوئی تو خائف ہوکر سرائے مختار سے باہر نکلے اور ہانی بن عروہ کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اے ہانی مین غریب الوطن ہون کوفیون کی بے اعتنائی کا خیال کرکے تمہاری پناہ میں آیا ہون تاکہ تم دشمنون کے شر سے مجھے بچاؤ اور میری حمایت کرو۔ ہانی نے قبول کرکے اپنے گھر مین اون کے لئے ایک حجرہ مرتب کردیا اور کہا کہ آپ اس مین

بسلامت و عافیت قیام فرمائین اور تاریخ کامل میں ہے کہ ابن زیاد کو مسلم بن
عقیل کی فکر دامنگیر ہوئی تو اوس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے اور
کہا کہ مسلم بن عقیل اور اون کے ساتھیون کو ڈھونڈھ اور یہ درہم پیشکش کرکے اون سے
مل اور ظاہر کر کہ تو ان کے موافقین میں سے ہے بعدہٗ اون کے حالات پر اطلاع
حاصل کر۔ چنانچہ وہ غلام فکر کرتے کرتے ایک دن مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس
پہونچا جو مسجد میں تھے اور لوگون کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسلم بن عوسجہ امام حسینؑ کیلئے
بیعت لیتے ہین اوسوقت مسلم بن عوسجہ نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے تو اوس
غلام نے اون سے کہا کہ مین شام کا رہنے والا ہون مجھے خدا نے حُبِّ اہلبیت
کی نعمت عطا کی ہے چونکہ مین نے سنا ہے کہ ایک صاحب کوفہ میں آئے
ہوئے ہین اور فرزند رسول کی جانب سے بیعت لیتے ہین لہذا مین یہان اس
ارادے سے آیا ہون کہ اون سے مل کر تین ہزار درہم نذر کردون مینے
بعض لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ تم اس امر کو جانتے ہو اس لئے تمہارے
پاس حاضر ہوا ہون کہ مجھ سے یہ مال لے لو اور اون صاحب کے یہان
مجھے لے چلو تاکہ اون کی بیعت کرون اور اگر تم چاہو تو مجھ سے ہین بیعت
لیلو۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ تجھ سے مل کر مین خوش ہوا تو جن سے
ملنا چاہتا ہے ملا دون گا۔ خدا تجھ کو توفیق نصرت
اہلبیت عطا کرے۔ البتہ جب تک اس طاغی (ابن زیاد)

کا خوف باقی ہے اوس وقت تک مین لوگون کو اس امر سے واقف کرنا پسند نہین کرتا اس کے بعد مسلم بن عوسجہ نے اوس غلام سے بیعت لی اور مستحکم عہد لیا کہ اس بات کو لوگون سے پوشیدہ رکھے۔ وہ غلام اقرار کرکے چند روز مسلم بن عوسجہ کی حضوری کا شرف حاصل کرتا رہا تاکہ مسلم بن عوسجہ اسکو کسی دن مسلم بن عقیل سے ملاقی کرائیں۔

اور روضۃ الاحباب[۱] میں ہے کہ مسلم بن عوسجہ نے ابن زیاد کے غلام سے جس کا نام معقل تھا کہا کہ آج تامل کر کل تجھکو مسلم بن عقیل کے پاس لیچلوں گا۔ چنانچہ دوسرے روز مسلم بن عوسجہ معقل کو حضرت مسلم کی خدمت مین لے گئے اور معقل تین ہزار درہم پیش کر کے داخل اہل بیعت ہوا۔

اور حبیب السیر[۱] مین ہے کہ معقل نے حضرت مسلم سے ملاقات کرنے کے بعد ابن زیاد کو اطلاع دی کہ مسلم ابن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر مین ہین۔ اتفاقاً اوس روز محمد ابن اشعث اور اسماء بن خارجہ عبید اللہ بن زیاد کے دربار مین گئے تو اوس نے اون دونون آدمیون سے پوچھا کہ ہانی کہان ہے؟ اونھون نے جواب دیا کہ بیمار ہے ابن زیاد کہنے لگا کہ مین تو سنتا ہون کہ وہ اچھا ہے اور اپنے دروازے پر نشست رکھتا ہے پھر معلوم نہین میرے سلام کو کیون نہین آتا۔ محمد بن اشعث اور اسماء نے کہا کہ آج ہم دریافت کرکے تم کو اطلاع دینگے۔ یہ کہکر دونون شخص ہانی کے یہان گئے اور جو کچھ ابن زیاد نے کہا تھا ہانی سے بیان کرکے اون کو سواری پر ابن زیاد کے پاس لائے۔ ابن زیاد نے ہانی کو

دیکھکر کہا کہ مین تو تیری حیات چاہتا ہون اور تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہانی بولے کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی۔ ابن زیاد نے کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا خطا ہو گی کہ تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے یہان ٹھہرایا ہی، ہانی کہنے لگے کہ یہ غلط ہے ابن زیاد نے اوسی وقت معقل غلام کو پیش کر دیا۔ جب ہانی نے اوسکو دیکھا تب سمجھے کہ اسی غلام نے راز افشا کیا۔ کہنے لگے کہ اے امیر مین نے مسلم کو نہیں بلایا بلکہ وہ خود بلا اطلاع آدھی رات کو میرے یہان آئے اور میری حیا اس بات سے مانع ہوئی کہ اونکو اپنے یہان نہ رہنے دون۔ اب مین یہان سے واپس جاکر اون کو نکال دون گا۔ عبید اللہ بولا جبتک تو مسلم کو حاضر نہ کرے گا میرے پاس سے نہیں جا سکتا۔ ہانی نے کہا کہ مجھسے یہ نہو گا کہ جس کو مین نے پناہ دی ہے اوسے دشمن کو سپرد کرون الغرض اس کے متعلق ہانی اور ابن زیاد مین ایسی گفتگو بڑھی اور درشت کلامی کی نوبت پہونچی کہ ابن زیاد نے ہانی پر چھڑی کا وار کیا ہانی کی ناک ٹوٹ گئی اور خون بہنے لگا۔

اور روضۃ الشہداء مین ہے کہ جب ہانی مجروح ہوئے تو اسما بن خارجہ نے ابن زیاد سے کہا کہ اے غدار ہم تیرے کہنے سے ہانی کو لائے اور تو اُن کے ساتھ یہ بد خواری پیش آیا تیری یہ کیا حرکت ہے۔ ابن زیاد نے غضب مین آکر اسما کو ایسا پٹوایا کہ اون کی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ اِسکے بعد ہانی کو بلا کر کہا کہ اپنی جان کو دوست رکھتا ہے یا مسلم کی زندگی کو۔

ہانی بولے کہ میری ہزار جانین مسلم پر فدا ہین۔ اے ابن زیاد تو امیر اور باختیار ہے مسلم کو خود ڈھونڈھ لے ابن زیاد نے کہا کہ مین نے ڈھونڈھ لیا اور تیرے گھر مین پایا یہ کہہ کر ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو برہنہ کرکے تازیانے لگائین۔ پس ہانی جن کی عمر نواسی برس کی تھی اور وہ رسول خدا اور علی مرتضیٰ کی صحبت کا شرف حاصل کر چکے تھے دو چوبون مین باندھے گئے۔ ابن زیاد نے اونسے پھر کہا کہ مسلم کو لاؤ تو چھوڑ دیے جاؤ۔ ہانی نے جواب دیا کہ بخدا اگر تو مجھ پر بدترین عقوبت روا رکھے تب بھی مین مسلم کا پتہ نہ دونگا تو نہین جانتا کہ جب سے مین نے محبت اہلبیت محمد کی راہ مین قدم رکھا تمام دُنیا کی تکلیفون کو اپنے اوپر گوارا کر لیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو پانچسو کوڑے مارے جائین پس ہانی کو اسقدر تازیانے لگائے گئے کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ حاضرین نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ شخص صحاب رسول سے ہے اسکو لکڑیون سے کھولکر نیچے اُتارنے کا حکم دے۔ چنانچہ ہانی نیچے اُتارے گئے اور اُسی وقت اون کا انتقال ہو گیا۔

اور روضۃ الاحباب مین (بخلاف روایت سابقہ) مذکور ہے کہ ابن زیاد نے ہانی کو ایک مکان مین قید کر دیا۔

اور صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہین کہ جب یہ خبر مسلم بن عقیل کو پہونچی تو اون کی رگ حمیت جنبش مین آئی اور اونھون نے اپنے دونون لڑکون کو قاضی شریح کے یہان بھیجکر اپنے ہوا خواہون مین منادی کرائی کہ

سب لوگ جمع ہوجائیں چنانچہ قریب تیس ہزار آدمیوں کے مجمع ہوگئے اور مسلم بن عقیل کیساتھ قصر امارت کی جانب روانہ ہوئے ابن زیاد یہ حال سنکر مع اپنی جماعت کے قصر مین محصور ہوگیا اور مسلم بن عقیل کے لشکر نے قصر کو گھیر لیا۔ فریقین مین جنگ ہونے لگی۔ قریب تھا کہ مسلم کا لشکر قصر پر قبضہ کرلے ابن زیاد نے ڈرکر کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور شمر ذی الجوشن اور شبیث بن ربعی وغیرہم کو حکم دیا کہ قصر پر چڑھکر اہل کوفہ کو ڈرائین چنانچہ اون لوگون نے بالائے بام جاکر پکارا کہ اے کوفیو! دیکھو شام کا لشکر دمبدم پہونچتا جاتا ہے اور امیر نے حکم دیا ہے کہ اگر تم لڑائی سے باز نہ رہوگے توجسدن قابو پاؤن گا تم مین سے کسی کو نہ چھوڑونگا بلکہ بیگناہ کو بھی بجائے گناہگار کے قتل کرون گا۔ اے کوفیو! اپنے عیال واطفال پر رحم کرو۔ یہ سُن کر وہ لوگ ڈرے اور عادتِ قدیم کے موافق بے وفائی گوارا کرکے اپنے گھرون کو بھاگ گئے اور حضرت مسلم کے ساتھ صرف تیس یا دس آدمی باقی رہے۔ جب مسلم نے یہ حالت دیکھی تو وہان سے لوٹ کر مسجد مین نماز پڑھی اور جب نماز پڑھکر باہر نکلے تو اوس باقی ماندہ جماعت کا بھی پتہ نہ تھا۔ مسلم کوفیون کی بے وفائی مشاہدہ کرکے حیران ہوگئے۔

سر الشہادتین مین ہے کہ جب حضرت مسلم تنہا رہگئے تو پھرتے پھراتے ایک عورت کے مکان پر وارد ہوئے اور پانی مانگا اوس ضعیفہ نے مسلم کو پانی پلایا اور اپنے

وفي الكامل قال فمضى في ازقة الكوفة لا يدري اين يذهب فانتهى الى باب امرأة من كندة يقال لها طوعة ام ولد الى ان قال فسلم عليها فطلب الماء فسقته

مکان مین جگہ دی۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب مسلم تنہا رہ گئے تو کوفے کی کسی گلی مین ہو کر گزرے لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ کہان جا رہے ہین آخر ایک ضعیفہ کے مکان پر وارد ہوئے جس کا نام طوعہ تھا۔ مسلم نے اوسکو سلام کرکے پانی مانگا اوس نے پانی لاکر پلایا۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ حضرت مسلم پانی پی کر اوس ضعیفہ کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ ضعیفہ نے کہا کہ یہ شہر پرآشوب ہو رہا ہے اور رات زیادہ گزر گئی ہے اب تم اپنے گھر کیون نہین چلے جاتے۔ مسلم نے جواب دیا کہ مین مرد غریب الوطن شریف خاندان سے ہون اگر مجھے اپنے گھر مین جگہ دے تو خدا تجھے اسکی جزا دنیا اور آخرت مین عطا کرے گا۔ ضعیفہ نے نام و نسب پوچھا اور جب اوسکو معلوم ہوا کہ یہ مسلم بن عقیل ہین تو اوس نے نہایت خوشی سے اون کو اپنے گھر مین ٹھہرایا۔

اور روضۃ الشہدا مین ہے کہ جب تھوڑی رات گزری تو اوس ضعیفہ کا لڑکا گھر مین آیا اور اوس نے اپنی مان کو دیکھا کہ کبھی باہر آتی ہے کبھی اندر جاتی ہے کبھی روتی ہے کبھی ہنستی ہے۔ کہنے لگا کہ اے مان خیر تو ہے مین تجھکو آج عجیب حال مین دیکھتا ہون۔ ضعیفہ نے کہا سب خیریت ہے لڑکے نے اصرار کیا کہ مجھے ضرور بتا دے کہ یہ تجھکو کیا ہوگیا ہے۔ ضعیفہ نے کہا اگر تو قسم کھائے کہ اس بات کو کسی سے نہ کہے گا تو بتا دون لڑکے نے قسم کھائی کہ نہ کہونگا۔ ضعیفہ بولی کہ مسلم بن عقیل نے میرے گھر مین پناہ لی ہے مین اونکی

خدمت کے بجالانے مین مصروف ہون اور خدا سے اجر عظیم کی امید رکھتی ہوں۔

یہ سنکر لڑکا خاموش ہوگیا اور سو رہا۔ جب صبح ہوئی تو سیدھا ابن زیاد کے یہاں پہونچا ابن زیاد اوس وقت حصین بن نمیر سے منادی کرا رہا تھا کہ جو شخص مسلم کی خبر لائیگا اوس کو دس ہزار درہم انعام دیے جائینگے اور اوسکی حاجتین پوری کی جائینگی اور جو شخص مسلم کو اپنے گھر میں چھپائے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ طوعہ کے لڑکے نے یہ ندا سُنی تو محمد بن اشعث سے بیان کیا کہ مسلم میرے گھر مین چھپے ہوئے ہین۔ ابن اشعث نے فوراً ابن زیاد کو اطلاع کی اوس نے اوسی وقت عمرو بن حریث کو حکم دیا کہ تین سو سپاہی محمد بن اشعث کو دے تاکہ وہ مسلم کو گرفتار کر لائے چنانچہ محمد بن اشعث نے تین سو آدمیون کی جماعت ساتھ لے جاکر طوعہ کا گھر گھیر لیا۔

اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ جب ابن اشعث نے طوعہ کا گھر گھیر لیا تو حضرت مسلم تلوار لے کر باہر نکل آئے اور اونھون نے حملہ کرکے محمد بن اشعث کی جماعت کو وہان سے ہٹادیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ مکرر حملہ آور ہوئے اور حضرت مسلم نے پھر اون کو بھگادیا۔ ناگہان اِسی حرب وضرب مین بکیر بن حمران نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ حضرت مسلم کا بالائی ہونٹھ کٹ کر آگے دانت گر گئے۔ حضرت نے اِس حالت میں بھی بکیر کو جانے نہ دیا اور دو ہاتھ تلوار کے ایسے لگائے کہ بکیر کٹ کر فی النار ہوگیا۔ سپاہِ مخالف کے

بعض جوان یہ حال دیکھکر کوٹھے کی چھت پر چڑھ گئے اور وہان سے پتھرون کا مینھ برسانے اور آگ جلاکر حضرت مسلم پر ڈالنے لگے۔ جب حضرت مسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو پھر تلوار گھسیٹ کر جماعت مخالفین مین گھس پڑے محمد ابن اشعث نے حضرت مسلم سے کہا کہ اچھا مین تم کو امان دیتا ہون اپنی جان کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔

اور روضۃ الشہدا مین یہ واقعہ باین تفصیل مذکور ہے کہ حضرت مسلم طوعہ کے گھر مین نماز صبح پڑھکر جانماز پر بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ گھوڑونکی ٹاپون کی آواز سُنکر سمجھ گئے کہ دشمن آپہونچے فوراً ہتیار لگا کر باہر نکل آئے اور مثل شیر اوس قوم پر حملہ آور ہوکر قتل کرنے لگے۔ یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی تو اوس نے محمد بن اشعث کے پاس پیام بھیجا کہ مینے تجھکو تین سو آدمیون کے ساتھ ایک شخص کے گرفتار کرنے کو بھیجا اور تو اوس کی گرفتاری سے بھی عاجز ہے۔ ابن اشعث نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو نے مجھے کسی دُھنیے جولاھے کے پکڑنے کو نہین بھیجا بلکہ بجد ایسے شیر ببر کے مقابلہ کو بھیجا ہے جو اپنی تیغ انتقام سے بڑے بڑے بہادرون کا خون گراتا ہے عبید اللہ نے ابن اشعث سے کہلا بھیجا کہ مسلم کو امان دیکر میرے پاس لا کیونکہ سوا اسکے اور کوئی تدبیر مسلم پر قابو پانے کی نہیں ہے۔ چنانچہ ابن اشعث نے حضرت مسلم سے کہا کہ تم لڑائی سے باز آؤ تم کو حاکم نے امان دی ہے۔ مسلم نے کہا کہ مجکو تمھاری امان کی احتیاج نہین ہے اور میں کوفیون کی بات کا اعتبار نہین کرتا۔ یہ فرماکر اپنے بازو

اون پر ایسا حملہ کیا کہ چند آدمی پھر قتل ومجروح ہوئے - ابن اشعث کے سپاہی عاجز
آگر کوٹھے پر چڑھ گئے اور وہاں سے حضرت مسلم کو پتھر مارنے لگے جس کی وجہ سے
اون کا جسم بالکل مجروح ہوگیا - حضرت مسلم دل میں کہنے لگے کہ اے نفس موت پر
آمادہ ہوجا اور یقین کر کہ دفع اعدا کی کوشش کرنا اور خلعت شہادت
پہننا دولت جاوید اور سعادت ابدی ہے - ناگہان کسی بدبخت نے ایسا پتھر مارا
کہ حضرت مسلم کی پیشانی پر پڑا اور اونکا چہرہ خون سے تر ہوگیا حضرت مسلم نے
رخ بجانب مکہ کر کے کہا کہ یا ابن رسول اللہ کچھ آپ کو اپنے پسر عم کی بھی خبر ہے
کہ اوس پر کیا گزر رہی ہے - خیر راہ حق میں یہ سب گوارا ہے - اتنے میں پھر ایک
پتھر مسلم کے لب ودندان پر لگا اور ان کی ڈاڑھی خون سے تر ہوگئی حضرت مسلم
زخموں کی زیادتی سے تاب نہ لاسکے اور بکیر کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گئے - بکیر نے گھر سے نکلکر ایسی تلوار ماری کہ حضرت کا بالائی ہونٹھ
کٹ گیا - حضرت مسلم نے اوسی حالت میں تلوار گھسیٹ کر ایسی ضرب
لگائی کہ بکیر کا سر کٹ کر دس قدم پر جا گرا اور پھر اوسی دیوار کی ٹیک
لگا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ بار خدایا میں اسوقت بہت پیاسا ہوں
کوفیوں نے اس بات کو سنا مگر کسی نے اونکو پانی نہ دیا آخر ایک ضعیفہ کو
رحم آیا اور اوس نے پانی لاکر دیا مسلم نے جام آب کو منھ سے لگایا تو سارا
پانی پر خون ہوگیا آپ نے اسکو پھینک دیا - ضعیفہ نے دوسرا پانی دیا وہ بھی منھ

لگاتے ہی خون سے مخلوط ہو گیا حضرت مسلم بولے کہ اب میرا پانی پینا روز قیامت پر موقوف ہے۔ اسی اثنا میں ایک بیرحم نے ایسا نیزہ مارا کہ حضرت مسلم منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ اور اون کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے گئے وہ اسوقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا مسلم نے اسکو سلام نہ کیا۔ درباریون نے مسلم سے کہا کہ تم نے امیر کو سلام کیون نہین کیا۔ مسلم نے کہا کہ اس سلام مین نہ دنیا کی سلامتی ہے نہ عقبیٰ کی۔ ابن زیاد نے کہا کہ تم نے امام زمان پر کیون خروج کیا مسلم نے جواب دیا کہ امام زمان حسین بن علی ہین مین اُن کے حکم سے اس شہر مین آیا ہون اور جو کچھ مین نے کیا رضائے حق کے لئے کیا۔ مگر افسوس اہل شقاوت نے حقدار کو اوسکا حق پہونچنے نہ دیا۔ ابن زیاد نے آواز دی کہ کون ہے جو مسلم کو بالائے بام لیجا کر اون کا سر تن سے جُدا کرے بکیر کے لڑکے نے کہا کہ یہ میرا کام ہے کیونکہ مسلم نے آج ہی میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ یہ کہا اور مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لے چلا۔ حضرت مسلم جناب رسالتمآب پر درود بھیجتے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اللھم احکم بیننا وبین قومنا بالحق جب بالائے بام پہونچے تو بجانب مکہ منھ کر کے کہنے لگے کہ اے فرزند رسول میرا سلام آخری قبول ہو۔ آیا آپ کو مسلم بن عقیل کے حال کی بھی خبر ہے؟ اے ابن رسول اللہ آرزو تھی کہ ایکبار اور آپکی زیارت سے مشرف ہوتا مگر موت نے موقع نہ دیا اور اب وعدہ دیدار قیامت پر اوٹھ رہا۔ اور تاریخ کامل مین ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل سے

کہا کہ اے پسر عقیل کیا تم یہان اسلیئے آئے تھے کہ لوگون کی جمعیت مین پراگندگی اور اون کے معاملات مین افتراق پیدا کرو۔ حضرت مسلم نے کہا کہ ہرگز نہین بلکہ اہل کوفہ شاکی ہین کہ تیرے باپ نے یہان کے بہترین اشخاص کو قتل کر ڈالا اور قیصر و کسرے کا عمل جاری کیا لہذا ہم اسلیئے آئے کہ لوگون مین عدل کے ساتھ حکم دین اور انکو کتاب و سنّت کیجانب توجہ دلائین۔ یہ سنکر ابن زیاد نے امام حسین اور حضرت علی اور عقیل بن ابی طالب کی شان مین کلمات ناشائستہ کہے اور حکم دیا کہ مسلم کو قصر پر لے جا کر قتل کرین۔ جلّاد اون کو بالائے بام لے گیا۔ حضرت مسلم اوس وقت تسبیح و استغفار مین مشغول تھے اور اوسی حالت مین شہید کیئے گئے۔

اسکے بعد ابن زیاد نے ہانی کو سر بازار قتل کرایا۔

اور سر الشہادتین[151] مین ہے کہ پہلے حضرت مسلم شہید کیے گئے اور اونکا دھڑ کوٹھے سے نیچے ڈال دیا گیا۔ پھر ہانی کو سولی دی گئی۔ بعد ازان حضرت مسلم کے دونون بچے محمد اور ابراہیم قتل ہوئے۔

اور حبیب السیر[152] مین ہے کہ حضرت مسلم کے قتل کے بعد اون کے دو کمسن لڑکے محمد اور ابراہیم جو کوفے مین قاضی شریح کے یہان مخفی تھے حارث بن عروہ ملازم ابن زیاد کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

اور روضۃ الاحباب[153] مین ہے کہ جب بمقام مکہ امام حسین کی خدمتمین مسلم بن عقیل کا خط باستدعائے تشریف آوری موصول ہوا تو امام حسین روانگی عراق کا ارادہ کرکے

ابن زیاد لمسلم یا ابن عقیل اتیت الناس وامرهم جمیع وکلمتهم واحدة لتشتت بینهم وتفرق کلمتهم فقال مسلم کلا ولست لذلک اتیت ولکن اهل المصر زعموا ان اباک قتل خیارهم وسفک دماءهم وعمل فیهم اعمال کسری وقیصر فاتینا لنامر بالعدل وندعو الی حکم الکتاب (قال) فشتمه ابن زیاد وشتم الحسین وعلیا وعقیل ثم امر به فاصعد فوق القصر لتضرب رقبته (الی ان قال) فاصعد مسلم فوق القصر وهو یستغفر ویسبح فضربت عنقه (الی ان قال) فامر بهانی حین قتل مسلم فاخرج الی السوق فضربت عنقه

151 وفی سر الشهادتین قال فضرب عنقه والقی جثته الی الناس وصلب هانئا وقتل محمد و ابراهیم ابنی مسلم ایضا

152 در حبیب السیر است [illegible] پسر مسلم بن عقیل محمد و ابراهیم که در کوفه بخانه قاضی شریح مخفی بودند بعد از [illegible] بدست حارث بن عروه [illegible] ابن زیاد [illegible]

153 در روضة الاحباب [illegible] الحسین بن علی [illegible]

تہیۂ سامان سفر مین مصروف ہوئے۔
اور اسد الغابہ و تاریخ خمیس[1] مین ہے کہ جب امام حسین نے سفر عراق کا قصد کیا اور اکثر اشخاص مانع ہوئے۔ اور امام حسین نے فرمایا کہ مینے رسول اللہ کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے مجھے ایک ایسے امر کا حکم دیا جسکی تعمیل مجھپر واجب ہے۔ اور تاریخ ابن[2] جریر طبری مین ہے کہ امام حسین نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے ایک امر کے لئے مجھے مامور کیا جسکی تعمیل میرے لئے اولی ہے اور مین اوسکو انجام دینے والا ہون۔ یحیی بن سعید و عبد اللہ بن جعفر نے پوچھا کہ وہ کیا امر ہے جس کی بجاآوری کا آپکو حکم دیا گیا ہے امام حسین نے کہا کہ اوس امر کا ذکر نہ مین نے کسی سے کیا ہے نہ زندگی بھر کرون گا۔ نیز کتب موصوفہ مین ہے کہ امام حسین نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ واللہ مین ایک بالشت کے بے باہر قتل کیا جاؤن تو مجھے یہ امر بہ نسبت اس بات کے گوارا ہے کہ بقدر ایک بالشت مکے کے اندر قتل کیا جاؤن۔ بخدا اگر مین کسی جانور کے سوراخ مین چھپون تب بھی لوگ مجھے اوس سے نکالکر قتل کرینگے اور واللہ مجھپر ویسی ہی ظالمانہ تعدی کرینگے جیسی یہود نے سبت مین کی تھی۔
اور تاریخ کامل[3] مین ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے حضرت امام حسین سے کہا کہ تم نے حجاز سے عزم روانگی کرکے عبد اللہ بن زبیر کی آنکھون کو ٹھنڈا کیا پھر امام حسین کے پاس سے چلے گئے۔ اتفاقاً راہ مین عبد اللہ بن زبیر ملے۔ ابن عباس

[1] وفی الاسد الغابہ لابن الاثیر و تاریخ الخمیس قال فقال انی رأیت رسول اللہ صلعم فی المنام و امرنی بامر فانا فاعل ما امر
[2] و فی تاریخ ابن جریر الطبری و الکامل لابن الاثیر فقال الحسین انی رأیت رؤیا فیہا رسول اللہ صلعم و امرت فیہا بامر انا ماض له علی کان اولی فقالا له فما تلک الرؤیا قال ما حدثت بہا احدا و ما انا محدث بہا حتی القی ربی و فیہما ایضا قال الحسین واللہ لان اقتل خارجا منہا بشبر احب الی من ان اقتل داخلا منہا بشبر و ایم اللہ لو کنت فی حجر هامة من هذه الهوام لاستخرجونی حتی یقضوا فی حاجتہم و واللہ لیعتدن علی کما اعتدت الیہود فی السبت
[3] و فی الکامل قال لما خرج ابن عباس لقد اقررت بعین ابن الزبیر بتخلیتک ایاہ و الحجاز و الخروج منہا ثم خرج ابن عباس من عندہ فمر بابن الزبیر

فقال قرت عينك يا ابن الزبير هذا الحسين يخرج الى العراق ويخليك والحجاز

ه وفي روضة الاحباب ... جمع موالیه ... اعطاهم حسب حاجاتهم ... محامل للنساء والاطفال ... خرج من مكة في ثالث ذي الحجة ... يوم قتل مسلم ... وقال بعضهم خرج يوم السبت ثامن ذي الحجة

نے اون سے کہا کہ اے ابن زبیر اب تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئین دیکھو یہ حسین
عراق کی طرف روانہ ہوتے ہین اور اب حجاز مین تم ہی تم ہو۔
اور روضۃ الاحباب[۱] مین ہے کہ پھر امام حسین نے قصد سفر کیا اور اپنے
موالی کو جمع کر کے اون مین سے ہر ایک کو اوسکی ضرورت کے موافق مال و
زر دیا اور اپنے عورات واطفال کے لئے محملین تیار کرائیں بعدہٗ تیسری
ذی الحجہ کو اُسی دن کوفے مین مسلم ابن عقیل شہید ہوئے تھے مکے سے باہر
نکلے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آٹھوین ذی الحجہ روز شنبہ کو روانہ ہوئے
ابن جریر طبری[۲] نے اپنی تاریخ مین فرزدق سے روایت کی ہے کہ مین سنہ ۶۰ھ
مین بزمانۂ حج اپنی مان کے ساتھ مکے مین داخل ہوا تو امام حسین مع مسلح
رفقا کے مکے سے باہر نکل رہے تھے مین نے دریافت کیا کہ یہ قافلہ کس کا ہے
لوگوں نے کہا حسین ابن علی کا ہے۔ مین نے اون کی خدمت مین حاضر ہو کر
عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون کس چیز نے
آپ کو عجلت دلائی جو حج سے پہلے چلے جا رہے ہین ۔ امام حسین نے فرمایا
کہ اے فرزدق اگر مین جانے مین عجلت نکرون تو دشمن مجھے گرفتار کر کے لے جائینگے
اور تاریخ کامل[۳] مین ہے کہ جب امام حسین مقام حاجر مین پہونچے تو قیس
بن مسہر صیداوی کو اہل کوفہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ اونکو
آپ کے آنے سے مطلع کرین اور کہیں کہ وہ لوگ اپنے ارادے پر ثابت قدم

ع روى ابن جرير عن فرزدق في تاريخه قال حججت بامي فانا اسوق بعيرها حين دخلت الحرم في ايام الحج وذلك في سنة ستين اذ لقيت الحسين بن علي خارجا من مكة مع اسيافه وتراسه فقلت لمن هذا القطار فقيل للحسين بن علي فاتيته فقلت بابي وامي يا ابن رسول الله ما اعجلك عن الحج فقال لو لم اعجل لاخذت.

ه وفي الكامل لما بلغ الحسين الحاجر كتب الى اهل الكوفة مع قيس بن مسهر الصيداوي يخبرهم بقدومه ويامرهم بالجد في امرهم

رہین۔ قادسیہ پہونچے تو حصین بن نمیر نے اون کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھیجدیا ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ تو کوٹھے پر چڑھ کر کذاب ابن کذاب حسین ابن علی کو بُرا کہہ۔ قیس نے بالائے قصر جاکر خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ حسین بن علی رسول اللہ کے نواسے اور بہترین مخلوق خدا ہین انھون نے مجھکو تمہارے پاس منزل حاجر سے بھیجا ہے کہ تم لوگون کو چاہیئے کہ اونکی اطاعت قبول کرو۔ یہ کہکر قیس نے عبید اللہ اور اوسکے باپ پر لعنت کی اور حضرت علی کے حق مین مغفرت چاہی۔ ابن زیاد نے غضبناک ہوکر قیس کو کوٹھے سے نیچے گروادیا۔ قیس کی ہڈیان اور پسلیان چور ہو گئین اور وہ اوسی وقت مر گئے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب امام حسین مقام حاجر سے آگے بڑھے تو راہ مین عبد اللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون مکے سے آپ کے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ امام حسین نے کہا کہ کوفیون نے مجھے خطوط لکھکر بلایا ہے۔ عبد اللہ بن مطیع نے عرض کیا کہ بخدا آپ ان جانیکا ارادہ نہ کرین۔ امام حسین نے اسکے جواب مین یہ آیت پڑھی کہ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا یعنی جو امر ہمارے لیے مقدر ہے وہ ٹل نہین سکتا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ امام حسین مقام ثعلبیہ پہونچے تو مسلم بن عقیل کے قتل ہونیکی خبر معلوم ہوئی اور روضۃ الشہداء مین ہے کہ کوفہ سے ایک شخص آرہا تھا

فلما انتهى قيس الى القادسية اخذه حصين بن نمير فبعث به الى ابن زياد فقال له ابن زياد اصعد القصر فسب الكذاب ابن الكذاب الحسين بن علي فصعد قيس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا الحسين بن علي خير خلق الله ابن فاطمة بنت رسول الله صلعم وانا رسوله اليكم فقد فارقته بالحاجر فاجيبوه ثم لعن ابن زياد واباه واستغفر لعلي فامر به ابن زياد فرمي من اعلى القصر فتقطع فمات

امام حسین نے اوس کو بلاکر وہان کا حال دریافت کیا۔ اوس نے کہا کہ بخدا مین نے کوفہ مین دیکھا کہ مسلم بن عقیل و ہانی قتل ہوئے اور اون کے تن دار پر کھینچ کر اون کے سر دمشق بھیجے گئے۔ یہ سنکر امام حسین نے کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب امام حسین کو مسلم بن عقیل کی خبر شہادت پہونچی تو آپ نے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ یہان سے واپس جائے وہ بلا تامل جاسکتا ہے یہ سنتے ہی اکثر لوگ داہنے بائین متفرق ہوگئے۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ سوا اون اصحاب کے جو امام حسین کے ساتھ مکے سے آئے تھے اور سب لوگ اِدھر اودھر چلے گئے۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب امام حسین منزل زبالہ مین پہونچے تو وہان آپ کو ایک شخص نے قیس بن مسہر کے قتل کی خبر دی۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ امام حسین نے قیس کی خبر قتل سنی تو آبدیدہ ہوکر یہ آیت پڑھی فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یعنی اون مین سے بعض تو ایسے تھے جن کا وقت آگیا تھا اور بعض ایسے ہین جو شہادت کے منتظر ہین اور اونھون نے اپنی بات مین ذرا بھی رد و بدل نہین کیا۔ پھر فرمایا کہ خدایا ہمارے لیے اور اون کے لیے جنت کو فرودگاہ قرار دے اور اون کو اور ہم کو اپنے مستقر رحمت مین یکجا کر۔

اور سر الشہادتین مین ہو کہ جب امام حسین وہان سے روانہ ہوئے اور کوفہ دو منزل باقی رہگیا تو

حُربن یزید ریاحی ملاقی ہوا جسکے ساتھ ایک ہزار مسلح سوار ابن زیاد کے تھے۔
اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ حُر دو ہزار سوارون کے ساتھ پہونچکر امام حسین کے مقابل خیمہ زن ہوا۔ امام حسین نے حُر سے کہا کہ مین تم لوگون کی درخواست پر یہان آیا ہون اگر واپس جاؤ تو مین بھی یہان سے لوٹ جاؤن۔ حُر نے کہا کہ مجھے ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑون اور کوفہ مین اُسکے پاس لے چلون۔ امام حسین نے کہا کہ ابن زیاد کے پاس چلنے سے موت آسان تر ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ پھر امام حسین آگے بڑھے اور جب قصر بنی مقاتل کے برابر پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہے، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عبیداللہ بن حر جعفی کا خیمہ ہے۔ امام حسین نے ایک شخص کو عبیداللہ کے بلانے کو بھیجا۔ عبیداللہ نے کہا کہ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون واللہ مین نے اسی کراہت سے کوفہ چھوڑا کہ ایسا نہو حسین میری موجودگی مین وہان پہونچین۔ بخدا مین نہین چاہتا کہ حسین کو دیکھون اور نہ یہ چاہتا ہون کہ وہ مجھے دیکھین۔ پس جس شخص کو امام حسین نے عبیداللہ کے پاس بھیجا تھا اوس نے آکر جو کچھ عبیداللہ نے کہا تھا بیان کیا۔ امام حسین خود عبیداللہ کے پاس چلے گئے اور بعد رسم سلام عبیداللہ سے اپنی نصرت چاہی عبیداللہ نے وہی جواب دیا جو فرستادہ امام حسین کو دیا تھا۔ امام حسین نے فرمایا کہ

فلقیه الحر بن یزید الریاحی ومعه الف فارس من اصحاب ابن زیاد شاکی السلاح ۱۲ وقال ابو الفداء وصل الیه الحر في الفي فارس حتی مقابل الحسین ما اتیت الا بکتبکم فان رجعتم رجعت من هنا فقال له الحر انا امرنا ان لا نفارقك حتی نوصلك الكوفة بين يدي ابن زياد فقال الحسين الموت اهون من ذلك ۱۲

في الكامل لابن الاثير ثم سار الحسين حتى بلغ قصر بني مقاتل فرأى فسطاطا مضروبا فقال لمن هذا فقيل لعبيد الله ابن الحر الجعفي فقال ادعوه لي فلما اتاه الرسول يدعوه قال انا لله وانا اليه راجعون والله ما خرجت من الكوفة الا كراهية ان يدخلها الحسين وانا بها والله ما اريد ان اراه ولا يراني فاتاه الرسول فاخبره فلبس الحسين نعليه ثم جاء فسلم عليه ودعاه الى نصره فاعاد عليه ابن الحر تلك المقالة فقال

اچھّا اگر تم میری نصرت نہیں کرتے تو میرے مخالفین کا بھی ساتھ نہ دو اور مجھ سے
قتال نہ کرو کیونکہ واللہ جو شخص میرا استغاثہ سُنکر میری مدد نہ کرے گا وہ ہلاکت
مین پڑیگا یعنی جہنمی ہوگا۔ عبید اللہ نے کہا مین انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کے مخالفین کا ساتھ
نہ دونگا اور آپ سے قتال نہ کرونگا اس کے بعد امام حسینؑ وہان سے واپس آئے اور شب کو پھر
روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ آپکو نیند کی ایک جھپک آگئی اور جب جاگے
تو آپ نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ حضرت علی بن حسین (یعنی علی اکبر) نے سامنے آکر عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار فدایت شوم آپنے اسوقت کس وجہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ارشاد فرمایا۔ امام حسین نے کہا کہ اے فرزند
مجھے ابھی نیند آگئی تھی۔ مین نے خواب مین ایک اسپ سوار کو دیکھا جو
یہ کہہ رہا تھا کہ لوگ چلے جا رہے ہین اور موت اون کی طرف
چلی آرہی ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ ہم کو ہماری خبر مرگ پہونچائی
گئی ہے۔ حضرت علی اکبر نے عرض کیا کہ خدا آپ کو امر ناگوار سے
محفوظ رکھے۔ کیا ہم حق پر نہین ہین؟ امام حسین نے فرمایا کہ
قسم ہے اوس خدا کی جس کی طرف بندون کی بازگشت ہے ہم ضرور
حق پر ہین۔ حضرت علی اکبر نے کہا کہ اگر ہم حق پر ہین تو محق ہو کر موت سے
کیون ڈرین۔ امام حسین نے فرمایا کہ جزاک اللہ اے فرزند۔

فان لاتنصرني فاتق الله ان تكون ممن قاتلنا فوالله لا يسمع داعينا احد ثم لا ينصرنا الا هلك فقال له اما هذا فلا يكون ابدا ان شاء الله تعالى ثم قام الحسين من عنده الى رحله ثم سار ليلا ساعة فخفق برأسه خفقة ثم انتبه وهو يقول انا لله وانا اليه راجعون والحمد لله رب العالمين فاقبل اليه ابنه علي بن الحسين فقال يا ابت جعلت فداك مم حمدت الله واسترجعت فقال يا بني اني خفقت خفقة فعن لي فارس على فرس فقال القوم يسيرون والمنايا تسير بهم فعلمت ان انفسنا نعيت الينا فقال يا ابت لا اراك الله سوءا ألسنا على الحق قال بلى والذي يرجع اليه العباد قال اذا لانبالي ان نموت محقين فقال له جزاك الله خيرا

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر امام حسین حُر کے ساتھ آگے بڑھے تو اثنائے راہ مین حُر کے نام عبید اللہ بن زیاد کا خط بایں مضمون پہونچا کہ حسین اور اُنکے رفقا کو ایسی جگہ ٹھہراؤ جہان پانی نہو۔ چنانچہ حر نے ابن زیاد کی تحریر کے موافق امام حسین کو مقام کربلا مین اُتارا اور یہ واقعہ دوسری محرم ۶۱ھ روز پنجشنبہ کا ہے۔

صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ جب امام حسین صحرائے کربلا مین پہونچے تو اون کا گھوڑا چلنے سے رُکا آپنے پوچھا کہ اِس مقام کا کیا نام ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ ماریہ آپنے فرمایا کہ اس مقام کا نام کچھ اور بھی ہے؟ لوگون نے کہا کہ ہان کربلا بھی کہتے ہین۔ امام حسین نے فرمایا کہ یہ جگہ کرب و بلا کی ہے اور یہ مقام ہمارے خون بہنے کا ہے پھر آپنے وہان اُترکر خیمہ نصب کرائے۔ اور سر الشہادتین مین ہے کہ جب امام حسین زمین کربلا مین وارد ہوئے تو پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا کربلا۔ آپنے فرمایا کہ یہ کرب و بلا کا مقام ہے اور حیواۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ امام حسین نے مقام کا نام پوچھا تو لوگون نے کہا کربلا آپنے فرمایا کہ یہ کرب و بلا کی جگہ ہے۔ میرے پدر بزرگوار صفین جاتے وقت اسی طرف سے گزرے تھے اور مین بھی اُن کے ساتھ تھا یہان ٹھہر کر اونھون نے اس مقام کا نام دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہین یہ سنکر میرے پدر عالی قدر نے فرمایا کہ یہ اون کے اسباب اترنے کی جگہ و

رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے خون بہنے کا مقام ہے لوگون نے اس ارشاد کا
مطلب دریافت کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ یہان ایک جماعت آل محمد کی وارد ہوگی
اور روضتہ الشہداؔ مین ہے کہ جب امام حسین نے زمین کربلا مین قدم رکھا تو
وہان کی خاک کا رنگ زرد ہوگیا اور زمین سے ایک ایسا غبار اُٹھا کہ امام حسین
کے گیسو گرد آلود ہو گئے۔ یہ حال مشاہدہ کرکے حضرت ام کلثوم نے عرض کیا کہ اے
بھائی مین یہان کی عجیب حالت دیکھ رہی ہون اور اس دشت کو دیکھ کر میرے
دل پر ہول عظیم طاری ہوگیا۔

اور تاریخ کاملؔ مین ہے کہ جب امام حسین نے دشت کربلا مین قیام فرمایا تو زہیر
بن قین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے خدا کی دشمنون کا جو برتاؤ آپ
اس وقت ملاحظہ فرما رہے ہین آئندہ اس سے زیادہ شدید ہوگا اور ان موجودہ مخالفین
سے قتال کرنا بہ نسبت اون لوگون سے قتال کرنے کے آسان ہے جو ان کے بعد آئینگے
کیونکہ اپنی جان کی قسم جو فوج کثیر اب آئیگی اونکے مقابلے سے ہم عاجز ہون گے۔
امام حسین نے جواب دیا کہ ہان یہ سچ ہے مگر مین لڑائی مین اپنی جانب سے ابتدا نکرونگا۔
مؤرخ ابن جریر طبریؔ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ دوسرے دن
عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفے سے مع چار ہزار فوج کے وہان داخل ہوا
اور تاریخ کاملؔ مین ہے کہ عمر بن سعد کربلا پہونچ کر خیام
امام حسین کے مقابل خیمہ زن ہوا۔ بعد ازان امام حسین سے دریافت کرایا

وفیہا مہراق دمائنا ... فسئل عن ذلک فقال نفر من آل محمد ینزلون فیہا ...

قال زهیر بن القین ... یا ابن رسول الله ... فقال الحسین ما كنت لأبدأهم بالقتال ... قال ابن جریر ... عمر بن سعد بن ابی وقاص من الکوفة فی اربعة آلاف ... فی الکامل ...

که آپ کس غرض سے یہان آئے ہین۔ امام حسین نے جواب مین کہلا بھیجا کہ اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے لیکن اگر وہ اب میرے آنے کو پسند نہ کرتے ہون تو مین واپس جاؤن۔

اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ عمر بن سعد نے امام حسین کا ارشاد ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ اوسنے جواب مین لکھا کہ حسین سے بیعت یزید کی درخواست کر اگر وہ منظور کرلین تو مجھے اطلاع دے اور میرے حکم کا منتظر رہ۔

اور تاریخ کامل[2] مین ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا کہ حسین سے بیعت یزید کی درخواست کر نیز حسین اور اون کے ہمراہیون پر پانی بند کردے چنانچہ عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو مع پانچسو سوارون کے گھاٹ پر اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ لوگ قافلۂ امام حسین اور دریا کے بیچ مین حائل ہوکر امام حسین و اون کے ساتھ والون کو پانی لے جانے سے روکین اور یہ واقعہ امام حسین کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے۔

تاریخ ابن[3] جریر طبری سے ملخصاً منقول ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ جماعت حسین اور پانی کے بیچ مین سد راہ ہو جا تاکہ حسین اور اون کے ساتھی پانی کا ایک قطرہ چکھنے کو بھی نہ پائین جیسا کہ تقی زکی مظلوم امیر المؤمنین عثمان بن عفان کے ساتھ برتاؤ کیا گیا تھا مؤرخ ابن جریر لکھتا ہے کہ پھر عبداللہ بن ابی حصین ازدی نے پکار کر کہا کہ اے حسین کیا تم اس دریا کو نہیں دیکھتے جو کبد آسمان کی طرح نظر آرہا ہے (مگر یہ سمجھ لو) واللہ اسکا ایک قطرہ

[1] ما الذی جاء بہ فقال الحسین کتب الی اہل مصرکم ہذا ان اقدم علیہ فاما اذ کرہونی فانی انصرف عنہم ۱۲ ودر روضۃ الاحباب است کہ عمر بن سعد کیفیت با ابن زیاد فرستاد و از ارشاد امام حسین او را آگاہی داد و عبیداللہ بن زیاد در جواب او نوشت کہ بیعت یزید بر امام حسین عرض کن اگر قبول نماید مرا اعلام نما و منتظر حکم من باش ۱۲

[2] وفی الکامل قال کتب الی عمر یامرہ ان یعرض علی الحسین بیعۃ یزید ۔۔۔ وان یمنعہ ومن معہ الماء فارسل عمرو بن الحجاج علی خمس مائۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء وذلک قبل قتل الحسین بثلاثۃ ایام ۱۲

[3] وفی تاریخ ابن جریر کتب ابن زیاد الی عمر بن سعد اما بعد فحل بین الحسین واصحابہ وبین الماء ولا یذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی الزکی المظلوم عثمان بن عفان الی ان قال ونادی عبداللہ بن ابی الحصین الازدی یا حسین الا تنظر الی الماء کانہ کبد السماء واللہ لا تذوقون منہ قطرۃ

پانی نہ پاؤگے چاہے پیاس کی شدت سے مرجاؤ۔ یہ سنکر امام حسین نے فرمایا کہ خدایا!
اس شخص کو پیاسا ہلاک کر اور اسکی مغفرت کبھی نہ فرما۔ چنانچہ کچھ دنون کے بعد جب
وہ بیمار ہوا تو گھڑون پانی پیتا چلا جاتا تھا مگر پیاس نہ بجھتی تھی اور جو پانی پیتا تھا
وہ قے کر دیتا تھا آخر اسی حال مین مرگیا۔

روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کے پاس شمر کے ذریعہ سے
ایک خط باین مضمون روانہ کیا کہ مین نے تجھے اسلیئے نہیں بھیجا کہ حسین کے ساتھ
رعایت اور صلح سے پیش آئے بلکہ اس لیئے بھیجا ہے کہ اگر حسین میرا حکم مان لین تو
اون کو میرے پاس بھیجدے ورنہ اون کو قتل کرے اگر تو میرے اس حکم کی تعمیل کرے
تو میرے مراحم وعواطف کے ساتھ اختصاص پائیگا اور اگر حسین سے لڑنے کو
مکروہ سمجھے تو منصب امارت شمر ذی الجوشن کو سپرد کر دے جب شمر نے ابن زیاد کا نامہ
ابن سعد کو پہونچایا تو اسنے کہا کہ بخدا مجھے گمان ہوتا ہے کہ یہ خط تو ہی نے
لکھوایا ہے۔

اور **تاریخ کامل**[2] مین ہے کہ شمر نے کربلا پہونچ کر حضرت عباس بن علی اور
اونکے بھائیون کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے بھانجو مین تم کو امان دیتا ہون۔
حضرت عباس وغیرہ نے فرمایا کہ خدا تجھپر اور تیری امان پر لعنت کرے
اے بے حیا تو ہم کو امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لیئے امان نہین ہے۔
حبیب السیر[3] اور **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ عمر بن سعد نوین محرم کو اپنا کل لشکر

حتی تموت عطشا فقال الحسین اللهم اقتله عطشا ولا تغفر له ابدا ... فكان ... فيشرب ... ثم يقئ ... فما زال كذلك حتى مات

[1] در روضة الاحباب است که ابن زیاد بعمر سعد نامه بدست شمر فرستاد ...

[2] وقال ابن الاثير في الكامل وجاء شمر فدعا العباس بن علي واخوته فخرجوا اليه فقال انتم يا بني اختي آمنون فقالوا له لعنك الله ولعن امانك اتؤمننا وابن رسول الله لا امان له

[3] در حبیب السیر و روضة الاحباب است که عمر سعد در نهم محرم ...

لے کر امام حسین سے قتال کرنے کے لئے سوار ہوا۔ امام حسین اوس وقت سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھ لگ گئی تھی۔

اور مورخ ابن اثیر تاریخ کامل عہ مین لکھتا ہے کہ جس وقت عمر بن سعد بغرض قتال مع اپنے لشکر کے سوار ہوا اوس وقت امام حسین اپنے خیمے کے آگے سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھ جھپک گئی تھی۔ حضرت زینب نے لشکر مخالف کی آواز مین سنکر امام حسین کو جگا دیا۔ آپ نے سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے بہن اِسوقت رسول اللہ نے مجھ سے خواب مین فرمایا کہ تو ہمارے پاس آرہا ہے۔ یہ سُنتے ہی حضرت زینب نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا کہ ہائے یہ کیا مصیبت ہے۔ امام حسین نے فرمایا کہ اے بہن کچھ مصیبت نہین ہے چپ رہو خدا تم پر رحم کرے۔

تاریخ طبری عہ مین ہے کہ پھر حضرت عبّاس بن علی نے امام حسین سے عرض کیا کہ اے بھائی! دشمن آپہونچے۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین سوار ہوتا ہون یہ کہکر اوٹھے حضرت عباس نے کہا کہ آپ زحمت نہ کرین مین جاتا ہون امام حسین نے کہا کہ اچھا سوار ہو اور مخالفین کے پاس دریافت کرو کہ تم کیون آئے ہو۔ حضرت عباس مع بیس سوارون کے جن مین زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے گروہ اعدا کی طرف گئے اور اون سے پوچھا کہ تمہارا کیا مقصود اور ارادہ ہے

سوار گردیده متوجه قتال آن لمرو ارادل لشکر در آن زمان امام حسین سر بزانو نهاده بخواب رفته بود.

عہ وفی الکامل قال ثم رکب عمر والناس معه والحسین جالس امام بیته اذ خفق برأسه علی رکبتیه فسمعت اخته زینب الضجة فدنت منه فایقظته فرفع راسه فقال انی رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی المنام فقال انک تروح الینا فقال فلطمت اخته وجهها وقالت یا ویلتا فقال لیس لک الویل یا اخیة اسکتی رحمک الله

عہ وقال ابن جریر فی تاریخه فقال له العباس اخوه یا اخی اتاک القوم فنهض ثم قال یا عباس ارکب بنفسی انت یا اخی حتی تلقاهم فقال له العباس بل انا فقال ارکب انت حتی تلقاهم وتسالهم عما جاء بهم فاتاهم فی نحو عشرین فارسا فیهم زهیر بن القین وحبیب بن مظاهر فقال لهم العباس ما بدا لکم وما تریدون

قالوا جاء امر الامير بان نعرض عليكم ان تنزلوا على حكمه او ننازلكم قال فلا تعجلوا حتى ارجع الى ابي عبد الله فاعرض عليه ما ذكرتم فوقفوا فانصرف العباس راجعا يركض الى الحسين

اونھون نے کہا کہ عبید اللہ بن زیاد نے لکھا ہے کہ یا تم اوس کا حکم لو اور بیعت کر لو یا ہم تم سے لڑینگے حضرت عباس نے کہا کہ جلدی نہ کرین امام حسین کی خدمت مین جاکر تمہارا مقصود عرض کرتا ہون، وہ لوگ رُک گئے اور حضرت عباس نے واپس آکر جو گفتگو لشکر مخالف سے ہوئی تھی امام حسین کی خدمت مین عرض کی۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب حضرت عبّاس نے امام حسین کو مخالفین کا پیام پہونچایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو پھر جاکر اون لوگون سے کل صبح تک مہلت مانگو تاکہ ہم آج کی شب عبادت الٰہی اور دعا و استغفار مین بسر کرین۔ حضرت عبّاس نے مکرر لشکر اعدا کی طرف جاکر اون سے کہا کہ اس وقت تم لوٹ جاؤ اور شب بھر کی مہلت دو کل صبح انشاء اللہ تعالیٰ غورنے کے بعد جو امر ہمکو منظور ہوگا اوسے ظاہر کرین گے۔ یہ سنکر عمر بن سعد نے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اوسنے کہا کہ تو امیر ہے جو مناسب سمجھ۔ عمر بن سعد نے اور لوگون کی طرف مخاطب ہوکر اون کی رائے دریافت کی۔ عمرو بن الحجاج نے کہا کہ بخدا اگر کفار دیلم بھی یہ درخواست کرین جو امام حسین نے کی ہے تو تم کو لازم ہے کہ قبول کرو نیز حبیب السیر مین ہے کہ جب عمر بن سعد نے اپنے رفقا سے مشورہ لیا تو عمرو بن الحجاج نے کہا کہ اگر کفار دیلم بھی اس قسم کی درخواست کرین تو منظور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ بہ نسبت رسالت

فاخبره الخبر فقال له العباس ارجع اليهم فان استطعت ان تؤخرهم الى غدوة لعلنا نصلي لربنا هذه الليلة وندعوه ونستغفره فرجع اليهم العباس فقال لهم انصرفوا عنا العشية حتى ننظر في هذا الامر فاذا اصبحنا التقينا ان شاء الله فاما رضيناه واما رددناه فقال عمر بن سعد ما ترى يا شمر قال انت الامير فاقبل على الناس فقال ما ترون فقال له عمرو بن الحجاج الزبيدي سبحان الله والله لو كان من الديلم [illegible]

ایک شب کی مہلت چاہین اور ہم منظور نہ کرین۔ یہ سُنکر عمر بن سعد مع اپنے لشکر کے واپس گیا اور لڑائی کو اوسنے دوسرے دن پر موقوف رکھا۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) سے روایت کی ہے کہ جب عمر بن سعد قریب شام واپس گیا تو امام حسین نے اپنے اصحاب اور اعزا کو جمع کیا۔ مین بھی بحالت بیماری کسی نہ کسی طرح اونکے قریب پہونچا۔ امام حسین نے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین خدا کی مدح و ثنا بجالاتا ہون جو بہترین ستائش ہے اور ہر حال مین اوس کا شکر کرتا ہون خواہ راحت ہو یا تکلیف اے میرے معبود تیرا شکر ہے کہ تو نے ہم کو نبوت کے ساتھ بزرگی دی۔ علم قرآن عطا کیا۔ مسائل دین کے سمجھنے کی قوت بخشی ہمارے لئے گوش شنوا چشم بینا اور قلب مطمئن کی دولت کرامت فرمائی۔ ہم کو شرک سے محفوظ رکھا۔ اب بعد حمد و ثنا کے واضح ہو کہ مین اپنے رفقا اور اعزّا سے زیادہ وفادار اور پرہیزگار کسی دوسرے کے رفقا اور اعزّا کو نہین پاتا (اسلئے میرے رفقا و اعزّا) خدا تمکو میری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو کہ مین تم سب کو اجازت دیتا ہون کہ یہان سے چلے جاؤ۔ مین تمکو بری الذمہ کرتا ہون۔ رات کی تاریکی تمہارے لئے پردہ ہے تا شب رہروی اختیار کرو بعد ازان اپنے جوار اور شہرون مین

ابن جریر الطبری عن علی بن الحسین قال جمع الحسین اصحابہ بعد ما رجع عمر بن سعد وذلک عند قرب المساء فدنوت منہ لاسمع وانا مریض فسمعت ابی وھو یقول لاصحابہ اثنی علی اللہ تبارک وتعالیٰ احسن الثناء واحمدہ علی السراء والضراء اللھم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوۃ وعلمتنا القرآن وفقھتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعا وابصارا وافئدۃ ولم تجعلنا من المشرکین اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اوفی ولا خیرا من اصحابی ولا اھل بیت ابر ولا اوصل من اھل بیتی فجزاکم اللہ عنی جمیعا خیرا الا وانی قد اذنت لکم فانطلقوا جمیعا فی حل لیس علیکم منی ذمام ھذا اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا ثم لیاخذ

حتی یفرج الله فان القوم انما یطلبونی ولو قد اصابونی لهوا عن طلب غیری فقال له اخوته وابناؤه وبنوا اخیه وابنا عبدالله بن جعفر لم نفعل ذلک لنبقی بعدک لا ارانا الله ذلک ابدا بدأهم بهذا القول العباس بن علی ثم تکلموا بهذا ونحوه فقال الحسین یا بنی عقیل حسبکم من القتل بمسلم اذهبوا قد اذنت لکم قالوا فما یقولون الناس یقولون انا ترکنا شیخنا وسیدنا وبنی عمومتنا خیر الاعمام ولم نرم معهم بسهم ولم نطعن معهم برمح ولم نضرب معهم بسیف لا والله لا نفعل ولکن نفدیک انفسنا واموالنا واهلونا ونقاتل معک حتی نرد موردک فقبح الله العیش بعدک وفی الکامل قال مسلم بن عوسجة ا افارقک حتی اکسر فی صدورهم رمحی۔

متفرق ہو جاؤ تاکہ اس تکلیف سے تمہاری مخلصی ہو۔ دشمنون کا مطلب صرف مجھی سے ہے جب مجھکو پا جائینگے تو پھر اور کسی کو تلاش نہ کرینگے۔ امام حسین کی یہ تقریر سنکر آپ کے بھائی۔ بیٹے۔ بھتیجے اور عبداللہ بن جعفر کے دونون لڑکے کہنے لگے کہ ہم کیون ایسا کرین؟ کیا اسلیئے کہ آپکے بعد زندہ رہین۔ خدا ہم کو وہ وقت نہ دکھائے راوی کہتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عباس نے یہ تقریر کی اون کے بعد دوسرے اعزا نے بھی مثل اسی کے عرض کیا۔ پھر امام حسین نے اولاد عقیل کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مسلم کی جان نثاری تمہارے لیے کافی ہے اور مین تم کو اجازت دیتا ہون کہ یہان سے چلے جاؤ اونھون نے کہا کہ اگر ہم ایسا کرین تو لوگ کیا کہین گے۔ یہی کہین کہ یہ لوگ اپنے بزرگ آقا اور بہترین بنی عم کو چھوڑ کر چلے آئے نہ اون کے ساتھ ایک تیر چلایا نہ ایک نیزہ مارا اور نہ ایک ہاتھ تلوار کا لگایا۔ خدا کی قسم ہم سے یہ نہ ہوگا کہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائین بلکہ آپ کی رفاقت مین دشمنون سے قتال کر کے اپنی جان اور مال اور اہل کو آپ پر فدا کرینگے اور مرتے دم تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ آپ کے بعد ہماری زندگی بدتر از مرگ ناگہانی ہے۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب بنی عقیل یہ کہہ چکے تو مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا کہ مین ہرگز آپ کی مفارقت گوارا نہ کرون گا بلکہ جب تک دم مین دم ہے آپ کے دشمنون کے سینہ پر کینہ کو اپنے نیزے سے زخمی کرونگا

اضربهم بسیفی ولو لم یکن معی سلاحی لقذفتهم بالحجارة دونک حتی اموت معک فقال سعید بن عبد الله الحنفی والله لا نخلیک حتی یعلم الله انا قد حفظنا غیبة رسول الله صلعم فیک والله لو علمت انی اقتل ثم احیی ثم احرق حیا ثم اذری یفعل ذلک بی سبعین مرة ما فارقتک حتی القی حمامی دونک فکیف لا افعل ذلک وانما هی قتلة واحدة ثم هی الکرامة التی لا انقضاء لها ابدا وقال زهیر بن القین والله لوددت انی قتلت ثم نشرت ثم قتلت حتی اقتل کذا الف قتلة وان الله یدفع بذلک القتل عن نفسک وعن انفس هؤلاء الفتیة من اهل بیتک وتکلم جماعة اصحابه بکلام یشبه بعضه بعضا فی وجه واحد فقالوا والله لا نفارقک ولکن انفسنا لک الفداء نقیک بنحورنا وجباهنا وایدینا

اور اون پر اپنی تلوار کی ضرب لگاؤن گا اور اگر میرے ہاتھ مین کوئی ہتیار بھی نہو گا تو دشمنون کو پتھرون سے مار کر آپ کے پاس ہٹاتا رہوں گا۔

از تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر سعد بن عبد اللہ حنفی نے عرض کیا کہ واللہ ہم آپ سے جُدا نہون گے جب تک کہ خدائے علیم پر اس بات کو ظاہر نہ کر دین۔ کہ ہم نے رسول اللہ کے بعد آپ کی حفاظت کیلئے کیا سعی کی۔ خدا کی قسم اگر مین یہ جان لون کہ آپ کی رفاقت مین قتل ہونے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤن گا اور زندہ ہونے کے بعد جلا کر خاک کر دیا جاؤن گا اور اسی طرح ستر بار میرے ساتھ کیا جائے گا تب بھی مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑون گا حتی کہ آپ کی حمایت کرتے ہوئے اپنی موت سے ملاقی ہون اور جب یہ جانتا ہون کہ ایک ہی بار مرنا ہے۔ اور اس طرح کا مرنا موجب کرامت ابدی ہے تو پھر کیون اپنے قصد سے باز رہون۔ سعد بن عبد اللہ کے بعد زہیر بن قین نے عرض کیا کہ واللہ مین اس بات کو دوست رکھتا ہون کہ قتل کیا جاؤن پھر زندہ ہون اور پھر قتل کیا جاؤن حتی کہ اسی طرح ہزار مرتبہ قتل ہون اور اللہ تعالے میرے قتل ہونیسے آپکی اور جوانان اہلبیت کی مصیبت کو دور کرے۔ راوی کہتا ہے کہ ان حضرات کے بعد سارے اصحاب نے اسی قسم کی تقریرین کین اور سب نے عرض کیا کہ واللہ ہم آپسے جُدا نہونگے بلکہ اپنی جانون کو آپ پر فدا کرینگے اور

جب قتل ہونگے تو یہ یقین کرین گے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

روضۃ الاحباب[۵] مین ہے کہ جب امام حسین نے اپنے رفقا اور اعزا کی یہ وفادارانہ ثابت قدمی دیکھی تو اون کے حق مین دعائے خیر فرمائی۔

اور حبیب السیر[۶] مین ہے کہ پھر امام حسین کی ہدایت کے موافق اون کے اصحاب نے خیمون کو ملا کر نصب کیا اور خیام کے پیچھے ایک خندق کھود کر لکڑی بھر دی تاکہ لڑائی کے وقت وہ جلا دی جائے اور اس تدبیر سے دشمن خیمہ گاہ تک نہ پہونچ سکین۔

تاریخ الرسل[۷] والملوک طبری اور تاریخ کامل اور تاریخ ابن واضح مین حضرت زین العابدین سے مروی ہے کہ شب عاشورا کو مین بیٹھا ہوا تھا اور پھوپھی زینب میری تیمارداری مین مصروف تھین اتنے مین میرے پدر بزرگوار امام حسین مع اپنے بعض رفقا کے خیمے مین آئے اور اونھون نے چند شعرون کی تکرار فرمائی (جن کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ) اے دہر تجھ پر تف ہے کہ اپنے طالبون اور دوستون سے بیوفائی کر کے اونھین ہر صبح و شام قتل کرتا ہے اور کسی ایسے عوض پر بھی راضی نہین ہوتا جس کی وجہ سے وہ قتل ہونے سے بچ جائین۔ خیر ہر امر کی بازگشت خدا ہی کی جانب ہے۔ اور ہر ذی حیات یہی راہ اختیار کرنے والا ہے[۸]۔ اس مضمون کو سُنکر جوشِ غم سے مجھ پر رقت طاری ہوئی اور گریہ گلوگیر ہوگیا۔ مین نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ضبط کیا اور سمجھ لیا کہ

ان البلا قد نزل فلما سمعت ××× فلم تملك نفسها ان وثبت تجر ثوبها وانها حاسرة حتى انتهت اليه فقالت واثكلاه ليت الموت اعدمني الحياة اليوم ماتت فاطمة امي وعلي ابي وحسن اخي يا خليفة الماضي وثمال الباقي فنظر اليها الحسين فقال يا اخية لا يذهبن حلمك الشيطان قالت بابي انت و امي يا ابا عبد الله استقتلت نفسي فداك فرد غصته وترقرقت عيناه قال لو ترك القطا لنام قالت يا ويلتا افتغصب نفسك اغتصابا ××× ولطمت وجهها واهوت الى جيبها وشقته وخرت مغشيا عليها فقام ××× اليها الحسين ××× وقال لها يا اخية اتقي الله وتعزي بعزاء الله واعلمي ان اهل الارض يموتون وان اهل السماء لا يبقون وان كل شيء هالك الا وجه الله (الى ان قال) ثم جاء بها حتى اجلسها عندي۔

بلا نازل ہوا چاہتی ہے۔ مگر پھوپھی زینب اون اشعار کا مطلب سمجھکر بیتاب
ہوگئین اور برہنہ سر چادر گھسیٹتی ہوئی امام حسین کے پاس جاکر کہنے لگین کہ
واثکلاہ کاش آج مجھے موت آجاتی اور میرے نقش کو مٹا ڈالتی۔ ہائے
اے بھائی میرے باپ علی اور مان فاطمہ اور بھائی حسن تو اس جہان سے
چل بسے اب تم ہی اون لوگون کی یادگار اور ہمارے سرپرست ہو۔ یہ
کلمات حسرت آیات سُنکر امام حسین نے حضرت زینب کی طرف نظر کی اور
فرمایا کہ اے بہن صبر کرو اور حلم سے کام لو۔ حضرت زینب بولین کہ اے
ابوعبداللہ میری جان تم پر قربان کیا تم مرنے پر آمادہ ہو۔ اس کلمے نے امام حسین
کو باوجود ضبط بے چین کردیا۔ چشم پُرآب ہوکر کہنے لگے کہ بہن کیا کرون
چین لینے بھی تو پاؤن "اگر مرغ قطا کسی رات اندیشۂ صیاد سے خالی ہو
تو سو رہے" یہ سُننا تھا کہ حضرت زینب پہلے سے زیادہ بیقرار ہوگئین اور
بولین کہ ہائے اے بھائی آپ کی جان عزیز پر اس طرح کے ستم ہین یہ کہہ کر
اونھون نے اپنا منھ پیٹ لیا۔ جیب و گریبان چاک کر ڈالا اور شدت
غم سے غش کھاکر گر پڑین۔ جب ہوش مین آئین تو امام حسین نے فرمایا
کہ اے بہن خدا کو یاد کرو اوسکی مشیت پر صابر رہو اور سمجھ لو کہ نہ کوئی اہل زمین
موت سے بچے گا نہ کوئی اہل سما باقی رہے گا۔ ذات باری کے سوا ہر شئے
نیست ہونے والی ہے۔ اسکے بعد امام حسین نے پھوپھی زینب کو میرے پاس لاکر بٹھادیا

وخرج الی اصحابه قال فی الکامل فلما امسوا قاموا اللیل کله یصلون ویستغفرون ویتضرعون ویدعون

اور خود اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے۔

اور تاریخ کامل میں ہے کہ پھر امام حسین اور اُن کے اصحاب تمام رات نماز و استغفار و دعا و تضرع میں مشغول رہے۔

حبیب السیر میں ہے کہ جب آفتاب عالمتاب اس واقعہ ہائلہ کی دہشت سے کانپتا ہوا بام فلک پر منزل گزیں ہوا اور دست قدرت نے جیب اُفق آسمان کو ماتم شہدائے کربلا میں چاک کیا تو عمر بن سعد مع اپنی فوج شقاوت موج کے سوار ہوا اور فوج کی ترتیب یوں کی کہ عمرو بن الحجاج کو میمنۂ لشکر اور شمر بن ذی الجوشن کو میسرۂ لشکر پر مقرر کیا اور عروہ بن قیس کو سواروں کا سردار اور شبث بن ربعی کو پیادوں کا افسر قرار دے کر علم لشکر اپنے غلام درید کو دیا اور اس ہیئت سے معرکۂ قتال میں آیا۔ لشکر ابن سعد کی تعداد ستر ہزار سے تیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے لیکن اکثر مورخین کا قول ہے کہ لشکر مخالف کی صحیح تعداد بائیس ہزار تھی تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ جب عاشورائے محرم روز شنبہ یا جمعہ کو عمر بن سعد نماز صبح کے بعد مع اپنے لشکر کے سوار ہوا اور امام حسین بھی اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کر کے آمادۂ جنگ ہوئے امام حسین کے لشکر میں صرف بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ آپ نے زہیر بن القین کو میمنۂ فوج پر اور حبیب بن مظاہر کو میسرۂ لشکر پر مقرر کیا اور علم لشکر اپنے بھائی عباس بن علی کو عطا فرمایا۔ نیز حکم دیا کہ خیامگاہ کے پیچھے جو خندق پر از چوب نے تیار کی گئی ہے

فی تاریخ ابن جریر فلما صلی عمر بن سعد الغداة یوم السبت

اوس مین آگ جلادی جائے تاکہ دشمن خیامگاہ کی جانب حملہ نہ کرسکین بعد ازان امام حسین مرکب پر سوار ہوئے اور قرآن مجید منگا کر اونھون نے اپنے آگے رکھ لیا مورخ ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتا ہے کہ لشکر مخالف قریب آگیا تو امام حسین سوار ہوکر صفِ اعدا کے مقابل آئے اور اونھون نے باواز بلند بطور خطبہ ارشاد فرمایا کہ۔ ایہا الناس میری بات سُنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو تاوقتیکہ جو حق نصیحت مجھ پر واجب ہے اوسکو ادا نہ کرودن۔ اگر تم نے میرا عذر قبول کیا اور میرے قول کی تصدیق کر کے داد انصاف دی تو سعادت اندوز ہوگے اور مجھ پر ظلم کرنے کے مرتکب نہوگے اور اگر تم میری نصیحت کو قبول نہ کرا اور انصاف سے کام نلو (تو بقول خدائے بزرگ) اپنے شرکا کو جمع کر کے اپنے کام کو انجام دو تاکہ تم پر تمھارے کام کی حقیقت پوشیدہ نہ رہ جائے بعد ازان جو برتاؤ میرے ساتھ کرنا ہو کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا ولی وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا اور جو صالحین کو دوست رکھتا ہے۔ ہنوز امام حسین نے اسی قدر ارشاد کیا تھا کہ خیمۂ اقدس میں کہرام مچ گیا۔ اور امام حسین کے اِس کلام کو سُنکر اونکی بہنون نے ایسا نوحہ جگر خراش کیا کہ امام حسین نے بیتاب ہوکر عباس علمبردار اور حضرت علی اکبر سے فرمایا کہ خیمے مین جاکر عورتون کو سمجھاؤ اور رونے سے منع کرو۔ نیز تاریخ موصوف

اور تاریخ ابن جریر طبری مین وارد ہے کہ وہ مخدرات خاموش ہوئین تو بآواز
امام حسین نے تقریر شروع فرمائی اور حمد و ثنائے الٰہی اس طرح ادا کی جو
اوسکی شانِ عظیم کے لیئے شایان ہے پھر حضرت خاتم النبیین اور ملائکہ مقربین
اور انبیائے مرسلین کے محامد بیان کرکے اونپر درود نامحدود بھیجا اور حمد و
نعت کے ذکر مین وہ معارف و نکات بیان فرمائے جنھین خدا ہی جانتا ہے
اور جنکا انحصار خارج از امکان ہے (چنانچہ) راوی حدیث کہتا ہے کہ
خدا کی قسم مین نے حسین سے پہلے یا اون کے بعد کسی خطیب و متکلم کو ایسی
تقریر کرتے ہوئے نہیں سُنا جو حسین کی تقریر سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔ الغرض
امام حسین نے بعد حمد و نعت فرمایا کہ اے گروہ مخالف تم لوگ میرے نسب
پر لحاظ کرو اور دیکھو کہ مین کون ہون پھر دل مین غور کرکے اپنے نفوس کو ملامت
کرو اور سوچو کہ مجھے قتل کرنا اور میری ہتک حرمت تمہارے لئے حلال ہے؟
کیا مین تمہارے نبی کی دختر کا فرزند نہین ہون؟ کیا مین تمہارے نبی کے وصی
اور برادر کا پسر نہین ہون جو سب سے پہلے نبی پر ایمان لایا اور جس نے
سب سے پہلے دعوت رسالت اور احکام خداوندی کی تصدیق کی۔ کیا
حمزۂ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہین ہین۔ کیا جعفر طیار میرے چچا
نہین ہین۔ اور کیا میرے اور میرے بھائی کے حق مین رسول اللہ نے ارشاد نہین
کیا کہ یہ دونون جوانان اہل جنت کے سردار ہین؟ سنو! اگر تم میری حق بات کی

وفی تاریخ ابن جریر
قال فلما سکتن
حمد الله واثنى عليه
وذكر الله بما هو
اهله وصلى على محمد
وعلى الملائكة والانبياء
فذكر من ذلك ما الله
اعلم وما لا يحصى
ذكره قال فوالله ما سمعت
متكلما قط قبله ولا بعده
ابلغ فی منطق منه
ثم قال اما بعد
فانسبونی فانظروا
من انا ثم ارجعوا
الى انفسكم وعاتبوها
فانظروا هل يحل
لكم قتلی وانتهاك
حرمتی الست ابن
بنت نبيكم وابن عمه
ووصيه
واول المؤمنين
بالله والمصدق
لرسوله بما جاء به
من عند ربه اوليس
حمزة سيد الشهداء
عم ابی اوليس
جعفر الشهيد الطيار
ذو الجناحين عمی
اولم يبلغكم قول
مستفيض فيكم ان
رسول الله صلى الله
قال لی ولاخی هذان
سيدا شباب اهل
الجنة فان صدقتمونی
بما اقول وهو

وان کذبتمونی فان فیکم من ان سألتموہ عن ذلک اخبرکم سلوا جابر بن عبد اللہ الانصاری وابا سعید الخدری وسھل بن سعد الساعدی وزید بن ارقم وانس بن مالک یخبروکم انھم سمعوا ھذہ المقالۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصدیق کرتے ہو تو خیر ورنہ تم مین ایسے لوگ موجود ہین جنسے تم میرے قول کی تصدیق کر سکتے ہو۔ دیکھو! مین جابر بن عبد اللہ انصاری۔ ابو سعید خدری سہل بن سعد زید بن ارقم۔ انس بن مالک موجود ہین اون سے پوچھو ضرور بیان کرین گے کہ اوہنون نے اس حدیث کو میرے اور میرے بھائی کے حق مین رسول مقبول کی زبان سے سُنا ہے۔

اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ پھر امام حسین نے گروہ ابن سعد کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایہا الناس! اگر تم کو میرے قول کی صداقت مین اور نیز اس بات مین کہ مین تمہارے نبی کی دختر کا فرزند ہون شک ہو تو مین خدائے عز وجل کی قسم کھاتا ہون کہ مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی دوسرا شخص تمہارے نبی کی دختر کا فرزند نہین ہے۔ اے گروہ اشقیا تم کیون میرے قتل کے درپے ہو؟ کیا مین نے تم مین سے کسی شخص کو قتل کیا ہے یا تمہارا کوئی مال ضائع کیا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے جس کا عوض مجھ سے لینا چاہتے ہو؟ (راوی کہتا ہو کہ) امام حسین کی اس تقریر کو سُنکر سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔

اور تاریخ ابن[2] جریر طبری مین ہے کہ جب امام حسین نے گروہ اعدا کی انتہائی شقاوت و قساوت دیکھی تو قرآن کی یہ آیت پڑھی انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب یعنی خدا کی پناہ ہر ایسے متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہین رکھتا۔

[1] وفی الکامل ثم قال ھو الحسین فان کنتم فی شک مما اقول او تشکون فی انی ابن بنت نبیکم فواللہ ما بین المشرق والمغرب ابن بنت نبی غیری منکم ولا من غیرکم اخبرونی اتطلبونی بقتیل منکم قتلتہ او بمال لکم استھلکتہ او بقصاص من جراحۃ فلم یکلموہ

[2] وفی تاریخ ابن جریر فقال انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب

وفی الکامل قال وخرج زهیر بن القین علی فرس له
السلاح فقال یا اهل الکوفة نذار لکم ان حقا علی المسلم
نصیحة المسلم ونحن حتی الآن اخوة علی دین واحد ما لم یقع بیننا وبینکم السیف فاذا وقع السیف
انقطعت العصمة وکنا نحن امة وانتم امة ان الله قد ابتلانا وایاکم
بذریة نبیه محمد لینظر ما نحن وانتم عاملون انا ندعوکم الی نصرهم وخذلان
الطاغیة عبیدالله بن زیاد فانکم لا تدرکون منه ومن عمر بن سعد
الا السوء، ایقطعان ایدیکم وارجلکم ویمثلان بکم ویرفعانکم علی جذوع النخل
ویقتلان امثالکم امثال حجر بن عدی واصحابه و
هانی بن عروة واشباهه و قال فسبوه واثنوا علی ابن زیاد وقالوا
لا نبرح حتی نقتل صاحبکم ومن معه + فقال یا عباد الله ان ولد فاطمة احق
بالود والنصر من ابن سمیة فان لم تنصروهم

اور تاریخ کامل مین ہے کہ پھر زہیر بن القین اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر ہتیار لگائے ہوئے صف لشکر سے آگے بڑھے اور اونھون نے گروہ مخالف کیجانب مخاطب ہوکر کہا کہ "اے اہل کوفہ ہر مسلمان کو حق حاصل ہے کہ دوسرے مسلمان کو نصیحت کرے ہم اور تم ایک دین پر ہونے کی وجہ سے اوسوقت تک بھائی بھائی ہین جب تک کہ ہم مین اور تم مین تلوار نہ چلے ورنہ پھر ہمارا گروہ جدا ہے اور تمہارا جدا۔ سنو! خدا ہماری اور تمہاری آزمائش اپنے نبی کی ذرّیت کے ساتھ کرنا چاہتا ہے تاکہ اِس بات پر نظر کرے کہ ہم دونون فریق کیا طرز عمل اختیار کرتے ہین پس مین تم کو ذرّیت نبی کی نصرت پر آمادہ کرتا ہون اور نیز اس بات پر کہ عبیداللہ بن زیاد طاغی کو چھوڑ دو کیونکہ تمکو اوس سے اور ابن سعد سے برائی کے سوا بھلائی حاصل نہین ہو سکتی۔ وہ دونون ایسے ہین کہ تمہارے دست و پا کاٹ ڈالین گے تم کو مثلہ کرینگے۔ تمہین سولی دینگے اور تم کو اوسی طرح قتل کرینگے جس طرح اونھون نے حجر بن عدی اور ہانی بن عروہ اور اون کے ساتھیون کو قتل کیا ہے" یہ سنکر ابن سعد کے لشکر والون نے زہیر بن القین کو کلمات ناشائستہ کہے اور ابن زیاد کی مدح و ثنا کر کے کہا کہ واللہ جب تک ہم تمہارے آقا اور اون کے ساتھیون کو قتل نہ کرلین گے دم نہ لین گے زہیر بن القین نے کہا کہ اے بندگان خدا دیکھو! فرزند فاطمہ بہ نسبت ابن سمیہ کے نصرت اور وفاداری کا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر تم

اوسکی مدد نہین کرتے تو اوسکے قتل ہی سے باز رہو اور خدائے منتقم سے ڈرو۔
شمر نے زہیر بن القین کو تیر مار کر کہا کہ چپ رہ ۔
اور تاریخ طبری ع مین ہے کہ زہیر بن القین نے شمر کو جواب دیا کہ اے پسر
بوال تو نرا جانور معلوم ہوتا ہے تجھے رسوائی روز قیامت اور عذاب الیم کی
بشارت ہو۔ شمر بولا گھڑی ساعت مین تو بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور تیرا
آقا بھی۔ زہیر بن القین نے کہا کہ (اے احمق) تو مجھے موت سے ڈراتا ہے
خدا کی قسم ہم کو حسین کی رفاقت مین مرنا تم لوگون کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہنے
سے زیادہ محبوب ہے۔
مؤرخ محدث ابن جریر طبری لکھتا ہے کہ اتنے میں حر بن یزید ریاحی گھوڑا
بڑھا کر عمر بن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا تجھکو صلاحیت عطا کرے
کیا تو حسین سے ضرور قتال کریگا ؟ عمر بن سعد نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا
قتال کرون گا کہ ان کے تن بے سر اور بے دست و پا ہو جائین گے ۔
حر نے کہا کہ کیا جو باتین حسین نے اپنی تقریر مین تمہارے سامنے پیش کین اون
مین سے ایک بھی قابل قبول نہین ہوسکتی ؟ ابن سعد بولا کہ اگر حکومت میرے
ہاتھ مین ہوتی تو مین ضرور ان باتون پر نظر کرتا۔ لیکن ابن زیاد کے حکم کو کیا کرون
تاریخ کامل ع مین ہے کہ ابن سعد کا جواب سنکر حر آہستہ آہستہ امام حسین
کی جانب بڑھا۔ اوس وقت اوسکا بدن کانپ رہا تھا۔ حر کے بدن مین رعشہ دیکھکر

لم تنصروهم فلا تقتلوهم یا الله ان تقتلوهم ان الناقل) فرماه شمر بسهم وقال اسکت طه وفی تاریخ ابن جریر الطبری فقال زهیر ابن العقب یا ابن البوال انما انت بهیمة فابشر بالخزی یوم القیمة والعذاب الالیم فقال له شمر ان الله قاتلك وصاحبك عن ساعة فقال أفبالموت تخوفنی فوالله الموت معه احب الی من الخلد معکم

طه قال ابن جریر ثم ان الحر ابن یزید لما زحف عمر بن سعد قال له اصلحك الله انت مقاتل هذا الرجل قال ای والله قتالا ایسره ان تسقط الرؤس وتطیح الایدی قال افما لکم فی واحدة من الخصال التی عرض علیکم رضی قال عمر بن سعد اما والله لو کان الامر الی لفعلت ولکن امیرك قد ابی ذلك

طه وفی الکامل فاقبل یدنو نحو الحسین قلیلا قلیلا واخذته رعدة۔

فقال له رجل من اصحابه يقال له المهاجر بن اوس والله ان امرك لمريب والله ما رايت منك في موقف قط مثل ما اراه الآن ولو قيل لي من اشجع اهل الكوفة لما عدوتك فقال له اني والله اخير نفسي بين الجنة والنار ولا اختار على الجنة شيئا ولو قطعت وحرقت ثم ضرب فرسه فلحق بالحسين فقال جعلني الله فداك يا ابن رسول الله انا صاحبك الذي حبستك عن الرجوع وسايرتك في الطريق وجعجعت بك في هذا المكان ووالله ما ظننت ان القوم يردون عليك ما عرضت عليهم ابدا ولا يبلغون منك هذه المنزلة ابدا (الى ان قال) واني قد جئتك تائبا مما كان مني الى ربي مواسيا لك بنفسي حتى اموت بين يديك افترى ذلك لي توبة قال نعم يتوب الله عليك ويغفر لك

ابن سعد کے لشکر کا ایک شخص مہاجر بن اوس بولا کہ اے حُر واللہ تیری موجودہ حالت مجھے شک مین ڈالتی ہے کیونکہ جو کیفیت تیری اس وقت دیکھ رہا ہون وہ مین نے کسی معرکے مین نہین دیکھی۔ اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ کوفے مین سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو مین تیرا نام لیتا۔ حُر نے کہا کہ واللہ مین اس وقت اپنے نفس کو اس امر مین مخیّر پاتا ہون کہ چاہون جنّت کو اختیار کرون چاہون دوزخ کو لیکن مین جنّت ہی کو اختیار کرونگا چاہے میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے جلا دیا جائے۔ یہ کہہ کر حُر نے گھوڑے کو چابک لگایا اور امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوکر کہنے لگا کہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے اے ابن رسول اللہ مین وہی شخص ہون جس نے آپ کو راہ سے واپس نہ جانے دیا اور مجبور کرکے اپنے ساتھ یہان لایا۔ خدا کی قسم مین نہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کسی طرح آپکی نصیحت سے متاثر نہونگے اور آپ کے ساتھ ایسا برتاؤ کرینگے اب مین تائب ہوکر آپکے پاس اس لیئے حاضر ہوا ہون کہ مرتے دم تک آپ کا ساتھ دون اور آپکے قدمون پر اپنی جان نثار کرون۔ کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ امام حسین نے فرمایا کہ بیشک خدا تیری توبہ قبول کرے گا اور تیری مغفرت فرمائے گا۔

اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ جب حُر امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوا تو گھوڑے سے اُتر پڑا اور امام حسین کی رکاب کو بوسہ دے کر عرض کرنے لگا کہ

[1] در روضة الاحباب آورده که چون حر نزد امام حسین رسید از اسب فرود آمد و رکاب امام حسین را بوسه داد و گفت ...

اے فرزند رسول اللہ! مجھے گمان نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کے قتل کے درپے ہو جائینگے بلکہ مین سمجھتا تھا کہ بالآخر آپ سے مصالحت کر لینگے۔ لیکن اب اونکا ظلم و تمرد دیکھکر مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ کیا خدا میری توبہ قبول فرمائے گا؟ امام حسین نے ہاتھ بڑھا کر حر کے چہرے پر پھیرا اور کہا کہ اے حر بندہ ناچیز خدا کا کیسا ہی گناہ کرے لیکن جب وہ استغفار کرتا ہے تو خدائے کریم اوس کے گناہون کو معاف فرماتا ہے چنانچہ اوس نے قرآن مجید مین ارشاد کیا ہے کہ "خدا ایسا کریم ہے کہ اپنے بندون کی توبہ قبول کرتا ہے" اے حر اس سے پہلے جو فروگذاشت تجھ سے ہوئی مین نے اوسکو معاف کیا اب تو مردانہ وار جنگ کے لیئے آمادہ ہو اور اس دن کو روز بازار سعادت اور اس میدان کو جلوہ گاہ اہل شہادت یقین کر۔

اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ امام حسین نے حر سے یہ بھی فرمایا کہ اے حر تیری مان نے تیرا نام حر بہت ٹھیک رکھا ہے انشاء اللہ تو دنیا مین بھی حر یعنی آزاد ہے اور آخرت مین بھی آزاد رہیگا۔ حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ اتنے مین عمر بن سعد نے لشکر امام حسین کے روبرو آکر اپنے نشان بردار کو آواز دی کہ نشان یہان لا جب وہ نشان لایا تو عمر بن سعد نے ایک تیر اپنی کمان مین رکھ کر چلایا اور اپنی جماعت سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین پہلا وہ شخص ہون جسنے لشکر حسین پر تیر اندازی کی۔

(وقال الحسین کما سمتک امک انت الحر ان شاء اللہ فی الدنیا والآخرۃ) وعن حمید بن مسلم قال زحف عمر بن سعد نحوھم ثم نادی یا درید ادن رایتک فادناھا ثم وضع سھمہ فی کبد قوسہ ثم رمی فقال اشھدوا انی اول من رمی۔

تاریخ کامل ۵ مین ہے کہ اسکے بعد عمر بن سعد کے لشکر والون نے تیر چلانا شروع کیا۔ پھر یسار اور سالم نے لشکر اعدا سے نکلکر مبارز طلبی کی۔ لشکر امام حسین سے عبداللہ بن عمیر کلبی اون دونون کے مقابلہ کو گئے جو کوفے سے مع اپنی بی بی کے آئے تھے۔ یسار نے عبداللہ بن عمیر سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ عبداللہ بن عمیر نے اپنا حسب و نسب بیان کیا۔ اوہنون نے کہا کہ ہم تجھکو نہین جانتے۔ ہمارے مقابلہ کے لئے زہیر بن القین یا حبیب بن مظاہر یا بُریر بن خضیر کو آنا چاہیئے۔ عبداللہ بن عمیر نے یسار سے (جو سالم کے آگے تھا) کہا کہ اے زانیہ کے لونڈے تیرا مطلب تو مرد مقابل سے ہے چاہے کوئی ہو۔ علاوہ برین ہم مین سے جو شخص تیرے مقابلے کو آئے گا وہ تجھ سے بہتر ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن عمیر نے یسار پر حملہ کیا اور اوسکو اپنی تیغ آبدار کے گھاٹ اتار دیا۔ یسار کو مقتول دیکھ کر سالم نے عبداللہ بن عمیر پر وار کیا۔ عبداللہ نے اوس کی تلوار بائین ہاتھ پر روکی تو اون کی اونگلیان کٹ گئین مگر اوہنون نے جھپٹ کر ایسی تلوار لگائی کہ سالم دو ٹکرے ہو گیا۔ یہ کیفیت مشاہدہ کرکے اُم وہب زوجۂ عبداللہ میدان جنگ مین اپنے شوہر کے پاس یہ کہتی ہوئی پہونچی کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہون۔ ذریت طاہرۂ محمدؐ کی رفاقت مین خوب قتال کر۔ عبداللہ نے اوس سے کہا کہ یہان سے چلی جا۔ وہ بولی کہ موت کے سوا مجھے کوئی چیز تجھ سے جدا نہین کرسکتی

ک وفی الکامل ثم رمی الناس وبرز یسار مولی زیاد وسالم مولی عبید اللہ وطلب البراز فخرج الیهما عبد اللہ بن عمیر الکلبی وکان من الکوفۃ ... الی الحسین معہ امرأتہ فقال لہ من انت فانتسب لهما فقالا لا نعرفک لیخرج الینا زهیر بن القین او حبیب بن مظاهر او بریر بن خضیر وکان یسار امام سالم فقال لہ الکلبی یا ابن الزانیۃ وبک رغبۃ عن مبارزۃ احد من الناس او یخرج الیک احد الا وهو خیر منک ثم حمل علیہ فضربہ بسیفہ حتی برد × فاشتغل علیہ یضربہ فشد علیہ سالم × فضربہ فاتقاہ الکلبی بیدہ فاطار اصابع کفہ الیسری ثم مال علیہ الکلبی فضربہ حتی قتلہ واخذت امرأتہ عمودا وکانت تسمی ام وهب واقبلت نحو زوجها وهی تقول فداک ابی وامی قاتل دون الطیبین ذریۃ محمد ﷺ فردها نحو النساء فامتنعت وقالت لن ادعک دون ان اموت معک

فنادا ها الحسین وقال جزیتم من اهل بیت خیرا ارجعی رحمک الله فلیس الجهاد علی النساء وخرجت (الی ان قال) ونقدم رجل منهم یقال له ابن جوزة فقال افیکم الحسین فلم یجبه احد فقالها ثلاثا فقالوا نعم فما حاجتک قال یا حسین ابشر بالنار فقال الحسین کذبت

امام حسین نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھکو ہم اہلبیت کی جانب سے جزائے خیر دے عورتون پر جہاد فرض نہین ہے تو واپس آ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ یہ سنکر ام وہب واپس چلی آئی۔ اتنے مین ایک شخص جس کا نام ابن حوزہ تھا لشکر ابن سعد سے آگے بڑھا اور اُس نے پشت خیام گاہ پر خندق مین آگ جلتی ہوئی دیکھکر لشکر امام حسین کی جانب ندا کی کہ تم لوگون مین حسین ہین؟ پہلے تو کسی نے جواب دیا مگر کرر دریافت کرنے پر لوگون نے کہا ہان ہین۔ تیرا اس پوچھنے سے کیا مطلب ہے؟ اوس نے کہا کہ اے حسین تم کو آگ کی بشارت ہو۔ امام حسین نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے۔ یہ فرماکر اوسکا نام پوچھا اوس نے کہا ابن حوزہ۔ امام حسین نے دونون ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ بار خدایا اس کو آتش جہنم مین داخل کر۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جس شخص نے امام حسین سے یہ بیہودہ کلامی کی اوس کا نام مالک بن عروہ تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوکر امام حسین کے روبرو آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین تم نے اوس جہان کی آگ سے پہلے یہ آگ اختیار کی۔ امام حسین نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا یا بن رسول اللہ اجازت ہو تو ایک تیر اس شقی کے منہ پر مارون۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین جنگ مین پیشدستی کرنا نہین چاہتا۔ بعد ازآن آپنے روبقبلہ ہو کر فرمایا اسکو عذاب نار مین مبتلا کر۔ ناگہان مالک بن عروہ کے گھوڑے کا پاؤن ایک سوراخ مین جا تا رہا

مالک زمین کی طرف جھکا۔ باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤن رکاب مین الجھ گیا اور گھوڑا ہر طرف بھاگنے لگا۔ جب خندق کے کنارے پہونچا تو مالک کا پاؤن رکاب سے نکل گیا اور وہ خندق کی آگ مین گر پڑا۔

اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ اوس شقی کا ایک پاؤن رکاب مین پھنس گیا۔ اور گھوڑا اوسکو لے کر ایسا بھاگا کہ وہ بدبخت زمین پر گر پڑا مگر پاؤن رکاب مین الجھا رہا اسی حالت مین اُسکی ایک ران اور پنڈلی کٹ گئی اور بالآخر وہ خبیث درختون اور پتھرون سے ٹکرا کر جہنم داخل ہوگیا۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر لشکر عمر بن سعد سے یزید بن معقل نے نکلکر بُریر بن حضیر سے کہا کہ اے بریر تو دیکھتا ہے کہ تیرے ساتھ خدا نے کیا سلوک کیا؟ بُریر نے کہا کہ خدائے عز وجل نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا لیکن تیرے ساتھ اچھا سلوک نہین کیا۔ یزید بن معقل نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے کیا تجھکو یاد نہین ہے کہ ایکبار میرے ساتھ بنی لوذان کی طرف جاتے ہوئے تونے عثمان بن عفان کو حد اعتدال سے گزرا ہوا اور معاویہ بن ابی سفیان کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا اور علی بن ابی طالب کو امام دہادی برحق بتایا تھا بریر نے کہا ہان میری رائے اور میرا قول یہی ہے۔ یزید بن معقل بولا کہ تو گمراہون مین سے ہے۔ بُریر نے کہا کہ اچھا آؤ پہلے ہم تم اس بات پر مباہلہ کرین کہ خدا جھوٹے کو ملعون و مقتول فرمائے۔ اس کے بعد باہم مقاتلہ کرین۔ چنانچہ دونون خنگجو

[1] فجعلت رجله فی الرکاب و جال به فرسه فانقطعت فخذه و ساقه و قدمه و بقی جانبه الآخر متعلقا بالرکاب یضرب به کل حجر و شجر حتی مات۔ الکامل

قال ابن جریر خرج یزید بن معقل فقال یا بریر بن خضیر کیف تری الله صنع بک قال و الله صنع الله بی خیرا و صنع بک شرا فقال کذبت هل تذکر و انا اماشیک فی بنی لوذان و انت تقول ان عثمان کان علی نفسه مسرفا وان معاویة ضال مضل وان امام الهدی والحق علی بن ابی طالب فقال انی اشهد ان هذا رأیی و قولی فقال یزید بن معقل و انا اشهد انک من الضالین فقال بریر هل لک ان اباهلک و ندعو الله ان یلعن الکاذب و یقتل المبطل ثم اخرج ابارزک

مبا لمہ کر کے آمادۂ جنگ ہوئے اور دونون مین تیغ آزمائی ہونے لگی۔ یزید بن معقل نے وار کیا تو خالی گیا اور بُریر کو کچھ صدمہ نہ پہونچا۔ مگر بُریر نے جب تلوار لگائی تو یزید بن معقل کے خود کو کاٹ کر اوس کے دماغ تک اوتر گئی اور ہنوز سر سے نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ یزید بن معقل گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

مؤرخ ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتا ہے کہ پھر حُر نے دشمنون کے ساتھ شدید جنگ کی اور یزید بن سفیان کو قتل کیا۔ بعد ازان نافع بن ہلال نے لشکر امام حسین سے نکلکر مزاحم بن حریث کو مارا۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہو کہ نافع بن ہلال وقت جنگ یہ رجز پڑھ رہے تھے (ترجمہ رجز) "مین بجلی ہون مین پیرو دین علی ہون" مزاحم بن حریث نے اسکے جواب مین کہا کہ "مین پیرو دین عثمان ہون" نافع نے کہا کہ "نہین بلکہ پیرو دین شیطان ہے" بعد ازان نافع نے مزاحم کو قتل کرڈالا۔

اور روضۃ الصفا مین ہے کہ نافع نے یہ رجز پڑھا کہ "مین نافع بجلی ہون۔ مین دین علی پر ہون اور علی کا دین نبی کا دین ہے" لشکر مخالف کا ایک شخص بولا کہ "مین دین عثمان پر ہون" نافع نے کہا بلکہ تو دین شیطان پر ہو اسکے بعد نافع نے اوسکو قتل کیا۔

تاریخ ابن جریر مین ہے کہ ابن سعد کے سردار لشکر عمرو بن الحجاج نے مزاحم کا قتل ہونا دیکھکر اپنی فوج سے پکار کر کہا کہ تم جانتے بھی ہو کہ کس سے جنگ کر رہے ہو تم ایسے بہادرون سے لڑ رہے ہو جو اپنی جانونکی

وقاتل الحر مع الحسين ... فقتله الحر وقاتل نافع بن هلال مع الحسين ايضاً فبرز اليه مزاحم بن حريث فقتله نافع ... وفي تاريخ ابن جرير قال

ان نافع بن هلال كان يقاتل وهو يقول انا الجملي انا على دين علي قال فخرج اليه مزاحم بن حريث فقال انا على دين عثمان فقال له انت على دين شيطان ثم حمل عليه فقتله

فيما ان المصر وما استمنا من لهم رويا زن لهم منكم رجال فانهم قليل وقل ما يبقون والله لو لقيتموهم الا باعيانهم فقال عمرو بن سعد صدقت الرأي الذي رأيت وارسل الى الناس يعزم عليهم ان لا يبارز رجل منكم رجلا منهم

وفي الكامل قال ثم حمل عمرو بن الحجاج على الحسين من نحو الفرات فاضطربوا ساعة فصرع مسلم بن عوسجة الاسدي وانصرف عمرو ومسلم صريع فمشى اليه الحسين وبه رمق فقال رحمك الله يا مسلم بن عوسجة فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر ودنا منه حبيب بن مظاهر فقال عز علي مصرعك يا مسلم ابشر بالجنة فقال له مسلم قولا ضعيفا بشرك الله بخير فقال حبيب لولا اني اعلم اني في اثرك لاحق بك من ساعتي هذه لاحببت ان توصيني

ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے اور امادۂ مرگ ہوکر جنگ کرتے ہیں تم میں سے اگر ایک ایک شخص اِن کے مقابلے کو جائے گا تو یہ لوگ باوجود قلت تم سب کو قتل کر دینگے لہذا تم اِن لوگوں سے فرداً فرداً نہیں لڑ سکتے ہاں اگر یکبارگی حملہ آور ہوکر بہئیت مجموعی اس قلیل جماعت پر سنگ باری کرو تو بیشک اِن سب کو قتل کر ڈالو گے۔ عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کی رائے پسند کی اور اپنے لشکر والوں سے کہلا بھیجا کہ کوئی شخص حسین کے ساتھیوں سے فرداً فرداً جنگ نہ کرے۔

اور **تاریخ کامل** میں ہے کہ پھر عمرو بن الحجاج نے فرات کیجانب سے حملہ کر دیا اور ایک ساعت تک برابر تلوار چلی مسلم بن عوسجہ اس جنگ مغلوبہ میں مضروب ہوکر گر گئے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں واپس آگیا۔ مسلم بن عوسجہ خاک وخون میں غلطان پڑے ہوئے تھے۔ امام حسین کو معلوم ہوا تو آپ فوراً اون کے پاس تشریف لے گئے اوس وقت رمق جان اون میں باقی تھی۔ امام حسین نے کہا کہ اے مسلم خدا تمہاری مغفرت فرمائے بعدہٗ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر یعنی بعض اون میں سے درجۂ شہادت حاصل کر چکے اور بعض ہنوز منتظر ہیں۔ پھر حبیب بن مظاہر نے مسلم بن عوسجہ کے پاس جاکر کہا کہ تم کو جنت کی بشارت ہو۔ اگر میں یہ نہ جانتا کہ تمہارے بعد ہی میں بھی تم سے لاحق ہونے والا ہوں تو کہتا کہ کچھ وصیت کرو۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا

خدا تمہارے حال پر رحم کرے بس مین تم سے یہی وصیت کرتا ہون کہ امام حسین کی نصرت مین اپنی جان قربان کرنا۔ حبیب بن مظاہر نے کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔ اتنے مین مسلم بن عوسجہ کی روح راہی ملکِ بقا ہوئی۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ مسلم بن عوسجہ نے لشکرِ مخالف کے چھپن آدمی نیزہ و شمشیر کی ضرب سے ہلاک کئے اور بالآخر کاری زخمون سے مجروح ہوکر گر گئے۔

تاریخ ابن جریر مین ہے کہ مسلم بن عوسجہ کو مسلم بن عبد اللہ ضبابی اور عبد الرحمن بن ابی خشکارہ نے قتل کیا تھا۔ مسلم بن عوسجہ کے شہید ہوجانے کے بعد شمر بن ذی الجوشن نے لشکر امام حسین پر ہر طرف سے حملہ کیا اور عبد اللہ بن عمیر کلبی شہید ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر امام حسین کے اصحاب نے لشکر اعدا سے خوب جنگ کی اور اگرچہ وہ کل بتیس سوار تھے مگر جس طرف رُخ کرتے تھے صفِ اعدا کو درہم و برہم کر دیتے تھے۔ یہ حال دیکھکر عزرہ بن قیس نے عمر بن سعد سے کہلا بھیجا کہ کیا تم نہین دیکھتے کہ ان معدودے چند حسینی لشکر والون نے ہماری فوج پر کیا آفت برپا کر رکھی ہے اب جلد اور سپاہی اور تیر اندازون کو مدد کے لئے بھیجو۔ اور تاریخ کامل مین ہے کہ عزرہ بن قیس کی استدعا کے موافق عمر بن سعد نے حصین بن نمیر کو مع پانچسو تیر اندازون کے بھیجا جنھون نے پہونچتے ہی لشکر امام حسین پر تیرون کا مینھ برسانا شروع کیا اور ابن سعد

تیر باری کی کہ تھوڑی دیر مین گھوڑون کو بیکار کردیا اور حسینی لشکر کے کل سوار پیادہ ہو گئے۔ اس موقع پر حر نے دشمنون سے دل توڑ کر جنگ کی اور دیگر اصحاب امام حسین نے بھی مخالفین سے دوپہر تک ایسا شدید مقابلہ کیا جس سے زیادہ ممکن نہین ہوسکتا حتی کہ دشمنون کو یہ قدرت نہوئی کہ سوا ایک سمت کے اور کسی طرف سے حملہ کرسکین اس اثنا مین عبد اللہ بن عمیر کلبی کی بی بی عبد اللہ کی لاش پر جاکر اون کے چہرے کی گرد پوچھنے لگی اور کہتی جاتی تھی کہ تم کو جنت مبارک ہو۔ شمر کے حکم سے ایک غلام رستم نام نے اوس بیچاری کے سر پر ایسا گرز لگایا کہ وہ اسی جگہ مر کر رہ گئی۔ پھر شمر نے حملہ کیا اور خیام کی جانب بڑھ کر آواز دی کہ میرے پاس آگ لاؤ تاکہ ان خیمون کو جلادون یہ سنکر مخدرات عصمت چلا اوٹھین اور خیمون سے باہر نکل آئین۔ امام حسین نے شمر کو للکارا کہ کیا تو میرے خیام اور اہل و عیال کو جلاتا ہے خدا تجھے نار جہنم مین جلائے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ مینے شمر سے کہا کہ آگ مین جلانا اور عورات و اطفال کو قتل کرنا مناسب نہین ہے ابن زیاد بھی اس بات کو پسند نہ کرے گا۔ شمر نے حمید کا کہنا نہ مانا مگر آخر کو شبث بن ربعی کے سمجھانے سے باز رہا۔

مؤرخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ اگر لشکر امام حسین کے ایک دو آدمی قتل ہوتے تھے تو بوجہ قلت اصحاب اون کی جماعت مین بین کمی نمایان ہوتی تھی اور اگر

فلم یلبثوا ان عقروا خیولهم وصاروا رجالة کلهم وقاتل الحر بن یزید راجلا وقاتلوهم اشد قتال الی ان انتصف النهار اشد قتال خلقه الله وکانوا لا یقدرون ان یأتوهم الا من وجه واحد (الی ان قال) وخرجت امرأة الکلبی تمشی حتی جلست عند رأسه تمسح التراب عن وجهه وتقول هنیئا لك الجنة فامر شمر غلاما اسمه رستم فضرب رأسها بالعمود فماتت مکانها وحمل شمر حتی بلغ فسطاط الحسین ونادی علی بالنار حتی احرق هذا البیت علی اهله فصاحت النساء وخرجن وصاح به الحسین انت تحرق بیتی علی اهلی احرقك الله بالنار فقال حمید بن مسلم لشمر ان هذا لا یصلح تعذب بعذاب الله وتقتل الولدان والنساء والله ان فی قتل الرجال لما یرضی به امیرك فلم یقبل منه فجاءه شبث بن ربعی فنهاه فانتهی قال ابن الاثیر وکانوا اذا قتل منهم الرجل والرجلان یبین فیهم لقلتهم

واذا قتل في اولئك لا يبين فيهم لكثرتهم ولما حضر وقت الصلوٰة قال ابو ثمامة الصائدي للحسين نفسي لنفسك الفداء اري هؤلاء اقتربوا منك واللّٰه لا تقتل حتي اقتل دونك واحب ان القي ربي وقد صليت هذه الصلوٰة فرفع الحسين راسه وقال ذكرت الصلوٰة جعلك اللّٰه من المصلين الذاكرين نعم هذا اول وقتها ثم قال سلوهم ان يكفوا عنا حتي نصلي فقال لهم الحصين انها لا تقبل فقال له حبيب بن مظاهر زعمت الا تقبل الصلوٰة من ال رسول اللّٰه صلي اللّٰه عليه وسلم وتقبل منك يا حمار فحمل عليه الحصين وخرج اليه حبيب فضرب وجه فرسه بالسيف فشب ووقع عنه الحصين فاستنقذه اصحابه

لشکر عمر بن سعد کے چند آدمی مارے جاتے تھے تو بوجہ کثرتِ فوج اوسکے گروہ کی تعداد مین کچھ فرق نظر نہ آتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ دوران جنگ مین نماز ظہر کا وقت آگیا تو ابو ثمامہ صائدی نے امام حسین سے کہا کہ میری جان آپ کی جان پر فدا ہو اگرچہ دشمنون کی فوج بالکل قریب آگئی ہے لیکن واللہ جب تک مین زندہ ہون اشقیا آپ کو صدمۂ جسمانی نہ پہونچا سکین گے۔ اب میری خواہش ہے کہ نماز ادا کر کے اپنے خدا سے ملاقات کرون۔ یہ سنکر امام حسین نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اے ابو ثمامہ اللہ تم کو مصلین ذاکرین کا درجہ عطا کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا۔ بیشک یہ اوّل وقت نماز کا ہے مخالفین سے کہو کہ ہمکو نماز ادا کرنے کے لیئے تھوڑی مہلت دین۔ حصین بن نمیر بولا کہ تمہاری نماز قبول نہوگی۔ حبیب بن مظاہر نے غضب مین آکر جواب دیا کہ اے گدھے تو گمان کرتا ہے کہ آل رسول کی نماز قبول نہوگی اور تیری نماز قبول ہوگی یہ دندان شکن جواب سنکر حصین بن نمیر نے حبیب بن مظاہر پر حملہ کیا۔ حبیب نے ابن نمیر کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری گھوڑا بھڑکا اور ابن نمیر گر پڑا مگر اوس کے ساتھیون نے پہونچکر اوس کو بچالیا۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر حبیب بن مظاہر نے دشمنون سے شدید قتال کیا اور اسی اثنا مین بدیل بن صریم تمیمی اون پر حملہ آور ہوا حبیب نے تلوار کی ضرب سے اوس کو قتل کیا۔ اتنے مین بنی تمیم کے ایک دوسرے شخص نے

له وفي تاريخ ابن جرير وقاتل (حبيب) قتالا شديدا فحمل عليه رجل من بني تميم اسمه بديل بن صريم فضربه بالسيف علي راسه فقتله وحمل عليه آخر من بني تميم

جیب بن مظاہر کو نیزہ مارا۔ حبیب گر پڑے اور اوٹھنا چاہتے تھے کہ حصین
بن نمیر نے اون کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ پھر گر پڑے۔
اور روضۃ الشہداء مین ہے کہ حبیب بن مظاہر حصین بن نمیر کی تلوار سے زخمی ہو کر
گرے تو اونھون نے آواز دی کہ یا ابن رسول اللہ اس خادم کی خبر لیجیے۔ امام حسین یہ صدا
سنکر فوراً وہان پہونچے حبیب نے آنکھین کھولدین۔ امام حسین نے اونکو نعمات جنت
کی بشارت دی اور وہ عالم آخرت کو سدھارے۔
تاریخ کامل مین ہے کہ حبیب بن مظاہر کے قتل ہونے سے امام حسین بہت
ہی سست اور افسردہ ہو گئے۔
مؤرخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ پھر حر اور زہیر بن القین نے دشمنون سے خوب ہی
قتال کیا۔
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ عمر بن سعد نے حر کو میدان جنگ مین
دیکھکر صفوان بن حنظلہ سے کہا کہ جا کر حر کو نصیحت کر اور میرے پاس واپس لا۔
اور اگر نہ آئے تو تلوار سے اوسکا سر کاٹ لے۔ صفوان نے حر کے پاس آکر کہا
کہ اے حر تو نے مرد عاقل ہو کر خلیفۂ یزید سے کیون روگردانی کی؟ حر نے جواب دیا
کہ اے صفوان مجھے تعجب ہے کہ تو خلاف عقل یہ بات کہتا ہے کیا تو نہین جانتا
کہ یزید ناپاک اور فاسق ہے اور امام حسین پاک و پاکیزہ نژاد ہین۔ رسول اللہ
نے اون کو اپنا ریحان فرمایا ہے۔ صفوان بولا کہ اے حر مین سب جانتا ہون مگر

فلما قتل حبیب بن مظاهر هد ذلک الحسین ... وقال ابن الاثیر وحمل الحر وزهیر بن القین فقاتلا قتالا شدیدا

جاہ و دولت تو یزید ہی کے ساتھ ہے اور مین مرد سپاہی ہون مجھکو جاہ و منصب ہی چاہیئے حُر نے کہا کہ اے صفوان کیا تو حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے صفوان نے غصب مین آکر حر کو نیزہ مارا حُر نے اوسکے وار کو رد کرکے اوسی گرمی مین ایسا نیزہ لگایا کہ اوسکی انی صفوان کی پیٹھ سے نکل گئی۔ بعدہٗ حر نے لشکر دشمن سے یہانتک قتال کیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا حُر نے تلوار میان سے نکالکر ایسی شمشیر زنی کی کہ کسی کو سر سے سینے تک کاٹا اور کسی کو کمر کے پاس سے دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھکر شمر نے لشکر کو آواز دی کہ سب ملکر حُر کو گھیر لین۔ چنانچہ عمر بن سعد کے لشکر نے حُر کو گھیر کر چارون طرف سے تیر و شمشیر کا مینھ برسانا شروع کیا۔ ناگاہ قصور بن کنانہ نے ایسا نیزہ حُر کے سینے پر مارا کہ وہ مہلک زخم کھاکر گھوڑے سے گر پڑا اور پکارا کہ یا ابن رسول اللہ اس جان نثار کی خبر لیجیئے۔ امام حسین گھوڑے پر میدان جنگ مین جاکر حُر کو اٹھا لائے اور اوس کا سر اپنے زانو پر رکھکر آستین سے اوسکے چہرے کی گرد صاف کرنے لگے۔ حُر مین تھوڑی جان باقی تھی اوسنے اپنا سر امام حسین کے زانو پر دیکھکر تبسم کیا اور کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ مجھ سے راضی ہین؟ امام حسین نے کہا کہ مین بھی راضی اور میرا خدا بھی۔ حُر یہ بشارت سُنکر شادان و فرحان راہی خلد برین ہوا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ بعد ازان امام حسین نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر

بعنوان صلواۃ الخوف پڑھی آنے مین پھر لڑائی ہونے لگی اور اعدائے دین شدید نرغہ کرکے اون کی جانب تیر برسانے لگے۔ یہ حال دیکھکر سعد بن عبد اللہ حنفی امام حسین کے آگے کھڑے ہوگئے تاکہ جو تیر آئین اون کو اپنے جسم پر لین امام حسین تک نہ پہونچنے دین چنانچہ اسقدر تیر سعد بن عبد اللہ کے بدن پر لگے کہ وہ گر کر شہید ہوگئے اور زہیر بن القین بھی دشمنون کے ساتھ سخت قتال کرنیکے بعد کثیر بن عبد اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس کے ہاتھون سے شہید ہوئے۔ نافع بن ہلال بجلی نے بھی (جن کے تیرون پر ان کا نام لکھا ہوا تھا) مخالفین سے خوب جنگ کی اور عمر بن سعد کے بارہ جوانون کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا بالآخر دشمنون نے نرغہ کرکے نافع کے دونون بازو کاٹ ڈالے اور گرفتار کرکے عمر بن سعد کے پاس پہونچایا اوسوقت نافع کا چہرہ خون سے تر تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ اے دشمنان دین مین نے تمہارے بارہ آدمیون کو قتل کیا اور بہترون کو مجروح کیا اور اگر میرے دست و بازو بیکار نہو جاتے تو تم مجھکو ہرگز گرفتار نکر سکتے۔ شمر نے تلوار نکال کر نافع کو قتل کرنا چاہا۔ نافع نے کہا کہ واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہمارا خون کرتے ہوے خدا سے ڈرتا پس مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ اوس نے ہماری موت بدترین خلق کے ہاتھون سے مقرر کی۔ یہ سن کر شمر نے نافع کو قتل کر ڈالا۔ اور اصحاب حسین پر حملہ کیا امام حسین کے انصار نے دشمنون کا ازدحام دیکھکر

صلوٰة الخوف ثم الظهر
واقتتلوا بعد الظهر
فاشتد قتالهم ووصلوا
الى الحسين فاستقدم
الحنفي امامه فاستهدف
لهم يرمونه بالنبل
وهو بين يديه حتى
سقط وقاتل زهير
بن القين قتالا شديدا
فحمل عليه كثير بن
عبد الله الشعبي
ومهاجر بن اوس فقتلاه
وكان نافع بن هلال
البجلي قد كتب اسمه
على فوق نبله فقتل
بها اثنا عشر رجلا
سوى من جرح فضرب
حتى كسرت عضداه
واخذ اسيرا فاخذه
شمر بن ذي الجوشن
فاتي به عمر بن سعد
والدم على وجهه
وهو يقول لقد قتلت
منكم اثنا عشر رجلا
سوى من جرحت و
لو بقيت لي عضد
وساعد ما اسرتموني
فانتضى شمر سيفه
لقتله فقال له
نافع والله لو كنت
من المسلمين
لعظم عليك ان تلقى
الله بدمائنا فالحمد
لله الذي جعل منايانا
على يدي شرار خلقه
فقتله شمر ثم حمل
على اصحاب الحسين
فلما راوا انهم قد
كثروا

اور یہ سمجھ کر کہ اب ہم اون کے روکنے پر قادر نہین ہو سکتے باہم ارادہ کرلیا کہ امام حسین کے آگے قتال کر کے اون پر اپنی جانین فدا کردین چنانچہ عبداللہ اور عبدالرحمن عروہ غفاری کے بیٹے امام حسین کے روبرو آکر دشمنون سے قتال مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین دو جوان جابری سیف بن حارث بن سریع و مالک بن عبد سریع امام حسین کی خدمت مین آئے۔ امام حسین نے دیکھا کہ وہ دونون رو رہے ہین۔ آپ نے اون سے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ اونھون نے عرض کیا کہ واللہ ہم اپنی جانون کے لئے نہین روتے بلکہ اس بات پر روتے ہین کہ دشمنون نے آپ کو گھیر لیا ہے اور اب ہم مین یہ قدرت نہین ہے کہ آپ کی حفاظت کرسکین۔ امام حسین نے فرمایا کہ خدا تم دونون کو متقین کی جزا عطا فرمائے۔ اتنے مین حنظلہ بن اسعد شامی نے امام حسین کے سامنے کھڑے ہو کر قوم اعدا کو آیات قرآنیہ کے ساتھ یہ ندا کی کہ اے قوم مجھکو تمھاری نسبت یوم احزاب کیطرح روز بد کا اندیشہ ہے یعنی کہین تمھارا بھی وہی حال نہو جو قوم نوح اور عاد اور ثمود اور اون کے بعد والون کا ہوا۔ اے قوم اللہ تعالے اپنے بندون پر ظلم کا ارادہ نہین کرتا (بلکہ وہ خود ہلاکت مین پڑ جاتے ہین) اے قوم مجھکو تمھاری نسبت قیامت کے دن کا اندیشہ ہے جب کہ تم پیچھے پھر کر بھاگ کھڑے ہونے کا قصد کروگے مگر یاد رکھو کہ عذاب خدا سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ جس پر خدا کا غضب ہو اوس کا نجات دہندہ

وانهم لا يقدرون ان يمنعوا الحسين تنافسوا ان يقتلوا بين يديه فجاء عبد الله و عبد الرحمن ابنا عروة الغفاريان فقالا قد حازنا الناس اليك فجعلا يقاتلان بين يديه واتاه الفتيان الجابريان سيف بن الحارث بن سريع ومالك بن عبد بن سريع وهما يبكيان فقال ما يبكيكما فقالا والله ما على انفسنا نبكي ولكن نبكي عليك قد احيط بك ولا نقدر ان نمنعك فقال جزاكما الله جزاء المتقين و جاء حنظلة بن اسعد الشامي فوقف بين يدي الحسين وجعل ينادي يا قوم اني اخاف عليكم مثل يوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وعاد وثمود والذين من بعدهم وما الله يريد ظلما للعباد يا قوم اني اخاف عليكم يوم التناد يوم تولون مدبرين ما لكم من الله من عاصم ومن يضلل الله فما له من هاد

کون ہوسکتا ہے۔ اے قوم جفا کار حسین کو قتل نہ کرو ورنہ عذاب مین مبتلا ہوگے
سنو! جو افترا پردازی کرتا ہے وہ ضرور نقصان اوٹھاتا ہے۔ حنظلہ کی تقریر
سنکر امام حسین نے حنظلہ سے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحم کرے اِن لوگون نے تو اوسی
وقت عذاب خدا کو قبول کرلیا جسوقت کہ میری دعوت الی الحق کو رد کردیا۔
راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد حنظلہ امام حسین اور اہلبیت رسالت پر درود و
سلام بھیجتے ہوئے میدان جنگ مین پہونچے اور خوب قتال کرکے شہید ہوئے۔
پھر دونون جوان جابری امام حسین سے رخصت ہوکر مصروف قتال ہوئے
اور آخر کو اون دونون نے بھی مرتبہ شہادت حاصل کیا۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ بعد ازان عمرو بن صبیح الصیدائی نے عبداللہ
بن مسلم بن عقیل کو متواتر دو تیر مارکر شہید کیا۔ پھر عبداللہ بن قطبہ کے ہاتھ سے
عون بن عبداللہ بن جعفر اور عامر بن نہشل کی ضرب سے محمد بن عبداللہ بن جعفر اور
عثمان بن خالد جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی کے حملہ سے عبدالرحمن بن عقیل شہید
ہوئے اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے جعفر بن عقیل کو تیر سے شہید کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ پھر حضرت قاسم بن امام حسن تلوار لے کر دشمنون
پر حملہ آور ہوئے۔

اور **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ جب حضرت قاسم نے میدان جنگ مین
جانے کی اجازت چاہی تو امام حسین نے فرمایا کہ اے جان عم تو میرے بھائی کی یادگار اور

یا قوم لا تقتلوا الحسین فیسحتکم الله بعذاب وقد خاب من افتری فقال له الحسین رحمک الله انهم قد استوجبوا العذاب حین ردوا ما دعوتهم الیه من الحق ... ثم تقدم فقاتل حتی قتل ... فودعا الحسین ... حتی قتلا

تاریخ ابن جریر ثم ان عمرو بن صبیح الصیداوی رمی عبدالله بن مسلم بن عقیل بسهم فوضع کفه علی جبهته فلم یستطع ان ... ثم حمل عبدالله بن قطبة الطائی علی عون بن عبدالله بن جعفر فقتله وحمل عامر بن نهشل التیمی علی محمد بن عبدالله بن جعفر فقتله ... عثمان بن خالد ... الجهنی وبشر بن سوط الهمدانی علی عبدالرحمن بن عقیل فقتلاه ورمی عبدالله بن عروة الخثعمی جعفر بن عقیل فقتله

وفی الکامل ثم حمل القاسم بن الحسن ... وفی روضة الاحباب ... قاسم بن امام حسن اجازت جنگ ...

اس جنگل مین میرا انیس و غمخوار ہے مین تجھے کیونکر اجازت دون حضرت قاسم خیمے مین آکر مغموم سر بزانو بیٹھ گئے۔ اتنے مین اون کو یاد آگیا کہ کسی وقت مین اون کے والد ماجد امام حسن نے ایک تعویذ انکے بازو پر باندھکر فرمایا تھا کہ جب تم کو سخت غم و اندوہ لاحق ہو تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا اور جو کچھ اس مین لکھا ہے اوس پر عمل کرنا۔ حضرت قاسم نے دل مین کہا کہ اب اس سے زیادہ غم و اندوہ کیا ہوگا فوراً تعویذ کھولکر پڑھا تو اوس مین لکھا تھا کہ اے قاسم مین وصیت کرتا ہون کہ جب میرے بھائی حسین کو بمقام دشت کربلا شامیان دغاباز کے پنجۂ ظلم مین گرفتار دیکھنا تو اپنا سر اون کے قدمون پر نثار کر دینا۔ حضرت قاسم یہ پڑھکر خوش ہو گئے اور امام حسین کے پاس آکر اونھون نے وہ تحریر پیش کی۔ امام حسین اوس کو دیکھکر رونے لگے اور حضرت قاسم بھی ضبط گریہ پر قادر نہو سکے۔ جب سکون ہوا تو حضرت قاسم نے بالتجا و زاری جنگ کی اجازت حاصل کی اور میدان قتال جاکر باوجود صغر سنی مقابلۂ عظیم کیا چنانچہ بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اونھون نے پینتیس ۳۵ آدمی تیر اور تلوار سے قتل کیے

اور روضۃ الشہدا مین ہے کہ تقریباً تیس ۳۰ پیادے اور پچاس ۵۰ سوار تہ تیغ کیے اور اور چاہا کہ صفون کو پھاڑ کر باہر نکل آئین ناگہان اعدا نے یکبارگی ایسی تیرباری کی کہ حضرت قاسم کا گھوڑا بیکار ہوگیا اور شیبہ نے حضرت قاسم کے سینے پر نیزہ مارا حضرت قاسم نے اس زخم

کھا چکے تھے شیث کے نیزے سے مجروح ہوکر گر پڑے اور آواز دی کہ اے عم محترم
میری خبر لیجئے۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب حضرت قاسم بن حسن عمرو بن سعد بن نفیل ازدی
کی ضرب شمشیر سے مجروح ہوکر زمین پر گرے تو آواز دی کہ اے چچا جان مجھ
خستہ جان کی خبر لیجئے یہ سنتے ہی امام حسین شکاری پرند کی طرح جھپٹ کر حضرت
قاسم کے پاس پہونچے اور مثل شیر پرغضب عمرو پر حملہ آور ہوئے۔ اُس نے
امام حسین کی تلوار ہاتھ پر روکی تو ہاتھ کہنی سے کٹ گیا اور وہ چیخنے لگا۔ سواران
کوفہ عمر کو بچانے کے قصد سے ایسا ٹوٹ پڑے کہ عمرو اون کے گھوڑون کے ٹاپون سے
کچل کر مر گیا۔ جب غبار صاف ہوا تو امام حسین نے حضرت قاسم کو خاک و
خون مین غلطان دیکھکر کہا کہ اے فرزند جس قوم نے تجھے قتل کیا ہے خدا اوسکو
ملعون ابدی فرمائے۔ قیامت کے دن تیرے جد امجد اس قوم سے تیرے
خون کے مدعی ہونگے۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ بن
ابی طالب اور جعفر بن علی بن ابی طالب پر حملہ کر کے اونکو شہید کیا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت عباس بن علی نے عزیزون اور
بھائیون کو یکے بعد دیگرے قتل ہوتے دیکھا تو اون کی آنکھون سے خون ٹپک
علم لئے ہوئے امام حسین کے سامنے آکر کہنے لگے کہ اب حضور مجھے بھی اجازت جنگ عطا کریں کیونکہ

خبر دہ ترواز سب بتعاود اذنی گفت یا عماہ ادرکنی
فی الکامل فحمل علیه عمرو بن سعد بن نفیل الازدی فضرب رأسه بالسیف فسقط القاسم الی الارض لوجهه وقال یا عماه فانقض الحسین کالصقر ثم شد شدة لیث اغضب فضرب عمرا بالسیف فاتقاه بیده فقطعها من المرفق فصاح وحملت خیل الکوفة لیستنقذوا عمرا فاستقبلته بصدورها ووطئته وجالت علیه فوطئته حتی مات وانجلت الغبرة والحسین واقف علی راس القاسم وهو یفحص برجلیه والحسین یقول بعدا لقوم قتلوك ومن خصمهم فیك یوم القیامة جدك
وفی تاریخ ابن جریر قال هانی بن ثبیت الحضرمی شد علی عبدالله بن علی بن ابی طالب فقتله ثم شد علی جعفر بن علی فقتله

روضۃ الاحباب کہ عباس بن علی کہ علمدار [illegible] چون برادران [illegible] دیدہ [illegible] بر [illegible] امام [illegible] اجازت [illegible]

بھائیون کی مفارقت ہمپر بہت شاق ہو رہی ہے یہ سنکر امام حسین رونے لگے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میری جان آپ پر فدا ہو اب میرا دل زندگی سے سیر ہوگیا ہے چاہتا ہون کہ جہان تک ممکن ہو ان ظالمون سے انتقام لون۔

اور روضۃ الشہدا مین ہے کہ امام حسین نے حضرت عباس کی یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اگر تمہاری یہی تمنا ہے تو بسم اللہ جاؤ مگر پہلے دشمنون سے قطع حجت کر لو یعنی جو کچھ مین کہون اون کے سامنے بیان کرو اور جب وہ نہ مانین تو تو اون سے لڑو یہ فرماکر جو کچھ کہنا تھا آپ نے حضرت عباس سے کہدیا اور اون کو رخصت کیا۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت عباس علمدار میدان جنگ مین پہونچے تو اونھون نے گھوڑے کو روک لیا اور دشمنون سے مخاطبہ کرکے کہا کہ اے قوم فرزند رسول خدا فرماتا ہے کہ میرے بھائیون اور میرے ہواخواہون کو تم قتل کر ڈالا اب کم از کم اتنا کرو کہ ہم کو تھوڑا پانی دیدو تاکہ بچے اور عورتین تشنگی سے ہلاک نہون اور اگر پانی بھی نہ دو تو راستہ دے دو کہ اطفال باقی ماندگان کو بلاد روم یا ہند کیطرف لے کر چلا جاؤن۔ حضرت عباس کا پر درد کلام سنکر بعض تو خاموش رہے اور اکثر زار زار رونے لگے لیکن شمر بن ذی الجوشن اور شبث بن ربعی نے سامنے آکر کہا کہ اے علی کے بیٹے اپنے بھائی سے کہو کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہوکر ہمارے تصرف مین آجائے

تب بھی ہم اوس میں سے ایک قطرہ تم کو اوس وقت تک نہ دینگے جب تک یزید کی بیعت نہ کرو گے حضرت عباس دشمنوں پر نفرین کرتے ہوئے واپس آئے اور جو کچھ شمر وغیرہ نے کہا تھا امام حسین کی خدمت مین عرض کیا۔ امام حسین نے فرط غم سے اپنا سر جھکا لیا۔ ناگہان خیمے مین صدائے العطش العطش بلند ہوئی ۔ حضرت عباس اہلبیت رسالت کی فریاد وزاری سُنکر بیتاب ہوگئے اور مشک لیکر فرات کی جانب روانہ ہوئے ۔ راوی کہتا ہے کہ دریائے فرات پر ابن سعد کی چار ہزار فوج متعین تھی ۔ جب حضرت عباس نے اُدھر کا رخ کیا تو وہ فوج مانع اور سدراہ ہوئی۔ حضرت عباس نے اون لوگون سے سوال کیا کہ آیا تم کافر ہو یا مسلمان ؟ انھون نے کہا کہ ہم مسلمان ہین حضرت عباس بولے کہ مذہب اسلام مین کہان جائز ہے کہ سگ وخوک اور دام ودد اور چرند وپرند تو اس دریا سے سیراب ہون اور پیغمبر کے نور نظر وفاطمہ زہرا کے لخت جگر محروم رہین کیا تم کو تشنگی روز قیامت کا ذرا بھی خوف نہین ہے ۔ یہ سُنکر گروہ اشقیا کے پانچسو جوانون نے دور سے حضرت عباس پر تیر برسانا شروع کیا۔ حضرت عباس نے حملہ کر کے اونہین سے اکثر کو مار گرا دیا۔ اور باقی اِدھر اودھر متفرق ہوگئے۔ حضرت عباس نے گھوڑے کو دریا مین ڈالا ہی تھا کہ پھر ابن سعد کے سوارون نے آکر گھیر لیا۔ حضرت عباس نے

دریا سے باہر نکلکر للکارا اور حملہ کرکے اون سوارون کو بھی منتشر کر دیا۔ اسی طرح کئی بار حملہ کرنے کے بعد گھاٹ پر پہونچکر مشک پانی سے بھرلی اور اور داہنے ہاتھ مین مشک کو لئے ہوئے خیمے کی جانب روانہ ہوئے ناگہان عمر بن سعد کی فوج نے اون کو پھر چارون طرف سے گھیرلیا اور نوفل بن ازرق شامی نے اچانک خنجر کی ایسی ضرب لگائی کہ حضرت عباس علمدار کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اونھون نے فوراً مشک بائین کندھے پر رکھ لی۔ دشمنون نے نرغہ کرکے بایان ہاتھ بھی قلم کرڈالا۔ حضرت عبّاس نے مشک دانتون سے پکڑ لیا اتنے مین ایک شقی نے ایسا تیر مارا کہ مشک مین سوراخ ہو گیا اور جتنا پانی اوس مین تھا سب گر کر خاک مین مل گیا۔ حضرت عباس مجروح ہوکر گھوڑے سے گر پڑے اور آواز دی کہ اے بھائی اپنے بھائی کی خبر لیجیے حضرت عبّاس کی یہ صدا سُنکر امام حسین نے بے اختیار ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور پیادہ پا حضرت عباس کے پاس جا پہونچے دیکھا کہ حضرت عباس کی لاش خاک و خون مین مخلوط پڑی ہوئی ہے اور اون کی روح خاکدان فنا سے گلستان بقا کی جانب پرواز کرچکی ہے۔ یہ دیکھکر امام حسین پر ایسا غم و الم طاری ہوا کہ بے اختیار حضرت عبّاس کی لاش پر گر پڑے اور رونے لگے۔ **صاحب[1] روضۃ الاحباب** لکھتے ہین کہ اکثر تاریخون مین مذکور ہے کہ اوس وقت امام حسین یہ فرمار ہے تھے کہ اہ اب میری کمر ٹوٹ گئی۔

[1] صاحب روضۃ الاحباب میفرماید کہ در بیشتر تواریخ مذکور است کہ حضرت امام حسین بعد از شہادت عباس فرمود کہ الآن انکسر ظہری یعنی اکنون

اور روضۃ الشہدا مین ہے کہ جب امام حسین نے دیکھا کہ میرے رفقا اور اعزا شہید ہو چکے تو اونھون نے بنفس نفیس مسلح ہو کر میدان جنگ کا قصد کیا۔ حضرت علی اکبر دوڑکر امام حسین کے قدمون پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار خدا نہ کرے کہ مین بغیر آپ کے ایک دن بھی زندہ رہون۔ آپ مجھے ان ظالمون مین نہ چھوڑین اور اتنا توقف فرمائین کہ مین اپنی جان آپ پر فدا کرون۔ حضرت علی اکبر کی یہ تقریر سُن کر مخدرات عصمت روتی پیٹتی خیمے سے باہر نکل آئین اور علی اکبر کو میدان جنگ مین جانے سے مانع ہوئین۔ امام حسین نے رو کر فرمایا کہ اے لخت جگر مین کس دل سے تجھے لڑنے کی اجازت دون مگر حضرت علی اکبر نے اجازت حاصل کرنے مین الحاح وزاری کے ساتھ اسقدر مبالغہ کیا کہ امام حسین نے مجبور ہوکر بادل ناخواستہ اون کے بدن پر ہتیار لگائے زرہ اور جوشن پہنایا حضرت علی مرتضی کا کمر بند زیب کمر کرکے خود فولادی سر پر رکھا اور اسپ عقاب پر سوار کیا یہ حال دیکھکر حضرت علی اکبر کی ماں بہنین گھوڑے کی باگ اور رکاب سے لپٹ گئین اور خون کے آنسو آنکھون سے برسانے لگین امام حسین نے فرمایا کہ اب تم اُنھین چھوڑ دو یہ یہ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہین۔ الغرض حضرت علی اکبر ماں باپ بہن اور اعزا سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین پہونچے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر کی عمر اوس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔

اون کا چہرہ آفتاب کے مثال تھا ۔ اون کے گیسوئے معنبر مشک ختا کو شرمندہ کرتے تھے اور لوگ اونھین جناب رسالتماب سے تشبیہ دیتے تھے ۔ جب حضرت علی اکبر عرصۂ قتال مین پہونچے تو میدان اون کے نور جمال سے منور ہوگیا ۔ اہل شام اون کو دیکھکر بہ نظر تحیّر پوچھنے لگے کہ یہ جوان کون ہے ؟ عمر بن سعد نے کہا کہ یہ حسین کا فرزند ہے اور شکل و شمائل و خلق وحلم مین رسولخدا سے بہت مشابہت رکھتا ہے ۔ علی اکبر نے اپنے گھوڑے کو جولان کرکے یہ شعر بطور رجز کے پڑھا ؎

انا علی بن الحسین بن علی — نحن ورب البیت اولی بالنبی

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر نے ہر چند مبارز طلب کیا مگر کوئی اون کے سامنے نہ آیا ۔ علی اکبر خود فوج مخالف میں گھس پڑے اور جسطرف رُخ کرتے تھے کشتون کے ڈھیر لگا دیتے تھے ۔ لڑتے لڑتے پیاس کی شدت ہوئی تو امام حسین کی خدمت مین آکر کہنے لگے کہ اے بابا جان پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے اگر تھوڑا پانی ملجاتا تو اِس قوم جفاکار کو اونکے ظلم وستم کا مزہ چکھا دیتا ۔ یہ سنکر امام حسین رونے لگے اور اپنی انگوٹھی حضرت علی اکبر کے منھ مین رکھدی ۔ جب اون کو انگشتری کی برکت سے گونہ سکون معلوم ہوا تو وہ پھر میدان جنگ مین پہونچکر مبارز طلب ہوے ۔ عمر بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا کہ اگر تو اِس جوان کا کام تمام کرے تو مین تجھے رَے

موصل کی حکومت ابن زیا سے دلادون اوس نے کہا کہ لیکن ایسا نہو کہ فرزند رسول کے قتل کا مرتکب ہون اور تو پھر بھی وعدہ وفا نکرے ابن سعد نے قسم کھا کر اپنی انگوٹھی بطور ضمانت طارق کو دی۔ طارق انگوٹھی لے کر میدان قتال مین پہونچا اور پہونچتے ہی اوس نے حضرت علی اکبر پر نیزے کا وار کیا۔ علی اکبر نے اوسکے حملے کو رد کرکے ایسا نیزہ مارا کہ طارق کی پشت سے دو بالشت باہر نکل گیا اور طارق گھوڑے سے گر کر واصل جہنم ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی طرح حضرت علی اکبر نے طارق کے دو بیٹون کو بھی فی النار کیا۔ یہ حال دیکھکر عمر بن سعد کا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ عمر بن سعد نے حکم ابن طفیل اور ابن نوفل کو ہزار ہزار سوارون کی جمعیت کے ساتھ علی اکبر سے لڑنے کو بھیجا۔ حضرت علی اکبر نے نیزہ اوٹھا کر ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ سب پسپا ہوگئے اتنے مین حضرت علی اکبر پر پھر پیاس کا غلبہ ہوا اور وہ امام حسین کی خدمت مین آکر کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار العطش العطش۔ امام حسین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اونھون نے فرمایا کہ اے جان پدر صبر کرو اب جلد آب کوثر سے سیراب ہوا چاہتے ہو۔ یہ سنکر حضرت علی اکبر مکرر میدان جنگ کو سدھارے ناگاہ لشکر اشقیا نے یکبارگی چارون طرف سے اون کو گھیر لیا اور نیزۂ و تیر و شمشیر سے زخمی کرنا شروع کیا۔ نوبت باینجا رسید کہ حضرت علی اکبر ہمشکل پیغمبر ابن نمیر یا مرۃ بن منقذ کے

نیزے سے زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اور گرتے ہی آواز دی کہ اے پدر بزرگوار میری خبر لیجیے۔ یہ سُنکر امام حسین میدان جنگ مین پہونچے اور جوان بیٹے کی لاش در خیمہ پر اٹھا لائے۔

اور تاریخ کامل[۲۵] مین ہے کہ مُرّہ بن منقذ نے حملہ کر کے حضرت علی اکبر کو نیزے کی ضرب سے شہید کیا اور دشمنان دین نے تلوارون سے اون کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب امام حسین نے اون کو اِس حالت سے دیکھا تو فرمایا کہ آہ اے فرزند جس قوم نے خدا و رسول کی جناب حُرمت پر دلیری کر کے تجھے قتل کیا خدا اوسکو معذب و ملعون فرمائے۔ آہ اے فرزند تیرے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے

کتاب روضۃ الاحباب[۲۶] مین ہے کہ پھر امام حسین اپنے چھوٹے بچے علی اصغر کو گھوڑے پر بٹھا کر صف اعدا کے نزدیک گئے اور کہنے لگے کہ اے قوم جفا کار تم لوگون کے زعم مین اگر گنہگار ہون تو مین ہون اس بچے نے کیا گناہ کیا ہے کاش تم اسی کو ایک گھونٹ پانی پلا دو کہ شدت تشنگی سے جان ملب ہو رہا ہے اون سنگدلون نے جواب دیا کہ ہم بغیر اجازت ابن زیاد کے تمکو اور تمہارے اطفال کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے۔ اسی اثنا مین حرملہ بن کاہل اسدی نے ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق سے گزر کر امام حسین کے بازو پر لگا۔

تاریخ کامل[۲۷] مین ہے کہ اوس ظالم نے پہلے علی اصغر کو تیر مارا پھر خنجر سے ذبح کیا اور تاریخ ابن[۲۸] واضح مین ہے کہ امام حسین نے دہ تیر

۲۵ وفی الکامل قال ... حمل علیہ مرۃ بن منقذ العبدی فطعنہ ... فقطعوہ ... الناس باسیافہم ... قال قتل اللہ قوما قتلوک ... علی الرسول و علی انتہاک حرمۃ ... علی الدنیا بعدک العفاء۔

۲۶ در روضۃ الاحباب است کہ امام مظلوم علی اصغر را بر افراشت ...

۲۷ وفی الکامل قال ... رجل من بنی اسد ... فذبحہ

۲۸ وفی تاریخ ابن واضح ...

علی اصغر کے حلق سے کھینچکر پھینکدیا اور اوس طفل معصوم کا خون بطور کفن کے اوسکے
بدن پر ملکر فرمایا کہ اے فرزند واللہ تیرا مرتبہ خدا کے نزدیک ناقہ صالح سے بڑھکر
ہے جس طرح تیرے جدامجد محمد مصطفیٰ کا رتبہ صالح پیغمبر سے بالاتر ہے۔

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر فرمایا بارالہا اگر اس وقت میری
نصرت تیری مصلحت کے خلاف ہے، تو میرے مصائب کو موجب زیادتی ثواب آخرت
فرما اور ان ظالمون سے میرا انتقام لے۔

اور روضۃ الصفا مین ہے کہ پھر امام حسین نے اپنی تلوار سے تھوڑی زمین
کھودکر علی اصغر کو دفن کردیا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب علی اصغر تک بہتّر شخص شہید ہوچکے تو مردون
مین سوا حضرت زین العابدین کے اور کوئی شخص امام مظلوم کے ساتھ باقی نہ رہا
اور بعض کتب تاریخیہ مثلاً حبیب السیر اور روضۃ الصفا وغیرہا سے مستفاد
ہوتا ہے کہ حضرت محمد باقر فرزند حضرت زین العابدین بھی کربلا مین امام حسین
کے ساتھ تھے اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اوسوقت حضرت
زین العابدین کی عمر تئیس سال کی اور حضرت محمد باقر کی عمر تین سال کی تھی

روضۃ الشہدا مین ہے کہ جب حضرت زین العابدین نے دیکھا کہ والد بزرگوار
تنہا رہ گئے تو بے اختیار خیمے سے باہر نکل آئے اور نیزہ اوٹھاکر میدان
جنگ کے عازم ہوئے باوجودیکہ اون کا بدن بیماری اور شدت ضعف کیوجہ سے کانپ رہا تھا

حب امام حسین نے اون کو میدان جنگ کی جانب جاتے ہوئے دیکھا تو بعجلت اون کے پاس پہونچکر فرمانے لگے کہ واللہ اے جان پدر بس لوٹ چلو لڑنے کا خیال بھی دل مین نہ لاؤ۔ یہ فرماکر دست گرفتہ اون کو خیمے مین واپس لائے اور سامنے بٹھاکر اون سے کہا کہ اے فرزند مین نے اپنے والدین اور جدّ امجد سے سُنا ہے کہ میری نسل تمہین سے باقی رہے گی۔ تم پدر آئمہ اہلبیت ہو اور تمہاری نسل انشاء اللہ تعالی قیامت تک منقطع نہ ہوگی۔ اب مین تم کو اپنا وصی قرار دیکر اہلبیت رسالت کو تمہاری نگرانی مین چھوڑتا ہون اور جو امانتین اب وجد سے مجھے ملی ہین تمکو سپرد کرتا ہون۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ پھر امام حسین نے وہ تمام علوم جو سوا اہلبیت رسالت کے کسی کو معلوم نہین ہین حضرت زین العابدین کو سپرد فرمائے اور پرہیز گاری و رضائے مولے کی وصیّت فرمائی نیز کتاب موصوف مین ہے کہ امام حسین کے بعد حضرت زین العابدین کی امامت اون کے آبائے طاہرین کی وصیّت کے مطابق تھی۔

کتاب روضۃ الشہدا مین ہے کہ پھر امام حسین نے قبائے خز مصری زیب تن فرمائی۔ جناب رسولخدا کا عمامہ سر پر باندھا۔ سید الشہدا حمزہ کی سپر پشت پر لگائی پدر بزرگوار کی شمشیر ذوالفقار حمائل کی اور اسپ ذوالجناح پر سوار ہوکر میدان جنگ مین تشریف لائے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ اوس وقت امام حسین یہ اشعار بطور رجز

پڑھ رہے تھے (ترجمۂ اشعار) "میں فرزند ہوں علی کا جو بنی ہاشم میں بہتر تھے میرے فخر کو یہی کافی ہے کہ میرے جدامجد خدا کے رسول اور افضل ترین مخلوق ہیں ہم زمین پر خدا کے چراغ روشن ہیں۔ میری ماں فاطمہ بنت محمد اور میرے چچا جعفر ہیں جو ذوالجناحین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ہم اہلبیت رسالت ہی میں خدا کی برحق کتاب نازل ہوئی اور وحی الٰہی و ہدایت وامر خیر کا ذکر کیا جاتا ہے"

روضۃ الشہداء میں ہے کہ اس رجز کے بعد امام حسین نے فرمایا کہ اے قوم اوس خدا سے ڈرو جو رات کو دن کرتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے اور روزی دیتا ہے۔ دیکھو اگر خدا کے قائل ہو اور رسول خدا پر ایمان رکھتے ہو تو مجھ پر ظلم نہ کرو کیونکہ میں اوسی رسول کی ذریت ہوں۔ اے قوم کیا تم کو اسکا خوف نہیں ہے کہ قیامت کے دن میرے والدین اور جدامجد تم سے خصومت کرینگے۔ بہتر جانیں میرے اصحاب و اعزا و اولاد کی تم نے ضائع کیں اور اب میرے قتل کے درپے ہو۔ اگر تمہاری نزاع حصول سلطنت کے لئے ہے تو مجھے راستہ دیدو میں حبشہ یا ترکستان کیطرف چلا جاؤں اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو تھوڑا پانی دیدو کہ میرے اہل وعیال کی حالت شدت تشنگی سے تباہ ہو رہی ہے۔ پانی دیدو گے تو میں بروز قیامت تمہارے ظلم وستم کے متعلق کوئی مخاصمت نکروں گا اور اگر تم یہ کوئی بات نہ مانو اور اپنی حرکت سے باز نہ آؤ تو جو خدا کی

مرضی ہے مین اوسپر ہر طرح صابر و شاکر ہون۔ امام حسین کا یہ کلام سنکر شمر ذی الجوشن اور شیث بن ربیع امام حسین کے برابر آکر کہنے لگے کہ اے ابن ابی تراب بات کو طول نہ دو اور تکبر کو دماغ سے نکال ڈالو تاکہ ہم تمہین عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے چلین اور تم یزید کی بیعت کرکے اس ہلاکے سے نجات پاؤ ورنہ ہم تم کو اسی حالت سے رکھینگے اور پیاس تمہین ہلاک کر ڈالے گی امام حسین نے اون کی سنگدلی اور بے حیائی دیکھکر اپنا سر جھکا لیا۔ اور روضتہ الاحباب مین ہے کہ پھر عمر بن سعد نے اپنے سپاہیون کو آواز دی کہ حسین کی باتون مین نہ پڑو اور چارون طرف سے اون کو گھیر کر تیر برساؤ پس تقریباً پندرہ ہزار آدمیون نے تیر باری شروع کی یہ حال دیکھکر امام حسین میدان قتال سے خیمے مین چلے آئے اور روضتہ الشہدا مین ہے کہ جب امام حسین نے دیکھا کہ دشمنون کا عناد ترقی کرتا جاتا ہے اور یہ لوگ خصومت سے باز نہین آتے تو دوبارہ میدان جنگ مین آکر دونون صفون کے بیچ مین کھڑے ہو گئے اور سر الشہادتین و مقتل ابی مخنف مین ہے کہ پھر امام حسین نے اتمام حجت کے لیے استغاثہ فرمایا آیا کوئی ایسا ہے جو ہماری فریاد کو پہونچے آیا کوئی ہے جو حرم رسول کی حفاظت اور ہماری اعانت و نصرت کرے اور آیا کوئی ایسا ہو جو حرم رسول اللہ کو بچائے روضتہ الاحباب مین ہے کہ پھر امام حسین نے دریا کا قصد کیا کیونکہ وہ تشنہ تھا

پیاسے تھے شمر نے اپنے لشکر کو پکار کر حکم دیا کہ دیکھو حسین پانی نہ پینے پائین اگر وہ تھوڑا بھی پانی پی لینگے تو تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنتے ہی لشکر شام امام حسین اور فرات کے بیچ مین حائل ہوگیا۔ امام حسین نے گھوڑے کو جولان کرکے ایسی شمشیر زنی فرمائی کہ تین بار صف اعدا کو درہم و برہم کردیا اور لب آب پہونچ گئے لیکن جیسے ہی اونھون نے گھوڑے کو دریا مین ڈالکر پانی پینے کا ارادہ کیا معًا ایک شامی نے آواز دی کہ اے حسین تم پانی پی رہے ہو اور فوج مخالف تمھارے خیمون مین جاکر عورات کو لوٹ رہی ہے یہ آواز سنتے ہی امام حسین پانی پھینک کر فورًا خیمے کیطرف واپس آئے مگر یہان آکر دریافت کیا تو اس خبر کی کچھ اصلیت نہ پائی اور سمجھے کہ دشمنون نے مکاری کی ہے اور مقتل ابی مخنف مین ہے کہ پھر امام حسین نے ندا کی کہ اے اُم کلثوم و اے زینب و اے سکینہ تم سب کو میرا اسلام آخری پہونچے یہ سنکر حضرت اُم کلثوم چیخ اوٹھین اور کہنے لگین کہ اے بھائی کیا آپ مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ امام حسین نے فرمایا کہ اے بہن کیونکر وہ شخص مرنے پر آمادہ نہ ہو جس کا نہ کوئی ناصر ہے نہ مددگار۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اسکے بعد امام حسین ؑ نے حضرت زین العابدین کو لپٹا کر پیار کیا اور کہا کہ اے فرزند جب مدینے واپس جانا تو میرے دوستدارون کو میرا اسلام پہونچانا اور کہنا کہ جب تم رنج غربت مین مبتلا ہو تو میرے مصائب کو

یاد کرو ... تو شکوہ ... ہے تو میری پیاس کو نہ بھولو اور

ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ ... ملا علی قاری ... بروایت احمد بن حنبل مروی

ہے کہ ... نے فرمایا کہ جس شخص کی آنکھیں ہمارے غم میں اشکبار ہوں

... مصیبت ... کے ایک قطرہ آنسو کا بہائے خدا اسکو

جنت ... عطا فرمائیگا۔

مورخ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ امام حسین پر پیاس کی ایسی شدت ہوئی کہ حضرت پانی پینے کے قصد سے نہر لب فرات پہونچے ناگہاں حصین ... تیر لگا یا کہ دہان مبارک زخمی ہوکر اوس سے خون بہنے لگا۔ امام ... چلو میں لیکر آسمان کی جانب پھینکتے تھے اور بعد حمد وثنائے الٰہی ... میں تجھ سے ان ظالموں کی شکایت کرتا ہوں جو تیرے نبی کے نواسے پر یہ ظلم و ستم کر رہے ہیں۔

اور تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ اس اثنا میں ایک کم عمر صاحبزادے ... سے امام حسین کے پاس نکلنے کا ارادہ کیا۔

حضرت زینب نے روکا اور امام حسین نے بھی فرمایا کہ اس لڑکے کو یہاں آنے نہ دو مگر وہ صاحبزادہ ... نہ رکا اور امام حسین کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ ناگہاں بحر بن کعب ... امام حسین پر حملہ کرنے کو آگے بڑھا یہ دیکھکر اوس صاحبزادے نے ... کہ ... خبیثہ کیا تو میرے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے

بحر نے ایسی تلوار لگائی کہ صاحبزادے کا ہاتھ کٹ گیا صرف تھوڑی جلد نہ کٹی تھی جس کی وجہ سے ہاتھ لٹکنے لگا۔ صاحبزادے نے صدائے یا اماہ بلند کی۔ امام حسین نے گود مین اُٹھالیا اور روکر فرمایا کہ اے فرزند صبر کر خدا تجھے تیرے آبائے صالحین جناب رسالتمآب و علی بن ابی طالب اور حمزہ اور جعفر اور حسن بن علی صلواۃ اللہ علیہم سے جلد لاحق کرنے والا ہے۔ حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ مین نے اوسوقت امام حسین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بارالٰہا ان لوگون کو برکات ارضی وسماوی سے محروم رکھ اور اگر یہ لوگ اسوقت تک چین سے رہے تو ان مین تفرقہ ڈال کر مختلف فرقے پیدا کر دے اور ان کے حاکمون سے کبھی راضی نہو اور

تاریخ کامل مین ہے کہ پھر امام حسین نے ایک زیر جامہ کہنہ منگایا اور اوس کو جابجا سے چاک کر کے پہنا تاکہ اون کی شہادت کے بعد دشمن اوسکے لینے کی طمع نہ کرین۔ اتنے مین دشمنون نے دونون جانب سے امام حسین کو گھیر لیا۔ امام حسین نے داہنی جانب والون پر ایسا حملہ کیا کہ اوس پوری جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ بعد ازان بائین طرف والون پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ اون سب کو مار کر متفرق کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ مین نے امام حسین سے زیادہ ثابت قدم اور قوی دل کسی ایسے شخص کو نہین پایا جو ہر طرح مغلوب ہو چکا ہو اور جس کے بھائی بھتیجے بیٹے عزیز اور رفیق سب قتل ہو گئے ہون۔ بخدا عمر بن سعد کے

لشکر والے امام حسین کے حملوں سے داہنے بائیں اس طرح بھاگتے تھے جس طرح بھیڑیے کے حملے سے بکریاں بھاگتی ہیں ۔ اسی اثنا میں حضرت زینب یہ کہتی ہوئی خیمے سے باہر نکل آئیں کہ کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا ۔ بعد ازاں عمر بن سعد سے کہنے لگیں کہ ہائے ابو عبداللہ الحسین قتل کیے جا رہے ہیں اور تو دیکھتا ہے ۔ یہ سنکر عمر بن سعد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اُس نے حضرت زینب کی جانب سے اپنا منھ پھیر لیا ۔ راوی کا بیان ہے کہ اوس وقت امام حسین خز مصری کی عبا پہنے اور سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے ۔ اونکے بالوں میں وسمے کا خضاب تھا اور وہ پیادہ پا اس طرح لڑ رہے تھے جس طرح بڑا بہادر سوار لڑتا ہو یہ دیکھکر شمر نے اپنے لشکر کو ڈانٹا اور کہا دلے ہو تم پر کہ شخص واحد کے قتل میں اسقدر دیر کرتے ہو جلد حسین کا کام تمام کرو ۔ یہ سنکر سب نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور زرعہ بن شریک نے امام حسین کے دست و بازو پر تلوار کے وار کیے اور حبیب السیر میں ہے کہ پھر ایک شقی نے ایسا پتھر مارا کہ امام حسین کی پیشانی مجروح ہو گئی اور خون بہنے لگا ۔ حضرت اوس کو صاف کرنا چاہتے تھے کہ دفعتًا اوسی مقام پر کسی بدبخت نے تیر مارا امام حسین نے جب اوس تیر کو کھینچ لیا تو زخم سے اسطرح خون جاری ہوا جسطرح پرنالے سے پانی بہتا ہے امام حسین نے وہ خون اپنے منہ پر مل کر فرمایا کہ اسی ہیئت سے

فتکشف عن عینیه و ثم اله الکشاف العونی اذا اشتد فیها الذئب فیها هو کذالک اذا خرجت زینب وهی تقول لیت السماء انطبقت علی الارض وقد دنا عمر بن سعد فقالت یا عمر أیقتل ابا عبد الله وانت تنظر فدمعت عیناه حتی سالت دموعه علی خدیه ولحیته وصرف وجهه عنها وکان علیه جبة من خز وکان معتما مخضوبا بالوسمة وقاتل راجلا قتال الفارس الشجاع (الی ان قال) فنادی شمر فی الناس ویحکم ما تنتظرون بالرجل اقتلوه فحملوا علیه من کل جانب فضرب زرعة بن شریک علی کفه وضرب علی عاتقه ایضا

اپنے جد امجد محمد مصطفےٰ سے ملاقات کرون گا۔

تاریخ کامل میں ہے کہ اسی حالت مین سنان ابن انس نخعی نے حملہ کر کے ایسا نیزہ مارا کہ امام حسین گر پڑے۔ سنان نے گھوڑے سے اوتر کر سر مبارک کو جسد اطہر سے جدا کیا اور خولی کو دیدیا۔

اور حیواۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ امام حسین کے قتل کا مرتکب شمر ذی الجوشن ہوا تھا۔

نیز روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب امام حسین گر پڑے تو شمر بدگوہر اون کے سینۂ اطہر پر چڑھ بیٹھا۔ امام حسین نے آنکھین کھولدین اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اوس نے کہا کہ شمر ذی الجوشن۔ امام حسین نے فرمایا کہ دامن زرہ کو اپنے چہرے سے ہٹا۔ شمر نے اپنا چہرہ کھولدیا۔ امام حسین نے دیکھا کہ اوسکے دانت سور کے دانتون کی طرح منہ سے باہر نکلے ہوے ہین۔ اسکے بعد آپنے شمر سے فرمایا کہ اپنا سینہ کھول۔ اُسنے سینہ کھول دیا۔ امام حسین نے شمر کے سینے پر برص کے داغ دیکھکر فرمایا کہ سچ کہا تھا رسول اللہ نے اے شمر تو جانتا ہے کہ آج کون دن ہے؟ اوسنے کہا کہ روز جمعہ اور عاشورہ محرم ہے۔ امام حسین نے فرمایا کہ تو جانتا ہے یہ کیا وقت ہے؟ شمر نے کہا کہ ہان خطبہ اور نماز جمعہ پڑھنے کا وقت ہے۔ امام حسین نے کہا اے شمر اسوقت خطیبان اُمت رسول منبرون پر خدائے پاک کی حمد وثنا اور میرے نانا کی مدح کرتے ہونگے اور تو میرے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا ہے۔ اے شمر جس سینے پر تو نے اپنے پاؤن رکھے ہین اوسی پر رسول خدا اپنا منہ رکھا کرتے تھے

اور جس حلق پر تو نے خنجر رکھا ہے جناب رسالتمآب اسکو بوسہ دیا کرتے تھے۔ اے شمر
اِس حالت کو خدا دیکھ رہا ہے اور ارواح انبیا بھی حاضر ہین مین اسوقت اپنے
داہنے ہاتھ کی طرف زکریا پیغمبر کو اور بائین ہاتھ کی جانب یحیٰی بن زکریا کو دیکھ رہا
ہون۔ اے شمر بیحیائی کو تھوڑی دیر کے لئے ترک کر کے میرے سینے سے اوتر
تو مین قبلہ رو ہو کر دو رکعت نماز ادا کر لون۔ شمر بے حیا امام حسین کے سینے سے
جو سفینۂ علم الٰہی تھا اوتر آیا اور حضرت روبقبلہ ہو کر نماز مین مشغول ہوے مگر افسوس
شمر نے اتنا بھی صبر نہ کیا کہ امام حسین نماز کو تمام کر لیتے۔ سجدۂ اوّل ہی مین اوسنے
سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ امام حسین کے جسم پر تیرون کے زخم کے
علاوہ تینتیس ۳۳ زخم نیزے کے اور چونتیس ۳۴ زخم تلوار کے لگے تھے۔

اور **کتاب الخطط والآثار** مقریزی مین ہے کہ امام حسین کی شہادت کے
بعد اون کا لباس دشمنون نے اوتار لیا۔ حتی کہ زیر جامہ تک بدن پر
نہ رہنے دیا۔

اور **تاریخ کامل** مین ہے کہ یزیدیون نے امام حسین کا مال و متاع لوٹ
لیا حتیٰ کہ مخدرات کے سرون کی چادرین بھی چھین لین بعد ازان شمر
نے امام زین العابدین کے قتل کا قصد کیا تو حمید بن مسلم نے ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا سبحان اللہ کیا تو اس مریض لڑکے کو بھی قتل کریگا! اتنے مین عمر بن سعد نے

آکر کہا کہ عورتون کے خیمے میں کوئی نجائے اور نہ اِس مریض لڑکے سے متعرض ہو۔
اسکے بعد عمر بن سعد نے اپنے رفقا کو آواز دی کہ تم مین کون ایسا ہے جو حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کرے۔ یہ سُنکر دس آدمی اس حرکت قبیح پر آمادہ ہو گئے۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ عمر بن سعد نے دس آدمیون کو حکم دیا کہ حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالین۔

اور تاریخ خمیس مین ہے کہ جب امام حسین شہید ہو چکے تو عمر بن سعد کے حکم سے دشمنون نے گھوڑون پر سوار ہو کر امام حسین کے جسد اطہر کو پامال کر ڈالا

اور سر الشہادتین مین ہے کہ عمر بن سعد اور شمر کے حکم سے چند نفر نے گھوڑون پر سوار ہو کر امام حسین کے جسم کو پامال کیا۔

نیز تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ عمر بن سعد کے حکم سے سوارون کی ایک جماعت نے امام حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کیا۔

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ امام حسین کے واقعہ شہادت پر مدینے مین سب سے پہلے حضرت اُمّ سلمہ نے نوحہ و بکا کیا کیونکہ رسول مقبول نے اونکو ایک شیشہ پُر از خاک کربلا دیکر فرمایا تھا کہ جس وقت یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسین شہید ہوئے چنانچہ جب وہ خاک خون ہو گئی تو حضرت ام سلمہ نے واحسینا کی صدا بلند کی اور اونکا واویلا سُنکر عورات مدینہ مین ایسا کہرام برپا ہوا کہ کبھی نہین سُنا گیا تھا

مستدرکؔ حاکم و دلائل النبوۃ بیہقی مین حضرت اُم سلمہ سے مروی ہے کہ جسدن امام حسین شہید ہوے مین نے رسول اللہ کو خواب مین اس حال سے دیکھا کہ رو رہے ہین اور آپکے سر اور ریش مبارک کے بال خاک آلودہ ہین مین پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی مین مقتل حسین پر گیا تھا۔

اور صواعقؔ محرقہ مین حضرت اُم سلمہ سے روایت ہے کہ جسدن حسین شہید ہوے مین نے یہ آواز غیبی سُنی کہ اے حسین کے قتل کرنے والو تم کو عذاب اور ذلت کی بشارت ہو۔ تم لوگ سلیمان اور موسیٰ اور عیسیٰ کی زبانون پر ملعون ہوئے ہو۔ اُم سلمہ کہتی ہین کہ مین یہ سُنکر رونے لگی اور جس شیشے مین خاک کربلا تھی اوسپر نگاہ کی تو دیکھا کہ اوسکے ذرّات سے خون تازہ جاری ہے۔

اور مسند احمدؔ و دلائل النبوۃ بیہقی مین عبداللہ بن عبّاس سے مروی ہے کہ مین نے دوپہر کے وقت خواب مین رسول اللہ کو اس حالت سے دیکھا کہ آپ کے بال پریشان اور غبار آلودہ ہین اور آپکے ہاتھ مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یہ کیسا خون ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ خون حسین اور اوسکے رفقا کا ہے جسکو اس شیشے مین اوٹھا رہا ہون ابن عبّاس کہتے ہین کہ امام حسین اوسی روز شہید ہوئے جس روز مینے یہ خواب دیکھا تھا۔

مؤرخ ابن اثیرؔ نے تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ واقعۂ شہادت کے بعد

له واخرج الحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الدلائل عن ام سلمة قالت رأیت رسول الله فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب وهو یبکی فقلت مالك یا رسول الله فقال شهدت مقتل الحسین آنفا ۔

له و فی الصواعق قالت ام سلمة فلما کانت قتل الحسین سمعت قائلا یقول ایها القاتلون جهلا حسینا ابشروا بالعذاب والتذلیل قد لعنتم علی لسان ابن داود وموسی وحامل الانجیل ۔ قالت فبکیت وفتحت القارورة فاذا الحصیات قد جرت دما ۔

سه واخرج احمد فی المسند والبیہقی فی الدلائل عن ابن عباس رضی الله عنهما قال رأیت النبی صلعم فی النوم ذات یوم بنصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم فقلت یا رسول الله ماهذه قال دم الحسین واصحابه لم ازل التقطه منذ الیوم فاحصی ذلك الیوم فوجدت قد قتل ذلك الیوم ۔

سمه قال ابن الاثیر الجزری ۔

دو تین مہینے تک طلوع آفتاب کے وقت سے کچھ دن چڑھے تک لوگون کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مکانون کی دیوارین خون آلودہ ہو رہی ہین اور راس الجالوت سے روایت ہے کہ مین جب کبھی کربلا ہو کر گزرتا تھا تو گھوڑے کو جلد اُس سرزمین سے نکال لے جاتا تھا کیونکہ ہم مین یہ مشہور تھا کہ زمین کربلا پر ایک نبی زادہ قتل ہوگا لیکن واقعہ شہادت امام حسین کے بعد وہ خیال جاتا رہا اور مین نے کربلا سے گزرتے وقت گھوڑے کا بھگانا چھوڑ دیا۔

اور سر الشہادتین مین بروایت بیہقی و ابو نعیم بصرۂ ازدیہ سے مروی ہے کہ جب امام حسین قتل ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ اور بروایت بیہقی و ابو نعیم زہری سے مروی ہے کہ روز شہادت حسین بیت المقدس مین جو پتھر اوٹھایا جاتا تھا اوسکے نیچے خون تازہ نظر آتا تھا۔ اور بروایت بیہقی علی بن مسہر سے مروی ہے کہ میری دادی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حسین قتل ہوئے تو مین جوان تھی۔ مین نے دیکھا کہ آسمان چند روز حسین پر گریان رہا۔

اور دُرِّ منثور سیوطی مین تحت تفسیر آیہ فما بکت علیهم السماء مروی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو چار مہینے تک آسمان سرخ رہا۔ عطا کہتے ہین کہ آسمان کا رونا اوسکے کنارون کے سرخ ہوجانے سے مراد ہے اور بروایت بیہقی جمیل بن مرہ سے مروی ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد اون کے اونٹ یزید کے لشکر والے پکڑ لے گئے اور ذبح کرنے کے بعد پکا کر چکھا تو

ومكثت الناس شهرين او ثلاثة كأنما لطخت الحوائط بالدماء ساعة صلاة الغداة حتى ترتفع الشمس قال راس الجالوت ما مررت بكربلاء الا وانا اركض دابتي حتى اخلف المكان لانا كنا نتحدث ان ولد نبي يقتل بذلك المكان فلما قتل الحسين امنت فكنت اسير ولا اركض

سر الشهادتين قال اخرج البيهقي وابو نعيم عن بصرة الازدية قالت لما قتل الحسين مطرت السماء دما واخرج البيهقي وابو نعيم عن الزهري قال بلغني ان يوم قتل الحسين لم يقلب حجر من حجارة بيت المقدس الا وجد تحته دم عبيط واخرج البيهقي عن علي بن مسهر قال حدثتني جدتي قالت كنت ايام قتل الحسين جارية شابة فكانت السماء اياما تبكي

الدر المنثور للسيوطي في تفسير قوله تعالى فما بكت عليهم السماء الاية قال لما قتل الحسين احمرت آفاق السماء اربعة اشهر عن عطاء قال بكاؤها احمرار اطرافها واخرج البيهقي عن جميل بن مرة قال اصابوا ابلا في عسكر الحسين يوم قتل فنحروها وطبخوها فصارت

وہ گوشت مثل حنظل کے کڑوا ہوگیا حتّیٰ کہ اوسکو کوئی نہ کھا سکا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ جب امام حسین شہید ہو چکے تو اون کے اور اُن کے اصحاب کے سرون کو اوسی دن عمر بن سعد نے خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ خولی وہان پہونچا تو اوس وقت دارالامارہ کا دروازہ بند تھا۔ خولی نے امام حسین کے سر کو اپنے گھر مین جا کر ایک ظرف مین رکھدیا اور اپنے بستر پر جا کر بی بی سے کہنے لگا کہ مین ایک ایسی چیز لے کر آیا ہون جس کو زمانے کی دولت کہنا چاہئیے۔ دیکھ یہ حسین کا سر ہے۔ اوس کی بی بی نے کہا کہ تجھ پر وائے ہو لوگ تو سونا چاندی لے کر آئے اور تو فرزند رسول کا سر لایا۔ بخدا مین کبھی تیرے ساتھ نہ رہون گی یہ کہکر وہ عورت وہان گئی جہان امام حسین کا سر رکھا ہوا تھا۔ اوس کا بیان ہے کہ قسم خدا کی مینے دیکھا کہ سر مبارک سے آسمان تک ایک نور مثل ستون کے ساطع ہے اور ایک طائر سفید اوسکے گرد چکر لگا رہا ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو خولی اوس سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیاد نے دربار منعقد کر کے سر اپنے سامنے رکھوا منگائے اور امام حسین کے لب و دندان پر چھڑی لگانے لگا۔ زید بن ارقم وہان حاضر تھے۔ اونھون نے کہا کہ اے ابن زیاد اپنی چھڑی ہٹا لے۔ واللہ مین نے رسول اللہ کو ان دانتون اور ہونٹون پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

مثل العلقم فما استطاع ان یسیغوا منها شیئا. ولما قتل الحسین ارسل راسہ و رؤس اصحابه مع خولی بن یزید و حمید بن مسلم الازدی الی عبید اللہ بن زیاد فاقبل بہ الخولی فاراد القصر فوجد باب القصر مغلقا فاتی منزلہ فوضع الراس تحت اجانۃ فی منزلہ ودخل فراشہ وقال لامراتہ النوار جئتک بغنی الدھر ھذا راس الحسین معک فی الدار فقالت ویلک جاء الناس بالذھب والفضۃ وجئت براس ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یجمع راسی و راسک بیت ابدا وقامت من الفراش الی الدار ... قالت فواللہ ما زلت انظر الی نور یسطع مثل العمود من السماء الی الاجانۃ ورایت طیرا بیضا ترفرف حولھا فلما اصبح غدا بالراس الی ابن زیاد فاحضرہ بین یدیہ ... وجعل ینکت بقضیب بین ثنیتیہ ساعۃ فلما راہ زید بن ارقم لا یرفع قضیبہ قال اعل بھذا القضیب عن ھاتین الثنیتین فوالذی لا الہ غیرہ لقد رایت شفتی رسول اللہ صلعم علی ھاتین الشفتین یقبلھما

مؤرخ ابن اثیر تاریخ موصوف مین لکھتا ہے کہ امام حسین کی شہادت کے
بعد عمر بن سعد دو دن کربلا مین مقیم رہا بعد ازان مخدرات اہلبیت اور امام زین العابدین بیمار کو اپنے ساتھ لے کر عازم کوفہ ہوا۔ جب یہ قافلہ اودھر سے گزرا جہان امام حسین اور اونکے اعزا و رفقا کی لاشیں پڑی ہوئی تھین تو مخدرات اہلبیت اون لاشون کو دیکھکر نوحہ و بکا مین مصروف ہوئین اور اپنے رخسارون پر طمانچے مارنے لگین۔ حضرت زینب نے چلا کر فریاد کی کہ اے نانا محمد آپ پر ملائکہ سماوات نے نماز پڑھی اور یہ آپ کا حسین خون مین آلودہ ٹکڑے ٹکڑے جنگل کی جلتی ریت پر پڑا ہوا ہے۔ آپ کی بیٹیان قیدی بنائی گئین اور آپ کی ذریت مقتول ہوئی جن کے حال پر باد صبا خاک تأسف اڑاتی پھرتی ہے۔ حضرت زینب کا یہ کلام سنکر دوست کیا دشمن تک رونے لگے اور جسوقت یہ قافلہ ابن زیاد کے دربار مین داخل ہوا حضرت زینب نہایت ہی ذلیل اور خراب لباس پہنے ہوئے تھین۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ جب ابن زیاد قصر امارت میں آیا تو نماز کے لئے اذان کہی گئی اور لوگ مسجد مین جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے منبر پر جاکر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے حق کو ظاہر کیا امیر المومنین یزید اور اوسکے گروہ کو فتح دی اور (نعوذ باللہ) کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اون کے شیعون کو قتل کیا۔ ابن زیاد کی یہ تقریر سنکر

سلہ قال ابن الاثیر واقام عمر بن سعد بعد قتل الحسین یومین ثم ارتحل الی الکوفة وحمل معه بنات الحسین واخواته ومن کان معه من الصبیان وعلی بن الحسین مریض فاجتازوا بهم علی الحسین واصحابه صرعی فصاح النساء ولطمن خدودهن وصاحت زینب اخته یا محمداه صلی علیک ملائکة السماء هذا الحسین بالعراء مرمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتك سبایا وذریتك مقتلة تسفی علیها الصبا فابکت کل عدو وصدیق فلما ادخلوا علی ابن زیاد لبست زینب ارذل ثیابها۔ عه وفی تاریخ ابن جریر قال لما دخل عبید الله القصر نودی الصلاة جامعة فاجتمع الناس فی المسجد الاعظم فصعد المنبر فقال الحمد لله الذی اظهر الحق واهله ونصر امیر المؤمنین یزید بن معاویة وحزبه وقتل الکذاب ابن الکذاب الحسین بن علی وشیعته (الی ان قال) فلما تم

عبداللہ بن عفیف ازدی نے کہا کہ اے مرجانہ کے بیٹے تو کذاب تیرا باپ کذاب نیز وہ کذاب اور اوسکا باپ کذاب جس نے تجھکو یہان کا حاکم کیا ہے اے ابن مرجانہ تو اولادِ نبی کو قتل کرتا ہے اور صدیقون کی ایسی باتین بناتا ہے۔ ابن زیاد نے غصے مین آکر کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگ عبداللہ بن عفیف کو اوسکے پاس لے گئے۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ ابن زیاد نے عبداللہ بن عفیف کو قتل کرکے دار پر چڑھا دیا اور امام حسین کے سر کو کوفے کی گلیون مین پھرایا ××× بعد ازان ابن زیاد نے امام حسین اور اونکے اصحاب کے سرون کو زحر بن قیس یا شمر کی معیت مین بجانب شام یزید کے پاس بھیجا اور اون سرون کے ساتھ امام زین العابدین کو طوق و زنجیر مین جکڑ کے اور مخدرات اہلبیت کو شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے روانہ کیا۔

حیواۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ دوپہر کو یہ قافلہ ایک دیر کے قریب پہنچکر قیلولہ کرنے کے لئے ٹھہر گیا تو لوگون نے دیر کی دیوار پر ایک شعر لکھا ہوا دیکھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ "جن لوگون نے حسین کو قتل کیا ہے کیا وہ حسین کے جد کی شفاعت کے بھی امیدوار ہین" قافلے والون نے راہب سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہے اوسنے کہا کہ یہ اب کا لکھا ہوا نہین ہے بلکہ ہم سنتے چلے آتے ہین کہ تمہارے نبی کی بعثت سے پانچسو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے اور سر الشہادتین مین بروایت ابن عساکر منہال بن عمرو

عبداللہ بن عفیف الازدی فقال یا ابن زیاد یا ابن مرجانہ ان الکذاب ابن الکذاب انت وابوک والذی ولاک وابوہ یا ابن مرجانۃ اتقتلون ابناء النبیین وتکلمون بکلام الصدیقین فقال ابن زیاد علی بہ ... فاخذوہ ... قال

فی الکامل فقتلہ وامر بصلبہ فی السبخۃ فصلب رحمہ اللہ وامر ابن زیاد براس الحسین فطیف بہ فی الکوفۃ ثم ارسل ابن زیاد راس الحسین وروس اصحابہ مع زحر بن قیس وقیل مع شمر الی الشام

الی یزید وارسل معہ النساء والصبیان وفیھم علی بن الحسین قد جعل ابن زیاد الغل فی یدیہ ورقبتہ وحملھم علی الاقتاب ۱۲ فی الحیوۃ الحیوان للدمیری

فی الطریق ... نزلوا ... دیر ... یقیلوا ... فوجدوا مکتوبا علی بعض جدرانہ

اترجو امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب فسالوا الراہب عن السطر ومن کتبہ فقال انہ مکتوب ھھنا من قبل ان یبعث نبیکم بخمس مائۃ عام ۱۲ فی سر الشہادتین اخرج ابن عساکر عن المنہال بن عمرو

سے مروی ہے کہ (دمشق پہونچنے کے بعد) امام حسین کا سر نیزے پر کرکے تشہیر کیا
گیا تو ایسی جگہ سے گزرا جہان ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اِس
آیت پر پہونچا کہ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیتنا
عجبا یعنی آیا تم جانتے ہو کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری قدرت کی عجیب
نشانی تھے تو واللہ امام حسین کا سر بحکم خدا گویا ہوا کہ اعجب من اصحاب
الکھف قتلی وحملی یعنی میرا قتل اور میرے سر کو نیزے پر بلند کرنا اصحاب
کہف کے قصے سے کہین زیادہ عجیب ہے۔

اور حبیب السیر[1] مین ہے کہ دمشق پہونچکر سرہائے شہدا اور امام زین العابدین
اور مخدرات اہلبیت کو یزید کے دربار مین لے گئے تو اوسنے امام حسین کے سر کو
ایک طشت مین رکھوا کر اپنے سامنے منگوایا۔

اور تاریخ کامل[2] مین ہے کہ یزید لوگون کو جمع کرکے اون کے سامنے امام حسین
کے دانتون پر چھڑی کی ضرب لگانے لگا۔ یہ دیکھکر ابو برزہ اسلمی نے کہا
کہ اے یزید اپنی چھڑی کو اِن دانتون سے ہٹالے مین نے بارہا
رسول اللہ کو انھیں چوستے ہوئے دیکھا ہے۔ سُن اے یزید جب
بروز قیامت میدان حشر مین آئیگا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور حسین
کے شفیع اون کے جد امجد محمد مصطفےٰ ہونگے۔

اور وسیلۃ النجاۃ ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی مین ہے کہ یزید نے

قال انا واللہ رأیت حین رأس الحسین بدمشق وبین یدی الرأس رجل یقرء سورۃ الکھف حتی بلغ قولہ تعالی ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا فانطق اللہ الرأس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکھف قتلی وحملی

[1] حبیب السیر است کہ چون بدمشق رسید سر شہدا و امام زین العابدین و مخدرات اہلبیت را نزد یزید بردند و او سر امام حسین را در طشت نہادہ نزد خود طلبید

[2] وفی الکامل قال ابن الاثیر ثم اذن للناس فدخلوا علیہ والرأس بین یدیہ ومعہ قضیب فھو ینکت فی ثغرہ فقال ابو برزۃ الاسلمی انکت بقضیبک فی ثغر الحسین اما لقد اخذ قضیبک من ثغرہ ماخذا لربما رأیت رسول اللہ صلعم یرشفہ اما انک یا یزید تجیء یوم القیامۃ وابن زیاد شفیعک ویجیء ھذا یوم القیامۃ ومحمد صلعم شفیعہ

[3] وفی وسیلۃ النجاۃ

امام حسین کے سر کو چھڑی سے چھیڑ کر چند شعر پڑھے جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ ,,کاش آج میرے وہ بزرگوار جو جنگ بدر وغیرہ مین مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر مجھے داد دیتے کہ مین نے اون کا کیسا انتقام لیا اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا بیشک مین عتبہ کی نسل مین شمار نہ ہوتا اگر آل احمد سے اون تمام باتون کا جو (احمد) کر گئے ہین بدلا نہ لیتا۔ درحقیقت بنی ہاشم نے ملک گیری کے ڈھکوسلے نکالے تھے ورنہ اُون کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ وحی نازل ہوئی۔

روضۃ الاحباب؎ مین ہے کہ جب حضرت زینب نے امام حسین کے سر کو دیکھا تو واجداہ واحمداہ کی فریاد بلند کر کے کہا کہ اے یزید تو نے اپنی عورتون کو پردے مین بٹھایا اور دختران محمد مصطفےٰ کو بھرے دربار مین بلایا۔ یزید نے کانپ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگون نے بتایا کہ امام حسین کی بہن زینب۔ اتنے مین حضرت ام کلثوم نے اُٹھکر کہا کہ اے یزید اجازت دے تو اپنے بھائی حسین کا سر ہاتھ مین لے کر اوسکی آخری زیارت کر لون۔ یزید نے اجازت دی۔ اُم کلثوم نے بڑھ کر امام حسین کا سر اوٹھا لیا اور منھ پر منھ ملکر اتنا روئین کہ بیہوش ہو گئین یزید نے پوچھا کہ کیا یہ عورت بھی امام حسین کی بہن ہے؟ لوگون نے کہا کہ ہان پھر یزید نے حضرت زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا کہ علی بن حسین۔ یزید بولا کہ مین نے تو سُنا تھا کہ علی بن حسین قتل کیے گئے۔ لوگون نے

کہاکہ حسین کے تین بیٹے تھے جن مین سے علی اکبر اور علی اصغر قتل ہوے اور یہ علی بن حسین بیمار تھے اس وجہ سے ان کو قید کرکے لائے ہین۔

روضۃ الاحباب سے ملخصاً منقول ہے کہ امام زین العابدین نے یزید سے کہاکہ اے یزید میرے باپ اور اعزا کے سر مجھے دیدے تاکہ اون کے بدن سے ملحق کرکے دفن کرون اور مجھکو مع زنانِ اہلبیت مدینے جانے دے کہ وہان اپنے جدّ امجد کے روضے کی مجاورت اور اپنے پروردگار کی عبادت مین مشغول رہون۔ نیز کل بروز جمعہ مجھے اسقدر موقع دے کہ منبر پر جاکر خدا اور رسول کی مدح و نعت اداکرون۔ یزید نے اِن باتون کو منظور کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو امام زین العابدین نے منبر پر جاکر ایسا فصیح و بلیغ خطبۂ حمد و نعت پڑھاکہ لوگ متحیر ہو گئے اور ایسے مؤثر طریقے سے مقاصد وعظ و پند بیان فرمائے کہ سنگ دلون کے دل بھی موم کی طرح پگھلنے لگے بعد اسکے ارشاد کیا کہ اے اہل شام تم مین جو مجھے نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مین فرزند رسول مختار ہون۔ مین فرزند سرور اخیار ہون۔ مین فرزند سردار یثرب و بطحا ہون مین فرزند شہسوار میدان ہل اتیٰ ہون۔ مین سبط رسول حسن مجتبےٰ کا بھتیجا ہون۔ نور دیدۂ مصطفےٰ سرور سینہ مرتضیٰ مبتلائے کرب و بلا حسین شہید کربلا کا بیٹا ہون۔ اتنا سننا تھا کہ اہل مجلس چیخ مار کر رونے لگے۔ یزید نے خائف ہو کر مؤذن کو اذان کہنے کا

اشارہ کیا۔ مؤذن نے او ٹھکر کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" امام زین العابدین نے فرمایا کہ الحق کوئی شئے اوسکی شان سے بزرگتر نہین ہے۔ مؤذن نے کہا "اشہدان لاالہ الا اللہ" امام زین العابدین نے فرمایا کہ سچ ہے میرا گوشت وپوست اسکا شاہد ہے پھر مؤذن نے کہا "اشہدان محمد رسول اللہ" تو امام زین العابدین نے عمامہ سر سے اوتار کر پھینکدیا اور فرمایا کہ اے مؤذن تجھے اُنھین محمدؐ کی قسم ذرا ٹھہر جا۔ یہ کہہ کر یزید سے خطاب کیا کہ اے معاویہ کے بیٹے سچ بتا کہ یہ محمدؐ رسول اللہ میرے جد ہین یا تیرے اگر تو اپنا جد بتائے تو صریح جھوٹ ہے اور اگر میرا جد کہے تو پھر تو نے میرے پدر بزرگوار کو جو بہترین آل رسول تھے کیون شہید کرایا۔ کیون اونکی مخدرات عصمت وطہارت کو گنہگار قیدیون کی طرح شہر بشہر پھرایا۔ کیون مجھے یتیم کیا اور کیون میرے جد کے دین مین رخنہ ڈال دیا۔ یہ کہہ کر امام زین العابدین نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم سچ بتاؤ کہ کیا میرے سوا تم مین کوئی ایسا ہے جس کا جد خدا کا نبی اور حبیب رہا ہو۔ یہ سُنکر اہل شام اسقدر روئے کہ اون مین سے اکثر بیہوش ہو گئے۔ یزید نے ڈر کر مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اقامت کے بعد سب نماز مین مشغول ہو گئے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ سامان سفر کر

اہلبیت رسالت کو مدینہ پہونچا دے۔

اور روضۃ الاحباب[۱] مین بر بنائے بعض روایات مذکور ہے کہ یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ تیس سوارون کی جمعیت ساتھ لے کر اہلبیت رسالت کو مدینے پہونچا آئے اور جب بیسوین صفر کو یہ قافلہ مع سرہائے شہدا کربلا پہونچا تو امام زین العابدین نے امام حسین اور دیگر شہدا کے سرون کو اونکے بدن سے ملا کر وہان دفن فرمایا۔

تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ نعمان بن بشیر قافلۂ اہلبیت کے ساتھ رات کو سفر کرتا تھا اور جب منزل پر پہونچتا تھا تو مع اپنے ہمراہیون کے قافلہ اہلبیت سے دور قیام کرتا تھا حتی کے بعد طے منازل یہ لٹا ہوا قافلہ مدینے پہونچا۔

روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ جب اہل مدینہ کو آمد اہلبیت کی خبر معلوم ہوئی تو اون مین کہرام مچگیا اور اولاد مہاجرین وانصار مین سے سب چھوٹے بڑے مرد و زن روتے ہوئے استقبال کو باہر نکلے۔

اور تاریخ کامل[۴] مین ہے کہ اوس وقت دختر عقیل بن ابی طالب چند اشعار دلفگار پڑھتی ہوئی آئین جنکا حاصل مقصود یہ ہے کہ اے امت آخرہ کے لوگو! رسول مقبول کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھینگے کہ تم نے میرے بعد میری عترت و اہلبیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جن مین سے بعض تو قید ہوئے اور بعض قتل ہو کر اپنے خون مین آلودہ پڑے ہین۔ میری ہدایت اور نصیحت کا بدلا یہ نہ تھا کہ تم نے میری

۳ قال فی الکامل وکان یسایرهم ... فاذا نزلوا تنحی عنهم هو واصحابه ... وکان یسایرهم ویلطف بهم حتی دخلوا المدینة

۴ الکامل قال وخرجت ابنة عقیل بن ابی طالب وهی تقول
ماذا تقولون ان قال النبی لکم * ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
بعترتی واهلی بعد مفتقدی * منهم اساری ومنهم ضرجوا بدم
ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم * ...

اولاد کے ساتھ ایسا بُرا سلوک کیا اور **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ ناگہان حضرت اُمّ سلمہ نالان و گریان کربلا کی خاک خون شدہ کا شیشہ ہاتھ مین لئے ہوئے مع دختر بیمار امام حسین اپنے حجرے سے باہر تشریف لائین اور جب قافلۂ اہلبیت نے حضرت اُمّ سلمہ کو اِس حالت سے آتے ہوئے دیکھا تو اُن کا سوز و گداز دونا ہو گیا۔

اور **مقتل ابی مخنف** مین ہے کہ اُمّ کلثوم با چشم گریان و دل بریان مسجد نبوی کی طرف بڑھکر کہنے لگین کہ "السّلام علیک یا جدّاہ مین آپکے پاس حسین کی خبر شہادت لائی ہون" اِس جگر خراش بین پر نوحہ و ماتم کا شور دوچند ہو گیا۔ پھر امام زین العابدین نے قبر رسول کی طرف بڑھ کر چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے میرے جد اے خیر المرسلین مین آپ کے پاس فریاد لایا ہون کہ آپ کا پیارا حسین مقتول ہوا اور آپ کی نسل ضائع کی گئی۔ اے جدّ امجد مین آپکے پاس فریاد لایا ہون اِس حالت سے کہ غمزدہ اور بیمار اور اسیر ہون۔ نہ میرا کوئی حامی ہے نہ مددگار۔

طبقات ابن سعد مین ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہی حال ہے جو آل فرعون مین بنی اسرائیل کا تھا کہ لوگ ہماری اولاد کو قتل کرتے ہین ہمارے سردار اور بزرگ کو سر منبر بُرا کہتے ہین اور ہم کو ہمارے حق سے محروم کر رکھا ہے۔

وفی مقتل ابی مخنف و اقبلت ام کلثوم الی مسجد رسول اللہ باکیۃ العین حزینۃ القلب فقالت السلام علیک یا جداہ انی ناعیۃ الیک ولدک الحسین قال فضجت الناس بالبکاء ثم اقبل علی بن الحسین الی ...

وفی روایۃ رواہ ابن سعد فی الطبقات انہ قال رجل لعلی بن الحسین کیف اصبحت یا ابن رسول اللہ قال اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ بنی اسرائیل فی آل فرعون یذبحون ابناءنا ... ویشتمون شیخنا علی المنابر ویمنعونا حقنا

و فی تذکرة الحفاظ للذهبی انه کان یصلی فی الیوم واللیلة الف رکعة الی ان مات. و فی احیاء العلوم للغزالی کان اذا توضأ اصفر لونه فقیل له ما هذا الذی یعتادك عند الوضوء فقال اتدرون بین یدی من ارید ان اقوم

تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے کہ امام زین العابدین تا وفات دن رات مین ہزار رکعت نماز پڑھتے رہے۔

اور احیاء العلوم غزالی مین ہے کہ امام زین العابدین جس وقت وضو کرتے تھے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ لوگون نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین کسکے آگے کھڑا ہونے والا ہون۔

اور جواہر العقدین سمہودی مین ہے کہ جب امام زین العابدین نماز کے لیئے کھڑے ہوتے تھے اون کے بدن پر لرزہ طاری ہوتا تھا لوگون نے وجہ دریافت کی کہنے لگے کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہون اور کس سے مناجات کرتا ہون۔

اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین زہری کا قول مذکور ہے کہ مین نے کسی کو امام زین العابدین سے بڑھ کر علم دین کا عالم نہین پایا اور پوشیدہ طور پر صدقہ دیا کرتے تھے۔

اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین روایت کی ہے کہ امام زین العابدین رات کے وقت اپنی پشت پر روٹیان لاد کر اہل حاجت کو اون کے مکانون مین پوشیدہ طور پر دے آتے تھے۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ مدینے مین ایسے بہت لوگ تھے جو یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کہان سے بسر کرتے ہین۔ جب امام زین العابدین نے وفات پائی تو اون لوگون کا وہ سامان معیشت بند ہو گیا جو رات کو اون کے گھرون مین پہونچ جایا کرتا تھا۔

و فی جواهر العقدین للسمهودی کان علی بن الحسین اذا قام الی الصلوٰة اخذته رعدة فقیل له ما لك فقال ما تدرون بین یدی من اقوم و من اناجی. و فی تذکرة الحفاظ للذهبی قال الزهری ما رایت احدا کان افقه من علی بن الحسین رضی الله عنه و انه کان یتصدق سرا. و فی الحلیة لابی نعیم قال کان علی بن الحسین یحمل الخبز علی ظهره باللیل فیتصدق به وعن محمد بن اسحق قال کان ناس من اهل المدینة یعیشون لا یدرون من این کان معاشهم فلما مات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یؤتون باللیل.

یحیی عامری نے ریاض مستطابہ مین ذکر کیا ہے کہ امام زین العابدین کی ذات علم کی انتہا اور عبادت کی غایت تھی یعنی علم و عبادت مین انکا وہ مرتبہ تھا جس کا مافوق متصور نہین ہوسکتا اور شب و روز مین وہ اسقدر اَوراد کے عامل تھے کہ لوگون کی ایک مشترکہ جماعت بھی اوسقدر نہین پڑھ سکتی۔

اور کنز العمال و نیل الاوطار شوکانی مین امام محمد باقر سے مروی ہے کہ امام زین العابدین اذان مین حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل بھی کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اذان سابق یہی ہے۔

روضۃ الاحباب مین ہو کہ آپکے القاب سجاد. زین العابدین اور ذو الثفنات ہین۔

اور روضۃ الصفا مین ہو کہ امام زین العابدین کا لقب ذو الثفنات اس وجہ سے ہوا کہ کثرت عبادت سے آپکے مواضع سجود مانند زانوے شتر کے سخت ہو گئے تھے۔

اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے امام موصوف کا نام زین العابدین ہو گیا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ مدینے مین درمیان باب خارج در باب روضہ ایک کنوان ہو جو امام زین العابدین سے منسوب کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکے پانی کو بیمارون کے لئے وارو ی شفا سمجھتے ہیں اتفاقاً ایک روز اوس مین امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت محمد باقر بزمانہ صغر سن

گر پڑے۔ امام زین العابدین اوس وقت نماز مین مشغول تھے۔ غایت حضوری قلب و رضائے مولا کی وجہ سے آپ نے نماز کو قطع نہ کیا۔

اور **اخبار الدول قرمانی** مین ہے کہ اس واقعہ کی خبر سنکر اہل مدینہ دوڑ پڑے اور انھون نے کوشش کرکے صاحبزادے کو کنوین سے نکال لیا اوس وقت امام زین العابدین نماز پڑھ رہے تھے اونکو اس واقعہ پر بالکل اعتنا نہ ہوئی اور جس طرح وہ نماز مین مصروف تھے مصروف رہے۔

کتاب الاصابہ ابن حجر عسقلانی مین بروایت ابن حبان منقول ہو کہ سنہ ۶۱ھ مین بعد واقعہ کربلا حضرت ام سلمہ نے انتقال فرمایا۔

اور **تاریخ ابن الوردی** مین ہے کہ سنہ ۶۲ و ۶۳ھ کے درمیان مین اہل مدینہ نے متفق ہو کر یزید کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی اور وہان کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو نکال دیا۔

صحیح بخاری مین نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی تو عبداللہ بن عمر نے اپنی اولاد اور متوسلین کو جمع کرکے یہ اسپیچ دی کہ ایہا الناس مین نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ہر غدر کرنے والے کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور جبکہ ہم یزید کی بیعت کر چکے ہین تو پھر میری رائے مین اس سے زیادہ کیا غداری ہوسکتی ہے کہ بیعت کرنے کے بعد اوس سے لڑائی ٹھانین۔ پس تم مین سے جو شخص میری رائے کے خلاف یزید کی

حضور و توکل و رضا [illegible]

وفی اخبار الدول للقرمانی فلما بلغ اهل المدینة اخرجوه وکان قائما یصلی فما زال عن مکانه

وفی الاصابة قال ابن حبان ماتت ام سلمة فی آخر سنة احدی وستین بعد ما جاءها الخبر بقتل الحسین بن علی

قال ابن الوردی فی تاریخه ثم دخلت سنة اثنتین وستین و سنة ثلث وستین فیها اتفق اهل المدینة علی خلع یزید بن معاویة واخرجوا عامله عثمان بن محمد بن ابی سفیان عنها ١٢

واخرج البخاری فی صحیحه عن نافع قال لما خلع اهل المدینة یزید بن معاویة جمع ابن عمر حشمه وولده فقال انی سمعت النبی صلعم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة وانا قد بایعنا هذا الرجل علی بیع الله ورسوله وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله ورسوله ثم ینصب له القتال وانی لا اعلم احدا منکم خلعه

بیعت سے علیٰحدہ ہوگا مین بھی اوس سے جدائی اختیار کرونگا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب یزید کو اہل مدینہ کی بیعت شکنی کا حال معلوم ہوا تو اوس نے مسلم بن عقبہ کو لشکر لے کر قتال کی غرض سے بجانب مدینہ روانہ کیا اور اہل مدینہ کا خون مباح کرکے حکم دیا کہ غلبہ حاصل ہونیکے بعد تین دن تک قتل عام کیا جائے۔ لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور ان سے اس شرط پر بیعت لیجائے کہ وہ یزید کی غلامی اختیار کرینگے۔ نیز یہ حکم دیا کہ مسلم بن عقبہ مدینہ کی مہم سے فارغ ہوکر مکہ پر بھی دھاوا کرے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر تجھے اہل مدینہ کے مقابلے مین کوئی مہم پیش آئے تو اوس کا تدارک اور انتظام مسلم بن عقبہ کو سپرد کرنا کیونکہ اس کام کے لئے اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ چنانچہ یزید نے وصیت پدری کے مطابق عمل کیا۔

مؤرخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ حسب حکم یزید مسلم بن عقبہ نے دس ہزار سوارون کی جمعیت سے براہ حرہ مدینے مین پہونچکر ہنگامۂ قتال برپا کیا۔ فضل بن عباس مارے گئے اور ایک بڑی جماعت اشراف و انصار مدینہ کی قتل ہوئی۔ بالآخر مدینہ والون نے شکست پائی اور مسلم بن عقبہ نے تین دن تک قتل عام کرکے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا اور عورتوں کے ساتھ حرامکاری کو حلال کردیا۔ زہری کا

قول ہے کہ سات سو مہاجرین وانصار اور دس ہزار عوام اہل مدینہ مقتول ہوئے اور جو لوگ بچگئے اونھوں نے مجبور ہو کر یزید کی غلامی قبول کر لی۔

اور جذب القلوب محدث دہلوی و گنج الکرامہ صدیق حسن خان مین اس واقعے کا حال یوں مذکور ہے کہ جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر لے کر اہل مدینہ کے قتل و غارت کیلیے بھیجا تو اوس نے بمقام حرّہ مدینے والوں کو نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا اور تین دن تک حرم نبوی کی بیحرمتی کی۔ اس واقعے کو واقعۂ حرہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ اسکا وقوع بمقام حرۂ واقم ہوا تھا جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اس ہنگامۂ ناگفتہ بہ مین ایک ہزار سات سو اشخاص طبقہ مہاجرین وانصار و تابعین اخیار کے اور دس ہزار عوام الناس مقتول ہوئے عورات و اطفال اس شمار مین داخل نہین ہین۔ نیز سات سو حُفّاظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش کے تہ تیغ بیدریغ ہوئے اور علانیہ طور سے فسق و زنا مُباح کر دیا گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے حرام کے بچے جنے۔ علاوہ برین مسجد نبوی کے اندر گھوڑے بندھوائے گئے اور روضۂ رسول مین (جو بفحوائے حدیث شریف ایک روضہ ہے ریاض جنت سے) گھوڑون نے بول و براز کیا اور جو اہل مدینہ قتل سے بچگئے وہ یزید کی بیعت غلامانہ پر اس شرط کے ساتھ مجبور کیے گئے کہ یزید چاہے

اون کو بیچ ڈالے چاہے آزاد کرے۔ چاہے اون سے خدا کی اطاعت
کرائے اور چاہے اون کو خدا کی نافرمانی کا حکم دے۔

اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ بالآخر لوگون نے یزید کی غلامی
کا اقرار کر کے بیعت کر لی اور جس نے انکار کیا وہ قتل ہوا سوا امام زین العابدین
کے چنانچہ جب وہ مسلم بن عقبہ کے پاس لائے گئے تو باوجودیکہ مسلم مذکور
اون کو اور اون کے بزرگون کو برا کہہ رہا تھا مگر سامنا ہوتے ہی کانپنے
لگا اور سروقد تعظیم دے کر اونکو اپنے برابر بٹھالیا بعد ازان جب امام
موصوف وہان سے واپس گئے تو لوگون نے مسلم بن عقبہ سے پوچھا کہ
جس وقت تک یہ صاحب آئے نہ تھے اوس وقت تک تو ان کو
اور ان کے بزرگون کو برا کہہ رہا تھا پھر کیا سبب ہے کہ ان کے آنے پر تو نے
اونکی بڑی قدر و منزلت کی مسلم نے کہا کہ مین نے قصداً اون کی تعظیم و
تکریم نہین کی بلکہ اون کو دیکھتے ہی میرے قلب پر ایسا رعب چھا گیا
کہ مین مجبور ہو گیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ پھر سنہ ۶۴ھ شروع ہوا اور مسلم بن عقبہ نے مہم مدینہ
کو سر کر کے بحالت بیماری مکے کی جانب رخ کیا مگر وہان پہونچنے سے پہلے ہی راہ
مین مرگیا اور اپنا قائم مقام حصین بن نمیر کو کر گیا حصین بن نمیر نے مکہ معظمہ پہونچکر عبداللہ
بن زبیر کا محاصرہ کیا اور خانہ کعبہ پر سنگ باری کر کے آگ لگا دی۔ عبداللہ بن زبیر کے محاصرہ کو

الاربعین یوما حتی جاءهم الخبر بموت یزید بعد ما احترق البیت الحرام ... وفی جذب القلوب ۶۴ھ قال لما توفی یزید بن معاویة بلغ الخبر حصین بن نمیر ... وقال ابوالفداء ... بویع بالخلافة لابنه معاویة بن یزید ... ثلاثة اشهر وقیل اربعین یوما ومات

چالیسؔ دن گزرے تھے کہ دفعتہ یزید کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔

اور جذب القلوبؔ مین ہے کہ جب حصین بن نمیر کو مرگ یزید کی خبر پہونچی تو اوس نے وہان سے راہ فرار اختیار کی۔

مؤرخ ابوالفداؔ لکھتا ہے کہ جب یزید مرا تو اوس کا بیٹا معاویہ بن یزید خلیفہ ہوا اور تین مہینے یا چالیسؔ دن کے بعد وہ بھی مرگیا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ جب مکے مین یزید کی خبر مرگ پہونچی تو وہان کے لوگون نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرلی اور معاویہ بن یزید کے مرنے پر شام مین بنی اُمیہ نے مروان کو خلیفہ تسلیم کیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۶۵ھ مین مروان مرگیا اور اوسکا بیٹا عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۶۶ھ مین مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے قصاص خون حسین کے لئے خروج کیا اور ایک جماعت کثیر نے اوسکا ساتھ دیا حتیٰ کہ کوفہ پر مختار کا تسلط ہوگیا لوگون نے مختار کی بیعت اتباع کتاب وسنت وطلب خون حسین کے معاہدہ پر کی اور مختار نے اپنے عزم کو محض قاتلان امام حسین کا قتل کرنا قرار دیا چنانچہ شمر بن ذی الجوشن کو تلاش کرکے قتل کیا اور خولی کو مارکر آگ مین جلادیا پھر عمر بن سعد ابن ابی وقاص یزید کے سردار لشکر کو قتل کیا جسکے حکم سے امام حسین کی لاش گھوڑونکی ٹاپون سے پامال کی گئی تھی نیز عمر بن سعد کا لڑکا حفص بھی قتل کیا گیا۔ اور وسیلۃ النجات مین ہے کہ مختار نے عمر بن سعد و حفص بن عمر بن سعد و شمر اور دیگر اشقیا کو طرح طرح

۶۴ھ وقال ابن الوردی لما مات یزید بن معاویة بایع الناس بمکة ابن الزبیر الی ان قال وقام مروان بالشام فی ایام ابن الزبیر واجتمعت الیه بنو امیة ۶۵ھ قال ابوالفداء ثم دخلت سنة خمس وستین وفیها مات مروان بن الحکم الی ان قال ولما مات مروان بویع ابنه عبدالملک الی ان قال ثم دخلت سنة ست وستین وفی هذه السنة خرج المختار بن ابی عبید الثقفی بالکوفة طالبا بثار الحسین واجتمع الیه جمع کثیر وبویع علی الکوفة وبایعهم علی کتاب الله وسنة رسوله والطلب بدم اهل البیت ... فقصد المختار قتلة الحسین ... بن ذی الجوشن حتی ظفر به وقتله وبعث الی خولی فقتله واحرقه بالنار ثم قتل عمر بن سعد بن ابی وقاص وهو الذی کان صاحب الجیش الذین قاتلوا الحسین وهو الذی امر ان یداس الحسین بالخیل فقتل وقتل ابنه حفص

حفص بن عمر بن سعد ۶۵ھ وفی وسیلة النجات للملا امین قال ... عمر بن سعد وحفص بن عمر بن سعد وشمر ذی الجوشن مع سائر الاشقیاء بانواع العقوبات

کی عقوبتوں کے ساتھ قتل کیا۔ بالخصوص شمر کو شدید عقوبت کے ساتھ مارا اور اوس کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندڈالا کیونکہ اوسنے امام حسین کی لاش کو پامال کرایا تھا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۶۶ھ مین عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو بصرے کا حاکم مقرر کیا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ اسی سال ماہ محرم مین مختار نے ایک لشکر عبید اللہ بن زیاد سے قتال کرنے کو بجانب موصل بھیجا جہان کا وہ والی تھا اور مقدمۃ الجیش ابراہیم بن اشتر نخعی کو کیا۔ عبید اللہ بن زیاد اور لشکر مختار مین شدید مقاتلہ ہوا آخر ابن زیاد کے لوگ بھاگ نکلے اور عبید اللہ بن زیاد ابراہیم بن اشتر نخعی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ابراہیم نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر مع دیگر سرون کے مختار کے پاس روانہ کیا اور ابن زیاد کے دھڑ کو آگ مین جلا دیا۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ پھر مختار کے حکم سے قیس بن اشعث کی گردن ماری گئی اور بجدل بن سلیم کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گئے چنانچہ وہ تڑپ تڑپ کر جہنم واصل ہوا اور یہ بدبخت تھا جسنے انگشتری کی طمع مین امام حسین کے ہاتھ کی اونگلیان کاٹی تھین۔ پھر مختار کے حکم سے حکیم بن طفیل تیر باران کیا گیا اور یزید بن مالک و عمران بن خالد و عبد اللہ بجلی و عبد اللہ بن قیس و زرعہ بن شریک و صبیح شامی و سنان بن انس اور حرملہ بن کاہل وغیرہم قتل کیے گئے۔

اور روضۃ الصفا مین ہے کہ منجملہ قاتلان امام حسین کے عمرو بن الحجاج بھی

مختار کے حکم سے گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔

شواہد النبوۃ اور **روضۃ الاحباب** مین عمرو بن منہال سے مروی ہے کہ مین کوفے سے مکہ معظمہ کو بغرض حج گیا تھا۔ امام زین العابدین سے ملاقات ہوئی تو انھون نے مجھ سے حرملہ بن کاہل اسدی کا حال دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ حرملہ کوفے مین موجود ہے۔ یہ سُنکر امام زین العابدین نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور کہا کہ بارالٰہا حرملہ کو گرمیٔ تیغ کا مزہ چکھا۔ خدایا اوسکو آتش جہنم کا مزہ چکھا۔ جب مین کوفے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مختار نے خروج کیا ہے۔ چونکہ مجھ سے اور مختار سے پیشتر کی دوستی تھی مین اوس سے ملنے کو گیا۔ مختار اوسوقت کہین کے قصد سے سوار ہو رہا تھا مین بھی اوسکے ساتھ ہولیا۔ اثنائے راہ مین مختار کسی کا انتظار کرنے لگا۔ اتنے مین لوگ حُرملہ بن کاہل کو گرفتار کر کے لائے مختار نے اوسکو دیکھکر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجکو تجھ پر غلبہ عطا فرمایا۔ بعد ازان حکم دیا کہ حُرملہ کے ہاتھ پاؤن کاٹ کر اسکو آگ مین جلادین چنانچہ وہ اوسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلادیا گیا۔ یہ حال دیکھکر مین نے تعجب سے کہا کہ سبحان اللہ۔ مختار نے مجھ سے سبحان اللہ کہنے کا سبب پوچھا۔ مین نے امام زین العابدین کی ملاقات اور اون کی دعا کا مفصل ذکر کیا۔ مختار نے قسم دے کر دریافت کیا کہ کیا تم نے واقعی امام زین العابدین کی زبان سے یہ دُعا

سُنی ہے؟ مین نے کہا کہ ہان۔ یہ سُنکر مختار نے گھوڑے سے اوتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور سجدۂ شکر ادا کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ مختار نے لوگون کو مُرّہ بن منقذ قاتل حضرت علی اکبر کی گرفتاری کو بھیجا اونھون نے جا کر اوسکے مکان کو گھیر لیا۔ مُرّہ بن منقذ گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر نکلا۔ مختار کے سپاہیون نے اوسپر نیزون کا وار کیا مگر وہ بچکر بصرہ بھاگ گیا اور مصعب بن زبیر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ مختار نے اپنے سپاہی محمد بن اشعث کے پکڑنے کو بھیجا جو ایک گاؤن مین تھا لیکن وہ بھی نہ ملا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔ مصعب بن زبیر نے محمد بن اشعث کو موصل کا حاکم مقرر کر دیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۶۸ھ مین عبداللہ بن عباس کا انتقال ہوا۔ اور تاریخ کامل مین ہے کہ ۶۹ھ مین عمرو بن سعید نے عبدالملک بن مروان کی مخالفت کرکے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ مگر بالآخر عبدالملک کے ہاتھ سے قتل ہوا اور سنہ مین عاصم بن عمر بن الخطاب نے انتقال کیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۷۱ھ عبدالملک نے عراق پر لشکرکشی کی۔ مصعب بن زبیر عبدالملک کے مقابلے کو نکلے۔ اہل عراق باطن مین عبدالملک سے ملے ہوئے تھے۔ جب دونون لشکرون مین جنگ واقع ہوئی تو اہل عراق نے مصعب سے انحراف کیا

اور مصعب لڑکر مقتول ہوئے۔ پھر ۷۲ھ مین عبد الملک نے حجاج بن یوسف کو لشکر دے کر عبد اللہ بن زبیر سے قتال کرنے کے لئے بجانب مکہ معظمہ روانہ کیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ حجاج اور اصحاب ابن زبیر مین کئی لڑائیان ہوئین آخر کو عبد اللہ بن زبیر محصور ہو گئے اور حجاج نے بیت اللہ پر سنگباری شروع کر دی ۷۲ھ کے اختتام تک یہی حالت قائم رہی آخر کار جمادی الاخری ۷۳ھ مین (سات مہینے قتال کرنے کے بعد) عبد اللہ بن زبیر مقتول ہوئے۔

مؤرخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ اسی سال عبد اللہ بن عمر بن الخطاب نے وفات پائی۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۷۴ھ مین عبد الملک نے طارق کو گورنری مدینہ سے معطل کرکے اوسکی جگہ حجاج بن یوسف کو دی۔

کنز العمال مین بروایت ابن جریر وابن ابی شیبہ موسی بن انس سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے مدینہ مین خطبہ پڑھا اور لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم وضو مین اپنے منہ اور ہاتھ اور پیرون کو اوپر نیچے دھویا کرو کیونکہ پاؤن نجاست سے قریب رہتے ہین۔ یہ سنکر انس نے کہا کہ سچ فرمایا اللہ نے اور جھوٹ بولا حجاج (کیونکہ) اللہ نے حکم دیا ہے کہ سر اور دونون پاؤن پر مسح کیا کرو۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۷۵ھ مین عبد الملک نے حجاج کو مدینے سے ہٹا کر

حتی قتل ... قال ابن الاثیر ثم دخلت سنة اثنتین وسبعین فیها جهز عبد الملک الحجاج بن یوسف الثقفی ... قال ابن الوردی ... بین الحجاج وبین ابن الزبیر ... ذلک ان ابن الزبیر ... ثم دخلت سنة ثلث وسبعین وابن الزبیر محصور فقاتل حتی قتل فی جمادی الآخرة ... قال ابو الفدا وفی هذه السنة توفی عبد اللہ بن عمر بن الخطاب وقال ابن الاثیر فی الکامل ثم دخلت سنة اربع وسبعین وفی هذه السنة عزل عبد الملک طارقا عن المدینة واستعمل علیها الحجاج

کنز العمال ... عن موسی بن انس قال خطب الحجاج فقال اغسلوا وجوهکم وایدیکم وارجلکم ... فقال انس صدق اللہ وکذب الحجاج قال اللہ وامسحوا برؤوسکم وارجلکم ... قال ثم دخلت سنة خمس وسبعین ... ابن الوردی ...

عراق مین مقرر کیا۔

علامۂ بلاذری کتاب انساب الاشراف مین لکھتے ہین کہ جب حجاج مدینے سے نکلا تو کہنے لگا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ایسے شہر سے باہر کیا جو فتنے اور فساد کی بنیاد ہے اور جس کے باشندے بڑے خبیث لوگ ہین

نیز جناب صدیق حسن خان حج الکرامہ مین لکھتے ہین کہ ایک روز حجاج نے اثنائے خطبہ مین روضۂ رسول کے زائرون کا ذکر کرکے کہا کہ ان لوگون کی خرابی ہو جو بوسیدہ ہڈیون کا طواف کرتے ہین اور قصر امیر المومنین عبد الملک کا طواف نہین کرتے۔

روضۃ الاحباب مین زہری سے مروی ہے کہ عامل مدینہ نے عبد الملک کے حکم سے امام زین العابدین کو طوق و زنجیر پہنا کر قید کیا تاکہ اونکو نگہبانون کی حراست مین عبد الملک کے پاس روانہ کرے۔ مینے داروغہ محبس کے پاس جاکر حضرت علی بن حسین سے ملنے کی اجازت چاہی اور بعد حصول اجازت قید خانے کے اندر جاکر اون سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ کاش آپ کی جگہ مین قید ہوتا۔ اونھون نے فرمایا کہ اے زہری یہ نہ سمجھو کہ اس قید سے مجھے کچھ زحمت ہے اگر مین چاہون تو ابھی رہائی ہوسکتی ہے اسکے کہنے کے ساتھ ہی مینے دیکھا کہ اونکے جسم سے بند قید علیحدہ ہوگئے۔ پھر اونھون نے فرمایا کہ اے زہری مین دو منزل سے زیادہ ان لوگون کے ساتھ نہ جاؤن گا۔ تھوڑی دیر کے بعد مین اونکو

وداع کرکے چلا آیا۔ چوتھے دن مین نے دیکھا کہ جو لوگ حضرت زین العابدین
کو اپنی حراست مین لے گئے تھے مدینے واپس آکر اون کو تلاش کر رہے ہین
لوگون نے کیفیت دریافت کی تو اونھون نے کہا کہ ہم لوگ ایک منزل مین مقیم
تھے اور رات بھر علی بن حسین کی محافظت کرتے رہے مگر جب صبح ہوئی تو ہمنے
اونھین نہ پایا البتہ بند قید محمل مین موجود تھے۔ زہری کہتے ہین کہ چند
روز کے بعد مین اتفاقًا عبد الملک بن مروان کے یہان حاضر ہوا تو اوسنے
مجھ سے حضرت علی بن حسین کا حال دریافت کیا۔ جو حالات معلوم تھے مینے
بیان کئے۔ عبد الملک نے کہا کہ جسدن میرے گماشتون کی حراست سے
علی بن حسین کا غائب ہونا بیان کیا جاتا ہے اوسی دن وہ میرے پاس آکر
کہنے لگے کہ تو کیون میرے پیچھے پڑا ہے۔ مین نے کہا کہ میری خواہش ہے
کہ تم میرے پاس رہو۔ اونھون نے کہا کہ ایسا نہین ہو سکتا یہ کہکر اوسی
وقت باہر چلے گئے اور واللہ مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میرے
بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور مین اوسنے کچھ نہ کہہ سکا۔

تاریخ کامل[۵] مین ہے کہ ۷۶ھ مین عبد الملک نے اول اول درہم و دینار
مسکوک کرائے اوس سے پہلے اسلام مین کسی نے اس عمل کو جاری نہین کیا تھا۔

حلیۃ[۶] الاولیائے ابو نعیم اور وفیات الاعیان
ابن خلکان اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی سے

منقول ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک اپنے باپ کے زمانہ سلطنت میں حج کے لئے آیا اور ہنگام طواف اوسنے حجر اسود کو بوسہ دینے کا قصد کیا تو بوجہ ازدحام خواص و عوام باوجود کوشش حجر اسود تک نہ پہونچ سکا مجبوراً ایک طرف منبر پر بیٹھکر مجمع کی سیر دیکھنے لگا اور منبر کے سرداران شام نے حلقہ کر لیا تاکہ ہشام کی سطوت شاہزادگی سب پر عیان ہو۔ اتنے مین امام زین العابدین علی بن الحسین طواف کے لئے تشریف لائے اور جب اونھون نے حجر اسود کی جانب رُخ کیا تو لوگ فوراً اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور امام زین العابدین نے بلا تکلف حجر اسود تک پہونچکر شرط اسلام ادا کی۔ اعیان شام مین سے ایک شخص نے متعجب ہو کر ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کی ہیبت سے لوگ ہٹ گئے۔ ہشام نے اس خوف سے کہ کہین ایسا نہ ہو اہل شام کا میلان علی بن الحسین کی امامت و خلافت کیجانب ہو جائے کہا کہ میں اس شخص کو نہین پہچانتا۔ اتفاقاً اوس مجمع مین فرزدق شاعر حاضر تھا۔ ہشام کا تجاہل عارفانہ دیکھکر فرزدق سے رہا نہ گیا اور اوسنے شامیون کی طرف مخاطب ہو کہا کہ اس شخص کو مین جانتا ہون مجھ سے سنو کہ یہ کون شخص ہے۔

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته / والبیت یعرفه والحل والحرم

هذا ابن خیر عباد الله کلهم / هذا التقی النقی الطاهر العلم

اذا رأته قریش قال قائلها / الی مکارم هذا ینتهی الکرم

ینمی الی ذروة العز التی قصرت / عن نیلها عرب الاسلام والعجم

یکاد یمسکه عرفان راحته / رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

یہ وہ شخص ہے جس کو خانہ کعبہ اور حل و حرم سب پہچانتے ہیں اور جس کے قدم رکھنے کی جگہ کو زمین بطحا بھی محسوس کر لیتی ہے۔

یہ شخص اوس کا فرزند ہے جو تمام بندگان خدا سے افضل ہے اور یہ شخص خود بھی پرہیزگار پاک سرشت اور سردار قوم ہے۔

یہ وہ شخص ہے جس کو دیکھکر قریش کہہ اوٹھتے ہیں کہ اسی کے مکارم اخلاق پر کرم کی انتہا ہوتی ہے۔

یہ وہ شخص ہے جس کے اوج عظمت تک رسائی پانے سے مسلمانان عرب و عجم قاصر ہیں۔

یہ وہ شخص ہے کہ جب حجر اسود کے استلام کو جاتا ہے تو حجر اسود اسکے کف دست کو پہچان کر اوس سے متمسک ہوتا ہے۔

قال حج هشام بن عبد الملک فی ایام ابیه فطاف وجهد ان یصل الی الحجر لیستلمه فلم یقدر علیه لکثرة الزحام فنصب له منبر وجلس علیه ینظر الی الناس وحوله جماعة من اعیان اهل الشام فبینما هو کذلک اذ اقبل زین العابدین علی بن الحسین فما انتهی الی الحجر تنحی له الناس حتی استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا الذی هابه الناس هذه الهیبة فقال هشام لا اعرفه مخافة ان یرغب فیه اهل الشام وکان الفرزدق حاضرا فقال انا اعرفه فقال الشامی من هو فقال

يغضي حياءً ويُغضى من مهابته ۔ فلا يُكلَّم الا حين يبتسم

یہ وہ شخص ہے کہ اسکی نگاہیں حیا سے نیچی رہتی ہیں اور دوسروں کی نگاہیں اسکے رعب سے۔ حتی کہ جبتک یہ متبسم نہ ہو کسی کو اس سے ہم کلام ہونے کی جرأت نہیں ہوتی۔

من جدّه دان فضل الانبياء له ۔ وفضل امته دانت له الامم

یہ وہ شخص ہے جسکے جد کا مرتبہ ہر نبی کے مرتبہ سے بالا تر ہے اور یہ وہ شخص ہے جسکے جد کی امت ہر نبی کی امت پر فوقیت رکھتی ہے۔

ينشق نور الهدى من نور غرته ۔ كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم

یہ وہ شخص ہے جسکی جبین سے آفتاب کی طرح ہدایت کی روشنی چمکتی ہے جو تمام ظلمتوں کو زائل کر دیتی ہے۔

مشتقة من رسول الله نبعته ۔ طابت عناصره والخيم والشيم

یہ وہ شخص ہے جس کا شجرہ طیبہ گلشن رسالت سے آگا ہے اور جسکے عناصر و اخلاق سب پاک و پاکیزہ ہیں۔

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله ۔ بجدّه انبياء الله قد ختموا

اے ہشام اگر تو نہیں جانتا تو جان لے کہ یہ شخص فاطمہ زہرا کا فرزند ہے اور اسکا جد امجد خاتم المرسلین ہے۔

الله فضّله قدماً وشرّفه ۔ جرى بذاك له في لوحه القلم

یہ وہ شخص ہے جس کو خدا نے ازل سے شرف عطا فرمایا ہے اور جسکا فضل قلم قدرت سے لوح پر لکھا ہوا ہے۔

وليس قولك من هذا بضائره ۔ العرب تعرف من انكرت والعجم

اس شخص کو تیرا تجاہل کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا اسلئے کہ اسکو تمام عرب و عجم جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔

كلتا يديه غياث عم نفعهما ۔ يستوكفان ولا يعروهما العدم

یہ وہ شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ تمام مخلوق کو نفع پہونچانے کے لئے ابر کرم ہیں اور پھر بھی اس شخص کے پاس تہیدستی کا گزر نہیں ہوتا۔

سهل الخليقة لا تخشى بوادره ۔ يزينه اثنان حسن الخلق والكرم

یہ شخص ایسا حلیم و نیک خو اور پاک طینت ہے جس سے درشتی اور بدخوئی کا اندیشہ تک نہیں ہو سکتا۔

حمّال اثقال اقوام اذا فدحوا ۔ حلو الشمائل تحلو عنده نعم

یہ وہ فیاض طبع شخص ہے جو دوسروں کا بار خود اٹھا لیتا ہے اور اسکی شیرین عادات سے اسکا فیض و انعام اور زیادہ شیرین ہو جاتا ہے۔

ما قال لا قطّ الا في تشهده ۔ لولا التشهد كانت لاءه نعم

یہ وہ شخص ہے کہ سوا موقع تشہد کے لا کا لفظ کبھی زبان سے نہیں نکالتا اور اگر تشہد نہ ہوتا تو اسکا وہ لا بھی نعم ہو جاتا۔

لا يخلف الوعد ميمون نقيبته ۔ رحب الفناء اريب حين يعتزم

یہ وہ راستباز عاقل و مہمان نواز شخص ہے جسکی ذات سے کبھی وعدہ خلافی نہیں ہوتی۔

عمّ البرية بالاحسان فانقشعت ۔ عنه الغيابة والاملاق والعدم

یہ وہ شخص ہے جس کا احسان عام مخلوق خدا پر ہے اور جس کی برکت سے لوگوں کی فاقہ کشی اور تہیدستی دور ہو جاتی ہے۔

من معشر حبهم دين وبغضهم ۔ كفر وقربهم منجى ومعتصم

یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کی دوستی ایمان اور دشمنی کفر ہے اور جن کی نزدیکی نجات کی دستاویز سمجھی جاتی ہے۔

ان عدّ اهل التقى كانوا ائمتهم ۔ او قيل من خير اهل الارض قيل هم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہی لوگ امام ہیں اور اگر پوچھا جائے کہ بہترین اہل ارض کون ہے تو یہی لوگ بتائے جائینگے۔

لا يستطيع جواد بعد غايتهم ۔ ولا يدانيهم قوم وان كرموا

کوئی سخی ان کی سخاوت کو نہیں پا سکتا اور کوئی قوم ان کے رتبہ کو گو کرامی ہو نہیں پہونچ سکتی۔

هم الغيوث اذا ما ازمة ازمت ۔ والاسد اسد الشرى والبأس محتدم

یہی حضرات ابر کرم ہیں جبکہ لوگ قحط سے تباہ حال ہوں اور یہی شیر غضبناک ہیں جبکہ میدان کارزار گرم ہو۔

لا ينقص العسر بسطاً من اكفهم ۔ سيان ذلك ان اثروا وان عدموا

یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی تنگدستی فیاضی کو کم نہیں کرتی کیونکہ یہ زرداری اور بے زری میں یکساں فیاض ہے۔

يستدفع السوء والبلوى بحبهم ۔ ويستزاد به الاحسان والنعم

یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جنکے طفیل میں دفع مصیبت کی خواہش کیجاتی ہے اور جن کی برکت سے نعمتوں میں افزائش ہوتی ہے۔

مقدّم بعد ذكر الله ذكرهم ۔ في كل بدء ومختوم به الكلم

یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر خدا ہر کلام کے آغاز و اختتام پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔

يأبى لهم ان يحل الذم ساحتهم ۔ خيم كريم وايد بالندى هضم

یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جو کریم الخصال اور فیاض دست ہیں اور انکے صحن میں عیب و برائی کو نازل ہونے سے انکار ہے۔

اي الخلائق ليست في رقابهم ۔ لاوّلية هذا او له نعم

خلائق میں کوئی ایسا نہیں جو اس شخص کی اولیت اور اسکے حقوق و منت و نعمت کی وجہ سے اس کا بندہ بے دام نہ ہو۔

من يعرف الله يعرف اوليّة ذا ۔ والدين من بيت هذا ناله الامم

(اور سچ تو یہ ہے کہ) جو خدا کو پہچانتا ہے وہ اسکی اولیت کو بھی پہچانتا ہے کیونکہ اسی کے گھر سے امت نے دین اور ایمان پایا ہے۔

صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے کہ جب ہشام نے اشعار سُنے تو سخت غضبناک ہو کر اوس نے فرزدق کو بمقام عسفان قید کردیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۷۷ھ مین جابر بن عبداللہ انصاری کا انتقال ہوا اور ۷۸ھ مین زید بن خالد جہنی نے رحلت کی اور ۷۹ھ مین عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود نے وفات پائی۔

تاریخ الخمیس مین ہے کہ ۸۰ھ مین حضرت جعفر صادق بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۸۱ھ مین محمد بن حنفیہ نے وفات پائی اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۸۲ھ مین خالد بن یزید بن معاویہ فوت ہوا اور ۸۳ھ مین حجاج بن یوسف نے شہر واسط کی بنیاد ڈالی۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۸۴ھ مین عبدالملک نے بجانب روم لشکرکشی کرکے مصیصہ پر فتح حاصل کی۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۸۵ھ مین عبدالعزیز بن مروان نے رحلت کی اور ۸۶ھ مین عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ عبدالملک کے بعد اوس کا بیٹا ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسی سال اوس نے اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز کو مدینے کا حاکم مقرر کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۸۷ھ مین عمر بن عبدالعزیز نے بحیثیت امیر مدینہ ہونے کے

---

۹۳ قال في الصواعق فلما سمعها هشام غضب وحبس الفرزدق بعسفان

۹۴ قال في الكامل في سنة سبع وسبعين مات جابر بن عبد الله الانصاري وفي سنة ثمان وسبعين مات زيد بن خالد الجهني وفي سنة تسع وسبعين مات عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود

۹۵ وفي الخميس قال ولد جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب بالمدينة سنة ثمانين من الهجرة

۹۶ وفي تاريخ ابو الفدا وقال وفي سنة احدى وثمانين توفي محمد بن علي بن ابي طالب المعروف بابن الحنفية

۹۷ وقال ابن الوردي في سنة اثنتين وثمانين مات خالد بن يزيد بن معاوية وفي سنة ثلاث وثمانين بنى الحجاج واسط

۹۸ قال في الكامل وفي سنة اربع وثمانين غزا عبد الملك المصيصة

لوگون کے ساتھ حج ادا کیا۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۸۸ھ مین ولید نے جامع مسجد دمشق کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۸۹ھ مین ولید بن عبد الملک نے موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کا عامل مقرر کیا۔ موسیٰ مذکور کے باپ نصیر معاویہ بن ابی سفیان کے باڈی گارڈ تھے اور جب معاویہ نے حضرت علی سے قتال کرنے کو صفین کی جانب لشکرکشی کی تو نصیر نے رفاقت سے انکار کیا۔ معاویہ نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ میرے ساتھ علی سے لڑنے کو نہین چلتے۔ نصیر نے جواب دیا کہ مین اوس خدائے عزوجل کا کفران نعمت کرنے مین تمھارا ساتھ نہین دیسکتا۔ جو شکر کا تم سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنکر معاویہ چپ ہو گئے۔

نیز تاریخ کامل مین ہے کہ ۹۰ھ مین انس بن مالک انصاری نے وفات پائی اور ۹۱ھ مین ولید بن عبد الملک نے حج کعبہ ادا کیا۔

جذب القلوب مین ہے کہ جب ولید بن عبد الملک حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آیا تو ایک دن منبر رسول پر خطبہ پڑھتے ہوئے اوس کی نظر حسن بن حسن بن علی پر پڑی جو خانۂ جناب سیدہ مین بیٹھے ہوئے آئینہ دیکھ رہے تھے۔ ولید منبر سے نیچے اوترا تو اوس نے عمر بن عبد العزیز کو طلب کر کے کہا تم نے حسن بن حسن وغیرہ کو کیون تک اس مکان مین رہنے دیا اور کیون نہ اون کو یہان سے نکال باہر کیا مین نہین چاہتا

کہ آئندہ پھر ان لوگون کو یہان دیکھون۔ یہ مکان ان سے خرید کرکے مسجد مین شامل کرلیا جائے۔ حسن اور فاطمہ بنت حسین اور ان کی اولاد نے گھر چھوڑنے سے انکار کردیا۔ ولید نے حکم دیا کہ مکان کو ان لوگون پر گرا دو۔ لوگون نے زبردستی اسباب نکال کر پھینکنا اور مکان کو ویران کرنا شروع کیا۔ مجبوراً یہ حضرات مع مخدرات عالیات روز روشن مین گھر سے نکل کر بیرون مدینہ سکونت پذیر ہوئے۔ اسیطرح کا قضیہ حضرت حفصہ کے مکان کا بھی پیش آیا جو اولاد حضرت عمر کے قبضے مین تھا، چنانچہ جب اون سے کہا گیا کہ گھر سے باہر نکلو تو اونھون نے منظور نہ کیا اور اس کی قیمت بھی قبول نہ کی۔ حجاج بن یوسف اوس وقت مدینے مین موجود تھا اوس نے چاہا کہ مکان کو گرا دے مگر جب اس بات کی اطلاع ولید بن عبد الملک کو ہوئی تو اوس نے عمر بن عبد العزیز عامل مدینہ کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب کی رضاجوئی مین قصور نہ کرو۔ اون کا اکرام ملحوظ رکھو اگر وہ مکان فروخت کرنے پر راضی نہون تو اون کے رہنے کو مکان کا ایک حصہ چھوڑ دو اور اون کی آمد و رفت کے لئے مسجد کی جانب ایک دروازہ بھی رہنے دو۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۹۰ھ مین مالک بن عوس بصری نے رحلت کی اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۹۳ھ مین ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکومت مدینہ سے معزول کیا۔

في الكامل في سنة تسعين مات مالك بن عوس البصري وقال ابن الوردي في سنة ثلاث وتسعين عزل الوليد عمر بن عبد العزيز عن المدينة.

تاریخ ابو الفدا[۱] مین ہے کہ ۹۴ھ مین امام زین العابدین علی بن حسین نے بمقام مدینہ طیبہ وفات فرمائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوئے۔
اور حبیب السیر[۲] مین ہے کہ امام زین العابدین نے محرم ۹۵ھ مین بہشت برین کی راہ اختیار کی۔
صواعق[۳] محرقہ مین ہے کہ بقول بعض محققین امام زین العابدین کو ولید بن عبد الملک نے زہر دلا کر شہید کیا۔
اور شواہد[۴] النبوۃ ملا جامی مین ہے کہ جس شب امام موصوف کی وفات ہوئی اونھون نے حضرت امام محمد باقر سے فرمایا کہ اے فرزند آج کی رات میرا وعدہ پورا ہو جائیگا بعد ازان اون کو اپنا وصی قرار دیا۔ روضۃ الاحباب[۵] مین ہے کہ امام محمد باقر کی ولادت باسعادت بمقام مدینہ تیسری صفر ۵۹ھ کو بروز جمعہ ہوئی تھی۔ ان کا نام محمد اور لقب باقر ہے
اور تاریخ الخمیس[۶] مین ہے کہ بوجہ تبحر و توسع علمی کے وہ باقر کے لقب سے ملقب ہوئے
اور تہذیب[۷] نووی مین ہے کہ اون کا لقب باقر اس وجہ سے ہوا کہ اون کے تبحر نے علم کو شگافتہ کر کے اوسکی جڑ اور باریکیون کو سمجھ لیا تھا۔
اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی[۸] مین ہے کہ امام محمد باقر سردار بنی ہاشم تھے اور بوجہ تبحر علمی کے باقر کے لقب سے مشہور ہوئے یعنی اونھون نے علم کو شق کر کے اوس کی اصل اور باریکی کو سمجھ لیا تھا۔ اور وفیات[۹] الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ امام محمد باقر عالم زمان اور سید کبیر الشان تھے اور بوجہ

[۱] وقال ابو الفدا ان في سنة اربع وتسعين توفي علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب المعروف بزين العابدين ودفن بالبقيع [illegible]
[۲] [illegible]
[۳] [illegible]
[۴] [illegible]
[۵] [illegible]
[۶] وفي الخميس قال لقب بالباقر لتبقره في العلم وهو توسعه فيه
[۷] وقال النووي في تهذيب الاسماء والصفات سمي بذلك لانه بقر العلم اي شقه فعرف اصله وعلم خفيه
[۸] وفي تذكرة الحفاظ للذهبي قال وكان سيد بني هاشم [illegible] اشتهر بالباقر من قولهم بقر العلم يعني شقه فعلم اصله وخفيه
[۹] وفي وفيات الاعيان لابن خلكان قال كان الباقر عالما سيدا كبيرا

توسع فی العلم ہونے کے باقر کے لقب سے ملقب ہوئے چنانچہ کسی شاعر نے اونکی شان مین یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) اے پرہیزگارون کے لئے علم شگافتہ کرنے والے اور اون بہترین اشخاص مین سے جو پہاڑون پر لبیک کہتے ہین

روضۃ الاحباب مین امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مین ایک روز جابر بن عبد اللہ انصاری سے ملا جو کہ نابینا ہو گئے تھے۔ مینے اون کو سلام کیا اونھون نے سلام کا جواب دیکر میرا نام پوچھا۔ مینے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے نزدیک بلا کر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤن کو بھی بوسہ دین مین اون سے علیحدہ ہو گیا اونھون نے کہا کہ جناب رسالتمآب نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا کہ علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر مینے جابر سے اسکی تصریح دریافت کی۔ اونھون نے کہا کہ مین ایک دن رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہے کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جس کا نام محمد بن علی بن حسین ہوگا اور خدا اوسکو نور و حکمت عطا فرمائے گا اور جب تم اوس سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ اور تاریخ ابن جریر مین امام محمد باقر سے مروی ہے کہ ایک دن جابر بن عبد اللہ انصاری نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کھولو مین نے کھولدیا۔ اونھون نے میرے سینے پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے اور صواعق محرقہ مین جابر بن عبد اللہ

قال كنت عند رسول الله صلعم والحسين في حجره فقال يا جابر يولد لابني الحسين ابن يقال له علي اذا كان يوم القيامة ينادي مناد ليقم سيد العابدين فيقوم علي بن الحسين ويولد لعلي ابن يقال له محمد يا جابر ان ادركته فاقرأه مني السلام

سے مروی ہے کہ مین ایک دن جناب رسالتمآب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حسین بن علی رسول اللہ کی گود مین بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک فرزند ہو گا "علی" اور جب بروز قیامت منادی ندا کرے گا کہ اوٹھ اے سید العابدین تو وہ اوٹھے گا اور اوس کا ایک فرزند ہو گا "محمد" اے جابر اگر تم اوس سے ملو تو میرا اسلام کہنا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جمادی الاخریٰ ۹۶ھ مین ولید بن عبد الملک نے رحلت کی۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ولید کے مرنے پر اوس کا بھائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور ۹۸ھ کے دور مین اوس نے بجانب قسطنطنیہ لشکرکشی کی۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۹۹ھ مین سلیمان نے انتقال کیا جس کی بادشاہت صرف دو برس آٹھ مہینے رہی۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سلیمان نے بوقت شدت مرض اپنا ولیعہد عمر بن عبد العزیز کو کیا تھا۔ چنانچہ سلیمان کے بعد لوگون نے عمر بن عبد العزیز کی بیعت کی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ خلفائے بنی امیہ ۴۱ھ سے اوائل ۹۹ھ یعنی آخر زمانہ خلافت سلیمان) تک حضرت علی پر سب کرتے آئے لیکن جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا تو اوس نے اس رسم قبیح کو حکماً بند کرا دیا اور کتاب الخراج قاضی ابو یوسف مین ہے

ابو الفداء في تاريخه ثم دخلت سنة ست وتسعين وفي جمادى الآخرة من هذه السنة توفي الوليد بن عبد الملك وقال ابن الوردي لما مات الوليد بويع اخوه سليمان بن عبد الملك [illegible] ثم دخلت سنة ثمان وتسعين [illegible] جهز سليمان بن عبد الملك الجيوش الى القسطنطينية [illegible] قال ابو الفداء ثم دخلت سنة تسع وتسعين وفيها توفي سليمان بن عبد الملك وكانت خلافته سنتين وثمانية اشهر [illegible]

وقال ابن الوردي [illegible] سليمان [illegible] عمر بن عبد العزيز [illegible] قال ابو الفداء كان خلفاء بني امية يسبون عليا من سنة احدى واربعين [illegible] الى اول سنة تسع وتسعين [illegible] فلما ولي عمر بن عبد العزيز ابطل ذلك وكتب الى [illegible] وفي كتاب الخراج للقاضي ابي يوسف

کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانے مین رقوم خمس یعنی سہم رسول وسہم ذوی القربی بنی ہاشم کے پاس بھیجدیا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۱۰۱ھ مین عمر بن عبد العزیز نے وفات پائی اور یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور سنہ ۱۰۵ھ مین یزید بن عبد الملک نے رحلت کی اور اس کا جانشین ہشام بن عبد الملک ہوا۔ ذہبی نے دول الاسلام مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۷ھ مین عکرمہ نے رحلت کی جو اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے۔ اور میزان الاعتدال مین ذکر کیا ہے عکرمہ مذہب خوارج کے قائل ومعتقد تھے۔ لیکن پھر بھی عکرمہ کو اکثر علما نے مستند مانا ہے اور بخاری نے اون پر اعتبار واعتماد کیا ہے۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۱۱۰ھ مین حسن بصری نے وفات پائی جو اکابر تابعین سے تھے۔ تہذیب الکمال مزی اور حاشیۂ تذہیب صفی الدین خزرجی مین یونس بن عبید سے منقول ہے کہ مین نے حسن بصری سے پوچھا کہ اے ابو سعید تم رسول سے بلا واسطہ حدیثیں روایت کرتے ہو حالانکہ تم نے آنحضرت کا زمانہ نہیں پایا۔ اونھوں نے کہا کہ اے بھتیجے تم نے ایسی بات پوچھی ہے جو پیشتر کسی نے نہ پوچھی تھی (سنو) مین جسقدر حدیثیں روایت کرتا ہون وہ سب علی بن ابی طالب کی مرویات ہین مگر اس زمانے مین (جبکہ بنی امیہ کی حکومت کا زور ہے) یہ قدرت نہین رکھتا کہ علی کا نام زبان پر لاسکون۔

قال ان عمر بن عبد العزیز بعث بسهم الرسول وسهم ذوی القربی الی بنی هاشم و فی تاریخ ابن الوردی في سنة مائة توفی عمر بن عبد العزیز و قامت بعده یزید بن عبد الملک ... ثم قال و فی ... خلافة ... ابن عبد الملک ... وقال الذهبی فی دول الاسلام فی سنة سبع ومائة مات عکرمة مولی ابن عباس وکان من بحور العلم ... وقال فی المیزان وکان عکرمة یری رای الخوارج وقد وثقه جماعة واعتمده البخاری

وفی تاریخ ابن الوردی قال ... في سنة عشر ومائة توفی الحسن البصری من اکابر التابعین وفی تهذیب الکمال الصفی الدین الخزرجی قال قال یونس بن عبید سألت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول الله صلعم وانک لم تدرکه قال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شیء ما سألنی عنه احد قبلک ... کل شیء سمعتنی اقول قال رسول الله صلعم فهو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا

اور علامۂ سیوطی نے کتاب تدریب الراوی مین عبدالرحمن مقری سے
نقل کیا ہے کہ بنی اُمیہ (اپنے عہد حکومت مین) اگر سُنتے تھے کہ کسی بچہ کا نام علی
ہے تو اوسکو قتل کرڈالتے تھے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ سنہ ۱۱۶ھ مین امام محمد باقر بن زین العابدینؑ نے وفات پائی
اور صواعق محرقہ مین ہے کہ امام محمد باقر بھی مثل اپنے والد کے زہر سے شہید
ہوئے اور اونھون نے چھ فرزند چھوڑے جن مین افضل و اکمل حضرت
جعفر صادق تھے چنانچہ اونھین کو امام محمد باقر نے اپنا خلیفہ اور وصی کیا۔

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ امام جعفر صادق سادات
اہلبیت سے تھے۔ صدق مقال کی وجہ سے اونکا لقب صادق ہوا اور اونکا فضل
محتاج بیان نہین ہے۔

اور حلیۃ الاولیاے ابونعیم مین عمرو بن المقداد سے مروی ہے کہ جب
مین حضرت جعفر صادق کو دیکھتا تھا تو میرا دل گواہی دیتا تھا کہ یہ شخص اولاد انبیاء سے ہے
اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ابو حنیفہ صاحب کا یہ قول مذکور ہے کہ
مین نے جعفر صادق سے بڑھکر علم دین کا جاننے والا نہیں دیکھا۔

حیواۃ الحیوان دمیری مین ابن شبرمہ سے منقول ہے کہ
ایک دن ہم اور ابو حنیفہ صاحب حضرت جعفر صادق کی خدمت مین
حاضر ہوئے۔ مین نے ابو حنیفہ صاحب کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ

یہ فقیہ عراق ہین۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ شاید نعمان بن ثابت یہی ہین جو امور دین مین قیاس کو دخل دیتے ہین؟ ابو حنیفہ صاحب نے کہا کہ ہان مین ہی نعمان بن ثابت ہون۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ خدا سے ڈر اور دین کے معاملات مین اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہ دو کیونکہ اوّلاً جسنے ایسا کیا وہ ابلیس ہے چنانچہ اوس نے حکم الٰہی کے مقابلہ مین یہ کہا کہ مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ قیاس مین خطا کر کے گمراہ ہوا۔

اور تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ حضرت جعفر صادق نے ابو حنیفہ صاحب سے سوال کیا کہ تم اوس محرم کے باب مین کیا فتوے دیتے ہو جسنے ہرن کے دندان رباعیہ توڑ ڈالے ہون۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے معلوم نہین کہ اس باب مین حکم شرع کیا ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تم قیاس تو خوب دوڑاتے ہو مگر اتنا نہین جانتے کہ ہرن کے دندان رباعیہ (مثل اور جانورون کے) نہین ہوتے بلکہ وہی دو دانت ہوتے ہین جن کو ثنایا کہتے ہین۔

تاریخ خمیس مین ہو کہ ابو حنیفہ صاحب ۸۰ھ مین بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اون کے باپ ثابت وہ شخص ہین جنھون نے حضرت علی کی خدمت مین نوروز کے دن فالودہ بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ تاریخ ابن الوردی مین ہو کہ

زوطا یعنی ابوحنیفہ کے دادا تیم اللہ بن ثعلبہ کے موالی مین سے تھے۔ بعدازان غلامی سے آزاد کردیئے گئے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہو کہ ۱۲۲ھ مین زید بن علی بن الحسین بن علی نے کوفے مین خروج کرکے لوگون کو اپنی طرف بلایا اور ایک جماعت کثیر نے اون کی بیعت کی۔ اوس وقت کوفے کا حاکم منجانب ہشام یوسف بن عمر ثقفی تھا اوسنے لشکر جمع کرکے زید بن علی سے مقابلہ کیا۔ زید بن علی کی پیشانی پر تیر لگا۔ لوگ اون کو ایک گھر مین اوٹھالے گئے اور اونھون نے وفات پائی۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ یوسف بن عمر ثقفی نے زید شہید کا دھڑ سولی پر چڑھادیا اور سر ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیدیا۔

اور تاریخ خمیس مین ہے کہ جب زید شہید کا برہنہ جسم دار پر چڑھایا گیا تو مکڑی نے جالا لگاکر اون کی شرمگاہ کو چھپادیا۔

اصابہ ابن حجر عسقلانی مین بروایت کلبی منقول ہے کہ امام جعفر صادق کی خدمت مین ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ حکیم بن عیاش کلبی آپ لوگون کی ہجو کیا کرتاہے حضرت صادق نے فرمایا کہ اگر تجھکو اوس کا کچھ کلام یاد ہو تو بیان کر۔ اوس نے دو شعر سنائے جن کا حاصل مقصود یہہ ہے کہ ہم نے زید کو شاخ درخت خرمہ پر سولی دیدی حالانکہ ہم نے نہین دیکھا کہ کوئی مہدی دار پر چڑھایا گیا ہو اور تم نے اپنی

ابو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطا مولی تیم الله بن ثعلبة وهو من ... ابو الفدا قال فی سنة اثنتین وعشرین ومائة خرج زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بالکوفة ودعا الی نفسه وبایعه جمع کثیر وکان الوالی علی الکوفة من قبل هشام یوسف بن عمر الثقفی فجمع العساکر وقاتل زیدا فاصاب زیدا سهم فی جبهته فادخل دارا ومات ... وقال ابن الوردی وصلب یوسف بن عمر جثته وبعث براسه الی هشام

وفی الخمیس نسجت العنکبوت علی عورة زید بن علی بن الحسین لما صلب عریانا قال الحافظ ابن حجر العسقلانی روی الکلبی فی فوائده باسناده ان رجلا جاء الی جعفر الصادق فقال هذا حکیم بن عیاش ینشد الناس هجاءکم بالکوفة فقال هل علقت منه بشیء قال نعم قال ... صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلة ولم ار مهدیا علی الجذع یصلب

بیوقوفی سے علی کو عثمان کے ساتھ قیاس کرلیا حالانکہ عثمان علی سے بہتر اور
پاکیزہ ہین۔ یہ سنکر امام جعفر صادق نے دعا کی کہ بارالہا اگر یہ حکیم کلبی بھی جھوٹا ہے
اس پر اپنی مخلوق میں سے کسی کلب کو مسلط فرما چنانچہ اونکی دعا قبول ہوئی اور
حکیم کلبی کو راہ مین شیر نے ہلاک کردیا۔

اور **شواہد النبوۃ** مین ہے کہ جب حکیم کلبی کے ہلاک ہونے کی خبر امام
جعفر صادق کو ہوئی تو اونھون نے سجدے مین جاکر کہا کہ اوس خدائے برتر
کا شکر ہے جسنے ہم سے جو وعدہ فرمایا اوس کو پورا کیا۔

تاریخ خمیس مین ہے کہ ماہ رمضان ۱۲۴ھ مین زہری نے وفات
پائی جو اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے۔

اور **تاریخ ابن ابوالفدا** مین ہے کہ ۱۲۵ھ مین ہشام بن عبدالملک
نے رحلت کی۔

اور **تاریخ ابن الوردی** مین ہے کہ ہشام کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا
تاریخ الخمیس مین صالح بن سلیمان سے منقول ہے کہ ولید نے ارادہ کیا کہ حج کو
جائے اور خانہ کعبہ کی چھت پر شراب نوشی کرے۔ نیز کتاب موصوف مین ہے کہ
ایک دن ولید محلسرا مین گیا۔ اوسکی کنواری لڑکی خادمہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ولید
نے ہیجان بدمستی مین اپنی بیٹی سے فعل بد کیا اور اوسکی بکارت زائل کردی خادمہ
بولی کہ یہ تو مجوس کا مذہب ہے۔ ولید نے جواب مین ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ

الحمد لله الذی انجز لنا ما وعدنا ۵ قال فی الخمیس وفی رمضان سنة اربع وعشرین ومائة مات عالم زمانه الزهری ۵ وقال ابو الفدا وفی سنة خمس وعشرین ومائة توفی هشام بن عبد الملک ۵

وفی تاریخ ابن الوردی ولما مات هشام قال بویع الولید بن یزید بن عبد الملک ۵ وفی الخمیس عن صالح بن سلیمان قال اراد الولید ان یحج وقال اشرب فوق ظهر الکعبة وفیه ایضا قال دخل یوما الولید ...

"جو شخص لوگون کی ملامت کا خیال کرتا ہے وہ مغموم مرجاتا ہے اور جو شخص دلیر ہوتا ہے وہ لذت زندگانی حاصل کرتا ہے" نیز ایک روز ولید نے قرآن لے کر کھولا تو پہلے ہی اس آیت پر نظر پڑی واستفتحوا وخاب کلّ جبّار عنید ولید غصے مین آکر بولا کہ کیا تو مجھے ڈراتا ہے یہ کہہ کر اوس نے قرآن کو بند کر دیا اور اوس پر تیر کی ضرب لگانے لگا حتی کہ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

اور حاشیہ السیر مین ہے کہ ولید نے غضبناک ہو کر قرآن کو ہاتھ سے ڈال دیا اور اوس پر تیر لگا کر وہ شعر پڑھے جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ "کیا تو ہر جبار سرکش کو ڈراتا ہے (آگاہ ہو کہ) مین جبّار سرکش ہون جب تو بروز قیامت خدا کے سامنے آئے تو کہدینا کہ ولید نے مجھکو پھاڑ ڈالا۔

اور حجج الکرامہ مؤلفۂ نواب صدیق حسن خان مین ہے کہ ولید ایک روز محلسرا مین گیا اور اپنی کنواری لڑکی کے ساتھ فعل بد کر کے اوسکی بکارت زائل کر دی اور ایک وار ولید نے قرآن کھولا تو اوس مین آیہ وخاب کلّ جبّار عنید پر نظر کر کے کہنے لگا کہ کیا تو مجھکو ڈراتا ہے یہ کہہ کر ولید نے قرآن کو بند کر دیا اور تیر کی ضربون سے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بعد ازان وہ شعر پڑھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ نیز ولید ایک روز اپنی کنیز کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اتنے مین اذن کی آواز سنتے ہی اوس کنیز سے مباشرت مین مشغول ہوا بعد ازان قسم کھائی کہ آج ہی

لونڈی لوگون کو نماز پڑھائے چنانچہ وہ جاریہ اوسی طرح بدمست اوٹھی اور ولید کا لباس پہنکر بعد تبدیل ہیئت اوس نے لوگون کو نماز پڑھائی۔ ولید مذکور اپنے باپ کی کنیزون سے بھی بدفعلی مین مصروف رہتا تھا اور جب کبھی بدمستی سے ہوش مین آکر نماز پڑھتا تو اسکا خیال نہ کرتا کہ نماز کا وقت ہے یا نہین نیز اسکا لحاظ بھی نہ کرتا کہ قبلہ کس طرف ہے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ سنہ ۱۲۶ھ مین ولید کو یزید بن ولید بن عبدالملک نے قتل کرڈالا اور خود ملک تخت و تاج ہوا۔ اِس یزید بن ولید کو لوگ یزید ناقص کہتے تھے جو کہ پانچ مہینے بارہ دن خلافت کرکے اسی سال مرگیا اور اسکے بعد اُس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا۔

اور تاریخ خمیس مین ہے کہ ابراہیم چار مہینے بادشاہت کرنے کے بعد علاحدہ کردیا گیا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہو کہ ابراہیم کے بعد مروان بن محمد بن مروان جسکا لقب حمار تھا خاندان اموی کا چودھوان خلیفہ ہوا اور اسی پر سلطنت بنی اُمیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

علامہ صدیق حسن خان حجج الکرامہ مین لکھتے ہین کہ جو بدعتین حکام بنی اُمیہ کی بیان کی گئین ہن اون پر احاطہ کرنا طوالت سے خالی نہین ہے بعض اون مین سے یہ ہین کہ نماز عیدین مین اذان و اقامت کہتے تھے جس کی ابتدا معاویہ نے کی تھی

نیز نماز عیدین خطبہ کے بعد پڑھتے تھے جس کا سبب یہ تھا کہ خطبے مین بزرگان
دین پر لعن وطعن کے کلمات ہوتے تھے اور چونکہ نماز کے بعد لوگ متفرق ہوجاتے
تھے خطبہ سُننے کا انتظار نہ کرتے تھے لہذا خطبہ کو نماز پر مقدم کردیا تاکہ وہ
ناگوار کلمات لوگون کو مجبوراً سننے پڑین)۔

تاریخ خمیس[1] مین ہے کہ سنہ ۱۲۸ھ مین حضرت موسی کاظم بن امام جعفر صادق
مقام ابوا مین پیدا ہوئے۔

مورخ ابو الفدا[2] لکھتا ہے کہ سنہ ۱۲۹ھ مین بمقام خراسان بنی عباس کیجانب
سے طلب امر خلافت کا خیال ظاہر ہوا اور سنہ ۱۳۲ھ مین لوگون نے ابو العباس
سفاح بن عبد اللہ بن محمد بن علی عبد اللہ بن عباس کو خلیفہ تسلیم کرکے
کوفے مین اوس کی بیعت کی۔ سفاح نے صرف چار برس چھ مہینے
حکومت کرکے سنہ ۱۳۶ھ مین انتقال کیا اور وقت وفات اپنے
بھائی منصور کو اپنا ولیعہد قرار دیا۔ جس وقت سفاح کا انتقال
ہوا منصور حج کو گیا ہوا تھا عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے منصور کے لئے
لوگون سے بیعت لے کر اوسکو اطلاع دی۔ منصور بعد فراغ حج سنہ ۱۳۷ھ
مین کوفے مین واپس آیا۔

ملا جامی[3] شواہد النبوۃ مین لکھتے ہین کہ منصور عباسی کا ایک مقرب ناقل ہے
کہ مین نے ایک دن منصور کو متفکر دیکھکر دریافت کیا۔ منصور نے کہا کہ مین نے

[Margin notes:]

[2] ... وقال ... ثم دخلت سنة تسع وعشرين ومائة فيها ظهرت دعوة بني العباس بخراسان ... ثم دخلت سنة اثنتين وثلاثين ومائة بويع ابو العباس السفاح عبد الله بن محمد بن علي بن عبد الله بن العباس في ربيع الاول وقيل في ربيع الآخر بالكوفة ... ثم دخلت سنة ست وثلاثين ومائة فيها مات السفاح ... وعهد السفاح الى اخيه ابي جعفر المنصور ... ولما مات السفاح كان المنصور بمكة فاخذ له عيسى البيعة على الناس وارسل اعلمه بذلك ... ثم دخلت سنة سبع وثلاثين ومائة فيها قدم المنصور من الحج الى الكوفة

[3] ملا جامی در شواہد النبوۃ آوردہ کہ یکی از مقربان منصور گفت کہ روزی وی را متفکر یافتم ...

علویون کی جماعت کثیر کو فنا کر دیا لیکن اون کے پیشوا کو اب تک باقی رکھا ہے۔ مین نے پوچھا وہ کون؟ منصور نے کہا جعفر بن محمد۔ مین نے عرض کیا کہ جعفر بن محمد تو ایسے شخص ہین جو ہمیشہ عبادت اور یاد خدا مین مشغول رہتے ہین دُنیا سے کچھ تعلق نہین رکھتے۔ منصور نے کہا مین جانتا ہون کہ تو دل مین اون کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے مگر مین نے قسم کھائی ہے کہ رات ہونے سے پہلے ہی اون کی طرف سے مطمئن ہو جاؤن۔ یہ کہکر جلاد کو حکم دیا کہ جب جعفر بن محمد کو لوگ حاضر کرین اور مین اپنے سر پر ہاتھ رکھون تو فوراً اون کو قتل کرنا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت جعفر صادق حاضر کئے گئے اور وہ اوس وقت کچھ پڑھ رہے تھے۔ جب منصور نے اونکو دیکھا تو کانپنے لگا اور استقبال کر کے اون کو اپنی مسند پر بٹھالیا بعد ازان پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ تمہارے تکلیف کرنے کی کیا وجہ ہوئی اوھون نے فرمایا طلب ہونے پر آیا ہون۔ منصور نے کہا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ حضرت صادق نے فرمایا یہی میری حاجت ہے کہ آئندہ میری طلبی نہ ہو۔ جب خود چاہون تو آؤن یہ کہہ کر وہان سے چلے گئے۔

علامہ بلاذری کتاب الاشراف مین لکھتے ہین کہ منصور کا قول تھا کہ خلفاء تین ہین ایک معاویہ دوسرا عبد الملک تیسرا مین۔

حبیب السیر مین ہے کہ سنہ ۱۴۲ھ مین منصور عباسی نے حج کرنے کیلئے مکہ معظمہ کا سفر کیا

اور تاریخ خمیس[۱] مین ہو کہ ۱۴۵ھ مین منصور نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا۔ تاریخ ابن الوردی[۲] مین ہو کہ ۱۴۷ھ مین فضل بن یحیی بن خالد برمکی پیدا ہوا اور منصور نے خالد کو موصل کا والی مقرر کیا اور ۱۴۸ھ مین امام جعفر صادق نے انتقال فرمایا۔

اور صواعق محرقہ[۳] مین ہے کہ اسی سال حضرت جعفر صادق زہر سے شہید کیے گئے۔

تاریخ خمیس[۵] مین ہے کہ امام جعفر صادق کے پانچ صاحبزادے تھے محمد اسمعیل عبد اللہ۔ موسی کاظم اور علی۔

روضۃ الاحباب[۶] مین ہے کہ حضرت موسی کاظم بڑے قدر و منزلت بزرگترین اہل عالم تھے اور اپنے پدر بزرگوار کی نص کے مطابق اون کے بعد ولی امر امامت ہوئے۔

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت موسی کاظم علماً و معرفۃً و کمالاً و فضلاً اپنے والد ماجد کے وارث ہوئے اور اُن کا لقب کاظم اس وجہ سے ہوا کہ وہ بے انتہا بُردبار اور حلیم المزاج تھے۔ اہل عراق مین اون کا لقب "باب قضاء الحوائج عند اللہ" مشہور تھا یعنی "خدا کے نزدیک حاجت برآری کے در" اور وہ اپنے زمانے مین سب سے بڑھ کر عابد اور عالم اور سخی تھے۔

اور تاریخ ابن خلکان[۸] مین ہو کہ امام موسی کاظم بلحاظ عبادت و اجتہاد عبد صالح کے لقب سے پکارے جاتے تھے

۱؎ وفی الخمیس قال فی سنة خمس واربعین ومائة امر المنصور ببناء مدینة بغداد ۲؎ وفی قال ابن الوردی فی سنة سبع واربعین ومائة ولد الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک وفیها ولی المنصور خالد بن برمک الموصل ثم دخلت سنة ثمان واربعین ومائة وفیها توفی جعفر الصادق ابن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم ۳؎ وفی الصواعق ۴؎ قال توفی سنة ثمان واربعین ومائة مسموماً ۵؎ قال فی الخمیس وله خمسة اولاد محمد و اسمعیل و عبد الله و موسی الکاظم و علی ۶؎ و در روضة الاحباب است که امام موسی بن جعفر الکاظم از ذوی قدر و منزلت بزرگ ترین اهل عالم بود و امام امت بعد پدر بزرگوار خود بموجب نص

۷؎ الصواعق قال وهو وارثه علماً و معرفةً و کمالاً و فضلاً سمی الکاظم لکثرة تجاوزه وحلمه وکان معروفاً عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عند الله وکان اعبد اهل زمانه واعلمهم واسخاهم ۸؎ وفی ابن خلکان قال کان یدعی بالعبد الصالح من عبادته واجتهاده

تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ سنہ ۱۵۰ھ میں مجتہد زمانہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے وفات پائی۔

اور تاریخ صغیر بخاری میں بروایت نعیم بن حماد ابو اسحق فزاری سے مروی ہے کہ میں سفیان ثوری کی خدمت میں حاضر تھا ناگہاں ابو حنیفہ کی خبر وفات سنی گئی تو سفیان نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ یہ شخص اسلام کے حبل المتین کو توڑتا تھا اور اسلام میں اس سے زیادہ شوم کوئی نہیں پیدا ہوا۔

تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے کہ اسی سنہ ۱۵۰ھ میں امام فن حدیث حافظ ابن جریج فقیہ حرم نے بھی انتقال کیا۔ محدث احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابن جریج مخزن علم تھے اور حافظ عبد الرزاق کا قول ہے کہ ابن جریج سے بہتر نماز گزار میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ نکاح متعہ کے قائل تھے۔ نیز میزان الاعتدال ذہبی میں ہے کہ ابن جریج نے تقریباً ستر عورتوں سے نکاح متعہ کیا تھا۔

تاریخ خمیس میں ہے کہ سنہ ۱۵۱ھ میں صاحب السیر محمد بن اسحاق نے وفات پائی اور سنہ ۱۵۳ھ میں حضرت علی بن موسی الرضا بمقام مدینہ پیدا ہوئے۔

تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ سنہ ۱۵۸ھ میں منصور عباسی نے انتقال کیا اور حلبیۃ السیر میں ہے کہ جب منصور نے رحلت کی تو اسکا بیٹا ابو عبد اللہ محمد المہدی مالک سلطنت ہوا۔

قال ابن الوردی وفی سنۃ خمسین ومائۃ مات الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت روی البخاری فی تاریخہ الصغیر عن نعیم بن حماد عن الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشأم منہ قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ مات فی سنۃ خمسین ومائۃ ابن جریج الامام الحافظ فقیہ الحرم قال احمد بن حنبل کان من اوعیۃ العلم وقال عبد الرزاق ما رأیت احداً احسن صلوۃ من ابن جریج ... وکان ابن جریج یری المتعۃ
ابن جریج فی المیزان وقال فی العمدۃ تزوج نحواً من سبعین امرأۃ نکاح المتعۃ
قال الدیار بکری فی الخمیس وفی سنۃ احدی وخمسین ومائۃ مات صاحب السیر ابن اسحاق وفی سنۃ ثلث وخمسین ومائۃ ولد علی بن موسی الرضا بالمدینۃ
قال ابن الوردی وفی سنۃ ثمان وخمسین ومائۃ مات المنصور ... فی حلبیۃ السیر ... بویع ابنہ محمد المہدی

تاریخ کامل[١] مین ہے کہ سنہ ۱۵۹ھ مین حکیم مقنع نے خراسان مین خروج کیا جو
کیا جو مرو کا رہنے والا تھا اور چونکہ وہ کانا اور کریہ منظر تھا اسلیئے سونے کا
چہرہ بنوا کر اپنے منہ پر لگائے رہتا تھا تاکہ اوسکی صورت زشت کوئی نہ دیکھے
اسی وجہ سے لوگ اسکو مقنع کہتے تھے اور اس کو الوہیت کا ادعا بھی تھا۔

تاریخ ابن الوردی[٢] مین ہے کہ سنہ ۱۶۱ھ مین خلیفہ مہدی نے یحییٰ بن خالد
برمکی کو اپنے فرزند ہارون کا مصاحب مقرر کیا اور اسی سال سفیان ثوری کا
انتقال ہوا۔

تاریخ صغیر بخاری[٣] مین شعبہ سے مذکور ہے کہ سفیان ثوری علم حدیث
مین امیر المومنین کا مرتبہ رکھتے تھے۔

تاریخ کامل[٤] مین ہے کہ سنہ ۱۶۲ھ مین قاضی افریقیہ عبد الرحمن بن
زیاد نے رحلت کی اور اون کی موت کا یہ سبب ہوا کہ اونھون نے مچھلی کھا کر
اوپر سے دودھ پی لیا تھا یحییٰ بن ماسویہ طبیب نے کہا کہ اگر احکام طب
صحیح ہین تو یہ آج ہی رات کو مرجائنگے چنانچہ درحقیقت وہ اوسی شب
کو مر گئے۔

تاریخ ابو الفدا[٥] مین ہے کہ سنہ ۱۶۳ھ مین حکیم مقنع قتل ہوا جسکا نام عطا تھا اور
لوگون کو شعبدے دکھلایا کرتا تھا چنانچہ اوس نے ایک ایسا چاند بنایا تھا
جسکی روشنی دو مہینے کی راہ تک نظر آتی تھی۔ مقنع مذکور کو ربوبیت کا ادعا تھا اور ایک جماعت

[١] قال ابن الاثیر فی الکامل فی سنة تسع وخمسین ومائة ظهر المقنع بخراسان وکان رجلا اعور قصیرا من اهل مرو ویسمی حکیما وکان اتخذ وجها من ذهب فجعله علی وجهه لئلا یری فسمی المقنع وادعی الالوهیة

[٢] قال ابن الوردی فی سنة احدی وستین ومائة جعل المهدی یحیی بن خالد بن برمک مع ابنه هارون وفیها توفی سفیان الثوری

[٣] روی البخاری فی تاریخه الصغیر عن شعبة قال سفیان الثوری امیر المومنین فی الحدیث

[٤] قال ابن الاثیر فی الکامل وفی سنة اثنتین وستین ومائة توفی عبد الرحمن بن زیاد قاضی افریقیة وسببه موته انه اکل سمکا وشرب لبنا فقال یحیی بن ماسویه ان کان علم الطب صحیحا مات اللیلة فتوفی من اللیلة

[٥] قال ابو الفدا فی سنة ثلث وستین ومائة قتل المقنع واسمه عطا وکان یری الناس صورة قمر یطلع ویراه الناس من مسافة شهرین من موضعه وادعی المقنع الربوبیة واطاعه جماعة

گرگیرہ

اس کی متبع ہوگئی تھی۔ مسلمانون نے اجتماع کر کے اوسپر چڑھائی کردی اور
اوس کو قلعبند ہونا پڑا۔ آخرکار اوسنے نجات سے مایوس ہوکر پہلے اپنی
عورتون کو زہر سے مارڈالا پھر خود بھی زہر کھا کر مرگیا۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ مقنع نے پہلے مرو مین خروج کیا پھر ماوراء النہر
مین۔ بعد ازان نواح شہر کش کے ایک قلعہ مین قرار پذیر ہوا اس کو فن
شعبدہ بازی مین ایسی مہارت تھی کہ ہر رات کو ایک مدور اور منور شکل
مثل چاند کے چاہ نخشب سے نکالتا تھا جس کی روشنی دو فرسخ تک پہونچتی تھی
خلیفۂ بغداد نے لشکر بھیجکر اوسکا محاصرہ کیا اور جب مقنع کو مخلصی سے مایوسی
ہوئی تو اوس نے عورتون اور بچون کو زہر سے ہلاک کر کے آگ مین جلادیا
اور خود بھی تیزاب کے خم مین گر کر فنا ہوگیا اوس کی ایک لونڈی قلعے کے
کسی گوشے مین چھپی ہوئی تھی اوس نے یہ حالت دیکھکر قلعہ پر سے آواز دی
کہ اگر میری جان بخشی کی جائے تو مین قلعے کا دروازہ کھولدون اوس کی
درخواست منظور کی گئی۔ اوسنے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ لوگون نے اندر
جاکر سوا اوس کنیز کے کسی کو نہ دیکھا اور جب اوس سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی
تو سب متعجب ہوکر واپس آئے۔

تاریخ کامل مین ہے کہ سنہ ١٦٦ھ مین مہدی نے اپنے فرزند ہارون کی ولیعہدی
پر لوگون سے بیعت لی کہ موسی ہادی کے بعد وہ خلیفہ ہو اور ہارون کو رشید کے لقب سے

ملقب کیا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ سنہ ۱۶۹ھ مین مہدی عباسی کا انتقال ہوگیا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ اُسی دن موسی ہادی کی بیعت خلافت کی گئی

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ سنہ ۱۷۰ھ مین موسیٰ ہادی نے بھی رحلت کی اور اوسکی جگہ ہارون رشید مالک سلطنت ہوا۔

تاریخ خمیس مین ہے کہ ہارون رشید فصیح اللسان شخص تھا اور علوم مین اوسکی نظر اور معرفت بہت جید تھی۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ ہارون رشید پہلا خلیفہ ہے جسے میدان مین گیند بازی کی اور شطرنج کے کھیل کا شوق کیا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی مین ابن مبارک سے منقول ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر فریفتہ ہوگیا اور اُس سے مقاربت کی خواہش ظاہر کی لونڈی نے الگ ہو کہا کہ مین تمھارے لیے حلال نہین ہوسکتی کیونکہ تمھارے باپ کے پاس رہ چکی ہون۔ مگر ہارون رشید کا عشق ایسا شدید تھا کہ اوس نے اوسی وقت قاضی ابو یوسف کو بلا کر کہا کہ اِس لونڈی کے حلال ہونے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔ قاضی صاحب نے کہا کیا یہ لونڈی جو کچھ کہے اوسکو باور کرلینا چاہیئے؟ ہرگز نہین۔ آپ اسکی بات کو نہ مانئے کیونکہ وہ جھوٹ سے محفوظ نہین ہے۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ کس پر تعجب کرون آیا اس بادشاہ پر جسنے مسلمانون کے خون اور مال مین ہاتھ ڈالا

قال ابن الوردی وفی سنة تسع وستین ومائة مات المهدی ابو عبد الله محمد بن عبد الله المنصور ۱۶۹ھ وفی تاریخ ابن الوردی وبویع الهادی بیوم مات قال ابو الفدا ۱۷۰ھ وفی سنة سبعین ومائة توفی موسی الهادی بن المهدی بن المنصور قال وبویع الرشید هارون بالخلافة ۱۷۰ھ وفی الخمیس قال کان فصیحا وله نظر ومعرفة بالعلوم جیدة وفی حبیب السیر ... تاریخ الخلفاء للسیوطی عن ابن المبارک قال لما افضت الخلافة الی الرشید وقعت فی نفسه جاریة من جواری المهدی فراودها عن نفسها فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بها فارسل الی ابی یوسف فسأله أعندک فی هذا شیء فقال یا امیر المؤمنین او کلما ادعت امة شیئا ینبغی ان تصدق لا تصدقها فانها لیست بمأمونة قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من هذا الذی قد وضع یده فی دماء المسلمین واموالهم

اور اپنے باپ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا یا لونڈی پر جینے بادشاہ کی خواہش سے انکار کیا یا قاضی صاحب فقیہ زمانہ پر جنھون نے ہارون رشید کو اجازت دی کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرکے اپنی خواہش کو پورا کرے اور عبد اللہ بن یوسف سے روایت کی گئی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ مین نے ایک لونڈی خرید کی ہے اور چاہتا ہون کہ بلا انتظار مدت استبراء اسی وقت اوس سے مباشرت کرون آیا اوسکے حلال ہونے کا کوئی حیلہ تمھارے پاس ہے؟ قاضی صاحب نے کہا کہ ہان۔ آپ وہ لونڈی اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کردیجئے بعدہٗ اوس سے خود نکاح کرلیجئے۔ اور اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف کو رات کے وقت بلاکر فتوے لیا اور حکم دیا کہ اون کو ایک لاکھ درہم بطور انعام کے دیے جائیں۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ رقم مجھے صبح ہونے سے پہلے ملجانا چاہیے۔ ہارون رشید نے حکم دیا کہ قاضی صاحب کو فورا رقم مذکور دیجائے ایک شخص نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر مین ہے اور مکانات شہر کے دروازے بند ہوچکے ہین۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب مین بلایا گیا تھا تب بھی دروازے بند تھے۔ پس جس طرح پہلے کھولے گئے اوسی طرح پھر کھولے جاسکتے ہین۔

اور تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ ابو حنیفہ صاحب کے شاگردون مین قاضی ابو یوسف کا مثل نہ تھا اور اگر یہ نہوتے تو ابو حنیفہ صاحب کا ذکر بھی نہ ہوتا۔

حرج عن حرمة ابيه او من هذه الامة التي رغبت بنفسها عن امر امير المؤمنين او من هذا فقيه الارض وقاضيها قال اهتك حرمة ابيك واقض شهوتك وعن عبد الله بن يوسف قال قال الرشيد لابي يوسف اني اشتريت جارية واريد ان اطأها الآن قبل الاستبراء فهل عندك حيلة قال نعم تهبها لبعض ولدك ثم تتزوجها وعن اسحاق بن راهويه قال دعا الرشيد ابا يوسف ليلا فافتاه فامر له بمائة الف درهم فقال ابو يوسف ان رأى امير المؤمنين امر بتعجيلها قبل الصبح فقال بعض من عنده ان الخازن في بيته والابواب مغلقة فقال ابو يوسف فقد كانت الابواب مغلقة حين دعاني ففتحت وقال ابن خلكان لم يكن في اصحاب ابي حنيفة مثل ابي يوسف ولولا ابو يوسف ما ذكر ابو حنيفة۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ سنہ ۱۸۰ھ مین ہارون رشید نے حج کیا۔

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ جب ہارون رشید حج کو آیا تو لوگون نے حضرت موسیٰ کاظم کے بارے مین چغلی کی کہ اون کے پاس ہر طرف سے مال چلا آتا ہے۔ اتفاق سے ایک روز ہارون رشید خانۂ کعبہ کے نزدیک حضرت موسیٰ کاظم سے ملاقی ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تمھین ہو جنسے لوگ چھپ چھپ کر بیعت کرتے ہین؟ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ ہم دلون کے امام ہین اور تم جسمون کے (یعنی حقیقۃً امام ہم ہین گو بظاہر تم سب سمجھے جاتے ہو)

نیز کتاب موصوف مین ہے کہ ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ ہم رسول اللہ کی ذریت ہین حالانکہ تم علی کی اولاد ہو اور ہر شخص اپنے دادا سے منتسب ہوتا ہے نانا سے منتسب نہین ہوتا حضرت موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ خدائے کریم قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہے ومن ذریتہ داود و سلیمان و ایوب الی قولہ تعالیٰ وذکریا و یحییٰ و عیسیٰ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے پس جس طرح وہ اپنی والدہ کی نسبت سے ذریت انبیا مین ملحق ہوئے اوسی طرح ہم بھی اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ کی نسبت سے جناب رسول خدا کی ذریت ٹھہرے۔ پھر فرمایا کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو مباہلے کے وقت پیغمبر خدا نے سوا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے کسی کو نہین بلایا پس بفحوائے ابناءنا حسن اور

حسین ہی رسول اللہ کے بیٹے قرار پائے۔

وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینۂ منورہ آیا اور زیارت کے لئے روضۂ مقدسہ نبوی پر حاضر ہوا۔ اوس وقت اوس کے گرد قریش اور دیگر قبائل عرب جمع تھے نیز حضرت موسیٰ کاظم بھی ساتھ تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر ظاہر کرنے کے لئے قبر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ اے ابن عم۔ حضرت موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ سلام ہو آپ پر اے پدر بزرگوار۔ یہ سنکر ہارون رشید کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور اوس نے حضرت موسیٰ کاظم کو اپنے ہمراہ بغداد لے جا کر قید کیا۔

تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۱۷۹ھ میں مجتہد مدینہ مالک بن انس بن مالک اصبحی نے وفات پائی جو ۹۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

اور تاریخ خمیس میں ہے کہ ۱۸۲ھ میں ابو یوسف نے رحلت کی۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم نے بمقام بغداد قید خانۂ ہارون رشید میں وفات پائی اور تاریخ خمیس میں ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون رشید کے حکم سے امام موسیٰ کاظم کو رطب میں زہر دیا۔ اور اخبار الخلفاء ابن الساعی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم کی وفات بغداد میں بروز جمعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو ہوئی اور بزمانۂ

اخبار صحیح ثابت ہے کہ امام موصوف بحالت مظلومی مسموم شہید ہوئے اور مدینہ
السّلام کے اوس مقبرے مین دفن کئے گئے جو مقابر قریش کے نام سے مشہور ہے۔
اور صواعق محرقہ مین ہے کہ وقت وفات اون کی اولاد ذکور و اناث کی
تعداد سنتیس ۳۷ تھی جن مین بڑے قدر و مرتبت حضرت علی الرّضا اجل و افضل تھے
اور حلبیہ السیر مین ہے کہ افضل اولاد امام موسی کاظم بلکہ اشرف مخلوق
زمانہ علی بن موسی الرّضا تھے۔
اور وسیلۃ النجات ملا مبین لکھنوی مین ہے کہ اون کو علم ماکان و مایکون
آبا و اجداد سے وراثتًا پہونچا تھا۔
اور روضۃ الاحباب مین مروی ہے کہ امام علی رضا ہر زبان اور ہر لغت مین
فصیح و دانا ترین مردم تھے اور جو شخص جس زبان مین باتین کرتا تھا اوس کو
اوسی زبان مین جواب دیتے تھے۔
علامہ قونوی نے شرح حاوی صغیر مین اور ملا محمد مبین لکھنوی نے
وسیلۃ النجات مین کتاب جامع الاصول ابن اثیر جزری سے نقل فرمایا
ہے کہ صدی دوم کے آغاز پر مذہب امامیہ کے مجدد حضرت علی بن موسی الرضا تھے۔
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۱۸۷ھ مین ہارون رشید نے برمکیون پر غضبناک ہوکر
جعفر بن یحیی برمکی کو قتل کیا۔ تاریخ ابن الوردی مین اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ ہارون
رشید نے اپنی بہن عباسہ کا نکاح جعفر برمکی سے اسلئے کردیا تھا کہ ان دونون مین نامحرمی کا پردہ

وعليه الامين بالخلافة سنة ١٩٣ قال ولما توفي الرشيد في جمادى الآخرة لثلاث خلون من [illegible] ومائة مات الرشيد في سنة ثلاث وتسعين [illegible] قال ابو الفداء [illegible] بعد انقضاء [illegible] وحملت منه [illegible] الشرط ان لا يقربها

حائل نہ ہے (اور وہ بلا تکلف ہارون کی صحبت مین شریک ہو سکین) البتہ
اسکے ساتھ یہ شرط بھی مؤکد کر دی تھی کہ جعفر عباسہ سے ہمبستر نہو۔ لیکن امر
شدنی رُک نہین سکتا عباسہ کو جعفر سے حمل رہ گیا۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ بعد انقضائے مدت حمل اوس سے پسر خوش منظر
پیدا ہوا۔ (چنانچہ جعفر کے قتل کا باعث یہی واقعہ تھا)

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۱۹۳ھ مین ہارون رشید نے انتقال کیا اور اوسکی
جگہ اُسکا بڑا بیٹا امین خلیفہ ہوا۔

تاریخ الخمیس مین ہے کہ ۱۹۴ھ مین امین نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی مامون
کو ولیعہدی سے علیحدہ کردے اور رجب ۱۹۵ھ مین مامون کو امین کا یہ ارادہ معلوم ہوا
تو اُوسنے لشکر خراسان سے اپنی خلافت کی بیعت حاصل اور امیر المومنین کے
لقب سے ملقب ہوا۔ یہ خبر امین کو پہونچی تو اس نے مامون سے جنگ کرنے کیلیے
ابن ماہان کو لشکر لیکر بھیجا اور اودھر سے مامون نے بھی طاہر بن حسن کو مع لشکر
روانہ کیا۔

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے ۱۹۵ھ مین حضرت
محمد تقی بن امام علی رضا مدینے مین بروز جمعہ پیدا
ہوئے۔

تاریخ خمیس مین ہے کہ ۵ محرم ۱۹۸ھ کو طاہر بن حسن نے امین پر فتحیاب ہو کر

قال وفي الخميس وفي سنة اربع وتسعين ومائة عزم الامين على خلع المامون من ولاية العهد وفي سنة خمس وتسعين [illegible] خلع الامين اخاه المامون [illegible] خطب [illegible] جيش خراسان [illegible] بالخلافة وبامير المومنين [illegible] الامين [illegible] ابن ماهان [illegible] المامون طاهر [illegible] قال ابن خلكان [illegible] في سنة خمس وتسعين ومائة ولد ابو جعفر [illegible] علي الرضا [illegible] الجمعة [illegible] قال وفي الخميس [illegible] سنة ثمان وتسعين ومائة [illegible] الامين [illegible]

اوس کو قتل کیا۔

اور تاریخ ابو الفداؒ مین ہے کہ جب امین قتل ہوا تو مامون سلطنت عباسیہ کا مستقل بادشاہ ہوگیا۔

تاریخ الخلفا رسیوطیؒ مین ہے کہ جب مامون خلیفہ ہوا تو اوسنے منادی کرائی کہ جو شخص معاویہ کا ذکر خیر کے ساتھ کریگا اوس سے مین بری الذمہ ہون۔ نیز یہ بھی اعلان کیا کہ رسول اللہ کے بعد علی بن ابیطالب افضل خلق اللہ ہے

اور فتوح البلدان بلاذریؒ مین ہے کہ مامون نے یہ بھی حکم دیا کہ فدک کی جائداد اولاد فاطمہ کو واپس کی جائے چنانچہ مبارک طبری کو لکھ بھیجا کہ فدک کی جائداد مع اوسکے صدود و حقوق کے ورثاء فاطمہ بنت رسول اللہ کو واپس دیجاے۔

تاریخ ابن الوردیؒ مین ہے کہ (۲۰۱) ھ مین مامون نے حضرت علی الرضا کو ولیعہد خلافت قرار دیا اور یہ امر عباسیون کو نہایت شاق گزرا۔

شرح مواقفؒ مین ہے کہ جو کتبہ قبول ولیعہدی کا امام علی الرضا نے مامون کو لکھا اوس کا مضمون یہ تھا۔ چونکہ مامون نے ہماری اون حقوق کو تسلیم کرلیا جن اوس کے آباو اجداد نے نہین پہچانا تھا لہذا مین نے اوس کی درخواست ولیعہدی کو قبول کیا اگرچہ جفر و جامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انجام کو نہ پہونچے گا۔

علامہ سید شریف جرجانی شرح مواقف مین فرماتے ہین کہ جفر و جامعہ علی کی

وفی تاریخ ابو الفداء وقال ابو الفداء ولما قتل الامین استوثق الامر فی المشرق و المغرب للمامون عہ وفی تاریخ الخلفا للسیوطی قال امر المامون ان ینادی برئت الذمۃ ممن ذکر معاویۃ بخیر وان افضل الخلق بعد رسول اللہ علی بن ابیطالب عہ وفی فتوح البلدان البلاذری امیر المؤمنین المامون بن الرشید امر ان یدفع الی ولد فاطمۃ ++ فدک فکتب امیر المؤمنین المامون الی المبارک الطبری امر بردفدک الی ورثۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم بحدودھا و جمیع حقوقھا عہ قال ابن الوردی ثم دخلت سنۃ احدی و مائتین فیھا جعل المامون علی الرضا ابن موسی الکاظم ولی عہد المسلمین و الخلیفۃ من بعدہ و صعب ذلک علی بنی العباس عہ وفی شرح المواقف قال وفی کتاب قبول العہد الذی کتبہ علی بن موسی رضی اللہ عنہما الی المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما لم یعرفہ اٰباؤک فقبلت منک عہدک الا ان الجفر والجامعۃ یدلان علی انہ لا یتم عہ قال السید الشریف الجرجانی والجفر والجامعۃ کتابان لعلی رضی اللہ عنہ

دو کتابین ہین جن مین بطریق علم الحروف اون تمام حوادث کا ذکر ہے جو انقراض
عالم تک واقع ہونگے اور جو ائمہ کہ حضرت علی کی اولاد سے تھے وہ جفر اور جامعہ
کو جانتے تھے اور اون دونون کے موافق حکم دیتے تھے ۔

وسیلۃ النجات ملا مبین فرنگی محلی مین ہے پہلے مامون نے ارادہ کیا تھا کہ خود
امر خلافت سے معزول ہوکر منصب خلافت حضرت علی رضا کو سپرد کرے اور جب
اونے اس بات کا اظہار حضرت علی رضا سے کیا تو اونھون فرمایا کہ اگر خلافت
منجانب اللہ ہے تو یہ کب جائز ہوسکتا ہے کہ تو اوسے دوسرے کو بخشے اور اگر
خلافت تیرا حق نہین ہے تو تیری تفویض سے کیا ہوتا ہے ۔ مامون نے کہا کہ یا ابن
رسول اللہ میری درخواست قبول کرو ۔ حضرت حضرت علی الرضا نے فرمایا کہ مین اپنی
مرضی سے ہرگز قبول نہ کرونگا ۔ چنانچہ دو مہینے تک یہی مباحثہ پیش رہا کہ
مامون اصرار کرتا تھا اور حضرت علی الرضا انکار فرماتے تھے ۔ مامون نے کہا
کہ اچھا اگر تم خلافت قبول نہین کرتے تو ولیعہد ہونا منظور کرو ۔ امام رضا نے
نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے خبر دی ہے کہ مین مسموم ہوکر
تجھسے پہلے اس جہان فانی کو چھوڑونگا پھر کیونکر ولیعہد ہونا منظور
کرون ۔ بالآخر بعد گفتگوے بسیار حضرت علی رضا نے فرمایا کہ خیر
تیرے اصرار پر مین اس شرط سے ولی عہدی کو قبول کرتا ہون کہ
نہ کسی کو مقرر کرون نہ کسی کو معزول اور بساط حکومت پر

دور ہی سے نظر کرون اوسکے قریب نہ جاؤن۔ مامون ان شرائط پر راضی
ہوا اور حضرت علی الرضا نے آسمان کی جانب منھ کر کے کہا کہ خداوندا تو
جانتا ہے کہ مین اس امر کے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہون اور بضرورت
اس کو منظور کرتا ہون بارالہا مجھسے اس باب مین کوئی مواخذہ نفرما جس طرح
تو نے اپنے دو بندگان پیغمبر یوسف اور دانیال ؑ سے مواخذہ نہین کیا جبکہ
اونھون نے اپنے زمانے کے بادشاہون کی جانب سے ولی عہد ہونا قبول
کیا تھا۔ پروردگار میرے کوئی عہد نہین ہے مگر تیرا عہد اور کوئی ولایت
نہین ہے مگر تیری جانب سے۔ یہ کہہ کر حضرت علی الرضا نے باول نخواستہ
ولی ہونا قبول کیا اور جب عید کا دن آیا تو مامون نے اون سے کہلا بھیجا
کہ نماز کے لئے تشریف لے جائین اور عیدگاہ جا کر نماز و خطبہ پڑھین حضرت
علی رضا نے فرمایا کہ مین نے یہ شرط کر لی ہے کہ بساطِ حکومت کے
قریب نجاؤن گا لہذا مجھکو نماز اور خطبے سے معاف رکھ مگر مامون نے
بہت اصرار اور الحاح کیا۔ امام رضا نے کہا کہ اگر تو معاف کر دے
تو بہتر ہے ورنہ مین نماز عید کے لئے اسیطرح جاؤن گا جس طرح میرے جد امجد جناب
رسول خدا تشریف لے جاتے تھے۔ مامون نے کہا کہ تمھین اختیار ہے جس طرح
چاہو جاؤ۔ بعد ازان خدام و سپاہ کو حکم دیا کہ حضرت علی رضا کے دروازے پر
حاضر ہون۔ چنانچہ بعد طلوع آفتاب امام رضا نے کپڑے پہنے۔ دستار سفید سر پر باندھی

عطر لگایا اور عصا ہاتھ مین لے کر عیدگاہ کے لئے تیار ہوئے۔ بعد ازان خدام کو حکم دیا کہ تم بھی غسل کر کے کپڑے بدلو۔ اس انتظام کے بعد آپ باہر نکلے اور دو تین قدم چل کر کھڑے ہو گئے پھر سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اونکے ساتھ خادمون اور لشکریون نے بھی تکبیر کہی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب امام رضا تکبیر کہتے تھے تو ہم لوگون کو یہ معلوم ہوتا تھا در و دیوار و زمین و آسمان سے اونکی تکبیر کا جواب سنائی دیتا ہے۔ پس یہ حالت ہوئی کہ تمام اہل شہر گریہ و زاری کرنے لگے اور جب اسکی اطلاع مامون کو ہوئی تو فضل بن سہل وزیر نے اس سے کہا کہ اگر علی رضا اسی حال سے عیدگاہ کو جائینگے تو معلوم نہین کیا فتنہ اور ہنگامہ برپا ہوگا اور ہم نہین جانتے کہ کیونکر سلامت رہینگے۔ وزیر کی اس تقریر پر مامون متنبہ ہوا اور اس نے اپنے خواص مین سے ایک شخص کو امام رضا کی خدمت مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین تمہین عیدگاہ جانے کی تکلیف دیکر متأسف ہون اور اب تم کو مشقت مین ڈالنا نہین چاہتا مناسب ہے کہ اپنی قیامگاہ کو واپس آؤ اور عیدگاہ جانے کی زحمت نہ اٹھاؤ۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۰۳ھ مین علی بن موسیٰ الرضا نے وفات پائی اور خلاصۂ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے کہ ۲۰۳ھ مین علی رضا بمقام طوس زہر سے شہید ہوئے اور مختصر اخبار الخلفاء مین ہے کہ امام رضا نے مسموم ہو کر وفات پائی

اور سنا باذ واقع ارض طوس مین مدفون ہوئے۔
معجم البلدان یاقوت[۱] حموی مین ہے کہ شہر طوس ملک خراسان مین ہے اور وہین حضرت علی بن موسی الرضا کا مزار ہے۔ نیز کتاب انسات[۲] سمعانی مین ہو کہ حضرت علی بن موسی الرّضا نے بمقام طوس آخر ۲۰۳ھ مین بروز شنبہ وفات پائی اور تحقیق یہ ہے کہ اون کو آب انار مین زہر دیا گیا۔
روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ امام علی الرضا کے پانچ صاحبزادے تھے محمد[۱] (تقی)، حسن[۲]۔ جعفر[۳]۔ ابراہیم[۴]۔ حسین۔
اور صواعق محرقہ[۵] مین ہے کہ اون سب مین اجل اور افضل حضرت محمد تقی[۶] تھے۔ امام رضا کی وفات سے ایک سال بعد کا ذکر ہے کہ حضرت محمد تقی بغداد کے کسی گزرگاہ مین کھڑے ہوئے تھے اور چند لڑکے بھی وہان کھیل رہے تھے ناگہان خلیفہ مامون کی سواری دکھائی دی۔ سب لڑکے ڈر کر بھاگ گئے مگر حضرت محمد تقی کھڑے رہے۔ اون کی عمر اوس وقت نو برس کی تھی۔ جب مامون کی سواری وہان پہونچی تو اوسنے حضرت محمد تقی سے مخاطب ہو کر کہا صاحبزادے تم کیون نہین بھاگے؟ اونھون نے بیساختہ جواب دیا کہ "میرے کھڑے رہنے سے راستہ تنگ نتھا جو ہٹ جانے سے وسیع ہو جاتا اور مین نے کوئی جرم نہین کیا کہ ڈرتا نیز میرا حسن ظن ہے کہ تم بے گناہ کو ضرر نہین پہونچاتے"۔ مامون کو حضرت محمد تقی کا انداز بیان بہت پسند آیا

---

[۱] (۳۷۴) ثم دفن فی تربت ہارون بھا سنا باذ بارض طوس ۱۲ معجم البلدان
[۱] یاقوت الحموی فی معجم البلدان (طوس) ہو بلد بخراسان ۔۔۔ وبھا قبر علی بن موسی الرضا
[۲] وفی کتاب الانساب للسمعانی مات علی بن موسی الرضا بطوس سنۃ ثلاث ومائتین یوم السبت ... وقد سم فی ماء الرمان ۱۲
[۳] روضۃ الاحباب ... ورد علی الرضا ... پنج پسر ... محمد تقی و حسن و جعفر و ابراہیم و حسین ۱۲
[۵] قال فی الصواعق ... واجلہم محمد الجواد ... ومما اتفق انہ بعد موت ابیہ بسنۃ واقف والصبیان یلعبون فی ازقۃ بغداد اذ مر المامون ففروا ووقف محمد ... وعمرہ تسع سنین
[۶] فقال لہ یا غلام ما منعک من الانصراف فقال لہ مسرعا یا امیر المؤمنین لم یکن بالطریق ضیق فاوسعہ لک ولیس لی جرم فاخشاک والظن بک حسن انک لا تضر من لا ذنب لہ فاعجبہ کلامہ وحسن صورتہ ۱۲

اور اوسنے پوچھا کہ صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے؟ اونھون نے کہا کہ محمد بن علی الرضا اسکے بعد مامون وہان سے آگے بڑھا۔ اُسکے ساتھ شکاری باز بھی تھے جب آبادی سے باہر نکل گیا تو اوسنے باز کو ایک چکور پر چھوڑا۔ باز غائب ہو گیا اور جب واپس آیا تو اوسکی چونچ مین ایک چھوٹی زندہ مچھلی تھی جس کو دیکھکر مامون بہت متعجب ہوا۔ تھوڑی دیر مین جب وہ لوٹا تو اوسنے حضرت محمد تقی کو مع دوسرے لڑکون کے وہین دیکھا جہان وہ پہلے تھے۔ لڑکے مامون کی سواری دیکھکر پھر بھاگ گے لیکن حضرت محمد تقی بدستور کھڑے رہے جب مامون اون کے قریب آیا تو کہنے لگا کہ صاحبزادے بتاؤ میرے ہاتھ مین کیا چیز ہے؟ اونھون نے کہا کہ اللہ تعالے نے اپنے دریائے قدرت مین چھوٹی مچھلیان پیدا کی ہین اور سلاطین اپنے بازون سے اون مچھلیون کا شکار کر کے اہلبیت رسالت کے علم کا امتحان لیتے ہین۔ یہ سنکر مامون بولا کہ بیشک تم علی بن موسی الرضا کے فرزند ہو۔ پھر اون کو اپنے ساتھ لیتا گیا اور اون کی بہت توقیر کر کے اپنی بیٹی اُم الفضل کا نکاح اون سے کر دیا کچھ دنون کے بعد امام محمد تقی ام الفضل کو ساتھ لیکر مدینے چلے گئے۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ امام محمد تقی کے مشہور القاب تقی اور جواد ہین۔ مؤرخ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ سنہ ۲۰۴ھ مین مجتہد وقت محمد بن ادریس شافعی نے وفات پائی اور سنہ ۲۱۱ھ مین اخفش نحوی نے رحلت کی اور سنہ ۲۱۳ ہجری مین

موٴرخ عبد الملک بن ہشام نے انتقال کیا جنکی کتاب سیرۃ ابن ہشام مشہور ہے۔

تاریخ الخمیس [۱] مین ہے کہ ۲۱۴ھ مین حضرت علی نقی بن امام محمد تقی مدینے مین پیدا ہوئے۔

اور حلبیۃ [۲] السیر مین ہے کہ ۲۱۷ھ مین مامون نے اپنے چھوٹے بھائی معتصم کو ولی عہد قرار دیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۱۸ رجب ۲۱۸ھ کو مامون نے اس جہان سے رحلت کی اور معتصم خلیفۂ بغداد ہوا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ ۲۱۹ھ مین معتصم نے مجتہد زمانہ احمد بن حنبل کو طلب کر کے مسئلہ خلق قرآن کے متعلق اون کا امتحان لیا۔ اونھون نے معتصم کے قول کو قبول نہ کیا کہ قرآن مخلوق ہے اس بات پر بگڑ کر معتصم نے اون کو اتنے کوڑے لگوائے کہ اون کی جلد بدن کٹ گئی اور عقل سلب ہو گئی۔

وسیلۃ النجات مین ہے کہ جب مامون کے بعد معتصم خلیفہ ہوا اور اوس نے امام محمد تقی کے فضائل کا آوازہ سنا تو براہ بغض و عناد اون کو مدینۂ منورہ سے بمقام بغداد طلب کیا امام محمد تقی جب مدینے سے چلنے لگے تو اونھون نے اپنے فرزند حضرت علی النقی کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیکر کتب علوم الٰہی و آثار جناب رسالت پناہی اونھین سپرد فرمایا بعد ازان مدینے سے روانہ ہو کر نو محرم ۲۲۰ھ کو بغداد پہونچے اور معتصم نے اِسی سال اون کو شہید کیا۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ امام محمد تقی نے پچیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور بمقام مقابر قریش اپنے جد امام موسیٰ کاظم کے پہلو مین مدفون ہوئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زہر سے شہید کیے گئے نیز مولوی صدیق حسن خان صاحب کتاب فرع نامی مین لکھتے ہین کہ امام محمد تقی کو معتصم عباسی نے زہر دیکر شہید کیا اور اپنے جد امام موسیٰ کاظم کے روضہ مین مدفون ہوئے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ امام محمد تقی نے چار فرزند چھوڑے دو پسر دو دختر اور صواعق محرقہ مین ہے کہ اون سب مین اجل و افضل حضرت علی نقی تھے جو بروئے علم و فضل اپنے والد کے وارث ہوئے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۲۷ھ مین معتصم نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ ۲۳۰ھ مین محمد بن سعد کاتب واقدی صاحب کتاب طبقات نے رحلت کی۔

تاریخ خمیس مین ہے کہ ۲۳۱ھ مین حضرت حسن عسکری بن امام علی النقی مدینہ طیبہ مین پیدا ہوئے۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۲۳۲ھ مین خلیفہ واثق باللہ نے انتقال کیا اور اوس کا قائم مقام متوکل عباسی ہوا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۲۳۶ھ مین متوکل عباسی نے حکم دیا کہ امام حسین کا مزار اوسکے

گرد کے مکانات وغیرہ منہدم کرکے وہان زراعت کی جائے اور لوگون کو اوس مقام مین جانیکی ممانعت کرکے یہ منادی کرائی کہ جو شخص قبر کے نزدیک دکھائی دے گا وہ قید کیا جائے گا، چنانچہ اس منادی سے لوگ اسقدر خائف ہوئے کہ اونھون نے قبر امام حسین کی زیارت ترک کردی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۴۱ھ مین مجتہد زمانہ احمد بن حنبل نے وفات پائی اور ۲۴۲ھ مین قاضی یحییٰ بن اکثم نے رحلت کی۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ قاضی یحییٰ بن اکثم مین سوا اسکے اور کوئی عیب نہ تھا وہ لڑکون سے خاص طور پر اُنس رکھنے کی وجہ سے متہم و مطعون تھے چنانچہ اس باب مین لوگون نے اشعار بھی کہے ہین جن مین سے ایک شعر یہ ہے ؎ متی تصلح الدنیا ویصلح اٰھلھا * وقاضی قضاۃ المسلمین یلوط یعنی جبکہ مسلمانون کے قاضی القضاۃ ہی حرکت خلاف وضع فطری کے عامل ہین تو دُنیا اور اہل دُنیا کے صلاحیت پذیر ہونے کی کیا اُمید ہوسکتی ہے

شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکھتے ہین کہ ۲۴۳ھ مین متوکل عباسی نے حضرت علی نقی کو مدینے سے سرمن رائے مین جبراً طلب کرلیا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۴۴ھ مین متوکل نے ابن سکیت شاعر کو قتل کر ڈالا جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز متوکل نے اوس سے پوچھا کہ تجھکو میرے دونون بیٹے معتز اور مؤید زیادہ محبوب ہین یا حسن اور حسین

وهدم ما حوله من المنازل والدور وان يبذر ويسقى موضع قبره وان يمنع الناس من اتيانه فنادى بالناس في تلك الناحية من وجدناه عند قبره حبسناه فهرب الناس وتركوا زيارته

وفي تاريخ ابي الفداء قال وفي سنة احدى واربعين ومائتين توفي الامام احمد بن حنبل قال وفي سنة اثنتين واربعين ومائتين توفي القاضي يحيى بن اكثم

قال ابو الفداء ولم يكن في يحيى بن اكثم ما يعاب به سوى ما يتهم به من محبة الصبيان وقد قيل فيه لسبب ذلك عدة اشعار منها

متى تصلح الدنيا ويصلح اهلها * وقاضي قضاة المسلمين يلوط

قال الشيخ ابن حجر المكي في الصواعق كان المتوكل اشخص علي بن محمد النقي من المدينة الى سر من رأى سنة ثلاث واربعين ومائتين

وقال ابو الفداء في سنة اربع واربعين ومائتين قتل المتوكل ابا يوسف يعقوب المعروف بابن السكيت لانه قال له المتوكل ايما احب اليك ابناي المعتز والمؤيد ام الحسن والحسين

فرزندان علی - ابن سکیت نے کہا کہ خدا کی قسم علی کا خادم قنبر بھی تجھسے اور تیرے بیٹون سے بہتر ہے - یہ سنکر متوکل نے ابن سکیت کی زبان گُدی کی طرف سے کھنچوالی اور وہ اوسی وقت مرگیا - اور حیٰوۃ الحیوان دمیری مین ہو کہ متوکل عباسی حضرت علی بن ابیطالب سے بغض رکھتا تھا اور اونکی منقصت کیا کرتا تھا نیز کامل ابن اثیر مین ہے کہ متوکل کو حضرت علی بن ابی طالب اور اُن کے اہلبیت سے شدید بغض تھا -

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ بعض لوگون نے متوکل سے چغلی کی کہ حضرت علی نقی کے گھر مین ہتھیار اور خطوط وغیرہ اونکے شیعون کے بھیجے ہوے جمع ہین نیز متوکل کو یہ بھی وہم دلایا گیا کہ حضرت علی نقی اپنے لئے امر خلافت کے طالب ہین - متوکل نے چند سپاہی مقرر کئے کہ رات کو اونھین گرفتار کر لائین - چنانچہ سپاہیون نے شب کو ایکایک حضرت علی نقی کے گھر مین پہنچکر دیکھا کہ وہ بالون کا کرتہ پہنے اور صوف کی چادر اوڑھے تنہا اپنے حجرے مین ریگ اور سنگریزون پر روبقبلہ بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہین - سپاہیون نے اونکو اسی حالت سے پکڑلیجا کر متوکل کے روبرو پیش کیا - متوکل اسوقت ہاتھ مین جام شراب لئے ہوئے مے نوشی کر رہا تھا - حضرت علی نقی کو دیکھتے ہی متوکل نے تعظیم کرکے اونکو اپنے پہلو مین بٹھالیا - سپاہیون نے بیان کیا کہ انکے گھر مین کوئی شئے از قسم اسلحہ و کتب وغیرہ نہین ملی اور نہ ایسی کوئی بات پائی گئی جس سے

فقال له ابن السكيت والله ان قنبر خادم علي خير منك و من ولديك فقال المتوكل سلوا لسانه من قفاه ففعلوا ذلك فمات من ساعته ۱۲ وقال الدميري في حياة الحيوان كان المتوكل يبغض عليا رضي الله تعالى عنه وينقصه ۱۲ وقال ابن الاثير في الكامل كان المتوكل شديد البغض لعلي بن ابي طالب عليه السلام ولاهل بيته ۱۲ وفي وفيات الاعيان لابن خلكان قال كان قد سعي (بعلي) الزكي الى المتوكل وقيل ان في منزله سلاحا وكتبا وغيرها من شيعته واوهموه انه يطلب الامر لنفسه فوجه اليه بعدة من الاتراك ليلا فهجموا عليه في منزله على غفلة فوجدوه وحده في بيت مغلق وعليه مدرعة من شعر وعلى رأسه ملحفة من صوف وهو مستقبل القبلة يترنم بآيات من القرآن في الوعد والوعيد ليس بينه وبين الارض بساط الا الرمل والحصى فاخذ على الصورة التي وجد عليها وحمل الى المتوكل في جوف الليل فمثل بين يديه والمتوكل يستعمل الشراب وفي يده كاس فلما رآه اعظمه واجلسه الى جنبه ولم يكن في منزله شيء مما قيل عنه

ولا حجة يتعلل عليه بها فناوله المتوكل الكاس الذي في يده فقال ما خامر لحمي ودمي قط فاعفني منه فاعفاه وقال انشدني شعرا استحسنه فقال اني لقليل الرواية للشعر فقال لا بد ان تنشدني شيئا فانشده

باتوا على قلل الاجبال تحرسهم ٭ غلب الرجال فما اغنتهم القلل ٭
واستنزلوا بعد عز عن معاقلهم ٭ فاودعوا حفرا يا بئس ما نزلوا ٭
ناداهم صارخ من بعد ما قبروا ٭ اين الاسرة والتيجان والحلل ٭
اين الوجوه التي كانت منعمة ٭ من دونها تضرب الاستار والكلل ٭
فافصح القبر عنهم حين سائلهم ٭ تلك الوجوه عليها الدود يقتتل ٭
قد طال ما اكلوا دهرا وما شربوا ٭ فاصبحوا بعد طول الاكل قد اكلوا ٭

ان پر رشک یا الزام قائم ہو۔ یہ سُنکر متوکل نے وہ جام شراب جو اوسکے ہاتھ مین تھا حضرت علی نقی کی جانب بڑھایا۔ اونھون نے کہا کہ میرا گوشت اور خون کبھی شراب سے آلودہ نہین ہوا مجھے اس سے معاف رکھ۔ متوکل نے کہا کہ اچھا اگر شراب نہ پیو تو کچھ اشعار پڑہو حضرت علی نقی نے فرمایا مجھے اشعار سے کم دلچسپی ہے۔ متوکل نے نہ مانا اور کہا کہ ضرور کچھ پڑھو۔ امام علی نقی نے مجبور ہو کر چند شعر ارشاد فرمائے جن کا حاصل مقصد یہ ہے کہ جن لوگون نے اپنی حفاظت کی غرض سے پہاڑ کی چوٹیون پر سکونت اختیار کی اونکو بھی موت نے نہ چھوڑا اور عزت کی بلندی سے خاک ذلت پر گرا کر تنگ و تاریک قبرون مین پہونچا دیا بعد ازان اون کو ہاتف نے آواز دی کہ اے قبر والو کہان گئے تمھارے تخت و تاج و لباس نفیس اور کیا ہوئے وہ ناز پرور وہ چہرے جنکے لئے خیمے اور سراپردے نصب کئے جاتے تھے۔ پس قبر نے اُن کی جانب سے جواب دیا کہ دنیا مین وہ مدت تک کھاتے پیتے رہے آخر کار خود لقمۂ حشرات الارض ہو گئے اور اب اون پر کیڑے رینگ رہے ہین۔ جب امام علی نقی نے یہ اشعار پڑھے تو متوکل اور حاضرین پر کمال رقت طاری ہوئی اور متوکل اسقدر رویا کہ اوس کی داڑھی آنسوؤن سے تر ہو گئی۔ بعدہٗ اوسنے حکم دیا کہ شراب اٹھا لیجائے اور حضرت علی نقی کو اونکے گھر واپس کیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۴۷ھ مین لوگون نے متوکل کو اوسکے بیٹے منتصر کی سازش سے

قال فبكى المتوكل بكاء كثيرا حتى بلت دموعه لحيته وبكى من حضره ثم امر برفع الشراب (الى ان قال) ورده الى منزله ملخصا قال ابو الفداء وفي سنة سبع واربعين و مائتين قتل المتوكل

رات کے وقت بحالت خلوت قتل کر ڈالا اور صبح کو منتصر کی بیعت کر لی۔
پھر ۲۴۸ھ مین منتصر نے بھی انتقال کیا اور اوسکے بعد مستعین خلیفہ ہوا۔ بعد ازان ۲۵۲ھ مین مستعین نے تخت خلافت سے علیحدگی اختیار کی اور لوگون نے معتز باللہ کی بیعت خلافت پر اجماع کیا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ ۲۵۴ھ مین حضرت علی نقی نے بمقام سر من رأے وفات پائی۔

اور تذکرہ خواص[۱] الامہ سبط ابن جوزی مین مذکور ہے کہ معتز باللہ کے زمانۂ خلافت مین حضرت علی نقی زہر سے شہید کیے گئے۔

روضۃ الاحباب[۲] مین ہے کہ امام علی نقی نے پانچ فرزند چھوڑے۔
اور صواعق[۳] محرقہ مین ہے کہ اون سب مین اجل و افضل حضرت حسن عسکری تھے۔ مروی ہے کہ وہ ایک روز بچپن مین چند لڑکون کے قریب کھڑے ہوئے رو رہے تھے اور سب لڑکے کھیل مین مشغول تھے اتفاقاً اودھر سے بہلول کا گزر ہوا اُسنے حضرت حسن عسکری کو روتا دیکھکر کہا کہ تم افسوس نہ کرو مین تمھارے کھیلنے کے لئے بھی کوئی شئے خرید کرکے لاتا ہون۔ اونھون نے کہا کہ اے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہین پیدا کئے گئے۔ بہلول نے پوچھا کہ پھر کس لئے پیدا کئے گئے۔ کہا کہ علم اور عبادت کے لئے۔ بہلول نے کہا کہ یہ تم کو کہان سے معلوم ہوا۔ حضرت حسن عسکری نے فرمایا کہ خدائے عز و جل کے قول سے جیسا کہ وہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث کھیل کود کے لئے پیدا کیا ہے اور تمھاری بازگشت

ہماری طرف نہ ہوگی ؟

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۲۵۵ھ مین معتز باللہ تخت خلافت سے علیحدہ کردیا گیا اور لوگون نے مہتدی باللہ کی بیعت کی۔

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہو کہ نصف شعبان ۲۵۵ھ مین بروز جمعہ حضرت ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری پیدا ہوئے۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اون کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو بمقام سامرہ واقع ہوئی اور جب وہ پیدا ہوے تو مختون اور ناف بریدہ تھے اور اون کے داہنے بازو پر یہ آیت منقوش تھی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (یعنی حق آیا اور باطل نیست و نابود ہوا اور باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا)۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۲۵۶ھ مین مہتدی کو بھی خلافت سے کنارہ کش ہونا پڑا اور اعیان دولت نے معتمد علی اللہ کو خلیفہ کیا۔ نیز اسی سال محمد بن اسمعیل بخاری صاحب جامع صحیح کا انتقال ہوا۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ جب بمقام سامرہ شدید قحط پڑا تو خلیفہ معتمد نے لوگون کو حکم دیا کہ تین دن تک باہر نکلکر نماز استسقار پڑھین۔ چنانچہ سب نے ایسا کیا مگر پانی نہ برسا۔ چوتھے روز بغداد کے نصارے کی جماعت صحرا مین آئی اور اون مین سے

وانکر البینا ... قال ابن الوردی وفی سنة خمس وخمسین ومائتین خلع المعتز وبویع للمهتدی ٢٥٥ وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال کانت ولادة ابو القاسم محمد بن الحسن العسکری بن علی الهادی بن محمد الجواد یوم الجمعة منتصف شعبان سنة خمس وخمسین ومائتین

وفی روضة الاحباب ولادت آن ... در نیمه شعبان ٢٥٥ در سامره ... نوشته بود جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ٢٥٦ وقال ابو الفدا وفی سنة ست وخمسین ومائتین خلع المهتدی (الی ان قال) وولی الخلافة المعتمد علی الله ابو العباس احمد بن متوکل من الحبس وبایعه الناس بالخلافة (الی ان قال) وفیها توفی الامام محمد بن اسمعیل البخاری صاحب المسند الصحیح ٢٥٦ قال فی الصواعق لما قحط الناس بسر من رای قحطا شدیدا امر الخلیفة المعتمد بالخروج للاستسقاء ثلاثة ایام فلم یسقوا فخرج النصاری

ایک راہب نے آسمان کی جانب اپنا ہاتھ بلند کیا اوسکا ہاتھ بلند ہونا تھا کہ بادل چھا گئے اور پانی برسنا شروع ہوا۔ اسی طرح اوس راہب نے دوسرے دن بھی عمل کیا اور بدستور اوس دن بھی باران رحمت کا نزول ہوا۔ یہ حالت دیکھکر سب کو نہایت تعجب گزرا حتی کہ جاہلون کے دلون مین شک پیدا ہوگیا بلکہ بعض اون مین سے مرتد ہوگئے۔ یہ واقعہ خلیفہ پر بہت شاق گزرا اور اوسنے حضرت حسن عسکری کو طلب کر کے کہا کہ اے ابو محمد اپنے جد کے کلمہ گویون کی خبر لو اون کو ہلاکت (گمراہی) سے بچاؤ۔ حضرت حسن عسکری نے کہا کہ اچھا راہبون کو حکم دیا جائے کہ کل پھر وہ میدان مین آکر دعائے باران کرین۔ انشاءاللہ تعالیٰ مین لوگون کے شکوک زائل کر دون گا۔ پس جب دوسرے دن وہ لوگ میدان مین طلب باران کے لئے جمع ہوئے تو اوس راہب نے معمول کے مطابق آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا۔ ناگہان آسمان پر ابر نمودار ہوا اور مینھ برسنے لگا۔ یہ دیکھکر حضرت حسن عسکری نے ایک شخص سے کہا کہ راہب کا ہاتھ پکڑکر جو چیز اوس راہب کے ہاتھ مین ہے لے لے۔ اوس شخص نے راہب کے ہاتھ مین ایک ہڈی دبی ہوئی پائی اور اوس سے لے کر حضرت حسن عسکری کے سامنے پیش کی۔ اونھون نے راہب سے فرمایا کہ اب تو ہاتھ اوٹھا کر بارش کی دعا کر۔ اوس نے ہاتھ اوٹھایا تو بجائے بارش ہونیکے مطلع صاف ہوگیا اور دھوپ نکل آئی۔ لوگ کمال متعجب ہوئے اور خلیفہ معتمد نے

ومعهم راهب كلما مد يده الى السماء هطلت ثم في اليوم الثاني كذلك فشك بعض الجهلة وارتد بعضهم فشق ذلك على الخليفة فامر باحضار الحسن الخالص وقال له ادرك امة جدك رسول الله قبل ان يهلكوا فقال الحسن يخرجون غدا وانا ازيل الشك ان شاء الله فلما خرج الناس للاستسقاء ورفع الراهب يده غيمت السماء فامر بالقبض على يده فاذا فيها عظم آدمي فاخذه من يده وقال استسق فرفع يده فزال الغيم وطلعت الشمس فتعجب الناس من ذلك فقال الخليفة

حضرت حسن عسکری سے پوچھا کہ اے ابو محمد یہ کیا چیز ہے؟ آپنے فرمایا کہ یہ کسی نبی کی ہڈی ہے جس کی وجہ سے راہب اپنے مدعا مین کامیاب ہوتا رہا کیونکہ نبی کی ہڈی کا یہ اثر ہے کہ جب وہ زیر آسمان کھولی جائے تو باران رحمت ضرور نازل ہوگا۔ یہ سن کر لوگون نے اوس ہڈی کا امتحان کیا تو اوسکی وہی تاثیر دیکھی جو حضرت حسن عسکری نے بیان کی تھی۔ پس لوگون کے دلون مین جو شکوک پیدا ہو گئے تھے طلقاً زائل ہو گئے اور امام حسن عسکری اوس ہڈی کو لیکر اپنے قیامگاہ پر واپس آئے۔

اور اخبار الدول قرمانی مین ہو کہ پھر آپنے اوس مقدس ہڈی کو ملفوف کر کے دفن کر دیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۲۶۰ھ مین حضرت امام حسن عسکری نے وفات پائی اور صواعق محرقہ مین ہے کہ امام حسن عسکری کی وفات اٹھائیس سال کی عمر مین بمقام سرمن رائے واقع ہوئی اور وہ اپنے والد امام علی نقی کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ نیز کہا جاتا ہو کہ وہ بھی زہر سے شہید کیے گئے اور اونھون نے سوا اپنے اکلوتے فرزند حضرت محمد الحجۃ کے اور کوئی اولاد نہین چھوڑی حضرت حسن عسکری کی وفات کے وقت اونکی عمر پانچ سال کی تھی لیکن خدا نے اونکو اسی عمر مین علم و حکمت کی دولت سے مالامال کر دیا تھا کہا جاتا ہے کہ وہ مخلوق کی نظر سے مخفی اور مستور ہو گئے۔ اور شیخ عبد الوہاب شعرانی کتاب الیواقیت و الجواہر مین فرماتے ہین کہ وہ موجود ہین اور رہینگے تا این که

الحسن ما هذا یا ابا محمد فقال هذا عظم نبي ظفر به الراهب وما كشف عن عظم نبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنوا ذلك فكان كما قال وزالت الشبهة عن الناس ورجع الحسن الى داره وفي اخبار الدول قال ولفه ودفنه ١٢ وقال ابن الاثير الجزري في الكامل وفي سنة ستين ومائتين توفي الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب ١٢ وقال في الصواعق المحرقة مات بسر من رای ودفن عند ابيه وعمره ثمانية وعشرون ويقال انه سم ولم يخلف غير ولده ابي القاسم محمد الحجة وعمره عند وفاة ابيه خمس سنين لكن آتاه الله فيها الحكمة قيل انه ستر وغاب ١٢ وقال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في اليواقيت وهو باق

قریب قیامت حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مجتمع ہونگے اور اون کی عمر ہمارے زمانہ ۹۵۸ھ تک ۷۶۶ سال کی ہوئی۔

اور وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ اونھین کو شیعہ مہدی موعود گمان کرتے ہین۔

نیز صواعق محرقہ مین ہے کہ رافضیون کا قول ہو کہ وہی مہدی موعود ہین تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۶۱ھ مین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب جامع صحیح نے اور ۲۷۵ھ مین ابو داؤد سجستانی اور ابن ماجہ قزوینی صاحبان کتب سنن نے اور ۲۷۶ھ مین عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے رحلت کی اور ۲۷۹ھ مین معتمد عباسی نے انتقال کیا اور اوس کے بعد معتضد باللہ خلیفہ ہوا۔ نیز اسی سال ابو عیسیٰ ترمذی صاحب جامع الصحیح نے وفات پائی اور ۲۸۴ھ مین معتضد باللہ نے حکم دیا کہ معاویہ اور یزید اور ابو سفیان کے مطاعن مین اور اس باب مین کہ اونپر لعن مباح ہے ایک کتبہ تیار کیا جائے چنانچہ جو مطاعن اوس کتبے مین درج کیے گئے منجملہ اون کے ایک یہ بھی ہو کہ بعد حمد خدا و نعت نبی مصطفےٰ درج ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث برسالت فرمایا تو سب سے زیادہ بنی اُمیہ نے آنحضرت کی مخالفت پہ کمر باندھی اور اس مخالفت مین ابو سفیان کا اوّل نمبر تھا۔ نیز معتضد نے حکم دیا۔ کہ کتبے کا مضمون تمام بلاد مین شایع کیا جائے اور منبرون پر معاویہ کی نسبت

کلمات لعن استعمال کئے جائیں معتضد کا یہ ارادہ دیکھکر ارکان دولت نے سمجھایا کہ ایسا کرنے سے علویون کو دلیری ہو جائے گی وہ بادشاہ وقت پر خروج کرینگے اور رعایا مین فساد برپا ہو جائے، یہ سنکر خلیفہ معتضد اس قصد سے باز رہا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۲۸۹ھ مین معتضد عباسی نے انتقال کیا اور اوس کا جانشین مکتفی باللہ ہوا پھر ۲۹۵ھ مین مکتفی باللہ نے رحلت کی اور مقتدر باللہ خلیفہ ہوا اور ۳۱۰ھ مین ابو جعفر ابن جریر طبری کی تاریخ کبیر اتمام کو پہونچی اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۳۱۰ھ مین ابو جعفر بن جریر طبری نے بغداد مین انتقال کیا جو کتاب خدا کے حافظ۔ علم قرأت کے عارف۔ اخبار صحابہ و تابعین وغیرہم کے جاننے والے اور فقیہ و مجتہد وقت تھے۔ اونکی تاریخ مشہور ہے اور اونکی تفسیر کے مثل مین کوئی دوسری تفسیر نہین لکھی گئی نیز اصول فقہ اور فروع مین بھی اونکی تالیفات کثرت سے ہین اور ۳۱۱ھ مین محمد بن زکریا رازی نے رحلت کی جو مشہور طبیب تھے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۳۲۰ھ مین مقتدر باللہ مقتول ہوا اور قاہر باللہ کی بیعت کی گئی اور ۳۲۱ھ مین ابو جعفر طحاوی فقیہ حنفی نے وفات پائی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۳۲۲ھ مین قاہر باللہ تخت خلافت سے علحدہ ہوا اور

وفي سنة تسع وثمانين ومائتين توفي المعتضد بالله و بويع المكتفي بالله وفي سنة خمس وتسعين ومائتين توفي المكتفي بالله وثلث مائة ... ابي جعفر الطبري ... تاريخ ابي الفداء قال وفي سنة عشر وثلث مائة توفي ابو جعفر محمد بن جرير الطبري ببغداد وكان حافظا لكتاب الله عارفا بالقراءات ... من المجتهدين وكان فقيها عارفا بالتاويل ... الصحابة والتابعين ومن بعدهم وله التاريخ المشهور في التفسير لم يصنف مثله وله في اصول الفقه وفروعه كتب كثيرة وفي سنة احدى عشرة وثلث مائة توفي محمد بن زكريا الرازي الطبيب المشهور وفي تاريخ ابن الوردي قال وفي سنة عشرين وثلث مائة قتل المقتدر ... القاهر بالله وفي سنة احدى وعشرين وثلث مائة توفي ابو جعفر الطحاوي الفقيه الحنفي وفي تاريخ ابي الفداء قال وفي سنة اثنتين وعشرين وثلث مائة خلع القاهر بالله

لوگون نے راضی باللہ کی بیعت پر اجتماع کیا۔ پھر ۳۲۹ھ مین راضی باللہ نے رحلت کی اور لوگ متقی للہ کی بیعت پر مجتمع ہوئے۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ ۳۳۳ھ مین متقی للہ کے بعد مستکفی باللہ عباسی مسند خلافت پر بیٹھا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۳۳۴ھ مین مستکفی باللہ خلافت سے دستکش ہوگیا اور لوگون نے مطیع للہ کی بیعت کی اور ۳۵۳ھ مین متنبی شاعر اور اوس کے بیٹے کو اعراب نے قتل کرڈالا اور جو کچھ اون دونون کے پاس تھا لوٹ لیا اور ۳۵۵ھ مین ابو الفرج اصفہانی مؤلف کتاب آغانی کا انتقال ہوا اور ۳۶۳ھ مین مطیع عباسی نے سلطنت سے کنارہ کشی کی اور لوگون نے طائع للہ کی بیعت پر اتفاق کیا۔

اور حبیب السیر مین ہو کہ ۳۶۱ھ مین طائع للہ کے بعد قادر باللہ خلیفہ ہوا۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۳۸۵ھ محدث دارقطنی نے انتقال کیا۔

تاریخ کامل مین سلسلۂ واقعات ۳۸۹ھ مذکور ہو کہ اسی سال باشندگان باب بصرہ نے چھبیسوین ذی الحجہ کو زینت اور خوشی کا دن قرار دیا اور ۱۸ محرم کو رنج و غم کا روز مقرر کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ کے شیعہ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر کی خوشی کرتے تھے اور عاشورائے محرم کو روز غم و ماتم سمجھتے تھے جیسا کہ مشہور ہے۔ پس باب بصرہ والون نے شیعون کے مقابلے مین عید غدیر کے آٹھوین دن عید غار

(marginal notes, partly legible) ابن الوردی ... خلافت ... سنة اربع و ثلاثین ... المستکفی ... المطیع ... المتنبی الشاعر وابنه ... ابو الفرج الاصفهانی صاحب کتاب الاغانی ... الطائع ... حبیب السیر ... القادر ... الدارقطنی الحافظ ... الکامل ... ذی الحجة ... یوم عاشوراء ... یوم الغدیر

هو یوم عاشوراء من الماتم والنوح واظهار الحزن ما هو مشهور فعمل اهل باب البصرة فی مقابل ذلک بعد یوم الغدیر ثمانیة ایام مثلهم

وقالوا هو يوم فضل النبي ... وانه يوم بكر الى الغار ... عاشوراء ... مثل مقتل مصعب ... قال ابو الفدا ... وفي سنة اثنتين وتسعين ... محمود بن سبكتكين بلاد الهند ... فغنم وسبى واستولى وعاد ... الى غزنة سالما ... حبيب السير ... ابو اسحق الثعلبي ... ايام مثل ما يعملون

مقرر کی اور کہا کہ اِسی دن رسول اللہ کے ساتھ حضرت ابو بکر غار میں داخل ہوئے ہیں اور عاشورائے محرم کے آٹھویں دن رنج وغم کی تقریب قرار دی اور کہا کہ اسی دن مصعب بن زبیر قتل ہوئے ہیں۔

تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ ۳۹۲ھ میں سلطان محمود سبکتگین نے بلادِ ہند پر لشکر کشی کی اور کثیر غنیمت حاصل کر کے صحیح وسلامت واپس گیا۔

اور حبیب السیر میں ہے کہ ۴۲۱ھ میں ابو اسحٰق ثعلبی نے وفات پائی جو اکابر مفسرین میں سے تھے۔ نیز اسی سال قادر باللہ عباسی کی وفات کے بعد قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔

تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۴۲۱ھ میں سلطان محمود سبکتگین نے انتقال کیا اور ۴۲۸ھ میں شیخ الرئیس بوعلی سینا نے وفات پائی جنھوں نے دس برس کے سن میں قرآن ختم کر کے ۱۸ سال کی عمر میں حکمت اور اقلیدس اور مجسطی اور طب کے علوم وفنون میں کمال حاصل کیا تھا۔

تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ ۴۴۷ھ میں ما بین شافعیہ وحنابلہ بسم اللہ بجہر کہنے اور نماز صبح میں قنوت پڑھنے کے متعلق فساد برپا ہوا (حنابلہ بسم اللہ بجہر اور قنوت پڑھنے کے مخالف تھے)۔

مؤرخ ابن الوردی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ ۴۵۸ھ میں محدث بیہقی نے

... قال وفي سنة احدى وعشرين واربعمائة توفي السلطان محمود بن سبكتكين ... القائم بامر الله ... وفي تاريخ ابن الوردي ... وفي سنة ثمان وعشرين واربعمائة توفي الرئيس ابو علي بن سينا البخاري ختم القرآن وهو ابن عشر سنين وقرأ الحكمة وحل اقليدس والمجسطي والطب وهو ابن ثمان عشرة سنة قال ابو الفدا وفي سنة سبع و اربعين واربعمائة وقعت الفتنة بين الشافعية والحنابلة ببغداد ... على الشافعية بالجهر بالبسملة والقنوت بالجهر ... وفي تاريخ ابن الوردي قال وفي سنة ثمان وخمسين واربعمائة توفي ابو بكر احمد البيهقي۔

رحلت کی جو فن حدیث کے امام سمجھے جاتے تھے اور ۴۶۳ھ میں خطیب بغدادی کا انتقال ہوا جو حافظ شرق کہے جاتے تھے۔ نیز ابن عبد البر صاحب استیعاب بھی اسی سال فوت ہوئے جن کا لقب حافظ غرب تھا۔

حبیب السیر میں ہے کہ ۴۶۷ھ میں قائم عباسی نے دار آخرت کی راہ لی اور مقتدی باللہ خلیفہ ہوا۔

اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۴۶۸ھ ہجری میں ابو الحسن واحدی مفسر نے وفات پائی۔

حبیب السیر میں ہے کہ ۴۸۷ھ میں مقتدی باللہ کے فوت ہونے پر اوسکا فرزند مستظہر باللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۵۰۵ھ میں علامہ غزالی کا انتقال ہوا۔

حبیب السیر میں ہے کہ ۵۱۲ھ میں مستظہر عباسی کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا مسترشد باللہ خلیفہ ہوا اور مرآۃ الجنان یافعی میں ہے کہ ۵۱۸ھ میں حسن بن صباح صاحب قلعہ الموت نے دنیا سے رحلت کی۔ اور میزان الاعتدال ذہبی ولسان المیزان ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ علامہ غزالی کتاب سر العالمین میں لکھتے ہیں کہ میں نے حسن بن صباح کے حالات اوسوقت مشاہدہ کئے جب وسنے زیر قلعہ الموت زہد اختیار کیا تھا اور اہل قلعہ اس بات کے متمنی تھے کہ

حسن اون کے پاس قلعہ پر صعود کرے۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ (بالآخر) ساکنان حصار الموت حسن بن صباح کو قلعہ مین لائے اور وہ تھوڑے ہی زمانے مین ممالک رودبار و قہستان کا مالک ہوگیا

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حسن بن صباح نے ماہ شعبان ۴۸۳ھ مین قلعہ الموت پر صعود کیا۔

حبیب السیر مین ہے کہ سنہ ۱۵۵ھ مین مسترشد باللہ کے بعد اوس کا بیٹا راشد باللہ خلیفہ ہوا۔ پھر راشد باللہ کے مرنے پر مقتفی لامر اللہ نے عنان خلافت اپنے ہاتھ مین لی اور اُسکے بعد سنہ ۵۵۵ھ مین مستنجد باللہ خلیفہ ہوا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۵۶۱ھ مین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے بمقام بغداد انتقال فرمایا۔

صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ سنہ ۵۷۶ھ مین خلیفہ مستنجد نے اس جہان کو وداع کیا تو مستضئ بنور اللہ خلیفہ ہوا اور اسکے بعد ناصر الدین اللہ مسند خلافت پر بیٹھا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۵۸۸ھ مین شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر فوج کشی کی۔

اور حبیب السیر مین ہے کہ سنہ ۶۲۲ھ مین ناصر الدین اللہ نے انتقال کیا اور ظاہر باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ۶۲۳ھ مین ظاہر نے بھی وفات پائی تو اعیان سلطنت نے

مستنصر باللہ کی بیعت کی۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۶۴۰ھ مین مستنصر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اوسکا بیٹا مستعصم باللہ خلیفۂ بغداد ہوا جو خاندان عباسیہ کا سینتیسوان اور آخری بادشاہ تھا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ اوائل ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان والی تتار نے لشکر کشی کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا۔ نیز حبیب السیر مین ہے کہ بالآخر عباسیوں کی شمع سلطنت ہلاکو خان کے ہوائے اقبال سے بجھ گئی اور مستعصم کے بعد پھر عباسیون مین سے کوئی شخص لوائے خلافت کو بلند نہ کرسکا۔

بیعت نزد مستنصر باللہ

قال ابن الوردی فی سنۃ اربعین وست مائۃ توفی المستنصر باللہ وقلد الخلافۃ ابنہ عبد اللہ المستعصم باللہ وهو السابع والثلاثون … ملخصا

قال ابو الفدا اوائل سنۃ ست وخمسین وست مائۃ قصد هلاکو ملک التتار بغداد وملکها وقتل الخليفة المستعصم باللہ ملخصا

در حبیب السیر است که بالآخر شمع دولت عباسیان … هلاکو خان … از مستعصم کسی از عباسیان لوای خلافت … نگردانید

بایع المستنصر باللہ ... قال ابن الوردی فی سنۃ اربعین وستمائۃ توفی المستنصر باللہ وقلد الخلافۃ ابنہ المستعصم [illegible] وھو آخر خلفاء بنی العباس [illegible] قال ابو الفداء فی اوائل سنۃ ست وخمسین وستمائۃ قصد ھلاکو ملک التتار بغداد وملکھا وقتل الخلیفۃ المستعصم باللہ [illegible] و در حبیب السیر است کہ بالآخر شمع دولت عباسیان [illegible] ھلاکو خان [illegible] مستعصم [illegible]

مستنصر باللہ کی بیعت کی ۔

اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۶۴۰ھ میں مستنصر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اوسکا بیٹا مستعصم باللہ خلیفۂ بغداد ہوا جو خاندان عباسیہ کا سینتیسواں اور آخری بادشاہ تھا ۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ اوائل ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان والی تتار نے لشکر کشی کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا ۔ نیز حبیب السیر میں ہے کہ بالآخر عباسیوں کی شمع سلطنت ہلاکو خان کے ہوائے اقبال سے بجھ گئی اور مستعصم کے بعد پھر عباسیوں میں سے کوئی شخص لوائے خلافت کو بلند نہ کر سکا ۔

